

وَقَدْ أَهْلَكَ اللَّهُ عَالَمًا
وَالْأَمْرُ لِلَّهِ وَالْكَوْنُ لِلَّهِ
(القرآن ۳: ۶۵)

www.KitaboSunnat.com

یہودیت و مسیحیت

ڈاکٹر احسان الحق رانا

مسئلہ کثافت
محمد نگر لاہور ۵



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

قُلْ يَا هَلْ أَكْتَبُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
 کہو۔ اے اہل کتاب آؤ اس کلمہ پر ہمیں جو سوائے اور تمہارے درمیان مشترک ہے
 (القرآن ۲: ۲۵۰)

یہودیت و مسیحیت

مذہبِ اہل کتاب کی حقیقت

ڈاکٹر احسان الحق رانا

ایم ایس سی (آنرڈ)، پی ایچ ڈی (پنجاب)، ایم ایس (کولمبیا)

www.KitaboSunnat.com

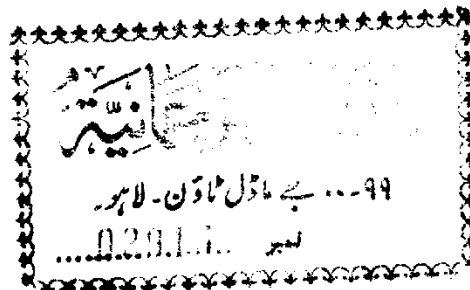
مسلم اکادمی

۱۸۔ محمد نگر، علامہ اقبال روڈ - لاہور۔ ۵

بتعاون :- صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا - نشروڈ - کراچی

کتاب : یہودیت و مسیحیت
 سائز : ۲۳ × ۳۶
 صفحات : ۱۶
 تاریخ اشاعت : محرم الحرام ۱۴۰۲ھ
 نومبر ۱۹۸۱ء

ناشر : مسلم اکادمی
 ۱۸۔ محمد نگر علامہ اقبال روڈ لاہور
 بتعاون : صدیقی ٹرسٹ
 نسیم پلازا۔ نشتر روڈ
 چوک سبیلہ کراچی
 طابع : زاہد بشیر پرنٹرز لاہور
 قیمت : چالیس روپیہ
 (خاص جلد - ۲۵/-)



مسیحیت و یہودیت

البواب

پیش لفظ : حافظ نذرا احمد

عرض حال : مصفت

- ① بائبل کی کتابیں ۲۱
 - ② بائبل کی ترتیب تدوین ۲۸
 - ③ آسمانی کتابیں ۳۰
 - ④ کتب عبد عتیق کا جائزہ ۴۰
 - ⑤ یہودی اور مسیحی اقوام ۹۴
 - ⑥ تاریخ بنی اسرائیل ۱۱۳
 - ⑦ بائبل میں مذکور نسب نامے ۱۳۶
 - ⑧ اسرائیل کی حکومت اور سامری ۱۵۲
 - ⑨ یہود کی تاریخ کے تین دور ۱۶۹
 - ⑩ حضرت مسیح کا حسب نسب ۲۰۱
 - ⑪ حضرت مسیح کی پیدائش ۲۱۴
 - ⑫ حضرت مسیح کے شاگرد اور رسول ۲۲۱
 - ⑬ مصلوبیت مسیح ۲۵۵
 - ⑭ ابن اللہ اور تثلیث ۲۸۹
 - ⑮ کفارہ کا عقیدہ ۳۱۵
 - ⑯ بائبل کے تضادات و تحریفات ۳۲۴
 - ⑰ مسودہ کتاب پر مسیحی علماء کے تبصرے ۳۲۴
- ۳۸۱ : اشاریہ :
- ۳۹۶ : کتابیات :

یہودیت و مسیحیت گوشوارے اور ضمیمے

کتب عہد عتیق
کتب عہد جدید
مصر میں اسرائیل کا ورود
بنی اسرائیل کے اعداد و شمار
شاہان یہوداہ، شاہان اسرائیل
شاہان یہوداہ و شاہان یہوداہ کی تحت نشینی کے تضادات
شاہان یہوداہ، بعد شاہان بنی اسرائیل کے تضادات
شاہان بنی اسرائیل بعد شاہان یہوداہ تحت نشینی کے تضادات
شاہان اسرائیل بعد شاہان یہوداہ کے تضادات
حضرت یعقوب (اسرائیل) کا نسب نامہ
سرایاہ کاہن کے نسب نامے
یسوع مسیح اور شاہان یہوداہ کے نسب ناموں کے تضادات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم الامین و علی آلہ و صحبہ اجمعین الی یوم الدین
کتاب کیا ہے؟ اور کتاب میں کیا ہے؟ ایک حد تک اس کے نام سے ظاہر ہے لیکن
ایک قاری کو یہ بات عجیب محسوس ہوگی کہ سائنس کے ایک عالم نے تقابل ادیان پر کتاب
کیسے لکھ دی۔ اس لئے روش عام سے ہٹ کر کتاب کے بجائے پہلے صاحب کتاب کے
بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

صاحب کتاب

پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا ایک کم آمیز اور کم گو، لیکن پرنولیس اور صاف گو انسان
ہیں میں نے اپنے تعارف کی مختصر مدت میں محسوس کیا ہے کہ وہ اصولوں پر سودا بازی
کرنے والے زمانہ ساز افراد میں سے نہیں۔ مسلسل محنت اور مشقت کے عادی ہیں
ہر کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے ہیں اپنے فن میں فرد و حید ہونے کے باوجود معیار
نچار مانوہار، انجینیئر اور ایک عام مزدور کا کام پوری ہمارت سے انجام دے سکتے ہیں
چھیا سٹھ سال کی عمر میں بھی جوانوں کے حوصلہ سے کام کرتے ہیں۔

علمی قابلیت کے اعتبار سے وہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم ایس سی (کیمسٹری) اور پی ایچ
ڈی ہیں۔ کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) سے ایم ایس (زیوٹریشن) کی سند حاصل کر چکے ہیں۔
گریسا سائنس ان کا موضوع ہے اور غذائیات و صحت ان کے خصوصی فنون ہیں۔ انہوں نے
اپنے خاص موضوع پر کئی درجن مضامین ناؤ قلم لکھے ہیں۔ قومی سائنس کانفرنسوں میں
شرکت کی ہے متعدد بین الاقوامی سائنس کانفرنسوں میں مقالات پڑھے ہیں اور ملک عزیز
کی مسائذگی کہ ہے اپنی اس فنی ہمارت کے اعتبار سے وہ ملک کے چہرہ منتخب
افراد میں سے ہیں باری عمر چوٹی کے کالجوں میں سائنس اور غذائیات و صحت کے مضامین
کے معلم و محقق رہے ہیں۔

صاحب کتاب سے میرا تعارف

اکتوبر ۲۰۰۸ء کی کوئی تاریخ تھی کہ مجھے محترم شہد منصور الزمان صدیق صاحب کا گرامی

نامہ کراچی سے ملا۔ انہوں نے لکھا کہ تمہارے پسندیدہ موضوع پر لاہور کے ڈاکٹر احسان الحق رانا صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے اس کے مسودہ کی ایک نقل اُن سے منگوا کر مطالعہ کر لیں۔ میں نے ان سے تمہارا تعارف کرا دیا ہے۔ میں ابھی خط لکھنے کی بات سوچ رہا تھا کہ ایک رجسٹرڈ پکیٹ ادارہ تحقیق مذاہب ”گلبرگ“ لاہور سے وصول ہوا۔ اس میں مذاہب اہل کتاب کی حقیقت کا مسودہ موجود تھا۔ سرسری پڑھ کر ہی بندہ اس کے مندرجات اور جمع کردہ مواد سے بے حد متاثر ہوا۔ اپنے تاثرات پر مبنی خط اولین فرصت میں لکھ کر ڈاکٹر صاحب کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا خط کے چند جملے یہ تھے۔

”یوں غلطانہ رائے یہ ہے کہ آپ کی یہ کوشش حد درجہ مفید اور نہایت سودمند ہے اس کے مطالعہ سے عام قاری، ادیب و مصنف اور تعاقب ادیان کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات یکساں طور پر فائدہ حاصل کر سکیں گے۔“

اس کے علاوہ خط میں کچھ ذاتی مشورے اور تجاویز بھی تھیں جن کا ذکر یہاں بے محل ہو گا ان دنوں بندہ صاحب فراش تھا اور چلنے پھرنے سے معذور تھا ڈاکٹر صاحب نے ٹیلیفون پر خط کی وصولی کی اطلاع دی میرے لئے ان کی آواز اجنبی تھی لیکن اس نے محبت اور خلوص ضرور متضح تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کسی دن وہ خود مزاج پرسی اور تفصیلی گفتگو کے لئے تشریف لائیں گے۔ اشتیاق دید میں کئی مہینے گزر گئے لیکن نا دیدہ فاضل مؤلف کتاب کی ملاقات سے محرومی رہی۔ اس دوران میں نے کئی علم دوست اصحاب سے کتاب کا ذکر کیا ہر ایک نے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی۔

برقی خبر

ایک دن اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ یہ سیورٹھا یا تو دوسری طرف ڈاکٹر رانا صاحب تھے میں نے عیبک سبیک کے بعد اس کامیاب تالیف پر اہتیں مکر مبارک باد دی اور ایک زبان میں ہی عرض کیا کہ فلاں فلاں فاضل درست کتاب کے مطالعہ کا شدید اشتیاق رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ سن کر ڈاکٹر صاحب نے دھیمے سے فرمایا غالباً آپ کو میرا حال معلوم

ہیں اس کتاب کے نتیجے میں اس من و سال اور بیسویں اعلیٰ گریڈ کی سرکاری ملازمت کے باوصف
تھانہ کی حوالات اور جلی کی کوٹھڑی کی سیر کر آیا ہوں ہتھکڑی پہن کر کچھری کا گشت بھی کیا ہے
دو ہفتوں کے بعد عدالت عالیہ نے عارضی ضمانت منظور کی ہے رہا کتاب کا مسودہ
وہ طباعت سے قبل ہی حکومت پنجاب نے ضبط قرار دے دیا ہے۔

یہ سن کر مجھ پر سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں بستر پر دراز تھا اطمینان چلنے پھرنے
سے منہائی کی ہوئی تھی لیکن اب خاموش پڑے رہتا مروت کے خلاف تھا اس حال میں اس
ناویدہ فاضل علم دوست کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے جو کچھ ہو سکا کیا — اب
آگے کی کہانی مولینا ملک عبدالرؤف صاحب خطیب آسٹریلیا مسیحی کی زبانی سنئے۔

مولینا ملک عبدالرؤف کی زبانی

۳۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کو ایک مسیحی معالج امراض جسمانی ڈاکٹر ایل پریٹ
اسلام آباد سے دور دراز کا سفر کر کے تھانہ سول لائسنز لاہور آئے دگوا انہیں
اسلام آباد میں یا راستہ میں کوئی اور تھانہ ہی نہ ملا۔ اور انہوں نے ڈاکٹر احسان الحق
رانہ صاحب کے خلاف ایک بے سرو پا ریپٹ (F.O.R) تھانہ
سول لائسنز لاہور میں درج کرائی کہ اس کتاب سے ان کے جذبات مجروح ہوئے
ہیں (حالانکہ یہ محض مسودہ تھا جو تا حال چھپا نہ تھا اور نہ ہی ڈاکٹر پریٹ
کو بھیجا گیا تھا) پریٹ صاحب نے یہ الزام بھی لگایا کہ یہ کتاب سرکاری کاغذ
پر سرکاری ادارے بنا چھپی ہے اور سرکاری خرچ پر ہی لوگوں کو بھیجی گئی ہے
دھرت پے کہ اسلام آباد میں بھیجے ہوئے کس دور میں یا کس باطنی عمل سے
انہوں نے یہ جان لیا اور اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ ایک
اعلیٰ گریڈ کے سرکاری ملازم کے خلاف اسلام آباد میں رہنے والے ایک
پرائیویٹ آدمی کی بات پولیس نے کیسے مان لی؟

اسی دن سرکاری مشینری حرکت میں آگئی اور کسی عالم یا سرکاری اسلامی
تحقیقاتی ادارے سے بھی کتاب کے مندرجات کے بارے میں تحقیقات
کرائے بغیر اور کالج کے پرنسپل کے علم کے بغیر والدائی شروع ہو گئی۔ جو
بیسویں گریڈ تو کیا ایک معمولی سرکاری عہدیدار کے سلسلے میں بھی مروجہ قانونی

طریقہ کار کے یکسر خلاف تھی۔

۳۔ دسمبر کی رات کو ہی ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کے خاں کاڈے کے ذریعے ڈاکٹر رانا صاحب کو ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب کا نوٹس بھیجوا یا گیا کہ وہ ۶۔ دسمبر کو ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب کے سامنے پیش ہوں اور وجہ بیان کریں کہ کیوں نہ ان کی کتاب ضبط کی جائے کہ اس کے مندرجات قابل اعتراض، دلآزار اور منافرت انگیز ہیں (نوٹس مذکورہ میں جن صفحات کو قابل اعتراض قرار دیا گیا۔ انسوس ہے کہ ان میں وہ صفحات بھی شامل کر دیئے گئے جو خاص طور پر قرآنی آیات کے حوالوں پر مبنی ہیں، اور ان میں کسی طرح بھی کسی شخص یا دوسرے کسی مذہب کا ذکر نہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نوٹس دیتے وقت مقالے کو سرے سے ایک نظر بھی نہیں دیکھا گیا ورنہ قرآن مجید کو قابل ضبطی ظاہر نہ کیا جاتا)

گرفتاری اور ضمانت

۴، ۵ دسمبر کی درمیانی شب ۱۲ بجے کے بعد اچانک پولیس ڈاکٹر صاحب موصوف کی رہائش گاہ پر پہنچی گویا رات کی تاریکی میں کسی معذور مجرم کو گرفتار کرنا ہے، بلا وارنٹ گھر اور دفتر کی تلاشی اور تمام متعلقہ کاغذات قبضہ میں کر کے پروفیسر رانا صاحب کو تھانہ سول لائنز میں بند کر کے گھر والوں کو بے خبر رکھا۔

۴ کتاب کو داکڑا کر گیا اس طرح مسیحی اور ذاتی پیشہ دارانہ رقابت کی شرمناک خلاف اسلام مذموم سازش کا ایک حصہ ناکام ہو گیا، ناجائز اور بے بنیاد مقدمہ بھی حکومت نے واپس لے لیا — لیکن اس قدر ذہیت، ذہنی کوفت اور نقصان کی تلافی؟

ملازمت سے بطرفی

اس قضیے کا ایک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اسی دوران میں پروفیسر احسان الحق رانا صاحب کو ان کی اصلی ملازمت سے بطرف کر دیا گیا موصوف

ملک کے معروف ماہر غذائیات ہیں وہ ملکی اور غیر ملکی اعلیٰ ترین اسناد کے حامل ہیں جن کی بنیاد پر عالمی تنظیم صحت (WHO) نے انہیں بیرون ملک عالمی ادارے کے تحت ملازمت کی پیش کش کی تھی پر دینسر صاحب موصوف کے کئی تحقیقی مقالے ملکی اور غیر ملکی جرائد میں چھپ چکے ہیں اور مقالے پڑھے جا چکے ہیں اپنے فن میں وہ منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔

ڈاکٹر رانا صاحب کے علاوہ پاکستان کے واحد ادارہ خفایان صحت (کالج آف کیمونٹی میڈیسن) لاہور میں علم الاغذیہ و صحت (نیوٹریشن) کے پروفیسر کی آسامی کے لئے ملک میں کوئی دوسرا کو ایفاٹ شخص نمل سکے کی بنا پر حکومت پنجاب نے ریٹائرمنٹ کے بعد انہیں دوبارہ دو دو سال کی مدت کے معاہدے پر ملازمت دی لیکن اس قبیضے کے دوران ہی بلا کوئی وجہ تباہی اور بلا کسی فحشی جواز کے انہیں برطرفی کا حکم دے دیا گیا۔ بعد میں غالباً مسیحی ڈاکٹر پیٹرک کے اصرار پر حکومت پنجاب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے خلاف حکمانہ تحقیقاتی کارروائی بھی کی حکومت کے افسر دیکار خاص نے تحقیقات کے بعد ڈاکٹر رانا صاحب کے خلاف لگائے گئے الزامات سے انہیں یکسر بری قرار دے دیا ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس ساری کارروائی کے بعد بھی انہیں ملازمت پرواپس نہ بلایا گیا۔

گویا یہ ہے اس گراں قدر دینی، تحقیقی اور علمی خدمات کا صلہ! ۵۔ دسمبر کی شام کو جیل میں ڈال دیا گیا (جبکہ خود ہوم سیکرٹری نے ۶ دسمبر کو اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم دے رکھا تھا)۔

ڈاکٹر موصوف کے عزیز دل نے بار بار ضمانت کی کوشش کی، لیکن مانت عدالت نے کوئی شنوائی نہ کی دگوا وہ دینی اور علمی کتاب لکھ کر قتل جیسے جرم کے مرتکب ہوئے ہیں جو جرم ناقابل ضمانت ہے بلاغ فرمائی کورٹ لاہور سے رجوع کرنے پر ۱۵ دسمبر کو بعدی ضمانت پر رہائی نصیب ہوئی اور وہ بھی اس طرح سے کہ رہائی سے قبل مجرموں کی طرح بیسیوں گریڈ کے ایک نامور محقق ۶۵ سالہ پروفیسر کو جھکڑی لٹا کر مجسٹریٹ

کی عدالت میں پیش کیا گیا تھا؟ انا اللہ وانا الیہ راجعون

کتاب کی ضابطی اور واگزارری

فاضل مصنف کی بات سننے بغیر انہیں جیل کی چار دیواری میں بند کر کے حکومت نے یک طرفہ طور پر کتاب کی ضابطی کے احکام جاری کر دیئے ، جو تاریخ برصغیر پاک و ہند میں ایک منفرد مثال ہے کہ کسی ایسی کتاب کو اس طور ضابطہ کیا گیا ہو۔

یہ المناک حادثہ کسی طور پر علمائے کرام اور اصحاب فکر و نظر کے علم میں آ گیا اور اس سے ایک سبجائی کیفیت پیدا ہو گئی۔ یکم جنوری ۱۹۸۱ء کو جملہ مکاتب فکر کے علماء کرام اور مختلف سماجی اور دینی تنظیموں کے زعماء مجلس تحفظ اقدار اسلامی کے تحت جمع ہوئے اور انہوں نے متعدد فوری اقدامات کے فیصلے کئے۔

ایک خصوصی وفد گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور گورنر صاحب موصوف نے اصل کوائف سے آگاہ ہونے پر فوراً ہوم سیکرٹری اور اے آئی جی حکومت پنجاب کو حکم دیا کہ کتاب کی ضابطی وغیرہ کی کارروائی کا عدم قرار دی جائے۔

چنانچہ ۸ جنوری کو کتاب کی ضابطی کے حکم کی منسوخی کا پروانہ جاری کر کے حالانکہ بریت کی باقاعدہ اطلاع گورنر پنجاب نے ڈاکٹر رانا صاحب کو بھیجوائی ہوئی ہے۔

سائنس سے تعاقب ادیان کی طرف

محترم مولانا ملک عبدالرؤف صاحب کا بیان پڑھنے کے بعد یہی قارئین کرام اپنے سوال کا جواب ضرور چاہیں گے کہ چالیس یا پچاس سال سائنس پڑھتے پڑھتے تحقیقات میں منہک اور غذائیت و صحت پر مسلسل مضامین اور مقالات جات لکھتے اور دوسروں کو لکھاتے رہنے کے بعد ڈاکٹر صاحب اس طرف کیسے آ گئے؟

خود بندہ نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے یہی سوال کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا چند سال قبل دوسرے لاکھوں ٹیلیفون ہولڈرز نے پاکستانیوں کی طرح میرے نام بھی امریکہ سے

کتاب کے ابواب اور ضمیموں کی فہرست سے، نیز ذیلی عنوانات کی طویل فہرست سے کتاب کے مندرجات کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے اور کتاب کے تعارف کے طور پر مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہتی لیکن کچھ نہ لکھنا کتمان حق کہ برابر ہو گا۔

کتاب اول سے آخر تک بائبل مقدس اور دیگر ثقہ مسیحی کتب کے اقتباسات سے پُر ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ کتاب تالیف سے زیادہ مجموعہ اقتباسات ہے جن کی تعداد کم و بیش پانچ سو ہے ڈاکٹر صاحب نے اپنی طرف سے باعموم چند تمہیدی کلمات لکھنے پر اکتفا کیا ہے یا چند سطر پر تجزیہ کیا ہے ایک سائنس کے آدمی ہیں ساری عمر سائنسی تحقیقات اور اس کی درس و تدریس میں گزری ہے آرسٹس سے کبھی تعلق نہیں رہا جو کچھ لکھا وہ سب انگریزی زبان میں لکھا اور دو زبان میں طبع آزمائی کا بہت کم موقع ملا اس لئے اگر عبارت میں کہیں جھول نظر آئے یا فقروں کی بندش کسی جگہ ڈھیلی ہو تو اس کے لئے وہ معذور ہیں امید ہے قارئین کرام ان کے اس عذر کو معقول تصور کر س گئے اور اعلاط کی نشاندہی فرما کر عبداللہ ماجور و عند الناس ممنون ہوں گے۔

۲۸ اگست ۱۹۸۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض حال

(مصنف)

یہودیت و مسیحیت پر لکھنا خالصتاً ایک نئی اور تحقیقی کام تھا جسکا ذمہ داری کیا تھا ہنا ازلہ میں ہر دوری تھا۔ یہی وجہ ہے حرف کثیر سے ذاتی کتابیں خریدی گئیں ان کی فہرست کتابیات کے گوشوارے میں درج ہے، انہیں اور دیگر متعلقہ کتابوں کا بغیر عین مطالعہ کرنے پر کم دہش چھ برس کا عرصہ لگا یہ کام پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ لکھنے سے زیادہ محنت طلب تھا کہ مشرق میں ادیان و عقائد کی تحقیق کو مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کا سبب قرار دینا مشکل بات نہیں ہے، جیسا کہ مسیحیوں نے بعد میں کیا۔ انتہا تو یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ کے پیدائشی الہامی نام یسوع کی نسبت سے مسودے میں انہیں یسوعی لکھا گیا تو انہوں نے براہنایا اس لئے کتاب میں اب یسوعی سے مراد حضرت مسیح کے حقیقی پیروکار ہیں مسیحیت کے پیروکار نہیں۔

مصنف نے اپنے تحقیقی مطالعے سے اخذ کردہ جائزہ پیش کرنے سے مشنریوں کا سا غیر حقیقی و انداز اختیار نہیں کیا۔ وہ کسی مقصد کے پیش نظر تحریروں کو مکمل طور پر پیش کرنے کی بجائے سیاق و سباق سے چند فقرے بلکہ اکثر ایک آدھ جملہ الگ الگ کر کے مقصد برآری کے مضامین بنا دیتے ہیں مثلاً کہ نمونہ از خبروارے کے مصداق ان کے ایک تبلیغی پمفلٹ پر آتی اور نئی زندگی میں خدا کا فضل کے ظاہر کرنے کا ارادہ کے عنوان کے تحت بلا دلیل و تشریح اس قسم کے فقرے درج ہیں :

۱۔ خدا نے ابراہام سے کہا تیری نسل کے وسیلہ سے (وہ مسیح ہے گلیتوں ۴: ۳) زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی۔ پیدائش ۲۲: ۱۸۔ (۲) اگرچہ تمہارے گناہ قریبی ہوں۔ وہ برن کی مانند سفید ہو جائیں گے اور ہر چند وہ امروانی ہوں اُن کی مانند اُچھے ہوں گے۔ یہ سب ۱: ۱۸ اور (۳) شریعت کے اعمال سے کوئی بشر راستہ باز نہ ٹھہرے گا۔ گلیتوں ۲: ۱۶۔

مصنف نے کتاب لکھنے میں سائنسی طریقہ اختیار کیا ہے کہ بائبل اور دیگر متعلقہ کتابوں کے مندرجات کو مستند بنانے کے لئے مکمل اقتباسات بروئے مکمل حوالہ جات لکھے ہیں تاکہ شک و ابہام نہ رہے نیز مسیحیوں کی طرح گنجلک طرز تحریر سے قاری کو الجھانے سے اصرار کیا گیا ہے اپنی بساط کے مطابق سادہ طرز تحریر اختیار کیا گیا ہے تاکہ عام قاری بھی سمجھ سکے۔

کتاب پڑھ کر واضح ہوگا کہ گودین یہودیت خدا کے واحد لاشریک پر ایمان رکھنے کا مذہب ہے اور یہودی حضرت مسیح سے قبل تشریفات لانے والے بیوں کو سچا مانتے ہیں لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ خدا صرف اسکی چنی

ہوئے قوم اسرائیل ہی کا خدا ہے یہ درست ہے کہ نبی امرئیل کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا لیکن یہ قوم ہمیشہ نافرمان اور احسان فراموش رہ کر خدا کے عذاب میں مبتلا ہوتی رہی اور اصلاح کے لئے نبیوں کا نزول ہوتا رہا۔ حضرت مسیح اسی طرحی میں منسلک ہیں کہ ان کی آمد کا مقصد صرف یہود کی اصلاح تھی۔

یہودیوں کی بائبل یعنی تہذیبی میں چند ایسی کتابیں ہیں جن کی تصنیف پیغمبروں کے ساتھ منسوب کی گئی ہے۔ ان کتابوں میں کلام الہی لکھا جاسکتا ہے جبکہ دیگر کتابیں بیشتر من گھڑت قصے کہانیوں پر مبنی ہیں۔ یہودیت و مسیحیت کے مطالعے سے قارئین حیران بلکہ پریشان ہوں گے کہ بائبل میں یہودیوں نے جن نبیوں کو زیادہ برگزیدہ قرار دیا ہے۔ انہیں جنسی گناہوں میں ملوث کر کے پیش کر رکھا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسحاقؑ علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کا بیٹا یہوداہؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام قارئین پر واضح ہو گا کہ مسیحیت نے یہودیت کے لٹن سے جنم لے کر ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ کتاب عہد عتیق کو بھی الہامی مانتے ہیں ان کے علاوہ مسیحیت کے پیروکاروں کی اپنی مکھی ہوئی کتابیں عہد جدیدہ، انکو بھی وہ الہامی مانتے ہیں جبکہ ان میں کوئی ایک بھی کتاب الہامی نہیں ہے۔ انہیں حضرت مسیح کی تعلیم پر مبنی سمجھا جاتا ہے حالانکہ مسیحیت پولس مخالف مسیح یونانی مائل یہودیوں کا وضع کردہ مذہب ہے اس کی رو سے حضرت مسیح نے جو تعلیم اپنی زندگی میں دی تھی صلیبی موت پانے کے بعد زندہ ہو کر انہوں نے پولس کے ذریعے ساری کی ساری مسنون کر دی تھی۔

حضرت مسیحؑ کو گنہگار کی اولاد بنانے سے بھی مسیحی باز نہ رہ سکے۔ انہیں فخر ہے کہ وہ یہوداہ بن یعقوب کے بیٹے فارص کی نسل سے ہیں فارص یہوداہ کا اس کی بہتر سے ناجائز طور پر پیدا ہونے والا بیٹا تھا یہ اس لئے کیا گیا کہ یہودی مخلصوں پر جو کہ جب اسیری میں چلے گئے تو انہوں نے یہ عقیدہ بنالیا تھا کہ ان کے بزرگ اور عظیم ترین بادشاہ حضرت داؤد کی نسل سے ان کا نجات دہندہ ایک مسحور بادشاہ پیدا ہو گا یہووا کی مسیح موعود بنانے کی لگ و دو دیں انہیں حضرت مسیح کا شجرہ نسب فارص و حضرت داؤدؑ کے ساتھ ملانا پڑا۔ ایسا کرنے کے لئے یوسفؑ برصی نام کے ایک شخص کا فرضی کردار بھی انہیں نسب نامے میں شامل کرنا پڑا۔

مسیحیت کے پیروکاروں کے لئے سب سے بڑا المیہ یہی فرضی نسب نامہ بلکہ وہ مختلف نسب نامے ہیں۔ کہ یسوع کو اگر خدا کا بیٹا بنا دینا تھا تو ان کی ساری عظمت رائیگاں ہو گئی کیونکہ خدا کے بیٹے کا نسب نامہ تو صرف یسوع ابن خدا ہونا چاہیئے تھا۔

کتاب بائبل میں مندرج تضاد بیانیوں فحاشی کے قصوں اور من گھڑت افسانوں سے مسیحی عوام ناواقف ہیں۔ جبکہ مسیحی علماء انہیں جاننے اور میان کرنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ مسیحیت کے بانی پولوس نے کمال ہوشیاری سے یہ عقیدہ وضع کر دیا تھا کہ شریعت کے اعمال سے کوئی راستہ باز نہیں ٹھہرے گا کہ نجات محض ایمان کیا تو منسک ہے۔ اس عقیدے کے پیش نظر عقل و فہم سے کام لے کر تحقیق و جستجو کے ذریعے بائبل کی اصلیت سے آگاہ ہونا ایمان کھو کر جہنمی بننے کے مترادف ہے جو مسیحی اس قسم کی جرأت کرے اسے مرتد و ملحد قسم کے خطابات سے نوازا جاتا ہے کوئی مسلمان اگر بائبل کی خامیوں کی طرف نشاندہی کرے تو بائبل کے ان مندرجات کو بدل کر مالدیا جاتا ہے اصل زبانوں میں بائبل کا استعمال متروک ہو جانے کے برابر ہے کہ سالہ کام تراجم سے لیا جاتا ہے انہیں جس طرح وہ چاہیں بدل دینے کو تحریف قرار نہیں دیتے۔ کتاب سے واضح ہو گا کہ ان کی عقیدہ تہمدی کی انتہا یہ ہے کہ بائبل کے پیروکار اس پر ایمان رکھنے کو بائبل میں لکھا ہوا یہ قصہ درست اور الہامی ہے کہ چالیس برس کی عمر میں باپ مر گیا تو بیالیس برس کی عمر کا سب سے چھوٹا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ بائبل میں یہ بھی مندرج ہے کہ نبی نے خدا کا کلام اپنی زبان سے نکھوایا تو اس کی موجودگی ہی میں کتاب نے اتنا ہی اور کلام خود اپنی طرف سے بڑھادیا لیکن وہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ بائبل میں تحریف ہوئی ہے۔ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت داؤدؑ اگر یہوداہ کے ناجائز بیٹے فارص کی اولاد یعنی یہوداہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے تو حضرت مسیح ان کی نسل سے نہ تھے بلکہ حضرت ہارون کے والد عمرام یا عمران کی نسل سے ہونے کی بنا پر آل عمران سے جو قرآن مجید سے بھی واضح ہوتا ہے۔

اس قسم کی تحقیقات پر مبنی مقالے کی مسودہ کاپیاں پچھلے برس مصنف نے مسیحی علماء کو اس غرض سے بھیجیں تھیں کہ وہ کسی غلط بیانی یا دلائل و اقسام کی تحریف وغیرہ کی نشاندہی کر کے تصحیح کروالیں مسودے میں کسی قسم کی خامی کی نشاندہی تو وہ نہ کر سکے، لیکن انہوں نے اپنے جواب میں اس پر غیر ذمہ دارانہ یعنی اور لاعمل قسم کے تبصرے لکھے۔ اور یہ اقدام بھی کیا کہ

مقابلہ شائع ہونے سے پیشتر ہی اسے ضبط کروا دیا جائے اور مصنف کی آواز کو ہمیشہ کے لئے دبا بھی دیا جائے چنانچہ دسمبر ۱۹۸۰ء میں نہ صرف کتاب کی ضابطی کا حکم صادر ہوا بلکہ تعزیرات پاکستان کی دفعات کے تحت جن میں رشوت رسانی قسم کی ناقابل ضمانت دفعہ شامل تھی جھوٹا مقدمہ قائم کر کے مصنف کو جیل میں بند اور ملازمت سے برخواست بھی کر دیا یہ کام انہوں نے اپنے عالمی اثر و رسوخ، اقلیت کے تحفظ کے واسطے اور مسیحیت نواز پاکستانی اہل کاروں کے ذریعے سے کیا۔

ملت اسلامیہ کے پاسبانوں کو مسیحیت کے اس وحیل کا علم ہوا تو فوراً ہی جملہ مسالک اصحاب علم و دانش نے جن میں چوٹی کے علماء و دانشور، قائدین ملت، وکلاء اور ڈاکٹر اور زندگی کے مختلف شعبوں کے افراد تھے مجتمع ہو کر مجلس تحفظ اقدار اسلامی کے قیام سے مسیحیت کے پیروکاروں اور سرپرست اہل کاروں کی سازش کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ کتاب کو واگزار اور مصنف کو قید و بند کی صعوبتوں سے آزاد بھی کر دیا۔ مصنف کو اس کا علم نہیں کہ نا انصافی کے ساتھ ملازمت سے علیحدہ کئے جانے سے اسے اتنی نونٹے ہزار روپے کا نقصان ہوا ہے کہ اس سے توفراغت بیکسر آکر مسودہ پر نظر ثانی اور مزید مطالعے سے کتاب میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔ اور ملک کے سرکردہ اصحاب علم و دانش کی حمایت اور ان سے مدد شاس ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان سوس تو اس بات کا ہے کہ سازشی اور مسیحیت نواز اسلام دشمن اشخاص پاکستان میں دنیا تے اور نوازش خزانے سے سرفراز پھرے ہیں حالانکہ حکومت نے نہ صرف جھوٹا مقدمہ دائر کیا ہے بلکہ بعد میں حکماء کا روایتی کے نتیجے میں گورنر صاحب نے مطلع کر دیا ہے کہ مصنف پر لگائے گئے سبھی الزامات جھوٹے تھے۔

مجلس تحفظ اقدار اسلامی مصنف کے کہنے سننے پر تمام مہینے ہوئی تھی کہ وہ اراکین مجلس سے شناسا بھی نہ تھا اور نہ ہی وہ ان میں کسی ایک کے پاس جا کر مدد کا طلب گار ہوا تھا اراکین مجلس نے جماعتی اور ذاتی طور پر جو کچھ بھی کیا از خود جہاں ذنی سبیل اللہ کے طرہ پر کیا تھا جس کے لئے مصنف اراکین مجلس کا از حد شکر گزار ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس بے ثوث اسلامی خدمت کا اجر عظیم دے۔ شکر گذاری کے بند بے سے ہنسپ دی اراکین مجلس کے اسمائے گرامی کی فہرست قارئین کے ملاحظہ کے لیے پیش ہے :

- (۱) مولانا محمد عبداللہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
 - (۲) مولانا محمد حسین نعیمی، ناظم الحیاۃ نعیمہ لاہور
 - (۳) مولانا عبدالقادر صاحب آزاد خطیب شاہی مسجد
 - (۴) مولانا حافظ عبدالرحمن جامعہ اشرفیہ لاہور
 - (۵) مولانا محمد امجد علی شیعہ الحدیث جامعہ اشرفیہ
 - (۶) مولانا اسعد گیلانی - صدر مجلس اہل سنت اسلامی لاہور
 - (۷) حافظ نذیر احمد پرنسپل شبلی کالج لاہور
 - (۸) مولانا گلزار احمد مظاہری، صدر علماء اکیڈمی منصورہ
 - (۹) مولانا جلیل الرحمن شاہ جوش، ماڈل ٹاؤن لاہور
 - (۱۰) مولانا عبدالرؤف ملک خطیب آسٹریلیا مسجد لاہور
 - (۱۱) مولانا پیر ابراہیم جامع مسجد دارالحق ٹاؤن شہلاپور
 - (۱۲) بکیم مغیہ ممدوٹ ۱۱۰ جی ماڈل ٹاؤن لاہور
 - (۱۳) سید اختر احسن کنوینٹر اسلامی مشن لاہور
 - (۱۴) منصور احمد اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور
 - (۱۵) پروفیسر خلیل حسن شیخ ۸۱۵ خیر پارک سنت نگر لاہور
 - (۱۶) شیخ عبدالرحمن ایڈووکیٹ ۱۱۰ لے ماڈل ٹاؤن
 - (۱۷) ظہیر الاسلام فاروقی ایڈووکیٹ ۲۲ - لین ماڈل ٹاؤن
 - (۱۸) کنور اسحاق محمد خاں ایڈووکیٹ ایرانی آباد کل لاہور
 - (۱۹) ڈاکٹر ایں - ایم کے واسطی، ایڈووکیٹ روڈ لاہور
 - (۲۰) ملک صابر شخین، صابر سٹریٹ اجھرہ لاہور
 - (۲۱) کیپٹن ڈاکٹر محمد حنیف احمد، اجھرہ لاہور
 - (۲۲) شیخ منیر احمد - ۲۶ برادر تھ روڈ لاہور
- کتاب کے مسودہ کی کاپیاں اہل علم و دانش مسلمان زعماء کو بھی بھیجی گئی تھیں انہوں نے مصنف کی کاوش کو از حد پسند پیگی کے تبصروں اور قیمتی مشوروں سے نوازا جس سے مصنف کی بہت افزائی ہوئی۔

جناب حافظ نذیر احمد صاحب نے عظیم الفرصتی کے باوجود نہ صرف گرانقدر مشوروں سے نوازا بلکہ نگر التفات کے ساتھ مسودہ پر نظر ثانی کے دوران میں اپنا بہت ساقیتی وقت صرف کر کے کتاب کی نوک پلک سنوارنے میں میری مدد بھی کی۔ جناب بشیر محمود اختر صاحب نے مسودے کو حرف بحرف پڑھ کر قیمتی مشورے دیئے الحاج محمد منصور الزماں صدیقی صاحب کی گرانقدر حمایت و اعانت مصنف کے عزم استقلال میں امانے کا باعث بنی ان کے تقاضوں کے ساتھ یہ کتاب مسلم اکادمی لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے مصنف جلد تبصرہ نگار حضرت اور ناشر کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

احقر العباد

احسان الحق رانا

ادارہ تحقیق مذاہب

الافاق ۱/۲ میں گلبرگ، لاہور

ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

بمطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۴۶	قرآن کریم کے تراجم	۱۷		پہلا باب - بائبل کی کتابیں	
۴۸	مختلف تراجم کا نمونہ	۱۸			
۴۹	یسودی اور مسیحی کتب مقدسہ	۱۹	۲۲	بائبل کی کتابیں	۱
۵۰	قرآن مجید کا اعلان	۲۰	۲۳	فہرست کتب عہد عتیق	۲
۵۲	توریت مسیحیوں کی نظر میں	۲۱	۲۴	فہرست کتب عہد جدید	۳
۵۳	توریت کا نزول الواح کی شکل میں	۲۲	۲۵	ظہور اسلام	۴
۵۴	الواح کا ٹوٹنا اور دوبارہ ملنا	۲۳		دوسرا باب - بائبل کی ترتیب و تدوین	
۵۵	خدا کے ساتھ بنی اسرائیل کا عہد	۲۴			
۵۶	توریت عہد کے صندوق کے ساتھ	۲۵	۲۸	نک انائیٹکو پیڈیا	۵
۵۸	توریت کی گمشدگی اور دریافت	۲۶	۲۹	انسائیٹکو پیڈیا برٹینیکا	۶
۶۰	توریت کی دوبارہ ترتیب	۲۷	۳۰	داؤدی مسیح کا عقیدہ	۷
۶۰	توریت قرآن مجید کی رو سے	۲۸	۳۱	گولڈز انسائیٹکو پیڈیا	۸
۶۲	محرف توریت	۲۹	۳۲	بائبل کی صحت اور عدم صحت	۹
۶۳	زبور	۳۰	۳۴	بائبل کا تنقیدی مطالعہ	۱۰
۶۴	زبور کے مزامیر اور ان میں تحریف	۳۱	۳۶	اناجیل اربعہ کے تضادات	۱۱
۶۶	انجیل، ایک کے بجائے چار	۳۲		تیسرا باب - آسمانی کتابیں	
۶۷	کلام حق کا بیان	۳۳			
۶۸	محرف اناجیل	۳۴	۴۰	کتب مقدسہ تحریر میں	۱۲
	چوتھا باب - کتب عہد عتیق کا جائزہ		۴۱	انبیائے سابقین	۱۳
			۴۳	یسودیوں اور مسیحیوں کے غلط عقائد	۱۴
۷۰	تخلیق کائنات	۳۵	۴۴	قرآن مجید کی انفرادیت	۱۵
۷۲	پیدائش ابواب دوم سوم کا تجزیہ	۳۶	۴۵	ترجمہ کے ساتھ متن کی ضرورت	۱۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
	چھٹا باب - تاریخ بنی اسرائیل		۷۴	تخلیق آدم کب ہوئی ؟	۲۷
			۷۵	سورج غروب نہ ہونے کا افسانہ	۳۸
۱۱۳	حضرت یعقوب کا گھرانہ	۶۱	۷۶	بادشاہ ابی ملک اور حضرت سارہ	۳۹
۱۱۵	اسرائیل کی برگزیدہ اولاد	۶۲	۷۷	بچے نبی پر جھوٹ کا الزام	۴۰
۱۱۷	قبائل بنی اسرائیل	۶۳	۷۸	حضرت لوطؑ پر الزام تراشی	۴۱
۱۱۷	مصر میں غلامی کا دور	۶۴	۷۹	حضرت داؤدؑ پر الزام تراشی	۴۲
۱۱۸	حضرت موسیٰؑ کی پیدائش	۶۵	۸۱	حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہوداہ پر الزام	۴۳
۱۱۹	ملک مصر سے خروج	۶۶	۸۲	نبیوں کی اولاد پر الزام تراشی	۴۴
۱۲۰	راٹوں رات کیا ہوا	۶۷	۸۳	نسب نامے بھی درست نہیں	۴۵
۱۲۱	فرعون کا تعاقب کرنا	۶۸	۸۴	عہد عتیق میں تضاد بیانیہ	۴۶
۱۲۲	بنی اسرائیل کی مردم شماری	۶۹	۸۷	حضرت اسمعیلؑ کی ہجرت	۴۷
۱۲۴	مردم شماری کے تضادات اور مبالغہ آرائی	۷۰	۸۹	حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کی قربانی	۴۸
۱۲۵	اعتراف حقیقت	۷۱	۹۱	حضرت سلیمانؑ پر الزام تراشیاں	۴۹
۱۲۶	حضرت داؤدؑ کی قربانی	۷۲	۹۳	سموئل نبی افزائش کی نہیں تھے	۵۰
۱۲۷	قرآن مجید کی تصدیق	۷۳		پانچواں باب - مسیحی اور یہودی اقوام	
۱۲۸	قیام مصر کی مدت	۷۴			
۱۲۹	عمرانؑ کی شادی کے تضادات	۷۵	۹۷	خاندان مسیحؑ	۵۱
۱۲۹	بنی اسرائیل پر عقاب الہی	۷۶	۹۸	مسیحی قوم	۵۲
۱۳۰	فتوحات کے تضادات	۷۷	۱۰۰	حضرت مسیحؑ نبی تھے نہ کہ ابن اللہ	۵۳
۱۳۲	تافضوں کا عہد	۷۸	۱۰۱	یسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے	۵۴
۱۳۳	بادشاہت کا دور	۷۹	۱۰۲	بنی اسرائیل ایک سرکش قوم	۵۵
۱۳۴	حضرت داؤدؑ کا عہد	۸۰	۱۰۳	خدا کے کلام میں تحریف کاری	۵۶
۱۳۵	حضرت سلیمانؑ کا عہد	۸۱	۱۰۵	تحقیق و تجسس اور حقیقت بیانیہ کا فقدان	۵۷
	ساتواں باب - بائبل میں مذکور نسب		۱۰۶	علمائے یہود	۵۸
			۱۰۹	حضرت مسیحؑ کے شاگرد	۵۹
۱۳۶	نسب نامہ حضرت یعقوبؑ (اسرائیل)	۸۲	۱۱۰	نیا عہد نامہ کی ترتیب	۶۰

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۵	اسرائیل کی پیروی میں غیر اقوام کا سامی بننا	۱۳۸	حضرت یعقوب (اسرائیل) کے نسب نامے	۸۲	حضرت یعقوب (اسرائیل) کے نسب نامے
۱۶۸	سامریوں کا وجود	۱۳۹	نسب نامہ بنی اسرائیل	۸۲	نسب نامہ بنی اسرائیل
	نواں باب یہوداہ کی تاریخ کے تین دور	۱۴۰	سرایاہ کا ہنس کے نسب نامے	۸۵	سرایاہ کا ہنس کے نسب نامے
	توریت کی نگہبندی اور دریافت	۱۴۲	شاہان بنی اسرائیل	۸۶	شاہان بنی اسرائیل
۱۶۹	یہوداہ کا تختہ پلید	۱۴۲	بادشاہ ساؤل کے نسب نامے	۸۷	بادشاہ ساؤل کے نسب نامے
۱۷۰	شاہ یہوداہ صدقیہ کی اسیری	۱۴۳	حضرت داؤد کی حکومت	۸۸	حضرت داؤد کی حکومت
۱۷۱	یروشلیم اور ہیکل کی تباہی	۱۴۴	حضرت سلیمان	۸۹	حضرت سلیمان
۱۷۲	اسیری میں انبیاء کی تسلیاں	۱۴۵	یہوداہ اور اسرائیل کی تقسیم	۹۰	یہوداہ اور اسرائیل کی تقسیم
۱۷۳	حضرہ داؤد کی نسل سے نجات دہندہ کے تاج	۱۴۵	شاہان یہوداہ اور اسرائیل کے عہدوں کے تضاد	۹۱	شاہان یہوداہ اور اسرائیل کے عہدوں کے تضاد
۱۷۵	یہوداہ کے لیے تسلی کا کلام	۱۴۶	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل	۹۲	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل
۱۷۶	یروشلیم کی زبانی	۱۴۷	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل	۹۳	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل
۱۷۹	حزقی ایل بنی کی زبانی	۱۴۸	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل	۹۴	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان یہوداہ اور اسرائیل
۱۷۹	میکہ نبی کی زبانی	۱۴۹	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان اسرائیل	۹۵	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان اسرائیل
۱۸۰	زکریا نبی کی زبانی	۱۵۰	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان اسرائیل اور شاہان یہوداہ	۹۶	گوشوارہ سنہ تخت نشینی شاہان اسرائیل اور شاہان یہوداہ
۱۸۰	یروشلیم واپسی	۱۵۱	شاہان یہوداہ کے چند دلچسپ اعداد و شمار	۹۷	شاہان یہوداہ کے چند دلچسپ اعداد و شمار
۱۸۱	غلامی کا دور	۱۵۱	اسرائیل کی حکومت سامری		اسرائیل کی حکومت سامری
۱۸۲	غیر اقوام کے یہودی	۱۵۲	اسرائیل کی علیحدگی کے اسباب	۹۸	اسرائیل کی علیحدگی کے اسباب
۱۸۳	یونانی اثر اور بائبل کا عبرانی ترجمہ	۱۵۳	حضرت سلیمان پر الزام تراشی	۹۹	حضرت سلیمان پر الزام تراشی
۱۸۴	یونانی غلامی سے آزادی	۱۵۸	اسرائیل کا سامری مذہب	۱۰۰	اسرائیل کا سامری مذہب
۱۸۶	رومیوں کی غلامی	۱۵۹	سامری مذہب کی تعبیر	۱۰۱	سامری مذہب کی تعبیر
۱۸۷	حضرت مسیح کی آمد	۱۶۱	کیا حضرت ہارون نے سونے کا بچہ ڈالا تھا	۱۰۲	کیا حضرت ہارون نے سونے کا بچہ ڈالا تھا
۱۸۷	حضرت مسیح کے بعد	۱۶۱	دین سامری کی حقیقت	۱۰۳	دین سامری کی حقیقت
۱۸۸	یہود دشمنی کے اسباب	۱۶۲	سونے کا بچہ اور سامری نے ڈھالا تھا	۱۰۴	سونے کا بچہ اور سامری نے ڈھالا تھا
۱۸۹	مسیح حکومتوں کے ماتحت یہودی	۱۶۴	نافرمان اسرائیل قوم	۱۰۵	نافرمان اسرائیل قوم
۱۹۱	بیسویں صدی میں	۱۶۵	اسرائیل پر اللہ کا عتاب	۱۰۶	اسرائیل پر اللہ کا عتاب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۱	یہودی ریاست اور قرآن مجید	۱۹۲	۱۵۳	یسوع مسیح کی پیدائش	۲۲۱
۱۳۲	مسلمانوں کے زیر اثر	۱۹۳	۱۵۴	انجیل تو ما میں یسوع کی پیدائش کا قصہ	۲۲۵
۱۳۳	حجاز میں یہود کی آمد	۱۹۳	۱۵۵	قرآن مجید اور پیدائش مسیح	۲۲۶
۱۳۴	مدینہ میں بنی کریم کی آمد	۱۹۴	۱۵۶	انجیل اور قرآن مجید	۲۲۸
۱۳۵	میشاق مدینہ	۱۹۴	۱۵۷	قرآن مجید کے بیان کی تصدیق	۲۳۰
۱۳۶	مدینہ سے یہود کا اخراج	۱۹۶	بارہواں باب حضرت مسیح کے شہداء اور رسول		
۱۳۷	غیر کی فتح	۱۹۸			
۱۳۸	یہودی مسلمان حکومتوں میں	۱۹۹			
دسواں باب حضرت مسیح کا حسب نسب			۱۵۸	بارہ شاکر گردان خاص	۲۳۱
			۱۵۹	انجیل مرقس کا اختتامی بیان	۲۳۲
			۱۶۰	بارہویں رسول کی کمی پوری کرنا	۲۳۵
۱۳۹	گوشتوارہ حضرت مسیح اور شاہان یہودہ کے حسب نسب	۲۰۲	۱۶۱	یسوع کا حقیقی جانشین پطرس	۲۳۵
۱۴۰	حضرت مسیح کے اجداد	۲۰۳	۱۶۲	مخالفہ مسیح پولوس	۲۳۷
۱۴۱	زر بابل بنی یہودہ قہیں بنی یارون تھا	۲۰۶	۱۶۳	پولوس بطور رسول مسیح	۲۳۷
۱۴۲	نسب نامہ مسیح میں انجیل کے تضادات	۲۰۷	۱۶۴	توریت کی شریعت کی منسوخی	۲۳۹
۱۴۳	کیا حضرت داؤد بنی یارون تھے؟	۲۰۸	۱۶۵	مسیحی اور مسیحیت	۲۴۱
۱۴۴	مقدس رسومات کی ادائیگی	۲۰۸	۱۶۶	شریعت کی پابندی کا دین یسوع	۲۴۱
۱۴۵	حضرت داؤد کی اولاد اور مقدس رسومات	۲۱۰	۱۶۷	ختمہ کی پابندی	۲۴۲
۱۴۶	حضرت مسیح کی والدہ آل عمران تھیں	۲۱۲	۱۶۸	یسوعی کلیسا کی طرف سے پولوس کی مخالفت	۲۴۲
۱۴۷	کیا مریم حضرت یارون کی بیوی تھیں؟	۲۱۴	۱۶۹	پولوس کی بوکھلاہٹ	۲۴۶
۱۴۸	حضرت مریم یہودہ کے قبیلہ سے نہ تھیں	۲۱۴	۱۷۰	پولوس کی کذب بیانی	۲۴۹
۱۴۹	ذمہ داری کا فقدان	۲۱۶	۱۷۱	پولوس کس کا رسول تھا؟	۲۵۰
گیارہواں باب حضرت مسیح کی پیدائش			۱۷۲	پولوس کی رسالت کی حقیقت	۲۵۲
			۱۷۳	پولوس غیر مستعجب مسیحیوں کی نظریں	۲۵۳
			۱۷۴	اندھی عقیدت مندی	۲۵۴
۱۵۰	حضرت مسیح اور انساٹیکو پیڈیا بریٹیکا	۲۱۷	تیرہواں باب - مصلوبیت مسیح		
۱۵۱	یسوع کی پیدائش کے حالات علمی کرسٹین شکلا	۲۱۸			
۱۵۲	حضرت مریم کا حاملہ ہونا	۲۱۹	۱۷۵	مسیح کی گرفتاری کے منصوبے	۲۵۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۹۴	شاگردوں کی طرف سے یسوع کی برگزیدگی کا اظہار	۲۰۰	۲۵۶	اناجیل کے بیانات	۱۷۶
۲۹۶	عہد جدید کی شہادتیں	۲۰۱	۲۶۳	یسوع کو پکڑوانے کا سودا کرنے والا	۱۷۷
۲۹۷	پولس اور ابن اللہ	۲۰۲	۲۶۵	یسوع کو پکڑوانے والے کی نشاندہی	۱۷۸
۲۹۹	پولس کی شہادت	۲۰۳	۲۶۶	پطرس کا انکار	۱۷۹
۳۰۰	کیا پولس کی شہادت معتبر ہے؟	۲۰۴	۲۶۶	پکڑوانے والے کون تھے؟	۱۸۰
۳۰۱	یسوع کے مرکزی اٹھنے کی حقیقت	۲۰۵	۲۶۷	یسوع کس جگہ پکڑے گئے؟	۱۸۱
۳۰۱	مریم مگدالینی	۲۰۶	۲۶۷	یسوع سردار کاہن کی عدالت میں	۱۸۲
۳۰۲	فقہہ دو دیہاتیوں کا	۲۰۷	۲۶۸	عدالت میں پطرس کی موجودگی	۱۸۳
۳۰۳	مسیحیوں کی ہٹ دھرمی	۲۰۸	۲۶۹	حاکم یروشلم کی عدالت میں	۱۸۴
۳۰۶	ایک مسیحی عالم کا انکشاف حقیقت	۲۰۹	۲۷۰	یسوع کی مصلوبیت	۱۸۵
۳۰۶	قرآن کا فیصلہ	۲۱۰	۲۷۱	یسوع کا جان دینا	۱۸۶
۳۰۷	تثلیث کا عقیدہ	۲۱۱	۲۷۹	کیا یسوع مرکزی اٹھے تھے؟	۱۸۷
۳۰۸	عقیدہ تثلیث سے پولس کا انکار	۲۱۲	۲۸۰	یسوع کا دفن کیا جانا۔	۱۸۸
۳۰۹	حضرت مسیح کی تعلیم	۲۱۳	۲۸۱	قرسے جی اٹھنا	۱۸۹
۳۱۰	یسعیاہ نبی کی تعلیم	۲۱۴	۲۸۱	شاگردوں کو دکھائی دینا	۱۹۰
۳۱۱	عقیدہ تثلیث وجود میں آنے کا سبب	۲۱۵	۲۸۲	پولس کی رسالت کی بطلان	۱۹۱
۳۱۲	عقیدہ تثلیث سے باز آنے کی ہدایت	۲۱۶	۲۸۷	انجیل نویس کی شہادت	۱۹۲
۳۱۳	قرآن کریم کی تعلیم	۲۱۷			
۳۱۴	کلام اللہ میں تحریف	۲۱۸			
	بندھوں باب۔ کفارہ کا عقیدہ		۲۸۹	ابن اللہ	۱۹۳
			۲۸۹	خدا کے بیٹے اور پہلوئے	۱۹۴
۳۱۵	کفارہ کے غلط مفروضات	۲۱۹	۲۹۰	عہد حقیق کی مثالیں	۱۹۵
۳۱۷	کیا آدم کا گناہ حاف نہیں ہوا تھا؟	۲۲۰	۲۹۱	عہد جدید کی مثالیں	۱۹۶
۳۱۹	کیا ہرنجی پیدائشی گنہگار ہے؟	۲۲۱	۲۹۱	عہد جدید اور ابن اللہ کا عقیدہ	۱۹۷
۳۲۰	کیا خدا نے عیسائیوں کے ذریعے غیبی ور کیا؟	۲۲۲	۲۹۲	یسوع ابن آدم تھے نہ کہ ابن اللہ	۱۹۸
۳۲۱	کیا یسوع کی مصلوبیت دنیا کے گناہوں کا	۲۲۳	۲۹۴	خدا اعجازی باب	۱۹۹
	کفارہ ہٹھری؟				

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۵۲	عہد جدید کب لکھا گیا؟	۳۲۶	۳۲۱ کیا یسوع پر ایمان سے آدمی نجات پاتا ہے؟	۳۲۴
۳۵۶	کیا یہ بد اخلاقی و بد حواسی ہے؟	۳۳۷	۳۲۲ عہد عتیق کی شہادت	۳۲۵
۳۵۷	بد حواسی کی ایک مثال	۳۳۸	۳۲۳ غیر متعصب مسیحی علماء	۳۲۶
۳۵۹	غیر مذہب کے خصوصی پیکرار	۳۳۹	۳۲۴ سولہوں پر۔ بائبل تضاد اور تحریفیات	۳۲۷
۳۶۱	تہصرہ کے نکات اور ان کا جواب	۳۴۰	۳۲۵ کتبہ عہد جدید کے باہمی تضادات	۳۲۸
۳۶۹	سیاق و سباق سے ہٹ کر حوالے	۳۴۱	۳۲۶ کتبہ عہد عتیق سے نقلی و سنوی تحریفیات	۳۲۹
۳۷۰	فاضل مسیحی مبصر کا نیا نکتہ	۳۴۲	۳۲۷ سترہاں باب دسویہ کتاب یحییٰ کے تبصرے	۳۳۰
۳۷۱	غیر محرف بائبل	۳۴۳	۳۲۸ نقیب کیتھولک لاہور	۳۳۱
۳۷۲	اصل زبان میں بائبل	۳۴۴	۳۲۹ کلام حق گوہر انوار	۳۳۲
۳۷۳	بائبل کے میں نسخے	۳۴۵	۳۳۰ دوہری چال	۳۳۳
۳۷۴	اپنے دام میں صیاد آ گیا	۳۴۶	۳۳۱ ہماری اولیت	۳۳۴
۳۷۵	موجودہ نسخوں پر محاکمہ	۳۴۷	۳۳۲ مسیحیت کی اصلیت	۳۳۵
۳۷۶	بائبل میں مضمون کے اختلاف کی مثالیں	۳۴۸	۳۳۳ بائبل کے مندرجات	۳۳۶
۳۷۸	جسلسازی کا سبب	۳۴۹	۳۳۴ پادری برکت اللہ صاحب کا اعتراف	۳۳۷
۳۷۹	ترجمہ کیتھولک بائبل	۳۵۰		
۳۸۰	مسیحیت نوازی	۳۵۱		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا باب

بائبل کی کت ہیں

دسمبر ۱۹۷۹ء میں لاہور شہر کے مسیحی اداروں کی طرف سے اردو اور انگریزی اخبارات میں مجھے مل گیا کہ زیر عنوان ایک اشتہار کثرت سے چھپتا تھا۔ بندہ نے مشہرین کی طرف رجوع کیا تو ایک پمفلٹ بنام ”راڈ زندگی“ وصول ہوا جو کیمپس کروینڈ فار کرائسٹ گلبرگ، لاہور کا شائع کردہ ہے۔ اس میں نام دیئے بغیر کسی گناہ شخص کی طرف یہ بیان غسوب کیا گیا ہے :

”دنیا میں گیارہ مذاہب موجود ہیں جن میں بیشتر کے پاس اپنی مقدس کتابیں ہیں تو بھی اگر ان کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بائبل مقدس دوسری تمام کتابوں سے مختلف ہے۔ اگرچہ دیگر مذاہب کی مقدس کتابوں میں بہت سی اچھی باتیں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ان الہامی صحیفوں سے بالکل مختلف ہیں جن پر مسیحیت کی بنیاد قائم ہے۔ تین سال تک مجھے دنیا کے بہترین ہستادوں کے زیر سایہ الہی تعلیم سکھنے کا موقع ملا۔ اس عرصہ کے دوران مجھ پر یہ بات مکمل طور پر واضح ہو گئی کہ خدا نے بائبل مقدس کے ذریعہ ایک لائق اور مخصوص انداز میں انسانوں سے باتیں کیں۔“

اس بیان کو پڑھ کر میرا ذہن اس طرف متوجہ ہوا کہ بائبل مقدس کے تحقیقی مطالعے سے مقابلہ

لکھا جائے۔

بائبل کی کتابیں

موجودہ بائبل مقدس دو حصوں پر مشتمل مذہبی کتابوں کا مجموعہ ہے جس کا پہلا حصہ غیر مسیحی یہودیوں کا لکھا ہوا کلام ہے۔ اسے ”عہد عتیق“ یا ”پراانا عہد نامہ“ یا صرف ”پراانا عہد“ کہتے ہیں۔ اسے یہودی اور مسیحی دونوں خدا کے کلام کے طور پر مانتے ہیں۔ مسیحیوں کے سب سے بڑے دو مذہبی فرقے ”رومن کیتھولک“ اور پروٹسٹنٹ ”کہلاتے ہیں۔ رومن کیتھولک مسیحی عہد عتیق میں کتابوں کی تعداد چھیالیس بتلاتے ہیں، واقعی یہ ہم کتب پر مشتمل ہے، لیکن پروٹسٹنٹ ان میں سے صرف انتالیس کتابوں کو صحیح مانتے ہیں، باقی کتابوں پر وہ ایمان نہیں رکھتے۔

بائبل کا دوسرا حصہ ”عہد جدید“ یا ”نیا عہد نامہ“ یا صرف ”نیا عہد“ کہلاتا ہے۔ یسوع مسیح کے پیروکار کہلانے والوں نے اسے ۵۰ سے ۱۰۰ م کے دوران میں لکھا۔ بعد میں ان کے اندر بھی رد و بدل ہوتا رہا۔ یہ ستائیس کتابوں کا مجموعہ ہے جن میں اناجیل اربعہ کو عہد جدید کے شروع میں رکھا گیا ہے حالانکہ ۲۶۵۰ء سے ۱۰۰ء کے دوران میں پوبوس سے منسوب چودہ خط لکھے جانے کے بعد لکھی گئی تھیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چاروں انجیلوں کی بنیاد حضرت مسیح کی تعلیم کی بجائے پوبوس (سینٹ پال) کے نظریات پر رکھی گئی ہے۔ نیا عہد نامہ کو صرف مسیحی ہی الہامی کلام مانتے ہیں

بائبل کی کتب مقدسہ کی فہرست صفحات ۲۳۲، ۲۳۳ پر ملاحظہ ہو۔

بیشتر مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ تمام کی تمام بائبل الہامی کتاب ہے جس کا کوئی ایک نکتہ یا سوشہ تک غیر خدائی اور غلط نہیں۔ اور فرشتے کی معرفت مصنفین کو مکھڑاتے جانے کے باعث یہ تضادات و اختلافات سے متبرا کلام ہے، جبکہ یہی عقیدہ یہودیوں کا پراانا عہد کے بارے میں ہے۔ حالانکہ بائبل کے اندر اس قسم کا کوئی دعویٰ موجود نہیں ہے۔ انگریزی زبان میں لکھی گئی کتاب بائبل سے منسوب تضادات کی وضاحت ”مصفیہ ڈیہاف“ کا دعویٰ ہے :

۱۔ فہرست کتب مسیحی کلام مقدس

عہد عتیق یعنی پرانا عہد نامہ

نمبر	کیتھولک نام کتاب	پروٹسٹنٹ نام کتاب	اختصارات	نمبر شمار	کیتھولک نام کتاب	پروٹسٹنٹ نام کتاب	اختصارات
۱	مکونین	پیدائش	پے	۲۴	نشد الاناشید	غزال غزلات	غز
۲	خروج	خروج	خر	۲۵	حکمت	—	میک
۳	احبار	احبار	احب	۲۶	پیشوع بن سیراخ	—	سیر
۴	عدد	گنتی	گمن	۲۷	اشعیاہ	یسعیاہ	یس
۵	تشیذ شرع	استثنا	است	۲۸	ارمیاہ	یرمیاہ	یر
۶	یوشع	یشوع	یش	۲۹	مرثیئے	نوحہ	نو
۷	قضات	قضاۃ	قض	۳۰	باروک	—	یا
۸	راعوت	رودت	رو	۳۱	حزقیال	حزقی ایل	حز
۹	۱۔ سموئیل	۱۔ سموئیل	۱۔ سم	۳۲	دانیال	دانی ایل	دا
۱۰	۲۔ سموئیل	۲۔ سموئیل	۲۔ سم	۳۳	ہوشیع	ہوشیع	ہو
۱۱	۱۔ ملوک	۱۔ سلاطین	۱۔ سل	۳۴	یوشیل	یو ایل	یول
۱۲	۲۔ ملوک	۲۔ سلاطین	۲۔ سل	۳۵	عاموس	عاموس	عا
۱۳	۱۔ اخبار	۱۔ تواریخ	۱۔ تو	۳۶	عوبدیاہ	عبدیاہ	عب
۱۴	۲۔ اخبار	۲۔ تواریخ	۲۔ تو	۳۷	یونس	یوناہ	ین
۱۵	عزرا	عزرا	عز	۳۸	میکہ	میکہ	می
۱۶	نحمیاہ	نحمیاہ	نخ	۳۹	نحوم	نحوم	نا
۱۷	طوبیاہ	—	طوب	۴۰	حبثوق	حبثوق	حب
۱۸	یہودیت	—	یہو	۴۱	صفنیاہ	صفنیاہ	صف
۱۹	استیر	آستر	آس	۴۲	حجائی	حجائی	حج
۲۰	ایوب	ایوب	ایو	۴۳	زکریا	زکریاہ	زکر
۲۱	مزامیر	زبور	زبو	۴۴	ہلاک	ہلاک	ہلا
۲۲	اشال	اشال	امث	۴۵	۱۔ مکابیتین	—	۱۔ مکا
۲۳	جامع	واعظ	وا	۴۶	۲۔ مکابیتین	—	۲۔ مکا
			کل تعداد	۴۶		۳۹	

عہدِ جدید یعنی نیا عہد نامہ

42

روح القدس نے رسولوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اس لئے ہمارے پاس خدا کا کلام ہے۔ اگر خدا یہ چاہتا کہ را نگریزی لفظ (آئی را) پر ایک اور نقطہ ہو اور یا ئی (آئی) پر ایک اور کراس ہو تو خدا ضرور ایسا ہی کرتا۔ مصنفین نے کوئی ایک لفظ نہیں لکھا جب تک کہ خدا نے اس کا لکھا جانا نہ چاہا ہو۔ انہوں نے صرف وہی لفظ لکھا جسے خدا بائبل کے اندر لکھوانا چاہتا تھا۔ (۱) یہودی اور مسیحی مسلمانوں کی الہامی کتاب قرآن مجید کے منکر ہیں، حالانکہ یہ وہ واحد دینی کتاب ہے جس کے اندر یہ دعویٰ کیا گیا ہے:

”یہ تو ایک عالی مرتبہ کتاب ہے اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ اور فانا اور خوبیوں والے خدا کی اتاری ہوئی ہے تم سے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تم سے پہلے اور پیغمبروں سے کہی گئی تھیں“ (۲)

ظہور اسلام

مسلمان یہودیوں اور مسیحیوں کے اصل مذہب کو خدائی مذہب مانتے ہیں مگر اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بگاڑ پیدا ہوجانے سے وہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہے حقیقت میں تو اصل دین خدا نے واحد کی فرمانبرداری کا دین اسلام ہی ہے اور اگر اس دین میں بگاڑ پیدا نہ کیا جاتا تو بنی اسرائیل سے نبوت نبی اسمعیل کی طرف منتقل ہو کر ا حیائے اسلام کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اسلام کے متعلق لکھتے وقت متعصب مسیحی اور یہودی تو درخ پھی گھٹے چلے آئے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اپنے مذہب کو یہودیوں یا مسیحیوں اور ان کی کتابوں سے اخذ کیا حالانکہ قرآن مجید میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ

”پہلے تو سب لوگوں کا مذہب صرف ایک ہی تھا لیکن پھر وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو خدا نے ان کی طرف بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ کتابیں نازل کیں تاکہ جن امور میں لوگ

(۱) جارج ڈیوڈ ویلیٹ، ڈیہاٹ بیلی کینٹنر ۱۹۶۲، مرفی بورڈنسی، ایو۔ ایس۔ ۱، صفحہ ۳۲

(۲) القرآن - ۱۱: ۱۰۴، ۱۲۰

اختلاف کرنے تھے ان کا ان میں فیصلہ کر دے (۳)

قرآن مجید نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا دین ہے جو کوئی بنیاد پرست نہیں ہے، اسی لئے مسلمان بھی پیغمبروں پر اور ان کی لائی ہوئی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جسے یوں بیان کیا گیا ہے :

”یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ، (اے پیغمبران سے کہو) نہیں، بلکہ ہم دین ابراہیم اختیار کئے ہوئے ہیں جو ایک خدا کے (فرمانبردار) ہو رہے تھے اور مشرکوں میں نہ تھے (مسلمانو!) کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو اور پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب پر ایمان لاتے۔ ہم ان پیغمبروں میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (خدا تعالیٰ کے فرمانبردار) مسلم ہیں (۴)“

بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری یعنی اسلام کی دعوت اس طرح سے ہے :

”میرے آگے تو اور معبود نہ ماننا تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی صورت نہ بنانا کسی کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی کے اندر ہے تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں میں ان کی اولاد کو تیرسی اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں اور جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہوں“ (۵)

نبی علیہ السلام کی معرفت یوں فرمایا :

”یسعیاہیے سو کوئی خدا نہیں ہے۔ صادق القول اور نجات دینے والا خدا

(۳) القرآن ۲: ۲۱۳

(۴) القرآن ۲: ۱۳۵، ۱۳۶ (۵) استثناء۔ ۵: ۴-۱۰

بیرے سوا کوئی نہیں ۵ اے اہل تہائے زمین کے سب رہنے والا تم میری
طرف متوجہ ہوا اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں ۶ (۱۶)
انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ربانی یہ فرمایا :
”ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ (لوگ) تجھ خدا سے واحد اور برحق کو اذیتوں
یہ سچ کہ جسے نونے (نبی بنا کر) بھیجا ہے جائیں ۵“ (۱۷)
انہی نوشتوں کی بنا پر قرآن مجید میں یہ دعوت دی گئی ہے :
”اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اسکی
طرف آؤ، وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ
کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی کسی کو خدا کے سوا کار ساز نہ سمجھے۔
اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرما پر
(مسلمان) ہیں ۵“ (۱۸)۔

پہلے ”راہِ زندگی“ کے محقق کا دعویٰ محض لاعلمی، تعصب، جانبداری اور ضد پر
مبنی ہے۔ وہ اگر بائبل ہی کا مطالعہ تحقیقی طور پر کر لیتے تو یہ حقیقت خود بخود آشکار ہو
جاتی کہ بائبل کا کلام تضادات و اختلافات کا مجموعہ ہونے کی بنا پر خدائی کلام نہیں ہو سکتا کہ
خدائی کلام کا معیار یہ قائم کیا گیا ہے :
”بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس
میں بہت سا اختلاف پاتے ۵“ (۱۹)

(۱۶) یسعیاہ ۴۵: ۲۱-۲۲ (۱۷) یوحنا ۱۷: ۳ (۱۸) القرآن ۳: ۶۱
(۱۹) القرآن ۱۰: ۸۲

دوسرا باب

بائبل کی ترتیب و تدوین

کتاب مقدس کے ضمن میں یہ موضوع بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس بارہ میں ہم اپنی طرف سے کچھ عرض کریں گے تو وہ تعصب پر مبنی تصور کیا جائے گا۔ لہذا ہم سبھی فضلاء کی اپنی کتاب سے خاص طور پر دنیا کی معروف ترین انسائیکلو پیڈیا (دائرة المعارف) کے حوالوں سے بائبل کی تدوین و ترتیب کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

الف، فنک انسائیکلو پیڈیا

”فنک انسائیکلو پیڈیا“ مطبوعہ امریکہ کے فاضل مرتبین کا بیان ملاحظہ ہو: ”بائبل جسے بائبل مقدس کہا جاتا ہے یہودیوں اور مسیحیوں کی مقدس کتاب ہے۔ انگریزی زبان میں بائبل لفظ واحد ہے جو یونانی زبان کے لفظ جمع بیلیا BIBLIA بمعنی کتابوں سے نکلا ہے۔ جمع کے صیغے سے واحد کے صیغے میں یہ تبدیلی نویں صدی سے پہلے لاطینی زبان میں شاید اس لئے آئی کہ بائبل کی کتابوں کے مجموعہ کو اس سے پیشتر ہی واحد کتاب سمجھا جاتا تھا۔ مقدس کی اصطلاح لفظ بیلیا سے نکلا BIBLIA SACRA (مقدس کتابوں) سے سیدھے اخذ کی گئی ہے کیونکہ یہ سرفخی سب سے پہلے مسیحیوں نے اپنی مقدس کتابوں کے مجموعہ کو دی تھی، اس لئے دوسرے مذاہب کی بائبلوں کو اگر اس طرح لکھا جاتا ہے تو ایسا محض مجازی

”بائبل میں اگر غیر مستند کتابوں APOCRYPHA کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ اسٹی کتا میں بنتی ہیں جو تقریباً ۱۲۰۰ ق م سے ۱۵۰ء کے درمیان لکھی گئیں۔ پہلی انائیس کتا میں پرانا عہد نامہ (عہد عتیق) پر مشتمل ہیں جو عبرانی زبان میں لکھی گئی تھیں اور بیشتر ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۰ ق م کے عرصے کے دوران میں لکھی گئیں۔ یہودی اور مسیحی دونوں انہیں خدا کی طرف سے لکھوائی گئی کتا ہیں مانتے ہیں..... بعد کی ستائیس کتا ہیں نیا عہد نامہ (عہد جدید) کہلاتی ہیں جو دراصل ۷۰ء سے ۱۵۰ء کے دوران یونانی زبان میں لکھی گئی تھیں اور صرف مسیحیوں کے لئے قابل قبول ہیں۔“

”سپٹواجنٹ SEPTUAGENT یعنی عہد عتیق کے یونانی ترجمے میں چودہ کتب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان اضافی کتابوں کو کچھ مسیحی فرقے مانتے ہیں اور کچھ بالکل نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک یہ کتا ہیں ایپوکریفا (غیر مستند) کہلاتی ہیں۔ انہیں ۲۰۰ ق م سے ۱۰۰ء کے دوران میں لکھا گیا، یہ صرف مسیحیوں کے رومن کیتھولک، اینگلیکن، اور ایسٹرن اور تھوڈوکس فرقوں میں مستند مانی جاتی ہیں۔“ (۲)

روایتی عبرانی زبان میں بائبل کے علاوہ پرانا عہد نامہ کی پہلی پانچ کتابیں سامریں زبان میں بھی لکھی ہوئی ہیں ان کے اندر عبرانی کے مقابلے میں چھ ہزار کے قریب اختلافات پائے جاتے ہیں جو اکثر لونیائی ترجمہ سدر (خط) سے مطابقت رکھتے ہیں تاہم بعض مقامات پر یہ سامریہ فرقہ کے عقائد پر ڈھالالہرا دکھائی دیتا ہے۔ (۳)

(ج) انسائیکلو پیڈیا ریڈیکا

انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا نے بائبل اور اس کی تالیف و تدوین کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے

(۱) فک-۳: ۱۱۵۰ (۲) فک-۳: ۱۱۵۱ (۳) فک-۳: ۱۱۹۳

وہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے :

”عبرانی بائبل کا یہ نانی زبان میں ترجمہ کرتے وقت عبرانی محاوروں کو کمتر الفاظ میں ڈھال دیا گیا۔ خدا کے ساتھ چلنے یا خدا کے ساتھ چلنے کو خدا کو خوش کرنا، بنا دیا گیا۔“..... ”اکثر کتابوں میں کئی جگہ اسی طرح سے کیا گیا۔ مثلاً خروج ۲۴: ۱۰ میں انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا یوں بن گیا کہ انہوں نے اس جگہ کو دیکھا جہاں اسرائیل کا خدا کھڑا تھا، عاموس ۹: ۱۱ میں داؤد کی نسل ادوم کے بقیہ پر قابض ہوگی، جو ایک پیشین گوئی تھی، یہ وعدہ بن گئی کہ ادومیوں کا بقیہ یعنی عزیز یوہی اقوام سے خدا کے متلاشی ہوں گے۔ عہد جدید میں اس دعوے کا حوالہ گواہی بنا کر غیر اقوام کے مسیحی مشرنوں کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔“ (۴)

داؤدی مسیح کا عقیدہ

”اسرائیل کی مذہبی روایات میں داؤد کی بادشاہت اور اس کا گھرانہ قوم کو خدا کے ساتھ ملانے کے لئے ایک نشان سمجھا جانے لگا۔ مجبوراً اور بندوں کے درمیان بادشاہ ایک وسیلہ بھڑا۔ بہت سی پرانی روایات کی رو سے بادشاہ کو خدا کے برگزیدہ کا درجہ دیا گیا۔ مسیح انگریزی لفظ ہامسحاق HAMESHACH سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ”مسیح کیا گیا“ یہ داؤد کی نسل کے بادشاہوں کا لقب تھا۔“

”اس بنا پر بعد میں دولت کی زندگی میں مبتلا ہو جانے پر بنی اسرائیل نے ایسے مسیح کی آمد کا انتظار کرنا شروع کر دیا جو خدائی طاقت کے نئے وسیلے سے فلسطین کے لوگوں کی نجات کا باعث بنے گا۔ یسوع کو ابن داؤد بنانا اس عقیدے کو ڈرامائی شکل دیکر نجات کا وعدہ پورا ہونا قرار

(۵) دینا ہے۔

ج) کولٹز انسائیکلو پیڈیا

کولٹز انسائیکلو پیڈیا کے بیانات کی روشنی میں بائبل کی تاریخ تدوین یوں ہے:

”رومن کیتھک کلیسیا کی مستند بائبل لاطینی زبان میں وہ ترجمہ ہے جسے وولگیٹ VULGATE کا نام دیا گیا ہے۔ ابتدائی رومن کلیسیا نے یونانی پیٹرو جیٹ اور یونانی عہد جدید کے لاطینی زبان میں کئی ترجمے کئے۔ چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں سینٹ جیروم کو جو اس زمانے کا اعلیٰ پایہ کا مسیحی بائبل عالم تھا پوپ ڈاماسس DAMASAS نے ایک سینٹرل ترجمہ لکھنے پر مامور کیا۔۔۔۔۔

... یہ ترجمہ ۴۰۴ء میں مکمل ہوا۔ اس ترجمے کو وولگیٹ کہتے ہیں۔ وولگیٹ کا مستند نسخہ جو سرکاری طور پر آج کل مستعمل ہے ۱۵۹۲ء میں تیار کیا گیا۔

”رومن کیتھک بائبل میں بہتر کتابیں ہیں، چھبالیس عہد عتیق میں اور ستائیس عہد جدید میں۔ کیونکہ تاریخی حقیقت سے رومن کیتھک بائبل عہد عتیق سینٹرل سے اخذ شدہ ہے، جابینا JABANIA کی عبرانی بائبل سے نہیں۔ اس لئے اس میں سات زائد کتابیں شامل ہیں جو مستند عبرانی زبان کی بائبل میں موجود نہیں، اس کے علاوہ اس میں آئسٹر اور دانیال کی کتابوں میں خالوں مواد بھی شامل ہے۔۔۔۔۔

”کافی عرصے تک بائبل کے تراجم کو پڑھنے کے لئے پوپ یا مسیحی مذہبی حلقوں سے خاص اجازت لینی پڑتی تھی۔ اٹھارویں صدی کے آخر میں اس پابندی کو ختم کر دیا گیا اور ۱۹۰۰ء سے عوام کو بائبل پڑھنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے“ (۶)

”عہد جدید کے ابتدائی تراجم دوسری صدی عیسوی میں کئے گئے۔ مغرب میں یہ ترجمے لاطینی زبان میں کئے گئے اور غالباً شروع شروع میں یہ روم کی بجائے شمالی افریقہ میں ہوتے چوتھی صدی کے آخر میں سینٹ جیروم نے

(۵) برٹینیکا - ۱۹۰۵ء (۶) کولٹز - ص ۱۱

لاطینی کے مختلف تراجم میں وولگیٹ VULGATE کے ذریعے سے نکلتا
 پیدا کی۔ مشرق میں دوسری صدی کے تراجم کو میرانی سامی زبان میں
 لکھا گیا ہے۔ عہد یثیق کے تراجم کی طرح ان میں بھی چوتھی صدی میں کیا۔
 پیدا کی گئی۔ اسے پشٹا PESHITA یا سادہ ترجمے کا نام دیا گیا۔
 یہ مسیحیوں کے یعقوبی اور نستوری فرقوں کی مستند کتاب ہے۔ اس
 میں مسیحیوں کی تائیس میں سے صرف بائیس کتابیں مستند سمجھ کر شامل کی
 گئی ہیں۔ ۲ پطرس، ۲، ۳۔ یوحنا، زکریا اور مکاشفہ کی کتابوں کو خارج
 کر دیا گیا۔ (۷)

فنک انسائیکلو پیڈیا کا بیان ہے :
 ”انگریزی زبان میں بائبل کا سب سے زیادہ مستند ترجمہ ۱۶۱۱ء میں لکھا گیا۔
 اس کی ابتدا شاہ جیمز اول نے کرائی اور یہ شاہ جیمز اول کے نام سے مشہور
 ہے۔ اس ترجمے کا نظرائی شدہ ترجمہ ان تبدیلیوں کے تحت
 کے ساتھ جو امریکی علماء کی سفارش پر کی گئیں ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا۔
 ۱۹۰۱ء میں ان تبدیلیوں کو بائبل کا حصہ بنا کر اس بائبل کو سینٹر ڈائمن
 ترجمے کے طور پر شائع کیا گیا۔“ (۸)

بائبل کی صحت اور عدم صحت

فنک انسائیکلو پیڈیا کا بیان اس ضمن میں یہ ہے :
 ”یونانی زبان میں تحریر شدہ عہد جدید سینکڑوں نسخوں کی صورت میں موجود
 ہے۔ ان کا سراغ دوسری صدی کی تحریروں سے لگا یا جا چکا ہے تاہم کوئی
 ایک بھی نسخہ چارے وہ کتنا بھی مکمل ہو متاثر اس زمانے سے تعلق نہیں
 رکھتا۔ ابتدائی مکمل نسخے دو کتابیں ہیں۔ ایک کوڈیکس سینٹی اس CODEX
 SINITIEUS ہے جو برلن میوزیم میں موجود ہے۔ اسے ایک ماہر بائبل

ہرمین فاضل کاؤنٹنفسٹین (۱۸۱۵-۱۸۷۳) نے کوہ سینا سے ۱۸۴۴ء میں دریافت کیا تھا۔ دوسرا نسخہ کوڈیکس وریٹی کنس CODIX VETICANUS ہے جو ویتیکن (روم) کی لائبریری میں ہے۔ اس میں مکمل عہد عتیق بھی شامل ہے۔ ان کی ترتیب و تحریر عموماً عہد جدید کے ان ابتدائی نمکروں سے ملتی جلتی ہے جنہیں چیمبرلین پیراتی CHESTERBEATY PAPRI کہا جاتا ہے۔ یہ مصر میں (تقریباً ۲۵۰-۲۶۳۰) میں دستیاب ہوئے تھے۔“ (۹)

کوسٹرز انسائیکلو پیڈیا کے بیانات اس طرح سے ہیں :
 ”پروٹسٹنٹ فرقہ کی کوئی ایک بھی بائبل مستند نہیں کہلاتی۔ سمجھے پروٹسٹنٹ بائبلیں سولہویں صدی کی تحریک احیائے مذہب کے بعد کی ترجمہ شدہ ہیں۔ کسی ملک میں نامتر کسی ایک ترجمے کا استعمال کلیسا کی شفا رشتہ کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ یہ رواج اور ترجمے کی زبان کی وجہ سے ہے۔ یہاں تک کہ شاہ جیمز کا ۱۶۱۱ء کا ترجمہ جو انگریزی زبان میں پروٹسٹنٹ فرقے کا اہم ترین ترجمہ ہے انیگیلکن چرچ نے بھی مستند نہیں مانا، اگر اکثر طور پر اسے مستند ترجمہ کہا جاتا ہے۔“

”ساری تاریخ میں بائبل کی تعظیم الہی کلام کے طور پر کی جاتی رہی ہے گویا یہ ایسا کلام ہے جو خدا کے منتخب کردہ مضمفول کے الہامی طور پر لکھے جانے کی وجہ سے ہر قسم کی غلطیوں سے مبتلا ہے، مگر بائبل کی لاتعداد اقسام اور پیچیدگیوں کی بناء پر اس کی مسلسل نئی تفسیریں کرتے رہنا مذہبی علماء کا شیوہ رہا ہے۔“

”سترہویں اور اٹھارویں صدیوں میں سائنسی ترقی اور جدید بائبل مطالعے سے بائبل کی تفسیر میں نئے مسائل پیدا ہو گئے۔ ماہرین ہیئت، ماہرین طبقات الارض اور ماہرین حیاتیات نے کائنات کا ایسا تصور پیش

کیا جو بائبل کے بیانات سے بالکل مختلف ہے۔ کسی حکمرانے اس خیال کا اظہار کیا کہ بائبل میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور وہ بائبل کی تحریروں اور ان کے مصنفین کے بارے میں شک و شبہ بھی پڑ گئے۔ پھر انیسویں اور بیسویں صدی کے شروع میں انسانی تاریخ کی لادینی ترقی کی وجہ سے بائبل کے پیغام کو کچھ ناموزوں سا قرار دیا گیا۔ (۱۰) ”جدید علوم اور مطالعہ کا ذریعہ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ سمجھا جانے لگا کہ بائبل خدا کا لائبریری کلام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کی تلاش کی تاریخی رو سیداد ہے۔ ابتدا میں رومن کیتھولک کلیسیا نے تاریخی اور سائنسی تحقیقات کو کفر قرار دیا اور انہیں کلیسیائی تعلیم کو بگاڑنے کا سبب کہا۔ بعد میں پاپس دواؤں کے (۱۹۳۹-۱۹۵۸ء) کے ماتحت یہ کہہ کر جدید مطالعے کی حوصلہ افزائی کی جانے لگی کہ نتائج اگر درست ہوں گے تو کلیسیائی روایات و عقائد سے متصادم نہ ہوں گے۔“

”پروٹسٹنٹ فرقے کے لیے جو بائبل کو اپنے ایمان کا مرکز قرار دیتا ہے، علوم جدید ایک زبردست دھچکا تھا۔ اس وقت سے یہ فرقہ دوسروں میں بٹ گیا ہے۔ ایک گروہ بائبل کی لفظی صداقت پر قائم ہے اور یہ کسی ایسے علم یا تحقیق کے حق میں نہیں جس سے بائبل کے کسی حرف کی تردید ہوتی ہو۔ دوسرا گروہ، خاص طور پر اس کے مذہبی علماء و فضلاء، جنہیں اعلیٰ تنقید نگار کہا جاتا ہے، جدید علوم کے مطالعے کے حق میں ہیں۔“ (۱۱)

بائبل کے تنقیدی مطالعے کی اہمیت

اس موضوع پر کولٹز انسائیکلو پیڈیا کا بیان یہ ہے :
”بائبل کی تحریروں کا تنقیدی مطالعہ اس لئے ضروری ہے کہ اصل بائبل کے تمام نسخے کم ہو چکے ہیں اور قدیم ترین نسخے جو میسر ہو چکے ہیں ان کی تحریروں

”عہد عتیق کے تسبی پر لے کر نسخے اب ناپید ہیں۔ ہمارے پاس عبرانی زبان میں محض بعد میں تیار کی گئی نقول یا مختلف قسم کے تراجم ہیں۔ عبرانی نسخے کاغذ کی کئی پشتوں کی پیداوار ہیں اور کئی صورتوں میں وہ بالکل جدید شدہ یا باگڑی ہوئی حالت میں ملتے ہیں۔ کیونکہ عہد عتیق کے نسخوں میں بہت سی غلطیاں شامل ہو چکی ہیں اس لئے اس کی تحریروں کا تنقیدی کام اصل کلام کو معلوم کرنا یا جہاں تک ممکن ہو سکے ابتدا میں لکھے گئے کلام کے الفاظ کو تلاش کرنا ہے۔“

کئی صدیوں تک پرانا عہد نامہ کی کتابوں کی تحریر میں سیال صورت میں دکھائی دیتی ہیں۔ ابتدائی دور (۵۰۰ ق م تا ۱۰۰۰ء) کے کتابتوں نے جنہیں SOPHÉRIM سو فرم کہا جاتا ہے تن کو کئی طریقوں سے بگاڑ دیا۔ ایسا سننے، پڑھنے یا لکھنے میں غلطی سے ہوا۔ الفاظ کے ججے بدل گئے، ان کی تقسیم غلط طور پر کر دی گئی۔ الفاظ، سطور یا سارے کا سارا باب ہی حذف کر دیا گیا، وہ دوبارہ لکھ دیا گیا، یا اسے الٹ پلٹ کر رکھ دیا گیا۔ غیر واضح اور بیزار کن الفاظ کو بدل دیا گیا۔ ادارے اور افراد اختتامِ زمانہ کئے گئے۔ دوسری تا دہلیں قلم بند کی گئیں۔ حاشیہ پر لکھی گئی شرح کو غلطی سے اصل متن کا حصہ سمجھ کر غلط جگہ پر شامل کر دیا گیا، وغیرہ وغیرہ (۱۳)۔

”جدید دانشورانہ مباحث یسوع کی تاریخی حیثیت اور اس کے بعد پیر و کار قوم کے درمیان قائم ہونے والے رشتہ پر مبنی ہیں۔ جولیس ویل ہاؤس JULIUS WELHAUSEN نے تاریخی مطالعہ کا ایک بنیادی سکول قائم کیا ہے۔ اس نے تاریخی مسیح کا جس نے مسیحیت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا اور اس کے بعد کی قوم کا جس نے اسے خداوند اور مسیح بنا دیا مقابلہ کیا ہے۔ اس قسم کے عمومی تحقیقی طریقے سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ مسیحی قوم کی بنیاد انجیل پر قائم نہیں ہوتی ہے بلکہ اناجیل بعد کی قوم کی پیداوار ہے“ (۱۴)

”اناجیل کی لوک کہانیوں کا مقابلہ کرنے پر ان میں یکسانیت مفقود ہونے سے اسالیب کے ناقد اس بات سے بے حد غیر مطمئن ہیں کہ اناجیل کے واقعات، مثلاً یسوع کے صلوب کے جانکے بعد کے معجزات فی الحقیقت سرزد ہوئے تھے۔“ (۱۵)

”فنی زمانہ عہد جدید کے پانچ ہزار سے زائد یونانی نسخے، ایک ہزار پرانے نسخے اور اسی ہزار بیانات کلیسیا کے علماء کے پاس موجود ہیں۔ یہ کسی کو بھی معلوم نہیں کہ کتنے مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ صرف ایک ہی مطالعے میں تیس ہزار سے زائد اقسام کی تحریروں کو قافلی انجیل کے نسخوں میں دیکھی گئیں۔ عہد جدید میں غالباً کوئی ایک بھی فقرہ ایسا نہیں ہے جسے متضاد طریقوں سے نہ لکھا گیا ہو، گو اکثر میں محوی اختلافات دکھائی نہیں دیتے۔“ (۱۶)

اناجیل اربعہ کے تضادات

کوئی بھی غیر متعصب اور غیر جانبدار شخص اناجیل اربعہ کے بغور مطالعہ سے آسانی کے ساتھ یہ معلوم کر سکتا ہے کہ ان میں لاتعداد تضادات پائے جاتے ہیں

(۱۴) کوئٹز-۳: ۱۳۵ (۱۵) کوئٹز-۳: ۱۳۶ (۱۶) کوئٹز-۳: ۱۳۳

اس سلسلے میں انا جیل اربعہ کے کئی متضاد بیانات میں سے نمونے کے طور پر صرف دو واقعات کا بیان کر دینا کافی ہوگا۔

۱۔ انا جیل تہی و توقا میں اندھوں کے بننا ہونے کے متضاد بیانات یوں ہیں:

انجیل متی کا بیان

”اور جب وہ یریحو سے نکل رہے تھے ایک بھیڑ اس ریسٹ ہاؤس کے پیچھے ہوئی؛ اور دیکھو دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے یہ سن کر کہ یسوع جا رہا ہے چلا کر کہا اے خداوند ابن داؤد ہم پر رحم کر۔..... یسوع کو ترس آیا اور اس نے ان کی آنکھوں کو چھوا اور وہ فوراً بننا ہو گئے اور اس کے پیچھے ہو گئے۔“ (۱۷)

انجیل لوقا کا بیان

”جب وہ چلتے چلتے یریحو کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ ایک اندھا راہ کے کنارے بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا۔ اس نے چلا کر کہا اے یسوع ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ یسوع نے اس سے کہا بننا ہو جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ وہ اسی دم بننا ہو گیا اور خدا کی تعجب کرتا ہوا اس کے پیچھے ہو گیا۔“ (۱۸)

متی کے بیان میں حضرت یسوع یریحو سے نکل رہے تھے اور انہوں نے دو اندھوں کو چھو کر بنایا جبکہ لوقا کے بیان کی رُود سے یسوع یسوع کی طرف جا رہے تھے اور انہوں نے دو کی بجائے ایک اندھے کو چھوئے بغیر بنایا، نیز یہ کہ متی کے بیان کے مطابق اندھوں نے یسوع مسیح کو اے خداوند ابن داؤد پکار کر مخاطب کیا جبکہ انجیل لوقا میں یسوع ابن داؤد کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ دونوں بیانات میں کس قدر کھلے تضادات ہیں؟

(۱۷) متی - ۲۰ : ۲۹ - ۳۱ : ۳۲ (۱۸) لوقا - ۱۸ : ۳۵ : ۳۸ : ۳۹

۲۔ یسوع مسیح کے حواری شمعون پطرس نے جب اپنے خلوص اور حمایت کا یقین دلایا تو حضرت مسیح نے اس سے جو کہا اس کی روایت میں تضاد ملاحظہ ہو :

انجیل توتفا کا بیان :

”اس (پطرس) نے اس (یسوع) سے کہا اے خداوندائترے ساتھیوں قید ہونے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں۔ اس نے کہا اے پطرس میں تجھ سے پہچ کہتا ہوں کہ آج مرغ بانگ دے گا جب تک توتین بار میرا انکار نہ کرے کہ مجھے نہیں جانتا“ (۱۹)۔ اور ہوا بھی یوں ہی کہ پطرس کا تین بار یسوع کو جاننے کے بعد مرغ نے ایک بانگ دی۔ (۲۰)۔

انجیل مرقس کا بیان :

پطرس نے اس سے کہا گو سب ٹھوکر کھائیں لیکن میں نہ کھاؤں گا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے پہچ کہتا ہوں کہ تو آج اسی رات مرغ کے دوبار بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا“ (۲۱)۔ اور یوں ہوا کہ پطرس کے پہلی بار انکار کرنے پر مرغ نے پہلی بانگ دی اور اس کے بعد دوبار اور انکار کرنے پر مرغ نے ایک اور بانگ دے کہ تین بار انکار کرنے کے بعد دوبانگیں پوری کیں۔ (۲۲)۔

انجیل توتفا کا بیان ہے کہ پطرس کے تین بار انکار کرنے پر مرغ نے صرف ایک ہی بانگ دی، جبکہ مرقس نے اس دوران میں دوبار بانگ دینا بیان کیا ہے حالانکہ دونوں بیانات یسوع کی زبانی منسوب ہیں لیکن دونوں ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ ان دو واقعات کے بیانوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ توتفا کی کاوش نہ تو متی کے مطابق ہے اور نہ ہی مرقس کے مطابق۔ یہ شخص انسان ہی ہو سکتا ہے جو واقعات کو دیکھنے کا

(۱۹) توتفا۔ ۳۳: ۳۳، ۳۴ (۲۰) توتفا۔ ۲۲: ۵۳-۶۱ (۲۱) مرقس۔ ۱۳: ۲۹، ۳۰

(۲۲) مرقس۔ ۱۳: ۶۶-۷۳

یا سننے یا لکھنے میں غلطی کھا جائے مگر خود خدا یا اس کا بھیجا ہوا فرشتہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔ اس طرح توفا کا یہ اعتراف بالکل درست ہے کہ اس نے خود ہی واقعات کو لکھا، مگر صحیح صحیح دریافت کر کے نہ لکھا اور نہ ہی فرشتہ کے ذریعہ سے، اور یہی حال باقی مصنفین کا بھی ہے۔

یہ بات بھی از حد اہم ہے کہ خود بائبل کے اندر اس کے خدائی کلام ہونے کا کوئی دعویٰ موجود نہیں ہے بلکہ اس کے اندر واضح طور پر یہ درج ہے کہ خدائی کلام کے ساتھ انسان نے اپنی طرف سے کلام بڑھایا ہوا ہے (۲۳)۔

اس کے برعکس قرآن مجید میں کئی جگہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ تمام تراجمی کلام ہے جو لا تبدیل بھی ہے اور اس بارے میں کسی کو کوئی شک ہو تو وہ قرآن مجید میں تضاد ظاہر کرے یا اس جیسی کوئی ایک سورت بنا کر ان دعوؤں کو باطل کر کے دکھا دیے۔ مگر یہ کام اب تک کوئی نہیں کر سکا۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ قرآن حکیم کی آیات پر غور و فکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس کی بناء پر ہر زمانے میں قرآن مجید کی آیات پر غور و فکر ہوتے رہنے سے کتب تفسیر کی کثرت ہے۔

تیسرا باب

آسمانی کتابیں

قرآن، توریت، زبور، انجیل

اللہ تعالیٰ نے اپنے جن برگزیدہ بندوں سے کلام کیا، انہیں نبی، رسول، پیغمبر یا مبرا یا پیغمبر یا مبرا کہتے ہیں۔ بذریعہ وحی یہ کلام بھٹکے ہوئے لوگوں کو مراد مستقیم دکھانے کے لئے نازل ہوتا رہا ہے۔ ارشاد الہی ہے :

”کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ خدا کے حکم سے جو خدا چاہے اٹھ کرے۔ بیشک وہ عالی مرتبہ اور حکمت والا ہے ۵ اور اسی طرح راے محمد اہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح القدس کے ذریعے یہ قرآن بھیجا ہے۔ تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔ لیکن ہم نے اس کو نور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور بے شک تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو ۵“ (۱)

کتب مقدسہ تحریری صورت میں

قدیم زمانے میں کتب مقدسہ اس طرح نہ تھیں جس طرح سے آج یہ کاغذ کے

(۱) القرآن - ۴۲: ۵۱، ۵۲

اور ارق پر لکھی یا چھپی ہوئی دیکھی جاتی ہیں۔ کاغذ اور چھاپہ خانے بہت بعد کی ایجادیں ہیں لہذا الہامی کتابوں سے مراد نبیوں کی معرفت بھیجا گیا خدا کا کلام ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو کلام الہی لوح یا تختیوں پر لکھا ہوا ملا تھا۔ دوسرے پیغمبروں پر نازل شدہ کلام بعد میں میرے آنے والی اشیاء پر لکھوا لیا جاتا تھا مثلاً درخت کا پتہ، پتھر کی سلیٹ، جانور کی کھال، چڑھے کی ہڈی وغیرہ۔ کلام کی تکمیل پر مکمل کلام کو گول پیسے ہوئے پارچہ پر لکھ لیا جاتا تھا جسے طومار کہتے تھے۔ کلام کو اوراق پر لکھ کر کتابی شکل دینے کا رواج مسیحیوں سے شروع ہوا۔ ابتدائیں اسے اچھا نہ سمجھا جاتا تھا۔ بعد میں جب مسیحی برسرِ اقتدار آگئے تو کتابی شکل میں لکھے گئے کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ قرآن مجید میں پیغمبروں پر نازل شدہ کلام الہی کو صحائف بھی کیا گیا ہے اور کتاب بھی، مثلاً :

”کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں اور اس ابراہیم کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟“ (۲)

پھر یہ کہ یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں کہی گئی تھی، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (۳) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی“ (۴)

انبیائے سابقین

ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بھی پیغمبروں اور ان کے حقیقی پیروکاروں کا دین اسلام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے :

”ابراہیم کے دین سے کون روگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔ ہم نے ان کو دنیا میں منتخب کیا تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ فخر و صلح میں ہوں گے۔ ان کے پیروکار نے فرمایا اسلام لے آؤ تو انہوں نے عرض کی کہ میں رب العالمین کے آگے سرِ اطاعت خم کرتا ہوں۔ اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی وصیت کی اور یعقوب

(۲) القرآن۔ ۵۳: ۳۶، (۳) القرآن۔ ۸۴: ۱۹، (۴) القرآن۔ ۲: ۸۷

نے بھی اپنے فرزندوں (بنی اسرائیل) سے یہی کہا کہ بیٹو! خدائے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ یہ جماعت گزر چکی ان کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا اور جو عمل وہ کرتے تھے ان کی پرستش تم سے نہیں ہوگی۔“

اس کے بعد فرمایا اور یہودی اور مسیحی کہتے ہیں کہ یہودی یا مسیحی ہو جاؤ تو سیدھے رستے پر لگ جاؤ۔ ان سے کہہ دو نہیں بلکہ ہم ابراہیم کا دین اختیار کرتے ہوئے ہیں جو ایک خدا کے معبود ہے تھے اور مشرکوں میں نہ تھے۔ مسلمانو! کہو ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحق اور یعقوب پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موسیٰ اور عیسیٰ کو عطا ہوئیں ان پر اور جو ان پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملیں ان سب پر ایمان لائے، ہم ان پیغمبروں میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم خدائے واحد کے فرمانبردار ہیں۔“ (۵)

اللہ تعالیٰ کے سبھی پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدائے واحد کے فرمانبردار یعنی مسلمان تھے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور مسیحیوں کو

ان الفاظ میں خطاب فرمایا ہے:

”اے یہود و نصاریٰ! کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ ابراہیم و اسماعیل اور اسحق و یعقوب اور ان کی اولاد یہودی اور مسیحی تھے، راے محمد ان سے کہو بھلا تم زیادہ جانتے ہو یا کہ خدا؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی شہادت کو جو اس کے پاس کتاب میں موجود ہے ہلچلے اور جو کچھ تم لوگ

کر رہے ہو خدا اس سے غافل نہیں ۛ (۶)

اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو تحریف کاری کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں عقل سے کام لینے کے لئے یوں خطاب کرتا ہے :

”اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد اتری ہیں اور وہ پہلے ہو چکے تھے تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ۛ دیکھو ایسی بات میں تم نے جھگڑا کیا ہی تھا جس کا تمہیں کچھ علم تھا بھی۔ مگر ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تم کو کچھ علم نہیں۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۛ ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ مسیحی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک خدا کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرمانروا تھے اور مشرکوں میں نہ تھے ۛ ابراہیم سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر آخر الزماں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ اور خدا مومنوں کا کارساز ہے ۛ“ (۷)

یہودیوں اور مسیحیوں کے غلط عقائد قرآن مجید کا بیان ہے:-

”یہودی کہتے ہیں عزیر خدا کا بیٹا ہے اور مسیحی کہتے ہیں مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ ان کے اپنے منہ زبانی تحریف کی باتیں ہیں۔ پہلے کافر بھی اسی طرح باتیں کرتے تھے، یہ بھی ان کی بریس کرنے لگے ہیں، خدا ان کو ہلاک کرنے یہ کہاں بیکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان لوگوں کے مشرک مقرر کرنے سے وہ پاک ہے ۛ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بھجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے ۛ“ (۸)

(۶) القرآن - ۲: ۱۳۰ (۷) القرآن - ۳: ۶۵-۶۸ (۸) القرآن - ۹: ۳۰-۳۲

ان آیات سے واضح ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی کتاب تثنیہ شریعہ یا استثنایا یعنی تورات میں اب بھی موجود ہے اور جس کے لا تبدیل ہونے کی تصدیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی، جیسے یہ اب بھی انجیل متی میں موجود ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جسے قرآن مجید نے ہدایت اور نور کیا ہے۔ اس کے برخلاف جو بھی عقائد بنائے گئے ہیں وہ یہودیوں اور مسیحیوں کے ہاتھوں کتب مقدسہ میں تحریف کاری کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید کی انفرادیت

الہامی کتب مقدسہ میں قرآن مجید اپنی جگہ بالکل منفرد اور سرفہرست ہے کسی قسم کی تحریف نہ ہو سکنے کے باعث یہ اللہ تعالیٰ کا لا تبدیل کلام ہے جو ہمیشہ اپنی اصل حالت میں قائم رہے گا۔

قرآن مجید کی نازل ہونے والی آیات اور سورتوں کو محفوظ رکھنے کے لیے نزول کے فوراً بعد نہ صرف لکھوالیا جاتا تھا بلکہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم حفظ کر لیتے تھے دنیا میں قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو دراصل سے حفاظ کے سینوں میں محفوظ چلی آتی ہے۔

کلام الہی کے نزول کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بموجب آیات کو اس ترتیب سے لکھاتے اور یاد کرا دیتے تھے جسطرح سے وہ خدا کے پاس لوح محفوظ پر مرقوم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن مجید لوح محفوظ پر مرقوم کتاب کی نقل بمطابق اصل ہے۔

عربی گرامر کے قاعدہ کی روش سے ہر وہ شے یا صفت جو خاص اور منفرد حیثیت کی مالک ہو اس کے ساتھ "ال" شامل کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید دیگر سب کتابوں سے ممتاز و منفرد حیثیت کی کتاب ہے اس لئے یہ "الکتاب" ہے۔

قرآن مجید کا ابتدائی کلام ایک ہی سورۃ فاتحہ ہے جس کی ابتدا الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ ان دو الفاظ کے مجموعہ کے ہر ایک لفظ کے ساتھ "ال" شامل ہے۔ یعنی حمد اور ال کے ساتھ الحمد تاثر ترین و منفرد وہ توفیق ہے جو صرف اللہ

یعنی متناز تریں، یکتا و لاثانی اور معبود واحد کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ ہی معبود واحد و حقیقی اور بے مثل ہے کہ قرآن مجید میں واضح کیا گیا ہے :

”اللَّهُ الْوَاحِدُ“ اور یہ کہ ”لیس کبشلہ شی“

اولین مکی سورۃ کے بعد قرآن مجید کی دوسری سورۃ البقرہ مدنی سورۃ ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم ان خود نہ تو قرآن مجید کے مصنف ہیں اور نہ ہی مرتب کنندہ ہیں کیونکہ ترتیب نزول آیات کو یکسر نظر انداز کر کے سورۃ البقرہ کو ابتدائی مقام دے دینا ان کا اپنا کام نہیں ہو سکتا تھا۔

سورۃ البقرہ میں ابتدائی حروف مقطعات ”۱۔۲۔۳“ کے بعد کے الفاظ ”ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ“ ہیں۔ یہ الفاظ اس حقیقت کے ثبوت ہیں کہ بلا شک و شبہ قرآن مجید ”الکتاب“ ہے، اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔

ترجمہ کے ساتھ متن کی ضرورت

علم و ادب سے ادنیٰ تعلق بھی رکھنے والا شخص یہ حقیقت بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کوئی ترجمہ اپنے اصل اور متن کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کلام الہی کی تفسیر بڑی بات ہے کہ اللہ کے کلام کے مقابلہ اور برابر کسی انسانی کلام کو سمجھنا خواہ وہ اس کا کتنا ہی اچھا ترجمہ کیوں نہ ہو کیسے ممکن ہے؟ قانون اور آئین ہر ایک کی عام عدالت کا فیصلہ ہر کہیں مسلم حقیقت اصل کی ہوتی ہے اس کے ترجمہ کی نہیں کیونکہ کسی زبان کے ہر لفظ، محاورے اور اصطلاح کا ترجمہ دوسری زبان میں بعینہ کو ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ہر زبان کا اپنا اسلوب اپنا پس منظر اپنی روایات اور اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ انہیں ان کے اصل روح کے ساتھ دوسری زبان کے قالب میں ڈھان اہتمائی و شوار گزار مرحلہ ہے۔ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ہی کو سمجھئے۔ ان جیسے مصطلحات کے لئے اردو، انگریزی یا کسی اور زبان میں کوئی متبادل لفظ موجود نہیں۔

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ترجمے کے ساتھ اگر متن نہ ہو تو ترجمے کی حقیقت قابل اعتبار نہیں رہتی کیونکہ اس صورت میں بددیانتی، جھلسازی اور تحریف کو روکنا ممکن نہیں رہتا۔ کتنا مقدس بائبل میں سب سے بڑی خرابی یہی ہوئی کہ احبار اور رہبان نے متن کو نو تائون میں متصل

کر دیا اور زیادہ سے زیادہ یہ کیا کر اسے عجائب گھروں کی زینت بنا دیا اور اپنے دین و ثنیت کا سارا انحصار ان تراجم پر رکھا جو ہر تھوڑے عرصے کے بعد بدلتے رہتے ہیں۔ جبکہ جن نسخوں کو وہ اصل کہتے ہیں ان کا اصل ہونا بھی محل نظر ہے۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کا آخری کلام قرآن کریم اس خرابی سے پاک ہے۔ اس کا تین روزہ اول سے آج تک نہ صرف اوراق کے سفینوں میں مرقوم ہے بلکہ حفاظ کے سینوں کے اندر بھی محفوظ ہے اور ان حفاظ کی تعداد دس بیس یا سیکڑوں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے ہر دور میں ہر خطے اور ہر ملک میں آج بھی ان کا وجود حفاظت قرآن کی زندہ دلیل ہے۔ یہ شرف اور فخر دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔ کیوں نہ ہو قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ یہ ہر دور کے لیے ہے اور ہر قوم اور ہر ملک کے لئے ہے۔ قیام قیامت تک کے لئے ہے۔

مسلمان قرآن مجید کا ترجمہ ضرور پڑھتے ہیں چھاپتے ہیں لیکن متن کے ساتھ پڑھتے ہیں متن کے بغیر نہیں؟ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کی کسی آیت اور کسی ایک لفظ میں بھی نہ تبدیل ہو سکتی ہے اور نہ تحریف۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ قرآن مجید عالمگیر کتاب ہے۔ دنیا کے ہر حصہ میں پڑھی جاتی ہے۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں وہ ترجمہ کی مدد سے اس کے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے تراجم

آج دنیا کی کم و بیش ہر بڑی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا جا چکا ہے، بلکہ بعض اہم زبانوں میں ایک سے زیادہ متعدد تراجم ہو چکے ہیں۔ اردو ہی کو لیجئے، اس زبان میں قرآن پاک کے درجنوں ترجمے موجود ہیں لیکن سب کے ساتھ متن موجود ہے مگر اگر کہیں قاری کو کوئی اشتباہ ہو تو وہ اصل سے اپنی تسلی کر لے۔

بظاہر قرآن مجید کے تراجم میں لفظوں کا فرق دکھائی دے گا لیکن یہ فرق معنوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ زبان کی تبدیلی اور ارتقاء کے نقطہ نظر سے ہے۔ مثلاً صدی پہلے آنکھوں کو نہیں کہتے تھے تو اس دور کے تراجم میں بین ہو گا۔ اور آج کے ترجمہ میں آنکھ دوسرے

یہ کہ ہر مترجم یہ کوشش کرتا ہے کہ متن کی موجودگی میں وہ کلام اللہ کے مفہوم کو زیادہ سے زیادہ بہتر اسلوب اور اچھے محاورے میں پیش کرے۔ اس لئے وہ اصل متن کی روح کو بخروج یکے بغیر اپنے ترجمہ کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

اپنے اس بیان کو مزید واضح کرنے کے لیے ہم صرف ایک آیت قرآنی اور مختلف ادوار میں کئے گئے اس کے تراجم پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کرام اس حقیقت کو بخوبی سمجھ سکیں۔

مختلف تراجم کے نمونے

”إِذْ تَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي مَارَ فِي بَطْنِي مُحْتَدِرًا فَقَبَّلْهُ وَهُوَ غَضُوبٌ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا تَجِدَ بِهِ مَوْلًا ذَلَّلَهُ اللَّهُ فَمَنْ هُوَ غَافِلٌ عَنْهُ فَلْيُغْلَبْ وَهَذَا مَوْلَاكُمْ ۚ“ (۳۵:۳)

ترجمہ :- اس آیت قرآنی کے تراجم ملاحظہ ہوں:

۱۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی: جس وقت کہا بی بی عمران کی نے اے

پروردگار میرے، تحقیق میں نے نذر کیا واسطے تیرے جو کچھ پیٹ میرے کے ہے آزاد کیا ہوا، پس قبول کر مجھ سے تحقیق تو ہے سننے والا جانتے والا +

۲۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی: جب بولی عورت عمران کی کہ اے رب!

میں نے نذر کیا تیری، جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، آزاد، سو تو مجھ سے قبول کر۔ تو ہے اصل سنا جانتا +

۳۔ مولانا حافظ نذیر احمد دہلوی: ایک وقت تھا کہ عمران کی بی بی نے (خدا کی جناب

میں عرض کیا) کہ میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو (بچہ) ہے اُس کو میں (دنیا کے کام کاج سے آزاد کر کے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما کہ تو (سب کی) سننا (اور سب کی نیتوں) کو جانتا ہے +

۴۔ مولانا عاشق الہی میرٹھی :- جب کہا عمران کی بی بی نے کہ اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر کر دیا جو میرے پیٹ میں ہے آزاد بنا کر! تو میری طرف سے قبول فرما! بیشک تو سننے والا جانتے والا ہے۔

۵۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی :- جب عمران کی بی بی نے عرض کی اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے غرضتی ہی خدمت میں رہے

تو توجہ سے قبول کر لے بیشک تو ہی سنتا جاتا ہے +

۶۔ شیخ الحدیث مولانا محمود اعظم دہلوی :- جب کہ عمران کی عورت نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ کر سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا جاننے والا +

۷۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی :- جبکہ عمران (پدر مریم) کی بی بی نے (حالت حمل میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے مانی ہے آپ کے پیٹ میں بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا سو آپ مجھ سے (بند ولادت) قبول کر لیجئے۔ بیشک آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں +

۸۔ مولانا فتح محمد خاں جالندھری :- (وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمران کی بیوی نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو جیہ نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے +

۹۔ مولانا عبد الماجد دریابادی :- (اور وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے تیرے لیے نذر مانی ہے اس (بچہ) کو جو میرے پیٹ میں ہے کہ (وہ) آزاد رکھا جائے گا سو تو (یہ) مجھ سے قبول کر تو تو خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے +

۱۰۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی :- (وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت کہہ رہی تھی کہ ”میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں، وہ تیرے ہی نام کے لیے وقف ہو گا۔ میری اس پیش کش کو قبول فرما۔ تو سننے اور جاننے والا ہے۔“

۱۱۔ علامہ وحید الزمان (وہ پندرہ وقت یاد کر) جب عمران کی بی بی رختہ بنت فاطمہ نے (پروردگار سے) عرض کیا میرے مالک جو میرے پیٹ میں ہے آزاد کر کے تیری نذر کر چکی اب قبول کر میری طرف سے بیشک تو سنتا جاتا ہے +

تراجم کا تجزیہ

آپ کے ملاحظہ کیا۔ عربی متن کے سبھی تراجم کا مفہوم ایک ہے، فرق الفاظ ادبیات

بیان میں ہے، دو سو سال کے دوران اردو زبان کے الفاظ، فقروں کے درجہ بڑست محاورات اور اصطلاحات میں خاصی تبدیلی آچکی ہے۔ اس کے مطابق ترجمہ کا بدلتا ازلہ ضروری ہے لیکن تبدیلی بائبل کی طرح مفہوم اور معانی کی نہیں صرف الفاظ اور بیان کی ہے۔ مزید یہ کہ کسی فاضل مترجم نے ترجمہ تحت اللفظ کیا ہے، کسی نے با محاورہ اور کسی نے عام فہم سلیس زبان میں۔ ایک نے سلاست و روانی بیان کو مدنظر رکھا ہے تو دوسرے نے فصاحت و بلاغت کو ترجیح دی ہے۔ اس کے باوجود کسی نے مفہوم اور قرآن حکیم کے معانی کو ہر گز جوڑ نہیں جوڑ دیا۔ متن کے ہر لہ اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے ترجمین نے الفاظ کی شرح و تفسیر کرنے میں یہ احتیاط برتی ہے کہ اپنے وضاحتی لفظ یا جملے کو خطوط و حدانی کے درمیان پیش کیا ہے تاکہ اسے اصل ترجمہ کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ نیز یہ کہ قاری کا اس کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں کیونکہ یہ اس کی اپنی ذاتی تفسیر ہے۔

یہودی اور مسیحی کتب مقدسہ

یہودیوں اور مسیحیوں میں حضرت ابراہیم، حضرت اسمعیل، حضرت اسحق، حضرت یعقوب اور حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے والی کتب و صحائف کا تصور مفقود ہے اور قرآن مجید کے بارے میں تو ان کا وہ یہ ابتدا اسی سے ابولہب کا سا ہے کہ متفقہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چنانچہ مصطفوی سے شرار بولہبی یہودی اور مسیحی یہ مانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے برگزیدہ لوگوں پر خدا کا کلام نازل ہوتا رہا ہے۔ یرمیاہ نبی کی کتاب کے مندرجہ ذیل بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ نزول کے فوراً بعد یہ ضروری نہ تھا کہ الہی کلام لکھوا لیا جائے اور اس کی حفاظت کا بند و بست بھی کر لیا جائے:

”شاہ یہوداہ یہو یقیم بن یوساہ کے چوتھے برس میں یہ کلام خداوند کی طرف سے یرمیاہ نبی پر نازل ہوا کہ کتاب کا ایک طومار لے اور وہ سب کلام جو میں نے اسرائیل اور یہوداہ اور تمام اقوام کے خلاف تجھ سے کیا ہے اس دن سے لیکر جب میں تجھ سے کلام کرنے لگا یعنی یوساہ کے ایام سے لیکر آج کے دن تک اس میں لکھ ۵ تب یرمیاہ نے بار و کس بن یرمیاہ

کو بلایا اور باروک نے خداوند کا وہ سب کلام جو اس نے یرمیاہ سے
 کیا تھا اس کی زبانی کتاب کے اس طومار میں لکھا ۵ (۹)
 کلام لکھوانے میں بے احتیاطی اور نبی کی موجودگی میں الہی کلام میں تحریف کے جانے
 کا ثبوت کلام کے جلاتے جانے کے بعد دوبارہ لکھوائے جانے کے بیان سے ملتا ہے:
 ۵ تب یرمیاہ نے دوسرا طومار لیا اور باروک بن نریاہ منشی کو دیا اور اس نے
 اس کتاب کی سب باتیں جسے شاہ سیہوراہ یہو یقیم نے آگ میں جلا یا تھا بڑھا
 کی زبانی اس میں لکھیں اور ان کے سوا کسی ہی اور بہت سی باتیں ان میں بڑھا
 دی گئیں ۵ (۱۰)

کتاب مقدس میں تحریف کرنے کا یہ اعلان بھی اگر مسیحیوں کو دکھائی نہیں دیتا تو گویا خدا
 نے ان کی آنکھوں کا نور پھین رکھا ہے۔

ابتر ابی سے حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ یہودیوں کا رویہ بالکل بولہبی رہا ہے۔ وہ
 آج بھی انہیں خدا کا برگزیدہ نہی نہیں مانتے چہ جائیکہ وہ ان پر نازل ہونے والے الہی کلام
 پر ایمان رکھیں۔ حیرت تو مسیحیوں کے اس رویے پر ہے کہ وہ انکار دی ہیں کہ یسوع مسیح
 پر کوئی کتاب نازل ہوئی تھی۔ ان کا یہ انکار یسوع مسیحؑ پر خدا کا کلام نازل نہ ہونے کا
 اعتراف کرنے کے مصداق ہے۔ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے انبیاء کی معرفت لکھوائے گئے الہی
 کلام کو یہودی اور مسیحی دونوں کتب مقدسہ کے طور پر مانتے ہیں، مگر ان کتابوں کے مصنف
 وہ ان برگزیدہ لوگوں کو سمجھتے ہیں جنہوں نے کتب مقدسہ کو لکھا تھا یا لکھوایا تھا۔ حالانکہ
 وہ الہی کلام کے مرتبین تو ہو سکتے ہیں۔ مصنفین نہیں ہو سکتے۔

قرآن مجید کا اعلان

قرآن مجید میں یہودیوں اور مسیحیوں کی جن کتب مقدسہ کا نام لیکر ذکر ہوا ہے وہ
 یہ ہیں:

۱۔ توریت ۲۔ زبور ۳۔ انجیل اور ۴۔ صحف انبیائے سابقین۔ ان کتب مقدسہ

کے علاوہ قرآن مجید نے کسی اور کتاب کا نام یا بے نزاکت کیلئے بالفاظ دیگر مسیحیوں کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ قرآن مجید نے بائبل (یعنی ان کی تہمت یا چھپا سٹھ کتابوں کی تصدیق اور تعریف کی ہے، یا انہیں ہدایت اور نور کہا ہے۔

صحف کھنسنے سے یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کون کون سی کتب تھیں، جبکہ منفرد ناموں کے ساتھ توریت، انجیل اور زبور کے متعلق قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہوا ہے:

”اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، زندہ رہنے والا“ اس نے (اسے محمد) تم پر یہ کتاب نازل کی جو پہلی آسمانی

کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اس نے توریت اور انجیل نازل کی یعنی لوگوں کی ہدایت کے لئے توریت اور انجیل اتاری اور پھر قرآن جو حق و باطل کو الگ

الگ کر دینے والا ہے نازل کیا۔ جو لوگ خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا۔ اور خدا زبردست اور بدلہ لینے والا ہے“ (۱۱)

”بیشک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی ہے“ (۱۲)

”اور ان پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت

اور نور ہے“ (۱۳)

”ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح لوح اور ان کے پچھلے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ اور ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب

اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی“ (۱۴)

قرآن مجید سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں اس انجیل کو ہدایت اور نور کہا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ کو عطا کی گئی تھی۔ اس سے انما جیل اربوہ مراد نہیں جن کے مصنفین متی، مرقس، لوقا اور یوتنا ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی انجیل حضرت مسیح پر

(۱۱) القرآن ۳: ۱-۳ (۱۲) القرآن ۵: ۴۴ (۱۳) القرآن ۵: ۶۶

(۱۴) القرآن ۳: ۱۶۳

نازل شدہ کتاب نہیں ہے ۔
اب ہم تفصیل کے ساتھ ان کتب پر بحث کرتے ہیں ۔

۱۔ تورات

توریت مسیحیوں کی نظر میں

قرآن مجید کی رد سے توریت سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کوہ طور سینا پر تختیوں (لوہوں) پر لکھی ہوئی عطا کی تھی۔ اس کی تصدیق بائبل سے بھی ہوتی ہے۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ یہودیوں اور مسیحیوں نے یہ عقیدہ از خود بنالیا کہ حضرت موسیٰ توریت کے مصنف تھے اور یہ کہ توریت ایک جامع کتاب نہیں ہے بلکہ بائبل کی پہلی پانچ کتابوں پر مشتمل ہے، جیسا کہ سوسائٹی آف سینٹ پال "رومار ۱۰: ۵" کے شائع کردہ کلام مقدس "کے عہد عتیق میں صفر اول پر اسفار خمسہ کے دیباچے کے اس بیان سے ظاہر ہے:

"کلام مقدس کی پہلی پانچ کتابیں (اسفار خمسہ) "تورہ" یا "توریت" کے نام سے مشہور ہیں۔ جنکے معنی شریعت ہیں۔ کیونکہ ان میں موسوی شریعت درج ہے اور ان میں تقریباً تمام قوانین کا ذکر ہے جن پر عمل کرنے سے اسرائیل قوم خدا کی مہربانیوں کے لائق بن جاتی تھی۔ یہودی اور مسیحی روایت کے مطابق ان پانچ کتابوں کا مصنف خود موسیٰ ہے۔ اور خداوند یسوع مسیح اور رسولوں نے ان کی اصلیت تسلیم کی ہے۔"

"مزمورین (پیدائش) کی کتاب کائنات کی پیدائش اور بنی آدم اور برگزیدہ قوم کی ابتدائی تاریخ بیان کرتی ہے۔" خروج کی کتاب اسرائیل قوم کی وہ واردات بیان کرتی ہے جو مصر سے نکلنے وقت وقوع میں آئی ہیں۔ اخبار کی کتاب الہی پرستش کی تمام رسومات بیان کرتی ہے۔ عدد گنتی کی کتاب میں اسرائیل قوم کی مردم شماری اور چند ایک واقعات جو چالیس سال کے دوران میں بیابان میں ہوئے درج ہیں۔ تثلیث شرع (استثنا) کی کتاب قوانین

کا اختصار اور ان کی تجدید ہے + (۱۵)

عہد جدید میں تو ریت کا ذکر ملتا ہے مگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یسوع مسیح یا ان کے رسولوں نے پانچ کتابوں پر مشتمل کسی توریت کی اصلیت کو تسلیم کیا ہے۔ مجاہد ا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰؑ اس قسم کی کتاب کے مصنف کیسے ہو سکتے ہیں اور حضرت مسیحؑ جیسے برگزیدہ نبی اس کی تصدیق کیوں کریں گے جس میں حقیقت سے بیداریں اور جھوٹے اس قسم کے واقعات درج ہوں کہ زمین سورج سے پہلے بنی تھی اور سورج کی عدم موجودگی میں زمین پر روشنی، اور دن اور رات تھے۔ اور سبزہ بھی اگتا تھا۔ نیز یہ سزا دین انسان کی پلیدی آج سے صرف کوئی چھ ہزار سال پہلے ہوئی تھی۔

یہودیوں اور مسیحیوں کی جانب سے "اسفارِ خمسہ" کو توریت کا نام دینے کے نظریہ کی تردید خود بائبل میں مندرج بیانات سے ہوتی ہے۔

توریت کا نزول الواح کی شکل میں

بائبل کا بیان ہے کہ "موسىٰؑ اپنی بھرتی دونوں لوحوں کو یعنی اس عہد کی لوحوں کو جو خداوند نے تم سے باندھا تھا لینے کو پہاڑ پر چڑھ گیا تو میں چالیس رات وہیں پہاڑ پر رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور خداوند نے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی پتھر کی دونوں لوحیں میرے سپرد کیں اور ان پر وہی باتیں لکھی تھیں جو خداوند نے پہاڑ پر آگ کے بیچ میں سے مجمع کے دن تم سے کہی تھیں۔" (۱۶) اور موسیٰؑ شہادت کی دونوں لوحیں ہاتھ میں لئے ہوئے اٹھا پھرا اور پہاڑ سے نیچے اترا اور وہ لوحیں ادھر سے ادھر دونوں طرف سے لکھی ہوئی تھیں اور وہ لوحیں خدا ہی کی بنائی ہوئی تھیں اور جو کچھ لکھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لکھا اور ان پر کندہ تھا۔" (۱۷)

اس کے باوجود یہودی اور مسیحی اسے حضرت موسیٰؑ کا تصنیف کیا ہوا کلام قرار دیتے ہیں۔

(۱۵) کلام مقدس۔ دیباچہ اسفارِ خمسہ (۱۶) استثناء۔ ۹۱۹، (۱۷) خروج۔ ۳۲: ۱۵

الواح کا تورنا

نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے پہاڑ پر چلے جانے کے بعد پرستش کے لئے بچھڑا بنایا تو حضرت موسیٰ کے بیان کے مطابق :

”خداوند نے مجھ سے کہا اٹھ کر جلد نیچے جا کیونکہ تیرے لوگ جن کو تو مہرے نکال لایا ہے بگڑ گئے ہیں۔ اور وہ اس راہ سے جس کا میں نے ان کو حکم دیا تھا جلد برگشتہ ہو گئے ہیں اور اپنے لئے ایک سورت ڈھا لکر بنالی ہے۔۔۔۔۔ اور میں نے دیکھا کہ تم نے خداوند اپنے خدا کا گناہ کیا اور اپنے لئے ایک بچھڑا ڈھا لکر بنالیا ہے اور بہت جلد اس راہ سے جس کا حکم خداوند نے تم کو دیا تھا برگشتہ ہو گئے ۵ تب میں نے ان لوگوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے لیکر بھیج دیا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے ان کو تور ڈالا ۵ (۱۸)“

”اور میں پہلے کی طرح چالیس دن اور چالیس رات خداوند کے آگے اوندھا پڑا رہا۔ میں نے نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا کیونکہ تم سے بڑا گناہ سرزد ہوا تھا اور خداوند کو غصہ دلانے کے لئے تم نے وہ کام کیا جو اس کی نظر میں بُرا تھا ۵ اور میں خداوند کے قہر اور غضب سے ڈر رہا تھا کیونکہ وہ تم سے سخت ناراض ہو کر تم کو نیست و نابود کرنے کو تھا لیکن خداوند نے اس بار بھی میری سن لی ۵ اور خداوند بارون سے ایسا غصہ تھا کہ اسے ہلک کرنا چاہا پر میں نے اس وقت بارون کے لئے بھی دعا کی اور میں نے تمہارے گناہ کو یعنی اس بچھڑے کو جو تم نے بنایا تھا لیکر آگ میں جلایا۔ پھر اُسے کوٹ کوٹ کر الیا پیا کہ وہ گرد کی مانند باریک ہو گیا اور اس کی راکھ کو اس ندی میں جو پہاڑ سے نکل سے نیچے بہتی ہے ڈال دیا ۵ (۱۹)“

الواح کا دوبارہ ملنا

”اس وقت خداوند نے مجھ سے کہا کہ پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دو عین تراش

(۱۸) استثناء - ۹: ۱۴-۱۶ (۱۹) استثناء - ۱۸: ۱۱-۱۲

لے اور میرے پاس پہاڑ پر آجا اور ایک چوٹی صندوق بھی بنالے ۵ اور جو
 باتیں پہلی لوحوں پر جن نوٹوں نے توڑ ڈالا کھینچیں وہی میں ان لوحوں پر لکھ دوں گا۔
 پھر تو ان کو اس صندوق میں دھردینا ۵ سو میں نے لیکر کی کڑی کا صندوق
 بنایا اور پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دو لوحیں تراش لیں اور ان دونوں لوحوں
 کو اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گیا ۵ اور جو دس حکم خداوند نے
 مجمع کے دن پہاڑ پر آگ کے بیچ میں سے نکلے تھے ان ہی کو پہلی تحریر
 کے مطابق اس نے ان لوحوں پر لکھ دیا۔ پھر ان کو خداوند نے میرے
 سپرد کیا ۵ تب میں پہاڑ سے لوٹ کر نیچے آیا اور ان لوحوں کو اس (عہد) کے
 صندوق میں جو میں نے بنایا تھا دھردیا اور خداوند کے حکم کے مطابق جو
 اس نے مجھے دیا تھا وہیں رکھی ہوئی ہیں ۵“ (۲۰)

خدا کے ساتھ بنی اسرائیل کا عہد

حضرت موسیٰؑ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا :
 ”آج کے دن تم اور تمہارے سردار تمہارے قبیلے اور تمہارے بزرگ
 اور تمہارے منصبدار اور سب اسرائیل مرد ۵ اور تمہارے بچے اور
 تمہاری بیویاں اور وہ پردیسی بھی جو تیری خیمہ گاہ میں رہتا ہے خواہ وہ
 لکڑہارا ہو خواہ ستاق سب کے سب خداوند اپنے خدا کے سامنے کھڑے
 ہو ۵ تاکہ تو خداوند اپنے خدا کے عہد جسے وہ تیرے ساتھ آج باندھتا
 اور اس کی قسم میں جسے وہ آج تجھ سے کھاتا ہے شامل ہو ۵ اور وہ
 تجھ کو آج کے دن اپنی قوم قرار دے اور تیرا خدا ہو جیسا اس نے تجھ
 سے کہا۔ جیسی اس نے تیرے باپ، دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب
 سے قسم کھائی ۵ اور میں اس عہد اور قسم میں فقط تم ہی کو نہیں ۵ پر انکو
 بھی جو آج کے دن خداوند ہمارے خدا کے حضور یہاں ہمارے ساتھ

کھڑا ہے اور اس کو بھی جو آج کے دن یہاں ہمارے ساتھ نہیں ان میں شامل کرتا ہوں ۵“ (۲۱)

توریت عہد کے صندوق کیساتھ

”اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو ایک کتاب میں لکھ چکا اور وہ ختم ہو گئی ۵ تو موسیٰ نے لاویوں سے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرتے تھے کہا کہ ۵ اس شریعت کی کتاب کو لیکر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھ دو تاکہ وہ تیرے برخلاف گواہ ہے کیونکہ میں تیری بنادت اور گردن کشتی کو جانتا ہوں۔ دیکھو ابھی تو میرے جیتے جی تم خداوند سے بنادت کرتے رہے ہو تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ زکرو گئے ۵“ (۲۲)

”اور موسیٰ موآب کے میدانوں سے کوہ نبو کے اوپر پہنچ کر چوٹی پر جو ریر کچو کے مقابل ہے چڑھ گیا اور خداوند نے جلعاد کا سارا ملک دان تک اور نفتالی کا سارا ملک ۵ وادی کا میدان غنہ تک اس کو دکھایا ۵۔ پس خداوند کا بندہ مکمل نے خداوند کے کہنے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی ۵ اور اُس نے اُسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل دفن کیا پھر آج تک کسی آدمی کو اس کی قبر معلوم نہیں ۵ اور موسیٰ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اس کی آنکھ دھندلانے پائی اور نہ اس کی طبعی قوت کم ہوئی ۵ اور بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے۔ پھر موسیٰ کے لئے ماتم کرنے اور رونے پینے کے دن ختم ہوئے ۵ اور نون کا بیٹا شمعون دانائی اور روح سے مہمور تھا کیونکہ موسیٰ نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اس کی بات ماننے سے روئے اور جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا انہوں نے

دیا ہی کیا؟ اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی
مانند جس سے خداوند نے رد و رد بابتیں کیں نہیں اٹھاۓ " (۲۳)

ہمارا تجزیہ

بائبل کے بیانات سے عیاں ہے کہ پیارے حضرت موسیٰؑ کو خدا نے لوحوں پر کندہ
اپنے احکامات کی دستاویز عطا کی تھی جسے انہوں نے کیکر کے بنائے ہوئے "خداوند کے
عہد کے صندوق" کے اندر تبرک رکھ دیا تھا۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کی ہر اہی میں
آخری منزل پر موصاف کے میداں میں یردن کے پار شرقی کنارے پر قیام کیا تھا۔ وہاں حضرت
موسیٰؑ نے ان سے خطاب کیا اور خروج اور چالیس برس کی صحرائوروی کے دوران میں جو
واقعات پیش آئے اور بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا مختصر خاکہ کھینچا۔ اور پھر قوم کو خدا کے
وہ احکام سناتے ہوئے پھر ان پر کندہ تھے اور پھر انہیں راہِ راست پر چلنے اور خدا کی فرمانبرداری
کے دین اسلام پر اسخ بوجھنے کی ہدایات دیں۔ پیغمبروں کے ذریعے فرمانبرداری کا جو عہد
اللہ تعالیٰ اپنی قوم کے ساتھ باندھتا رہا ہے اس کا حضرت موسیٰؑ نے اعادہ کیا اور قوم سے عہد
یا کردہ اسلام کے اس عہد پر سخت رہیں گے

اللہ کا یہ عہد کوئی نیا عہد نہ تھا بلکہ یہ وہی عہد تھا جسے اللہ تعالیٰ نے پیش ازین حضرت
ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت یعقوبؑ کے ساتھ بھی باندھا تھا بنی اسرائیل کے ساتھ
جس عہد کی تجدید کی گئی تھی قرآن مجید اس طرح اس کی تصدیق کرتا ہے :

"ابراہیم کے دین سے کون روگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان
ہو۔ ہم نے ان کو دنیا میں منتخب کیا تھا اور آخرت میں بھی وہ ذمہ صلیحاریں
ہوں گے۔ جب ان کے پروردگار نے فرمایا اسلام لے آؤ تو انہوں
نے عرض کی میں رب العالمین کے آگے سہرا طاعت خم کرتا ہوں اور
ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اس بات کی وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی اپنے
فرزندوں سے یہی کہا کہ بیٹو خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے

تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا ۵ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد بھلا تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے دادا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ۵“ (۲۴)

حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے اپنے آخری خطاب میں خدا کے حکموں، اس کی شہادتوں اور آئین کو جمع کر کے دین اسلام کی پیروی کرنے کی ہدایات دیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے آخری خطاب لکھ کر خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھ دیا تھا جس میں خدا کے عہد کی الواح رکھی گئی تھیں۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ خدا کے حکموں، شہادتوں اور آئین کی یہ کتاب جسے توریت کہتے ہیں محفوظ رہے۔ کیوں کہ خدا کے عہد کا صندوق خیمہ اجتماع میں رکھا رہتا تھا (یعنی بنی اسرائیل کی واحد عبادت گاہ کے پاکر تین مقام کے اندر)۔ خیمہ اجتماع میں حضرت ہارون کی نسل کے سردار کاہن کے سوا کوئی اور نہیں جاسکتا تھا اور وہ ہی توریت کی اس کتاب کے احکام کو بتاتا تھا۔

توریت کی گمشدگی اور دریافت

توریت خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھوائی گئی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ توریت کی کوئی نقل تیار نہیں کی گئی تھی کیونکہ سردار کاہن کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس کا واسطہ نہیں پڑتا تھا۔ بنی اسرائیل نے جب خدا کے عہد کا صندوق کھودیا تو توریت کی کتاب بھی گم ہو گئی تھی۔

یہ کتاب یوسیاہ کے ایام میں دستیاب ہوئی جیسا کہ بائبل کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے:

”سلطنت کے اٹھارویں برس جب وہ رشاہ یہوداہ یوسیاہ بن امون ملک اور ہیکل کو پاک کر چکا تو اس نے اصلیاہ کے بیٹے سافن کو اور شہر کے حکام

مسیاہ اور بواہنہ کے بیٹے یوآنخ موآرخ کو بھیجا کہ خداوند اپنے خدا کے گھر کی مرمت کریں ۵ وہ خلقیہ سردار کاہن کے پاس آئے اور وہ نقدی جو خدا کے گھر میں لائی گئی تھی جسے دربان لادیوں منتی اور افرایم اور ارنل کے سب لوگوں سے اور تمام یہوداہ اور بنیمن اور یروشلم کے باشندوں سے لیکر جمع کیا تھا اس کے پیرو کی ۵ اور جب وہ اس نقدی کو جو خداوند کے گھر میں لائی گئی تھی نکال رہے تھے تو خلقیہ کاہن کو خداوند کی توریت کی کتاب جو موسیٰ کی معرفت دی گئی تھی ملی ۵

تب خلقیہ نے سافن منتی سے کہا کہ میں نے خداوند کے گھر میں توریت کی کتاب پائی ہے اور خلقیہ نے وہ کتاب سافن کو دی ۵ پھر سافن منتی نے بادشاہ سے کہا کہ خلقیہ کاہن نے مجھے یہ کتاب دی ہے اور سافن نے اس میں سے بادشاہ کے حضور پڑھا ۵ اور ایسا ہوا کہ جب بادشاہ نے توریت کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے تب بادشاہ نے یہوداہ اور یروشلم کے سب بزرگوں کو بلوا کر اکٹھا کیا ۵ اور بادشاہ اور سب اہل یہوداہ اور یروشلم کے باشندے کاہن اور لادی اور سب لوگ کیا چھوڑے کیا بڑے خداوند کے گھر کو گئے اور اس نے جو عہد کی کتاب خداوند کے گھر سے ملی تھی اس کی سب باتیں انکو پڑھ کر سنائیں ۵ اور بادشاہ اپنی جگہ کھڑا ہوا اور خداوند کے آگے عہد کیا کہ وہ خداوند کی پیروی کرے گا اور اس کے حکموں اور اس کی شہادتوں اور آئین کو اپنے سامنے دل اور ساری جان سے مانینگا تاکہ اس عہد کی باتوں کو جو اُس کتاب میں لکھی تھیں پورا کرے ۵ اور اس نے ان سب کو جو یروشلم اور بنیمن میں موجود تھے اس عہد میں شریک کیا اور یروشلم کے باشندوں نے خدا اپنے باپ دادا کے خدا کے عہد کے مطابق عمل کیا ۵ (۲۵)

(۲۵) ۲۔ تواریخ۔ ۳۴: ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳

توریت کا دوبارہ مرتب کیا جانا

یوسیاہ کے پوتے شاہ یہوداہ صدیاہ کے عہد میں شاہ بابل بنو کورض نے یروشلم کا محاصرہ کر کے جب شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور ہیکل کو آگ لگا دی تو توریت کی کتاب جو ہیکل کے اندر رکھی رہتی تھی ہیکل کے ساتھ جل کر نابینا ہو گئی۔

بابل میں اسیری کے زمانے میں اپنی یادداشت سے سردار کاہنوں نے توریت کو دوبارہ مرتب کیا۔ اس کام میں زیادہ حصہ سردار کاہن عزرا کا تھا۔ یہودیوں کی بابل سے یروشلم کو دوسری واپسی میں عزرا کا بہن ان کا لیڈر تھا۔ غالباً ہی عزرا قرآن مجید کے حضرت عزیرؑ ہیں۔

توریت کے دوبارہ مرتب کئے جانے کا ثبوت استثنیٰ کی کتاب کے اس بیان سے ملتا ہے۔

”اور موسیٰؑ مواب کے میدانوں سے کوہ نبو کے اوپر پہلے کی چوٹی پر جویریحو کے مقابل ہے چڑھ گیا۔۔۔۔۔ پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہنے کے موافق وہیں مواب کے ملک میں وفات پائی اور اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فنور کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی کو اس کی قبر معلوم نہیں“

اس قسم کا بیان خود حضرت موسیٰؑ اپنی وفات کے بعد لکھ نہیں سکتے تھے۔

توریت قرآن مجید کی رو سے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو اپنے پیغام اور کلام کے ساتھ مقرر فرما کر آنے اور احوال پر توریت لکھ کر عطا کرنے کا ثبوت اس طرح سے ہے:

”اور ہم نے موسیٰؑ سے تیس رات کی میعاد مقرر کی اور دس راتیں اور ملا کر اسے پورا چمک کر دیا تو اس کے پروردگار کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی۔ اور موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میرے کوہ طور پر جانے

کے بعد تم میری قوم میں میرے جانشین ہو۔ انکی اصلاح کرتے رہنا اور شریروں کے ستم سے بچنا۔
 ”اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے
 وقت پر کوہ طور پہنچے اور ان کے پروردگار نے کلام کیا۔ تو کہنے لگے کہ اے
 پروردگار مجھے جلوہ دکھا کہ میں تیرا دیدار بھی دیکھوں پروردگار نے کہا کہ
 تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ
 قائم رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔ جب اس کا پروردگار پہاڑ پر غودار ہوا تو
 سجلی انوار ربانی نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا۔
 جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور
 قریب کرتا ہوں اور جو ایمان لائے وائے میں ان میں سب سے اول ہوں۔“
 ”اللہ نے فرمایا موسیٰ میں نے تم کو اپنے پیغام اور اپنے کلام سے لوگوں سے
 ممتاز کیا ہے۔ تو جو میں نے تم کو عطا کیا ہے اُسے پکڑے رکھو اور میرا شکر بجا لاؤ۔“
 ”اور تم نے قدرت کی تختیوں میں ان کے لئے ہر قسم کی نصیحت
 اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی پھر کہا کہ اُسے زور سے پکڑے رہو اور اپنی
 قوم سے بھی کہہ دو کہ ان باتوں کو جو اس میں مندرج ہیں اور بہت بہتر ہیں
 پکڑے رہیں میں عنقریب تم کو نافرمان لوگوں کا گھر دکھاؤں گا۔ جو لوگ کہ میں
 میں ناحق عزو کر رہے ہیں ان کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں
 بھی دیکھیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں ادا اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اسے
 اپنا رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنالیں۔ یہ اس
 لئے کہ انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے۔
 اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آئے کو جھٹلایا ان کے
 اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی ان کو بدلہ ملے گا۔“
 ”اور تم نے موسیٰ کے بعد اپنے زبور کا پھر اِبنالیا وہ ایک جسم تھا جس میں
 سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ ان سے بات کر
 سکتا ہے اور نہ ان کو رستہ دکھا سکتا ہے۔ اس کو انہوں نے معبود بنا لیا اور
 اپنے حق میں ظلم کیا۔ اور جب وہ نادام ہوئے اور دیکھا کہ گمراہ ہو گئے

تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہم کو معاف نہیں فرمائے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے ۵

”اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں پس آئے تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت بد اطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم یعنی میرا اپنے پاس جلد آنا چاہا، یہ کہا اور شدت غضب سے تو رات کی تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بالوں کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ انہوں نے کہا بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر ڈالیں۔ تو ایسا نہ کیجئے کہ دشمن مجھ پر نہیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملائیے ۵ تب اس نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور میں اپنی رحمت میں داخل کرو تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ۵ خدا نے کہا کہ جن لوگوں نے مجھ سے کو مجھو دینا یا ان پر میرا غضب واقع ہو گا اور دنیا کی زندگی میں دولت نصیب ہو گی اور ہم افزا پر دازوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۵ اور جب موسیٰ کا غضب فرو ہوا تو رات کی تختیاں اٹھالیں۔ اور جو کچھ ان میں لکھا تھا وہ ان لوگوں کے لئے ہوا اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ہدایت اور رحمت تھی ۵“ (۲۶)

محرف توریت

توریت ۴ سفر خمرہ یعنی پانچ کتابوں کا مجموعہ ہونے کی بجائے ایک واحد کتاب ہے جو بائبل کے اندر استثنائاً تثنیہ تشریح کی کتاب کی صورت میں موجود ہے۔ اس کے اندر حضرت موسیٰ کی زبانی لکھا گیا بیشتر کلام الہامی یعنی اصل توریت ہے۔ باقی کا کلام مثلاً حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد کے حالات توریت کا حصہ نہیں اور یہ تحریف کلام ہے۔

کوئی بھی ہوشمند انسان اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اپنی وفات کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی موت کے بعد کے حالات قلمبند کئے یا کرائے ہوں گے۔ اندھی عقیدت مندی

سے یہ اگر باور کر لیا جائے کہ حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کے بعد کچھ بیانات تو ریت میں لکھے لکھوائے تھے تو مسیحیوں کے اس عقیدہ کی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے کہ یسوع مسیح قبر سے نکل کر اپنے پیروکاروں کو دکھائی دیئے تھے اور آسمان سے اتر کر انہوں نے پولوس کو اپنا رسول بنایا تھا۔

۲ - زبور

قرآن مجید کی دوسرے زبور حضرت داؤدؑ پر نازل کی گئی کتاب تھی۔
بائبل میں زبور یا مزامیر کے ناموں سے موسوم ہوکتا ہے اس کے تعلق مسیحیوں کی روایت یہ ہے:

”مزامیر کی کتاب ان پانچ دیوانوں کا جملہ ہے جن میں ہر طرح کے مذہبی گیت یعنی حمد و ثناء گزاری کے ترانے، مناجات، مراثی، استغفار اور منام مندرج ہیں۔ ان مزامیر کا شمار عموماً ۵۰ دیا جاتا ہے + لیکن چونکہ کہیں دو مزامیر دراصل ایک اور ایک نمونہ دراصل دو یا تین مزامیر پر مشتمل ہیں۔ اور کئی ایک مزامیر بالتمام یا جزو کتاب مزامیر میں دو مرتبہ پائے جاتے ہیں۔ اس لیے عبرانی متن میں اور عبرانی اور مغربی کے ہاں شمار کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے۔ حسب ذیل ترجمہ اس نئے ناظمینی ترجمہ کے مطابق مرتب کیا گیا ہے جو سنہ ۱۹۵۴ء میں پاپائے اعظم کے حکم سے شہر روما میں شائع ہوا۔ عبرانی متن کا شمار خطوط ہلائی کے بائین دیا گیا ہے +“
”بہت سے مزامیر کے شروع میں چند الفاظ مصنف مزموذ کے نام یا موقع و مقصد تصنیف اور گانے بجانے کے طریقے کی طرف اشارہ کرتے ہیں گو عنوان الہامی نہیں ہیں تاہم کافی قابل غور و اعتبار سمجھے جاتے ہیں کیوں کہ یہ اس قدر پرانے ہیں کہ یونانی مترجمین ہفتاد سے بھی بعض کے معنی متفقہ رہے۔ انہی سے اور روایت سے بھی حافت ظاہر ہے کہ داؤد بادشاہ بہت سے مزامیر کا مصنف تھا۔ دیگر مزامیر متفرق الہامی شعراء

کی تصنیف ہیں +“ (۲۷)

زبور کے مزامیر کی تعداد

مسیحیوں کی اپنی روایت کے مطابق مزامیر کی کتاب میں مزامیر کا شمار اور عزرائیل
یقینی طور پر صیح نہیں۔ ان مزامیر میں جن کی تعداد پر ڈیٹنٹ مسیحی فرقہ کی رو
سے ۱۵۰ ہے جبکہ کیتھولک فرقہ کی رو سے شمار میں فرق ہے حضرت داؤد کے علاوہ دیگر شعراء
کا کلام بھی شامل ہے مصنفین اور ان کے نام بھی غیر یقینی ہیں کیونکہ ان کی بنیاد مزامیر کے
غیر یقینی عنوانات اور روایت پر ہے یہ بات مذکور بالا مقصد قہ بیان سے واضح ہے۔
یہ امر قرآن میں مذکور زبور کے محرف ہونے کا بھی کھلا اعتراف ہے مزامیر کی تعداد کی
کیفیت کچھ اس طرح ہے :

بلا عنوان (مصنف نامعلوم) = ۵۰، آسف کے مزامیر = ۱۳، بنی قورح کے مزامیر = ۱
حضرت سلیمان سے منسوب = ۳، ایتان کا زبور = ۱، حضرت موسیٰ سے منسوب دعا =
کل غیر داؤدی مزامیر = ۹

مزامیر میں تحریف

بنظر غور جائزہ لینے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت داؤد سے منسوب مزامیر کے
مصنف درحقیقت وہ خود نہیں اور ان کے وفات سے تقریباً چار سو برس بعد
بابل میں ایری کے دوران میں یہودیوں نے انہیں لکھا تھا۔ مثلاً :

(۱) زبور ۱۴۱، عنوان : میرمنی کے لئے داؤد کا زبور، آیت ۷ :
”کاش کہ اسرائیل کی نجات جیتوں سے ہوتی ! جب خداوند اپنے لوگوں کو
ایری سے لوٹا یرگا، تو یعقوب خوش اور اسرائیل شادمان ہو گا۔“

(۲) زبور ۵۳، عنوان : میرمنی کے لئے محلت کے زبور داؤد کا شکیل۔ آیت ۶ :
”کاش کہ اسرائیل کی نجات جیتوں سے ہوتی ! جب خدا اپنے لوگوں کو ایری

(۲۷) کلام مقدس، سوسائٹی آف سینٹ پال، روما، ۱۹۵۸ء صفحہ ۲۷۰

سے لوٹا بیٹگا، تو یعقوب خوش اور اسرا تیل شادمان ہو گا۔“

دیگر مزامیر کا اسیری کے زمانے میں لکھا جانا عیاں ہے :

مزور ۹۔ عنوان : آسف کا مزور : آیات : ۹۱

(۳۰)۔ اے خدا! قومیں تیری میراث میں گھس آئی ہیں۔ انہوں نے تیری مقدس

ہیکل کو ناپاک کیا ہے۔ انہوں نے یروشلیم کو کھنڈر بنا دیا ہے ۵ اے

ہمارے نجات دینے والے خدا! اپنے نام کے جلال کی خاطر ہماری مدد

کر۔ اپنے نام کی خاطر ہم کو چھڑا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ دے ۵

واضح ہو کہ آسف کا شمار بنی لادی میں تھا اور وہ حضرت داؤد کے عہد میں ہیکل

میں بر لب ستار اور بھانجھ کے سازوں سے نبوت کرنے والوں کا سردار تھا (۲۸)۔

مگر بابل میں اسیری کے زمانے میں لکھا گیا یہ مزور آسف کے نام سے موسوم ہے۔

(۴)۔ مزور : ۱۲۶۔ مصنف : نامعلوم۔ عنوان : معلوت یعنی ہیکل کی زیارت کا گیت

آیت ۴

”اے خداوند! جنوب کی ندیوں کی طرح۔ ہمارے اسیروں کو واپس لا ۵“

(۵)۔ مزور : ۱۳۴۔ مصنف اور عنوان : نامعلوم۔ آیات : ۱ تا ۸، ۹

”ہم بابل کی ندیوں پر بیٹھے۔ اور صیون کو یاد کر کے روئے ۵ وہاں بید

کے دخترتوں پران کے وسط میں۔ ہم نے اپنی ستاروں کو مانگ دیا ۵ کیونکہ

وہاں ہم کو ابھر کرنے والوں نے گانے کا حکم دیا۔ اور تباہ کرنے والوں نے

خوشی کرنے کا ۵ اور کہا صیون کے گیتوں میں سے ہم کو کوئی گیت سناؤ

ہم پر دیں میں خداوند کا گیت کیسے گائیں ۵ اے بابل کی بیٹی! جو ہلاک ہونے

والی ہے۔ وہ مبارک ہو گا جو تجھے اس سلوک کا جو تو نے ہم سے کیا بد لے ۵

وہ مبارک ہو گا جو تیرے بچوں کو لیکر۔ چٹان پر پٹک دے ۵

(۶)۔ مزور ۱۴۱۔ عنوان : داؤد کا مزور۔ آیت : ۷

”اوپر سے ہاتھ بڑھا۔ مجھے رہائی دے اور بڑے سیلاب یعنی پریوں

کے ہاتھ سے پھڑپھا“

(۷)۔ مزور: ۱۴، مصنف اور عنوان: نامعلوم۔ آیت: ۲
 ”خداوند یروشلم کو تعمیر کرتا ہے۔ وہ اسرائیل کے جلاوطنوں کو جمع کرتا
 ہے“ ۵۔ یہ اسیری سے واپسی کے بعد کا مزور ہے۔ ان مثالوں سے یہ
 بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت داؤد اور اس کے عہد کے لوگوں سے
 منسوب کردہ مزامیر کی کوئی حقیقت نہیں اور بائبل زبور محرف نہیں بلکہ من
 گھڑت مزامیر کا مجموعہ ہے۔

انجیل

ایک کے بجائے چار انجیلیں

یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ قرآن مجید میں انجیل سے مراد وہ کتاب ہے جو حضرت
 عیسیٰ پر نازل ہوئی۔ جبکہ مسیحیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک کے بجائے چار انجیلیں ہیں جنکے
 مصنف یسوع مسیح کے شاگرد اور دوسرے لوگ ہیں۔ یہ اناجیل اربعہ ۶۰ سے ۱۰۰ء کے
 درمیان یسوع مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کافی عرصہ بعد لکھی گئی تھیں۔
 مرقس کی انجیل جو دوسری اناجیل کا ماخذ سمجھی جاتی ہے مسیحیوں کے عقیدے کی تردید
 اور قرآن مجید کے بیان کی تصدیق اس طرح سے کرتی ہے:

(۱)۔ ”یسوع مسیح نے کہا: ”جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے وہ اسے کھو بیگا اور جو کوئی
 میری اور انجیل کی خاطر اپنی جان کھو بیگا وہ اسے بچائے گا“ (۲۹)

(۲)۔ ”یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا
 بہنوں یا مال باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میری خاطر اور انجیل کی خاطر چھوڑ
 دیا ہو“ (۳۰)

(۳) یسوع نے کہا: ”اور ضرور ہے کہ پہلے سب قوموں میں انجیل کی منادی کی جائے“ (۳۱)

(۴) ”اور اس یسوع نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو“ (۳۲)

یہی وہ انجیل مسیح ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے :
”اور ان پیغمبروں کے بعد اپنی کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ اور ان کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے“ (۱۲)

انجیل مسیح میں حضرت عیسیٰ بن مریم کا اپنے سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے کا بیان مکی انجیل میں اس طرح سے نقل ہے :

”میرے سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے“ (۳۳)

کلام حق کا بیان

”کلام حق“ گوجرانوالہ مسیحیوں کا ماہنامہ ہے جس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ راسخ العقیدہ مسیحیت کا واحد ترجمان ہے۔ فروری ۱۹۸۱ء (۱۹: ۲) کے شمارے میں ”یوسف زریوئل کی قدیم کتاب مقدس کی تلاش“ کے عنوان سے صفحات ۶۵ پر یہ مضمون اس تعارفی نوٹ کے ساتھ چھپا ہے کہ یہ ”ایک تحقیقی مضمون ہے۔“

کلام حق کے مضمون نگار نے افانول کو بنی اسرائیل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :
”پادری الطرابی ”نختون گائیڈ“ میں ”آمر الافاغنه“ کے حوالے سے لکھا ہے

(۳۱) مرقس ۱۰: ۱۳ (۳۲) مرقس ۱۰: ۱۶ (۳۳) متی ۵: ۱۷/۱۸

کرنے میں مسیح کے بعد تو مارسل جو یسوع کے بارہ حواریوں سے تھا انہیں انجیل مقدس کی منادی رکی اور وہ افغانستان کے علاقہ غور میں بشارت دیکر کا میاب ہوا۔

اس تحقیقی مضمون میں شاگرد مسیح تو مارسل کا انجیل مقدس کی منادی کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ انجیل اربعہ لکھے جانے سے پیشتر ایک انجیل مسیح موجود تھی۔ یہی وہ انجیل ہے جس کی قرآن مجید تصدیق کرتا ہے۔ یہ ثبوت خود مسیحوں نے تحقیقات کے نتیجے میں پیش کیا ہے۔ جیسا کہ مسیحوں کا طریقہ واردات ہے وقتا دیوں سے کام لیکر نتائج سے منکر ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون میں لفظ انجیل مقدس ہے جس سے مراد کتاب ہے۔ انجیل مقدس کو بشارت قرار دیکر مسیحی اس ثبوت کو مائل نہیں کئے۔ واضح ہو کہ جس وقت انجیل اربعہ لکھی گئی تھیں اس وقت تو مارسل اس دنیا میں موجود نہ تھا۔

حرف اناجیل

مسیحیت کے پیروکار اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح پر کوئی الہامی کتاب یعنی انجیل نازل ہوئی تھی۔ وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ عبرانی یا آرامی زبانوں میں کوئی انجیل دنیا میں موجود تھی۔ حضرت مسیحؑ اور ان کی قوم کی زبان آرامی تھی جبکہ توریت عبرانی زبان میں لکھی ہوئی تھی اور ان کی قوم یونانی زبان سے نا آشنا تھی۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے جو کچھ کہا اور ان کی قوم نے جو کچھ سنا تھا وہ آرامی زبان میں تھا۔ حضرت مسیحؑ کی تعلیم اور ان کی زندگی کے کاموں کی کوئی تحریر اگر آرامی زبان میں موجود نہیں تو اس سے یہ حقیقت واضح تر ہو جاتی ہے کہ یونانی زبان میں لکھی جانے والی وہ کتابیں جنہیں اناجیل کہا جاتا ہے حضرت مسیحؑ کا نہ تو اصل کلام ہے اور نہ ہی وہ ان کی زندگی کے کاموں کی صحیح صحیح عکاسی کرتی ہیں۔

اناجیل اربعہ کی زیادہ سے زیادہ حیثیت حضرت مسیحؑ کے اصل کلام کے متن کی عدم موجودگی میں تراجم کی ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے تراجم کی صحت پر کس قدر انحصار کیا جاسکتا ہے؟ یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ حضرت مسیحؑ اور ان کے شاگردان خاص کی عدم موجودگی میں آرامی کلام کو یونانی زبان میں چاہے کس قدر احتیاط کے ساتھ ڈھالا گیا ہو اناجیل اربعہ کی صحت ناقابل اعتبار ہونا ایک ایسی حقیقت بن جاتی ہے جو کسی طرح سے بھی نادرست ثابت نہیں کی جاسکتی۔

یونانی زبان میں لکھی ہوئی دنیا کے عجائب خانوں میں رکھی گئی جن اناجیل کو مسیحیت کے پیروکار اصل اناجیل قرار دیے ہیں وہ آرامی یا عبرانی میں نہ ہونے سے یسوع مسیح کا اصل کلام نہیں اور نہ ہی وہ اصل کلام کی نقل ہیں۔

حضرت مسیحؑ یہودی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہودیوں کی سبھی کتب مقدسہ عبرانی زبان میں لکھی گئی تھیں۔ موجودہ اناجیل میں حضرت مسیحؑ کی یہ تعلیم مذکور ہے کہ وہ توریت یا نبیوں کی کتابوں کو درجہ عبرانی زبان میں لکھی ہوئی تھیں (منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آئے تھے۔ کیونکہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ملے گا (۳۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ یہودی کتبہ مقدسہ کی عبرانی زبان جانتے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے عبرانی زبان میں کوئی انجیل لکھوائی ہو۔ کیونکہ ایک مشہور مسیحی عالم نے عبرانی انجیل کا تذکرہ اس طرح کیا ہے :

”ایشیا سے دوسرے ملک کو جانے کے لیے عرب کو بڑی اہمیت حاصل تھی کہتے ہیں کہ سکندریہ کا پینٹینس مشن میں ہندوستان آیا تھا۔ اور اس نے دیکھا کہ اس جگہ مسیحی موجود ہیں۔ ان مسیحیوں کے پاس عبرانی زبان میں مقدس متی رسول کی انجیل تھی جسے مقدس برٹمانی ان کے پاس چھوڑ گیا تھا (۳۴) عبرانی میں متی نے اگر انجیل لکھی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ آرامی زبان میں انجیل نہ لکھی گئی ہو۔ ان کی عدم موجودگی میں موجودہ اناجیل محرف دمن گھڑت کتابیں ہیں۔

(۳۴) ”میرد شلم سے آغاز“ از جان فاسٹر۔ ترجمہ اے۔ ڈی خلیل (۱۹۶۵ء)۔ پنجاب ایلیجس بیک سوسائٹی لاہور۔

بوتھا باب

کتب عہد عتیق کا جائزہ

بائبل کے پہلے حصے عہد عتیق کو پرانا عہد نامہ بھی کہتے ہیں پروٹسٹنٹ مسیح فرقہ کا عہد عتیق انٹالیس کتب پر مشتمل ہے جبکہ کتھولک فرقہ کے اعتقاد کی رو سے یہ چھبالیس کتابوں پر مشتمل ہے دونوں فرقے اپنی اپنی کتابوں کو الہامی کہتے ہیں اس کے باوجود ان کتابوں کو کھنے والوں کو مصنفین کا نام دیتے ہیں۔

عہد عتیق کی پہلی کتاب کا نام "پیدائش" ہے کتھولک فرقہ اسے تکوین کے نام سے یاد کرتا ہے اس کتاب کی ابتدا تخلیق کائنات سے اس طرح ہوتی ہے :

تخلیق کائنات

"خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور زمین ویران اور سستہ تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی اور خدا نے دیکھا کہ روشنی اچھی ہے اور خدا نے روشنی کو تاریکی سے جدا کیا اور خدا نے روشنی کو تو دن کہا اور تاریکی کو رات اور شام ہوئی اور صبح ہوئی۔ سو پہلا دن ہوا" (۱)

خدا کا پہلے دن کا کام ختم ہوا تو بائبل کے بیانوں کی رو سے اس کے بعد ہفتہ کے پانچ اور دنوں میں یہ کام ہوا۔

دوسرے دن خدا نے فضا کو بنایا اور فضا کے نیچے کے پانی کو فضا کے اوپر کے پانی سے جدا کر

(۱) پیدائش — ۱: ۱ — ۵

کے خشکی کو زمین اور پانی کو سمندر کہا۔

تیسرے دن زمین پر گھاس اور بوٹیوں اور پھل دار درختوں کو اگایا۔
چوتھے دن خدا نے فلک پر دو نیر، ایک نیر اکبر یعنی سورج اور دوسرا نیر اصغر
یعنی چاند بنائے کہ وہ دن اور رات پر حکم کریں اور خدا نے ستاروں کو بھی بنایا۔
پانچویں دن خدا نے بڑے بڑے دریائی جانوروں کو اور ہر قسم کے جاندار جو پانی میں
بکثرت پیدا ہوتے ہیں ان کی جنس کے موافق اور ہر قسم کے پرندوں کو ان کی جنس کے موافق
پیدا کیا۔

چھٹے دن خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو ان کی جنس کے موافق چوپائے اور ریگنے
والے جاندار اور جنگلی جانور ان کی جنس کے موافق پیدا کرے اور ایسا ہی ہوا پھر خدا نے
انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور نردناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی اور
کہا چھو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو اور سمندر کی مچھلیوں اور ہوا کے پرندوں اور
کل جانوروں پر جرزین پر چلتے ہیں اختیار رکھو اور خدا نے کہا کہ دیکھو میں تمام روئے زمین
کی کل بیج دار سبزی اور ہر درخت جس میں اس کا بیج دار پھل ہوتا ہے کو دیتا ہوں یہ تمہارے
کھانے کو ہوں اور زمین کے کل جانوروں کے لئے اور ہوا کے کل پرندوں کے لئے اور ان
سب کے لئے جو زمین پر ریگنے والے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے کل ہری بوٹیاں
کھانے کو دیتا ہوں اور ایسا ہی ہوا۔

کتاب پیدائش کے پہلے باب میں انسان کی ضروریات کی ہر شے یعنی سبزہ اور پھل دار
درخت اور سمندر کی مچھلیاں اور کل جانوروں اور بیج دار سبزی وغیرہ کو بنا کر سب سے
آخر میں انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور ہر نردناری کو پیدا کیا۔ یہ سب کچھ ہو جانے کے
بعد کتاب پیدائش کا دوسرا باب اس مختلف بیان سے شروع ہوتا ہے۔

”موساٰ انسان اور زمین اور ان کے کل شجر یعنی تخمین کائنات کا بنانا ختم ہوا اور خدا نے اپنے کام کو جسے وہ کرتا
تھا ساتویں دن ختم کیا اور اپنے سرے کام سے جسے وہ کرتا تھا ساتویں دن فارغ ہوا اور خدا
نے ساتویں دن کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا اس میں خدا ساری کائنات
سے جسے اُس نے پیدا کیا اور بنایا فارغ ہوا“ (۲)

(۲) پیدائش — ۱، ۲ — ۳

بہفتہ کے ساتویں دن کائنات کی تخلیق کے بعد فراغت پانے کے بعد یوں بیان

کیا گیا ہے۔

”یہ ہے آسمان اور زمین کی پیدائش جب وہ خلق ہوئے جس دن خداوند نے زمین اور آسمان کو بنایا اور زمین پر اب تک کھیت کا کوئی پودا نہ تھا اور نہ زمین پر کوئی سبزی اب تک آگئی تھی کیونکہ خدا نے زمین پر پانی نہیں برسایا تھا اور نہ زمین جرتنے کے کو کوئی انسان تھا بلکہ زمین سے کھرا مٹھتی تھی اور تمام روئے زمین کو سیراب کرتی تھی اور خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اُس کے ننھنوں میں زندگی کا دم چھونکا تو انسان جیتی جان ہوا“ (۳)

پیدائش باب دوم میں یوں زمین و آسمان بنانے کے بعد انسان کو جیتی جان بنایا اور انسان کے لئے کھانے پینے کے لئے پھلدار درختوں کا ایک باغ بنا کر اس طرح رہنے کا بندوبست کیا۔

”اور خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اُس نے بنایا تھا وہاں رکھا اور خداوند نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے لگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا اور عدن سے ایک دریا باغ کو سیراب کرنے کو نکلا اور وہاں چار ندیوں میں تقسیم ہوا پہلی کا نام فیسون ہے حویلی کی ساری زمین کو جہاں سونا ہوتا ہے گھیرے ہوئے ہے اور اس زمین کا سونا چوکھا ہے اور وہاں نوقی اور گنگ سلیمان بھی ہیں اور دوسری ندی کا نام جیحون ہے جو کوش کی ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے اور تیسری ندی کا نام دجلہ ہے جو اسود کے مشرق کو جاتی ہے اور چوتھی ندی کا نام فرات ہے اور خدا نے آدم کو لے کر باغ عدن میں رکھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن ایک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا“ (۴)

(۳) پیدائش — ۲: ۴ — ۷

(۴) پیدائش — ۲: ۸ — ۱۷

پیدائش ابواب ۱، ۲ کا تجزیہ

ہم نے اوپر بائبل کی کتاب پیدائش کے ابتدائی ابواب کے قصصات کھئے ہیں۔ یہ کسی تہمو و تنقید کے محتاج نہیں کیونکہ خود یہودی اور مسیحی سائنس دان انہیں قوانین فطرت کے خلاف اور جھوٹا ثابت کر رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ

۱۔ زمین اور آسمان ایک وقت پر نہیں بنے تھے جبکہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ پہلے دن یعنی ابتدا میں خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔

۲۔ یہ بھی درست نہیں کہ زمین بننے کے بعد فضا ہی تھی۔

۳۔ یہ بھی درست نہیں کہ سورج زمین کے بعد بنا تھا اور سورج کی عدم موجودگی میں زمین پر روشنی تھی اور صبح و شام اور دن اور رات کا نمود ہوتا تھا۔

۴۔ یہ بھی درست نہیں کہ سورج اور چاند جنہیں نیز اکبر اور نیز اصغر کہا گیا ہے لکھے بنے تھے نیز یہ کہ خود چاند کوئی روشن جسم نہیں کہ آزادانہ طور پر وہ رات پر حاکم ہو چاند کی روشنی سورج کی محتاج ہے۔

۵۔ یہ ممکن نہیں کہ سورج کی روشنی اور حرارت کی عدم موجودگی میں سبزہ وجود میں آیا تھا کہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر گھاس، بوٹیاں اور پھلدار درخت تیسرے دن پیدا کئے گئے تھے اور سورج چمکتے دن۔

۶۔ کتاب پیدائش کے پہلے باب میں آدمی کو چھپے دن یعنی کائنات کی دیگر چیزیں بن جانے کے بعد بنایا گیا تھا مگر کتاب کے دوسرے باب میں بتایا گیا ہے کہ آدم پہلے پیدا ہوا اور اس کے کھانسنے پینے کے لئے سبزہ اور پھل بعد میں بنائے گئے۔

۸۔ خداوند کا مشرق کی طرف باغ عدن لگا کر اسے سیراب کرنے کے لئے ایک دریا کا نکالنا اور اس دریا کا چار ندیوں۔ نیسون۔ جیون۔ دجلہ اور فرات میں تقسیم ہو جانا یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کی تہذیب ابتدائی جماعت کا جغرافیہ کا طلب علم بھی کر دے گا کیونکہ بائبل میں بیان کئے گئے کسی ایک بھی دریا کا نہ تو منبع عدن میں ہے اور نہ ہی وہ عدن سے گزرتا ہے۔

تخلیق آدم کب ہوئی؟

عہد عتیق کے بیانات کی روش سے اولین انسان حضرت آدمؑ کی پیدائش تقریباً چھ ہزار برس پیشتر ہوئی تھی، حضرت آدمؑ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک تقریباً ڈھائی ہزار برس گزرے، حضرت موسیٰؑ سے حضرت مسیحؑ تک تقریباً ڈیڑھ ہزار برس اور یسوع مسیحؑ سے اب تک تقریباً دو ہزار برس گزر چکے ہیں لیکن خود بائبل کے پیروکار کہلاتے والے مغربی حاکم کے ماہرین زمین میں سے انسانی ہڈیاں کھوپریاں اور ڈھانچے کھود کھود کر اپنے کلام مقدس کی تکذیب و تضحیک کر رہے ہیں۔

بائبل کے پیروکاروں کے لئے کلیولینڈ، امریکہ سے ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء کو ملنے والی یہ خبر یقیناً باعث حیرت ہوئی چاہیے کہ ماہر علم الانسان دونلڈ جانسن نے یہ اعلان کیا کہ اس نے تیس چالیس لاکھ سال پیشتر کے آدمی کی ایک نئی نوع دریافت کی ہے جس نے انسانی ارتقاء کے نظریے (ڈارون تھیوری) کو باطل کر دیا ہے۔

ڈاکٹر جانسن نے کلیولینڈ کے طبعی تاریخ کے عجائب گھر میں ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ شمال مشرقی جیشہ سے کھودا ہوا ایک انسانی ہنجر قدیم ترین اور ابتدائی نوع انسانی کا نمائندہ ہے۔ ڈاکٹر جانسن نے مزید یہ بتایا کہ یہ دریافت بنی نوع انسان کی تاریخ کو بیس لاکھ برس پیچھے کو لے جاتی ہے اس نئی نوع کا جسم آدمی جیسا تھا وہ دو پاؤں پر سیدھا کھڑا ہو کر چلتا تھا، لیکن اس کی کھوپڑی بندر سے ملتی جیتی ہے؛ ۳۵ سالہ ڈاکٹر جانسن کا جو کلیولینڈ عجائب گھر میں طبعی علم الانسان کا مہتمم اور سائنسی تحقیقات کا منتظم ہے خیال ہے کہ آدمی کی یہ نئی نوع بندری انسان اور موجودہ انسان کا مشترکہ جد امجد ہے۔

خوارضی فلسطین میں انسانی زندگی کے آثار دو لاکھ سال پیشتر ملنے کا ثبوت ملتا کہ امریکہ میں شائع ہونے والی ایک دائرۃ المعارف میں بیان کیا گیا ہے:

”فلسطین میں انسانوں کے بسنے کے آثار کم از کم دو لاکھ سال پیشتر کی پُرانی پتھر کی تہذیب سے جا ملتے ہیں“ (۵)

بائبل کے اندر غیر فطری، غیر سائنسی، اور متضاد قصص کی کثرت ہے اختصار کے لئے ان میں سے چند واقعات بیان کرنے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۱۔ سورج غروب نہ ہونے کا افسانہ

اُس دن جب خداوند نے امور یوں کو بنی اسرائیل کے قابو میں کر دیا بیثور نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کے سامنے یہ کہا۔ اے سورج! تو جہون پر اور اے چاند! تو وادی ایالون میں ٹھہرا۔ اور سورج ٹھہرا گیا اور چاند تھما رہا۔ جب تک قوم نے اپنے دشمنوں سے اپنا انتقام نہ لیا۔ کیا یہ سحر کی کتاب میں نہیں لکھا ہے؟ اور سورج آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا اور تقریباً سارے دن ڈوبنے میں جلدی نہ کی۔ اور ایسا دن نہ کبھی اس سے پہلے ہوا اور نہ اس کے بعد جس میں خداوند نے کسی آدمی کی بات سنی ہو کیونکہ خداوند اسرائیلیوں کی خاطر لڑا۔“ (۶)

بائبل کے اس قصہ سے واضح ہے کہ جہون میں دن کو سورج چمک رہا تھا تو اس سے محفوطی دور وادی ایالون میں رات کا چاند تھا کیا ایسا ممکن ہے؟ دوسری بات یہ قابل غور ہے کہ کیا دن کا ڈھلنا سورج کی گردش پر منحصر ہے یا کہ زمین کی گردش پر؟ بائبل کی رو سے زمین ساکن اور سورج متحرک تھا حالانکہ دن رات کا وجود سورج کے گرد زمین کی گردش سے ظہور پذیر ہوتا ہے پھر دن نہ ڈھلنے کے لئے سورج کا آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرے رہنے کے کیا معنی؟

سورج گردش کرنے سے رکا تھا یا زمین جیسے بھی سمجھا جائے مگر اہم ترین یہ امر ہے کہ اجرام فلکی میں سے کوئی ایک بھی اگر ایک لمحہ کے لئے ساکن ہو جانے تو قیامت برپا ہو جاتی ہے بائبل کی رو سے سورج یا زمین ساکن ہو گئے۔ یہ اتنا بڑا سانحہ تھا مگر بائبل کے مصنف کے سوا کسی کو اس کی کافور کا فہم نہ ہوئی۔

تیسرا یہ بیان بھی قابل غور ہے ایسا دن اس سے پہلے ہوا اور نہ اس کے بعد جس میں خداوند نے کسی آدمی کی بات سنی ہو۔ گویا وہ دن اب کبھی آنا ہی نہیں کہ جس میں خدا نے کسی آدمی کی سنسنی ہے یہ اگر درست ہے۔ تو یسوع

(۶) بیثور — ۱۰ : ۱۲ — ۱۴

مسیح کو نجات دہندہ بنانے اور ان پر ایمان لانے کا کیا فائدہ؟

۲۔ بادشاہ ابی ملک اور حضرت سارہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کے بارے میں عہد عتیق کا بیان ہے ابراہیم وہیں سے جنوب کے ملک کی طرف چلا اور قادس اور شتور کے درمیان ٹھہرا اور جبار میں قیام کیا اور ابراہیم نے اپنی بیوی سارہ کے حق میں کہا کہ میری بہن ہے اور جبار کے بادشاہ ابی ملک نے سارہ کو بلوالیا لیکن رات کو خدا ابی ملک کے پاس خواب میں آیا اور اُسے کہا دیکھ تو اس عورت کے سبب جسے تو نے لیا ہے ہلاک ہو گا کیونکہ وہ شوہر والی ہے ابی ملک نے اس سے صحبت نہیں کی تھی سو اس نے کہا اے خداوند کیا تو صادق قوم کو بھی مارے گا؟ کیا اس نے خود سے نہیں کہا تھا میری بہن ہے؟ اور وہ آپ بھی یہی کہتی تھی کہ وہ میرا بھائی ہے میں نے تو سچے دل اور پاکیزہ مانتوں سے یہ کیا اور خدا نے اُسے خواب میں کہا میں جانتا ہوں کہ تو نے سچے دل سے یہ کیا اور میں نے بھی تمہیں روکے رکھا کہ تو میرا گناہ نہ کرے اس لئے میں نے تجھے اس کو چھوئے نہ دیا اب تو اس مرد کی بیوی کو واپس کر دے کیونکہ وہ نبی ہے“ (۷)

امروافقہ یہ ہے کہ یہ قصہ حضرت ابراہیم کو حضرت سارہ سے حضرت اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت تھنے کے بعد کتاب پیدائش میں بیان کیا گیا ہے اس وقت حضرت سارہ ضعیف العمر اور بانجھ تھی کہ خود بائبل کا بیان اس طرح ہے۔
”تب ابراہیم سرنگوں ہوا اور ہنس کر دل میں کہنے لگا کیا سو برس کے بڑھے سے کوئی بچہ ہوگا اور کیا سارہ کے برفوت سے برس کی ہے اولاد ہوگی؟“ اور ابراہیم اور سارہ ضعیف اور بڑی عمر کے تھے اور سارہ کی وہ حالت نہیں رہی تھی جو عورتوں کی ہوتی ہے تب سارہ نے اپنے دل میں ہنس کر کہا کہ اس قدر عمر رسیدہ ہونے پر بھی میری شادمانی ہو سکتی ہے حالانکہ میرا خاوند بھی ضعیف ہے“ (۸)
اب سوال یہ ہے کہ بادشاہ وقت کو فوتے برس کی بوڑھی اور بانجھ عورت سے صحبت

(۷) پیدائش۔ ۲۰: ۱-۶ (۸) پیدائش۔ ۱۷: ۱۷ + ۱۸: ۱۱ + ۱۶: ۱۲

کرنے کے لئے رات بولنے کی کیا تک ہو سکتی ہے؟
ابنی ملک کا سارہ کورات بولنے کے قصہ کی مجھولیت تو واضح ہے البتہ اس قصہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نبی ہونے کی تصدیق یہ کہہ کر کی کہ اس مرد کی بیوی کو واپس کر دے کیونکہ وہ نبی ہے؛ حیرت ہے کہ اس لمحے باوجود یہودی اور مسیحی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیشتر کے انبیائے سابقین کو نبی تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ پیڑی آرک PETRIARCH یعنی بزرگ اشخاص یا بطور گھرانے کے سربراہ کے مانتے ہیں۔

سچے نبی پر جھوٹ کا الزام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حبیل القدر نبی تھے۔ بائبل بھی ان کی اس حیثیت کو تسلیم کرتی ہے مگر نہایت ہی اضمحلال کا مقام ہے اہل کتاب نے انہیں بھی اپنے جھوٹے الزامات سے نہیں بچتا بائبل میں ان پر جھوٹ بولنے کا یہ صریح الزام لگایا ہے۔

”اس ملک میں کال (قحط) پڑا اور ابرام مصر کو گیا کہ وہاں ٹکار ہے کیونکہ ملک میں سخت کال تھا۔ اور ایسا ہوا کہ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو تھا تو اس نے اپنی بیوی ساری سے کہا دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہو گا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے یہ اس کی بیوی ہے سو وہ تجھے تو مار ڈالیں گے مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے۔ سو تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیری بدولت بچی رہے۔ اور یوں ہوا کہ جب ابرام مصر میں آیا تو مصریوں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت ہے۔ اور فرعون کے امراء نے اُسے دیکھ کر فرعون کے حضور اس کی تعریف کی اور وہ عورت فرعون کے گھر پہنچائی گئی۔ اور اُس نے اس کی خاطر ابرام پر احسان کیا اور بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام لونڈیاں اور گھریاں اور اونٹ اس کے پاس ہو گئے۔ اور خداوند نے فرعون اور اس کے خاندان پر ابرام کی بیوی ساری کے سبب بڑی بڑی بلائیں نازل کیں تب فرعون نے ابرام کو بلا کر اس سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ

یہ تیری بیوی ہے؟ تو نے یہ کیوں کہا کہ وہ میری بہن ہے؟ اس لئے میں نے کیا کہ وہ میری بیوی بنے۔ سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے اس کو لے اور چلا جاؤ“ (۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسوب بیوی کو بہن بنا کر ظاہر کرنے کے بیان کئے گئے دونوں قصوں میں اور بعد میں حضرت اسحاق کے ساتھ جان بچانے کی خاطر بیوی کو بہن بنانے کے قصہ میں (پیدائش - ۶: ۶ - ۱۱) جس بات میں یکساہیت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ سبھی رات بوائے والوں نے یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ تیری بیوی ہے تاکہ ہم اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بیوی کو بہن بنا کر غلو نہ کا جان بچانے کی کوشش کرنے کی ترکیب مصنف کے اپنے دماغ کی اختراع ہے کیونکہ اس زمانے کے لوگ کسی کی بیوی پر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔

یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بائبل میں ایک طرف تو برگزیدہ ترین انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور دوسری طرف انہیں ایک نہایت ہی بے بس بزدل شخص کے طور پر دکھایا گیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ برگزیدہ اور نڈر نبی تھے جنہوں نے ملک کے سب سے بڑے معبد کے بت توڑنے اور حق کی خاطر ناروغروں کو دجانے سے دریغ نہ کیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے سابقین کو گناہ کا کوئی نہ بادل نہ تھا انہیں نے اپنا فرض منصبی بنا رکھا تھا۔ بائبل کے پیروکار انبیاء علیہم السلام کی حرمت اور تقدس بچانے کی بجائے ان پر الزامات تراشتے ہیں۔ مندرجہ بالا الزامات سے بڑھ کر حضرت لوط علیہ السلام پر بہتان رکھا گیا ہے۔ اُسے نقل کرتے ہوئے بھی ہمارا قلم لرزتا ہے ہم نقل کفر کفر نہ باشد کہ مصداق اسے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام پر الزام تراشی

سodom اور عموره پر گندھک اور آگ برسا کر تباہ کئے جانے سے پیشتر حضرت لوط بمعہ اپنی دو بیٹیوں کے حنجر کے شہر میں داخل ہوئے اور sodom و عموره کی تباہی کے

بیان کے بعد بائبل میں بیان کیا گیا ہے۔

لوط صخرے نکل کر پہاڑ پر جالسا اور اُس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ اُسے صخرے میں بستے ہوئے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں غار میں رہنے لگیں۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڑا صالح ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے موافق ہمارے پاس آئے اور ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اُس نے اس کا نام موآب رکھا وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں۔ (کہاں؟) اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام بن عَمّی رکھا۔ وہی بنی عمون کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں (۱۰)

بائبل کی رو سے سدوم و عمورہ پر گندھک اور آگ برسنے کے بعد کا نظارہ حضرت ابراہیم نے یوں دیکھا۔

ابراہیم صبح سویرے اٹھ کر اس جگہ گئی جہاں وہ خدا کے حضور کھڑا ہوا تھا۔ اور اس نے سدوم اور عمورہ اور اس ترائی کی ساری زمین کی طرف نظر کی اور دیکھتا ہے کہ زمین سے دھواں اُٹھ رہا ہے جیسے بھٹی کا دھواں (۱۱)

ہیں حضرت لوط علیہ السلام اور اُس کی بیٹیوں کا قصہ بائبل سے نقل کرتے کو اللہ معاف کرے۔ اس میں نہ صرف حضرت لوط پر ایسا گندہ الزام تراشا گیا ہے بلکہ ایک اور یہ صریح غلط بیانی بھی کی گئی ہے کہ اس وقت زمین پر کوئی مرد موجود نہ تھا جو حضرت لوط کی بیٹیوں سے شادی کر کے اولاد پیدا کرتا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم موجود تھی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بالغ لڑکیاں اس حقیقت سے نا آشنا نہیں ہو سکتی تھیں

حضرت داؤد علیہ السلام پر الزام

بائبل کی رو سے سموئیل نے تیل کا سیٹک سے کر جس دن عزت داؤد کو ترجیح کر کے

ابراہیم نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے دیکھا ہے اور میں نے تجھے پسند کیا ہے۔ (۱۲)

بادشاہ بننے کے لئے چنا خداوند کی روح اس دن سے آگے کو حضرت داؤدؑ پر
نور سے نازل ہوتی رہی ۱۱! آپ حضرت داؤدؑ نہ صرف بنی اسرائیل قوم کے عظیم نبی تھے
بلکہ وہ ان کے عظیم ترین بادشاہ بھی تھے۔ اللہ کے اس نبی پر بائبل میں یہودیوں کا
الزام ملاحظہ ہو۔

”شام کے وقت داؤدؑ اپنے پیگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت
پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہار ہی تھی اور نہایت
خوبصورت تھی ۱۲ تب داؤدؑ نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی
نے کہا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حسی یا اور یاہ کی بیوی ہے اور اس نے لوگ
بھیج کر اُسے بلایا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی کیونکہ وہ اپنی
ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی ۱۳ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو
اُس نے داؤدؑ کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں ۱۴ (۱۳)
اس کے بعد اس جھوٹے قصہ کی مزید تفصیلات بائبل میں درج ہیں جو ہم نقل نہیں کرتے
علاوہ دیگر امور کے بائبل کے بیان کے یہ نکات غور طلب ہیں۔

۱۔ کیا اس عورت کا مکان شاہی محل کے ساتھ ملا ہوا تھا کہ شام کے وقت نہاتی ہوئی عورت
چھت پر سے نظر آ گئی؟

۲۔ کیا وہ عورت اپنے مکان کے صحن میں کھلے بندوں نہار ہی تھی کہ لوگ چھتوں پر سے
اُسے دیکھیں؟

۳۔ کیا وہ عورت شام کے وقت غسل کرتے وقت اپنے پاس ایسی روشنی کا
بندوبست کر کے بیٹھی تھی کہ لوگ اُسے غسل کرتے ہوئے دیکھیں؟

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے شام کے وقت چھت پر سے اس عورت کی خوبصورتی
کو کیسے جانچ لیا؟

۵۔ حضرت داؤد نے بادشاہ ہوتے ہوئے راز داہی کے ساتھ عورت کے حالات معلوم
کرنے کی بجائے کھلے بندوں اس کے بارے میں کیوں دریافت کیا؟

بدکوئی خاص ملازم بھیج کر رازداری کے ساتھ بلوانے کی بجائے بادشاہ وقت نے لوگ بھیج کر اس شادی شدہ عورت کو کیوں بلایا؟ جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل شریعت کے اس حکم کے پابند تھے۔

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کرے پھر اسے توبہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے آق عزت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں یہ ایسی بڑائی کو دفع کرنا (۱)“

۲۔ مصنف نے یہ کیسے معلوم کر لیا کہ وہ عورت اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی؟ کئی حدیثوں بعد لکھنے لگے اس ناپاک قفسہ سے آگاہی مصنف کتاب کو الہام کے سوا نہیں ہو سکتی تھی اپنے بندوں کو ناپاک اور شیطانی الہاموں سے اللہ تعالیٰ حفظ و امان میں رکھے۔

حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہوداہ پر الزام

بائبل میں حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) کے بیٹے یہوداہ کے بیٹے فارس کو حضرت داؤد و سلیمان اور مسیح علیہ السلام کا جہاد مہم بتایا گیا ہے کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بائبل میں یہوداہ بن یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام کے بیٹے فارس کو ناجائز پیدا ہونے والا بچہ بیان کیا گیا ہے اقتباس ملاحظہ ہو۔

”قریباً تین مہینے کے بعد یہوداہ کو خبر ملی کہ تیری بہو تم نے زنا کیا اور اُسے چھلے کا حل بھی ہے یہوداہ نے کہا کہ اُسے نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے جب اُسے باہر نکالا تو اُس نے غصہ سے کہلا بھیجا کہ میرے اس شخص کا حل ہے جس کی یہ چیزیں ہیں سو تو سپیان تو سہی یہ مہر اور بازو بند اور لاشیٰ کس کی ہے؟ تب یہوداہ نے اقرار کیا کہ وہ مجھ سے زنا وہ صادق ہے کہو کہ میں نے اسے اپنے بیٹے سید سے نہیں بیاہا اور وہ پھر کبھی اس کے پاس نہ گیا“

”اور اس کے واضح حل کے وقت معلوم ہوا کہ اس کے پیٹ میں توام ہیں یہ اور جب

وہ جننے لگی تو ایک بچے کا ہاتھ باہر آیا اور دائی نے پکڑ کر اُس کے ہاتھ میں لال ڈولر باندھ دیا اور کہنے لگی یہ پہلے پیدا ہوا ہے اور یوں ہوا کہ اُس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اتنے میں اس کا بھائی پیدا ہو گیا۔ تب وہ دائی بول اٹھی کہ تو کیسے زبردستی نکل پڑا؟ سوا اس کا نام فارص رکھا گیا۔“ (۱۴)

اس اقتباس سے یہ عیاں ہے کہ اُس زمانہ میں زانی اور زانیہ کی سزا زندہ جلایا جاتا تھا جیسا کہ یہوداہ نے کہا کہ اُس کی بہو تم کو نکال لاؤ تاکہ وہ جلایا جائے لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ یہوداہ خود ہی مجرم ہے تو کسی کو کچھ نہ کہا گیا۔

قارئین کرام کے لئے یہ بات مزید حیرت کا موجب ہوگی کہ کتاب ہذا کے مولف کے خلاف اسلام آباد کے مسیحی ڈاکٹر ایل پیٹک نے ۳ دسمبر ۱۹۸۰ء کو تھانہ میں جو رپورٹ درج کرائی تھی۔ اور جس پر رپورٹ کی بنا پر مولف راقم التحریر کو گرفتار کیا گیا اور جیل بھیجا گیا اس میں منجملہ دیگر امور کے لکھا گیا تھا کہ راقم التحریر نے یہ واقعہ نقل کر کے مسیحیت کی دیدہ دلنشہ توہین کی ہے اور مسیحیت کے جذبات مجروح ہو گئے ہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ نقل کرنے سے اگر توہین اور دل آزاری ہوتی ہے تو اپنی مقدس کتاب سے خارج کیوں نہیں کرتے؟ اور کتاب مقدس چھاپنے والوں کی گرفت کیوں نہیں کرتے؟

نبیوں کی اولاد پر الزام تراشی

نبیوں کی اولاد پر فحاشی کے الزامات سے صرف ایک قصبہ یہوداہ اور بہو تمر کے بیان کرنے پر ہم اکتفا کرتے ہیں بائبل کے عہد عتیق میں انبیائے علیہ السلام پر اس قدر الزامات تراشے گئے ہیں کہ اس سے یوں غسوس ہوتا ہے کہ اہل کتاب بددلوں کے بزرگوں کا تو کجا اپنے بزرگوں کا بھی احترام کرنا نہیں جانتے ہم اپنی کتاب کو فحاشی کا غبورہ نہ بنانے کی خاطر تمام ایسے گندے الزامات کا ذکر ترک کرتے ہیں اگر کسی قاری کو شبہ ہو تو مندرجہ ذیل حوالوں سے انہیں بائبل میں غور ملاحظہ کر لیں۔

(۱۴) پسیدائش — ۳۸ : ۲ — ۲۹

(الف) حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے روبن کا نعوذ باللہ اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ صحبت: کتاب پیدائش باب ۳۵، آیت ۲۲
(ب) حضرت داؤد کے بیٹے امون کا اپنی بہن کے ساتھ زنا بالجبر۔ کتاب ۲۔ سموئیل باب ۱۳۔ آیات ۱ تا ۱۸

ج:۔ حضرت داؤد کے بیٹے ابی سلوم کا اپنی ماؤں کو بے حرمت کرنا۔ کتاب ۲۔ سموئیل۔ باب ۱۶، آیت ۲۲۔

نسب نامے بھی درست نہیں

اپنے آباؤ اجداد کے نسب نامے ایک عام آدمی بھی بڑی احتیاط اور درستی سے محفوظ رکھتا ہے لیکن میرت ہے کہ عہد عتیق جیسی آہامی کتاب میں نسب نامے بھی فاضل عظیمیوں کا مجموعہ ہیں ہم اس کی طرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت داؤد کو کتاب ۱۔ تواریخ، باب ۲: ۱۲، ۱۳ میں لیتی کا سب سے چھوٹا اور ساتواں بیٹا بیان کیا گیا ہے۔ لیکن کتاب ۱۔ سموئیل باب ۱۶: ۱۰، ۱۱ نیز اسی کتاب کے باب ۱۷: ۱۲ میں حضرت داؤد علیہ السلام کو لیتی کا آٹھواں بیٹا ظاہر کیا گیا ہے جبکہ حضرت داؤد کوئی عام اور معمولی انسان نہیں بلکہ وہ ایک برگزیدہ نبی اور بنی اسرائیل کے حبیل القدر بادشاہ تھے۔

۲۔ ایبجیل اور ضروریاہ حضرت داؤد کی دو بہنیں یعنی لیتی کی بیٹیاں تھیں جیسا کہ کتاب ۱۔ تواریخ، باب ۲: ۱۵، ۱۶ سے واضح ہے۔ کتاب ۲۔ سموئیل باب ۱۷: ۲۵ میں ایبجیل جیسی اہم خاتون کو نہ صرف ناحس کی بیٹی لکھا ہے بلکہ اتر نامی ایک شخص کا اس کے ساتھ صحبت کرنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ عاسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لشکر کا سردار تھا کتاب ۲۔ سموئیل باب ۱۷: ۲۵ میں اُسے اتر نام کے ایک اسرائیلی کا بیٹا بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ عاسا ایبجیل کا بیٹا تھا جو اسرائیلی اتر کے ساتھ صحبت سے پیدا ہوا تھا اس کے برعکس کتاب ۱۔ تواریخ باب ۲: ۱۷ میں عاسا کو حضرت داؤد کی بہن ایبجیل کا اسمعیلی تیر نام کے شخص سے بیٹا بتایا گیا ہے۔

۱۔ مکہ بنت ابی سلوم کو کتاب ۱۔ سلاطین باب ۱۵: ۲۰۱ میں شاہ یہوداہ ابیام کی ماں لکھ کر مصنف نے اسی کتاب کی اسی باب کی آیات ۱۰، ۹ میں مکہ بنت ابی سلوم کو شاہ یہوداہ ابیام کے بیٹے شاہ یہوداہ آسا کی بھی ماں بیان کیا گیا ہے اسی طرح مکہ بنت ابی سلوم باپ اور بیٹے دونوں کی ماں تھی۔

عہد عتیق کی تضاد بیابیاں

عہد عتیق الہامی کتاب ہوتے ہوئے اس قدر تضادات سے بھری ہوئی ہے کہ آسانی کتاب تو کجا عام انسانی تعریف میں بھی ایسی متضاد باتوں کا تصور نہیں کیا جاسکتا عہد عتیق میں الہامی کتابیں نہیں اور اگر تھیں تو انسانوں نے ان میں اس قدر تحریف کی ہے کہ ان کا حلیہ ہی بدل دیا ہے۔

عہد عتیق ازاول بہت آخر تضادات کا مجموعہ ہے مگر ہم چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ یوسبی کے کھلیہان کی کیا قیمت تھی؟ یوسبی اردناہ یا ازان کا کھلیہان وہ جگہ ہے

جسے خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ ہیکل بنانے کے لئے منتخب کیا تھا اسی لئے حضرت داؤد نے اُسے یوسبی سے خریدا تھا کتاب ۲۔ سموئیل باب ۲۴: ۲۴ کی رو سے حضرت داؤد نے اس کھلیہان کی قیمت چاندی کی پچاس مثقالیں ادا کی تھیں اس کے برعکس کتاب ۱۔ تواریخ ۲۱: ۲۵ کا بیان یہ ہے کہ حضرت داؤد نے اس کھلیہان کی قیمت چھ سو مثقال سونا تول کر دیا تھا چاندی کی پچاس مثقالوں اور سونے کی چھ سو مثقالوں میں جو فرق ہے اس کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔

۲۔ جاتی جولیت کا قاتل کون تھا؟ کتاب ۱۔ سموئیل باب ۱۷: ۵۱ کا بیان ہے: (جاتی جولیت) کے بھالے

کی چھڑا ایسی تھی جیسے جلا ہے کا شہتیر اور داؤد دوڑ کر اس فلسی کے اوپر کھڑا ہو گیا اور اُس کی تلوار کپڑ کر میان سے کھینچی اور اُسے قتل کیا۔ اسی مصنف کی کتاب سموئیل باب ۲۱: ۱۹ کا متضاد بیان یہ ہے۔

تب الحنان بن یعریٰ ارجمہ نے جو بیت لحم کا تھا جاتی جولیت کو قتل کیا جس کے نیزہ

کی چھڑ جلا ہے کے شہتیر کی طرح تھی!

۳۔ قحط کے کتنے برس تھے؟ عہد عتیق میں جادوئی کے ذریعہ داؤدؑ کو دیئے گئے خدا کے یہ دو احکام

منسوب ہیں۔

(الف) ”سو جادو نے داؤد کے پاس جا کر اُس کو یہ بتایا اور اس سے پوچھا کیا تیرے ملک میں سات برس قحط رہے یا تین؟“
(۲۔ سموئیل - ۲۴ : ۱۳)

(ب) ”سو جادو نے داؤد کے پاس آ کر اس سے کہا خداوندیوں فرماتا ہے کہ تو جسے چاہے اُسے چُن لے ۵ یا تو قحط کے تین برس یا اپنے دشمنوں کے آگے تین مہینے تک ہلاک ہوتے رہنا“ (۱۔ تواریخ - ۲۱ : ۱۱، ۱۲)

کیا میکیل بے اولاد تھی؟ ساؤل بادشاہ کی بیٹی جو حضرت داؤد کی بیوی تھی اس کے بارے میں عہد عتیق کی ایک

ہی کتاب کے یہ دو متضاد بیانات ملاحظہ ہوں۔

(الف) ”سو ساؤل کی بیٹی میکیل مرتے دم تک بے اولاد رہی“ (۲۔ سموئیل - ۶ : ۲۳)
(ب) ”اور ساؤل کی بیٹی میکیل کے پانچوں بیٹوں کو جو بزرگی محمولاتی کے بیٹے عدری ایل سے ہوئے لے کر وہ ان کو جوجونوں کے حوالے کیا انہوں نے ان کو پہاڑ پر کر خداوند کے حضور لٹکا دیا“ (۲۔ سموئیل - ۲۱ : ۸، ۹)

۵۔ اخزیاء کس سال بادشاہ بنا؟ عہد عتیق کی ایک ہی کتاب کے دو بیانات یوں ہیں۔

(الف) ”شاہ اسرائیل اخی اب کے بیٹے یورام کے گیارھویں برس اخزیاء یہوداہ کا بادشاہ ہوا“ (۲۔ سلاطین - ۹ : ۲۹)
(ب) ”شاہ اسرائیل اخی اب کے بیٹے یورام کے بارھویں برس شاہ یہوداہ یہورام کا بیٹا اخزیاء سلطنت کرنے لگا“ (۲۔ سلاطین - ۸ : ۲۵)

۶۔ نبوزرادان دسویں یا ساتویں دن پر وتلیم آیا۔ کتاب یرمیاہ باب

۵۲ : ۱۲ کی رو سے وہ شاہ بابل بنو کر مصر کے عہد کے انیسویں برس کے پانچویں مہینے کے

دسویں دن یروشلم آیا۔

کتاب ۲ - سلاطین - باب ۲۵ : ۸ کی رو سے وہ شاہ بابل بنوکنصر کے عہد کے انیسویں برس کے پانچویں چھینے کے ساتویں دن یروشلم آیا۔

۷ - یہو یا کین پچیسویں یا ستائیسویں دن سفر فرما ہوا؛ کتاب یرمیاہ باب ۵۲ : ۲۱ کی رو سے یہو یا کین شاہ یہوداہ کی اسیری کے سینتیسویں برس کے بارہویں چھینے کی پچیسویں دن سفر فرما ہوا۔

کتاب ۲ سلاطین - باب ۲۵ : ۲۷ کی رو سے وہ سینتیسویں برس کے بارہویں ماہ کے ستائیسویں دن سفر فرما ہوا۔

عہد عتیق کی تضاد بیانیوں پر انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا تبصرہ

عہد عتیق کی کتابیں جو بنی اسرائیل کی ابتدائی تاریخ بیان کرتی ہیں وہ صحیح معنوں میں تاریخی واقعات پر مبنی نہیں ہیں کم و بیش یہ گندے ہوئے زمانہ کی ان یادداشتوں کا مجموعہ ہیں جو کئی صدیوں میں لکھی گئی تھیں اور جن کو بعد میں کئی تراجم کے ساتھ مرتب کیا گیا اس لئے موجودہ حالت میں ان میں تاریخی اعتبار سے بہت سے تضادات غلط بیانیوں اور وحولہ پن دکھائی دیتا ہے۔ گوجدیہ معلومات کی روشنی میں چند اہم مسائل کو حل کرنے میں مدد ملی ہے مگر اس طرح کی کئی تشریحات کی تعداد اتنی ہی زیادہ ہے جتنی کہ عہد عتیق کے علماء کی تعداد ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ابتدائی تواریخ کے مرکزی خاکے اور بنی اسرائیل کے نسب ناموں میں موافقت مفقود ہے" (۱۵)

(۱۵) برٹینیکا — ۱۷ : ۹۳۹

قصص عہد عتیق کی چند مثالیں

کتب عہد عتیق کا بیشتر حصہ قصص پر مشتمل ہے۔ لیکن ایسی کتب جن کے بارے میں یہ دعویٰ ہو کہ وہ آسمانی ہیں اور الہام پر مبنی ہیں ایسے قصص پر مشتمل ہیں جو تصادفات کا مجموعہ اور بیشتر غیر حقیقی واقعات پر مبنی ہیں۔ ان کی کئی مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ ہم چند قصص کی مزید مثالیں پیش کرتے ہیں :

۱۔ حضرت اسمعیلؑ کی ہجرت

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ماجرہ اور نعت ہجر اسمعیلؑ کو چھوٹی عمر میں دادی ذی زرعہ فاران میں چھوڑ آئے تھے۔ خود بابل کے بیانات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن دوسری جگہ اس کی تکذیب ہوتی ہے۔ کتاب پیدائش کے یہ بیانات ہیں :

”و جب ابرام سے ماجرہ کے اسمعیل پیدا ہوا تب ابرام چھبیس برس کا تھا“ (پیدائش - ۱۶ : ۱۶)۔

”و جب اس کا بیٹا اصحاق اس (سارہ) سے پیدا ہوا تو ابرام ایک سو برس کا تھا“ (پیدائش - ۲۱ : ۵)۔

ان بیانات سے صاف واضح ہے کہ بابل کی رو سے حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش کے وقت حضرت اسمعیلؑ کی عمر چودہ برس کی تھی۔ لیکن کتاب پیدائش کے باب ۲۱ ہی میں حضرت اسمعیلؑ کی علیحدگی کا قصہ اس طور پر بیان کیا گیا ہے کہ گویا حضرت اسمعیلؑ کا دودھ چھڑاتے وقت حضرت اسمعیلؑ ننھا کچھ تھے۔ اقتباس ملاحظہ ہو :

”جب وہ لڑکا بڑھا اور اس کا دودھ چھڑا یا گیا اور اصحاق کے دودھ چھڑنے کے دن ابرام نے بڑی ضیافت کی ۵ اور سارہ نے دیکھا کہ ماجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابرام سے ہوا تھا کھٹکھٹے مارتا ہے ۵ تب اس (سارہ) نے ابرام سے کہا کہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اصحاق کے ساتھ وارث نہ ہو گا ۵ پر ابرام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ بات نہایت بُری معلوم ہوئی ہے اور

خدا نے ابرہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور اپنی لونڈی کے باعث بُرا
 ننگے۔ جو کچھ سارہ تجھ سے کہتی ہے تو اس کی بات مان کیوں کر اضحاق سے
 تیری نسل کا نام چلے گا۔ اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی ایک قوم پیدا
 کروں گا اس لئے کہ وہ تیری نسل سے ہے۔ تب ابرہام نے صبح سویرے
 اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اسے باجرہ کو دیا بلکہ اسے اس
 کے کندھے پر دھر دیا اور لڑکے کو بھی اسے حوالے کر کے اسے رخصت کر دیا
 سودہہ بر سب کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی۔ اور جب مشک کا پانی ختم ہو گیا
 تو اس نے لڑکے کو ایک بھاری کنبے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے مقابل ایک
 تیر کے پٹے پر دو ر جا بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا مرناتو نہ دیکھوں۔
 سودہہ اس کے مقابل بیٹھ گئی اور چلا چلا کر رونے لگی۔ اور خدا نے اس
 لڑکے کی آواز سنی اور فرشتہ نے آسمان سے باجرہ کو پکارا اور اس سے کہا
 اے باجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لگا پڑا
 ہے اس کی آواز سن لی ہے۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے
 سنبھال کیوں کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں
 کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر مشک کو پانی سے بھر
 لیا اور لڑکے کو پلایا۔ اور وہ لڑکا بڑا ہوا اور بیابان میں رہنے لگا اور تیر انداز
 بنا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا اور اسکی ماں نے ملک مہرے
 اس کے لیے بیوی لی۔“ (۱۶)

تجزیہ

(الف)۔ حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش کے وقت اگر حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ برس کی تھی اور
 حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش کے وقت وہ سو برس کے تھے تو حضرت اسمٰعیلؑ کا دو دھچھکاتے
 وقت حضرت اسمعیلؑ کی عمر لگ بھگ سولہ برس ٹھہری۔

(۱۶) پیدائش ۸۶: ۲۱ - ۲۱

(ب) یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول برس کا نوجوان لڑکا بھلا مشنک حضرت ماجرہ نے اٹھایا ہو اٹھا کہ مشنک کا پانی ختم ہوئے پر اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔ نیز خدا کے فرشتے نے ماجرہ سے یہ کہا کہ ”اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے بٹھال“ ان بیانات سے واضح ہوتا کہ حضرت اسمعیلؑ ایک ننھا بچہ تھے نہ کہ رسول سال کی عمر کا نوجوان لڑکا۔

(ج) اس بیان سے یہ واضح ہے کہ بائبل کی رد سے حضرت اسمعیلؑ فاران کے بیابان میں رہتے تھے۔ قرآن مجید کی رد سے فاران مکہ کی وادی ذی زرع ہے۔ وہیں حضرت اسمعیلؑ کو زمین پر ڈالنے کے بعد چاہ زمزم ظاہر ہوا اٹھا اور وہ وہیں آباد ہوئے تھے جیسا کہ خود کتاب پیدائش کا بیان بھی ہے۔

اسی بیان میں کتاب پیدائش یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ حضرت ماجرہ حضرت اسمعیلؑ کو مکہ کے بیابان میں پریشان پھرتی رہیں اور وہیں پر کنواں ظاہر ہوا۔ حالانکہ ہر بیابان میں کنویں نہیں ہے۔ نیز یہ کہ ہر بیابان میں حضرت اسمعیلؑ سے منسوب کیا جانے والا کوئی کنواں ابھی دریافت نہیں ہوا جبکہ مکہ میں چاہ زمزم اس وقت سے لیکر اب تک موجود ہے۔ اور حضرت اسمعیلؑ کی نسبت سمجھتے ہوئے کی وجہ سے ہر سال لاکھوں مسلمان اس کے سقا پانی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے کی قربانی

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے نعت جگر حضرت اسمعیلؑ کی قربانی کی تھی قرآن مجید میں یہ واقعہ سورۃ الصافات میں یوں مرقوم ہے :

”و اور ابراہیمؑ بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا۔ اے پروردگار مجھے اولاد عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو۔ تو ہم نے ان کو ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی۔ جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیمؑ نے کہا کہ بیٹا میں خواب دیکھتا ہوں کہ گویا تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا وہی کیجئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے

صابروں میں پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ میری آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا۔ اور پچھنے والوں میں ابراہیم کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا۔ کہ ابراہیم پر سلام ہو۔ نیکو کاروں کا ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو اسحق کی بشارت بھی دی کہ وہ نبی اور نیکو کاروں میں ہوں گے۔“ (۱۷)

قرآن مجید کے اس بیان کی رد سے حضرت ابراہیم کے کوئی ادلائد نہ تھی تو انہوں نے اس کے لیے دعائانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نرم دل پہلو ٹھاٹھا حضرت اسماعیلؑ عطا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر انہیں قربانی کے لئے پیش کیا۔ قربانی کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے از خود حضرت اسحقؑ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی۔ مسلمانوں میں قربانی کی ادائیگی سنت ابراہیمؑ کے طور پر اب تک جاری ہے اور جاری رہے گی۔

بائبل میں یہ واقعہ کتاب پیدائش میں ان الفاظ میں مذکور ہے :

”ان باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابراہیم کو آزمایا اور اسے کہا کہ تو اپنے بیٹے اسحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر میری جگہ کے ملک جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختی قربانی کے طور پر چڑھاؤ۔۔۔۔۔ اور ابراہیم نے سوختی قربانی کی لکڑیاں لیکر اپنے بیٹے اسحاق پر رکھیں اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ میں لی اور دونوں اکٹھے روانہ ہوئے۔“ (۱۸)

تجزیہ

(الف) بائبل کا بیان ہے کہ اکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کی گئی۔ اب ظاہر ہے کہ اسمعیلؑ

پہلے بیٹے تھے نہ کہ اسحقؑ۔ کیونکہ اسحقؑ ان کے چودہ برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ اسحقؑ کسی بھی صورت میں اکلوتے نہیں ٹھہرتے۔ ان کی پیدائش سے پیشتر اسمعیلؑ ہی اکلوتے بیٹے تھے۔ (ب) بابل کے مندر جو بالاقباس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پالیے بیٹے کی قربانی دی۔ اور خود بابل میں حضرت اسمعیلؑ کو یوں پیارا لکھا ہے:

۱۔ جب فرشتے نے سارہ سے حضرت اسحقؑ کی پیدائش کی بشارت دی تو خوش ہونے کی بجائے اسمعیلؑ پیارا ہونے کی وجہ سے:

”ابراہام نے خدا سے کہا کہ کاش اس اسمعیلؑ ہی تیرے حضور جتنا ہے“ (پیدائش

(۱۷: ۱۸)۔

۲۔ جب سارہ نے حضرت اسمعیلؑ کو علیحدہ کمرے کے لئے کہا تو انہیں برا لگا اور خدا کا حکم نہ ہوتا تو وہ ہرگز انہیں علیحدہ نہ کرتے:

”ابراہام کو اس کے بیٹے (اسمعیلؑ) کے باعث یہ بات بری معلوم ہوئی۔

اور خدا نے ابراہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور لونڈی کے باعث برا نہ لگے

جو کچھ سارہ کہتی ہے تو اس کی بات مان“ (پیدائش - ۲۱: ۱۱، ۱۲)۔

(ج) بابل کی رُو سے جس بیٹے کی قربانی پیش کی گئی وہ سوختنی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے کے قابل تھا۔ یہ بیٹا اسحقؑ ہو تو وہ اس قدر چھوٹے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھا نہیں سکتے تھے۔

۳۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر الزام تراشیاں

حضرت سلیمان علیہ السلام نہ صرف ایک پرستگاہ بادشاہ تھے بلکہ وہ نبی کے بیٹے اور خود بھی نبی تھے۔ مہدی متین میں ان پر بھی ناروا الزام تراشنے گئے ہیں کہ ان کا بیان کرتے ہوئے بھی قلم لرزتا ہے۔ ”نقل کفر کفر نہ باشد“ کے مصداق بایں کا یہ بیان جو ہم لکھ رہے ہیں ملاحظہ ہوں:

(الف) ”اور اس (سلیمان) کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین

سور میں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیوں کہ جب

سلیمان بڑے ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو نیز مجسودوں کی طرف

اٹک کر لیا اور اس کو خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس نے

باپ داؤد کا دل تھا کہ کیونکہ سلیمان میدانوں کی دیوی عسارات اور غریبوں کی نفرتی شکوہ کی پیروی کرنے لگا۔ اور سلیمان نے خداوند کے آگے بری کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤد نے کی تھی۔“ (۱۹)

(ب) ”اور اس سلیمان نے خدا کے گھر کے لئے بیتل کا ایک ندرج بنایا۔۔۔۔۔ اور اس نے ڈھالا ہوا بڑا حوض بنایا۔۔۔۔۔ اور اس کے نیچے میلوں کی صورتیں اس کے گرد اگر دس دس ہاتھ تک تھیں اور اس بڑے حوض کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھیں۔ یہ بیل دو قطاروں میں تھے اور اس کے ساتھ ڈھالے گئے تھے۔“ (۲۰)

بائبل کے ان بیانیوں کی تکذیب میں اس کے یہ بیانات قابل غور ہیں:
(الف)۔ ”داؤد بادشاہ نے ساری جماعت سے کہا کہ خدا نے فقط میرے بیٹے سلیمان کو چننا ہے اور وہ ہنوز لڑکا اور ناتجربہ کار ہے۔“ (۱-تواریخ-۱۱:۲۹)
(ب)۔ ”اور اب اسے خداوند میرے خدا تو نے اپنے خادم (سلیمان) کو میرے باپ داؤد کی جگہ بادشاہ بنایا ہے اور میں چھوٹا لڑکا ہی ہوں اور مجھے باہر جانے اور بھیتر آنے کا شعور نہیں۔“ (۱-سلاطین-۴۱:۳)
(ج)۔ ”سلیمان نے یروشلم میں سارے اسرائیل پر چالیس برس سلطنت کی اور سلیمان اپنے باپ داؤد کے ساتھ سو گیا۔“ (۲-تواریخ-۳۰:۹، ۳۱)
(د)۔ ”سو خدا نے سلیمان سے کہا حکمت و معرفت تجھے عطا ہوئی۔“ (۲-تواریخ-۱۲:۱۰)

تجزیہ

بائبل کی رو سے حضرت سلیمان نا سبھی اور بچپن کی عمر میں تخت نشین ہوئے۔ اور چالیس برس سلطنت کر کے وفات پا گئے۔ مگر دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ بڑھاپے میں انہوں نے خدا

کو چھوڑ کر بڑوں کی پرستش کی (نعوذ باللہ)۔

اب سوال یہ ہے کہ بچپن میں تخت نشین ہونے والا بادشاہ چالیس سال حکومت کرنے سے پیشتر کیا اس قدر بڑھا کھوسٹ ہو گیا تھا کہ اسے حق و ناحق کی تیز ذرہ ہی؟۔ نیز یہ کہ کیا حکمت و معرفت سے محمود بنی اور بادشاہ خدا کو چھوڑ کر غیر خدا کی پرستش کر سکتا ہے؟
یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ حضرت سلیمان مے سیکل کو اس نقشے کے مطابق تعمیر کرایا تھا جو خود اللہ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو بتایا تھا۔ (۲۱) اسے میں حضرت سلیمان نے خدا کے گھر (سیکل) میں بیلوں کے محبسے کیسے بنائے؟ جبکہ شریعت کا واضح حکم بھی توریت میں یوں ہے:-

و تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی صورت نہ بنانا کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے“ (۲۲)

۴۔ سموئیل نبی اسرائیلی نہیں اولاد ہاؤن سکتے

بائبل میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سموئیل نبی جو بنی اسرائیل کے آخری قاضی حاکم تھے افرایم کے قبیلے سے تھے۔ غور و فکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ درست نہیں سموئیل کا تعلق افرایم کی بجائے حضرت ہارون کے قبیلے سے تھا۔ اس بارے میں بائبل کے بیانات غور طلب ہیں:

(الف) ”ا فرایم کے کوہستانی ملک راماتیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام اتھان تھا۔ وہ افرایمی تھا اور میر دھام بن الیہو بن نتو بن صوف کا بیٹا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنہ تھا اور دوسری کا فتنہ اور فتنہ کے اولاد ہوئی پر حنہ بے اولاد تھی۔ اور اس نے منت مانی اور کہا اے رب الانوار! اگر تو اپنی لونڈی پر نظر کرے اور مجھے یاد دہرائے اور اپنی لونڈی کو فراموش نہ کرے اور اپنی لونڈی کو فرزند نہ دے بخشے تو میں اسے زندگی بھر کے لئے خداوند کو نذر کروں گی اور اسے اس کے سر پر کھینچ دوں گا۔ اور صبح کو وہ رمیاں بیوی (سورے) اٹھے اور خداوند

[illegible][illegible][illegible]

ذاتِ شمس و آفتاب

۱۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کا رسول سمجھے اور اس کی بات مان لے تو اس کا جہنم میں داخل ہونا یقین ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۰۰)

(۵)۔ مخصوص لباس پہن کر فقط حضرت بارون اور ان کی نسل کے جانشین کا بن خلاء کے حضور خیمہ اجتماع (عبادت گاہ) کے پاک مقام (قربان گاہ) اور پاک ترین مقام (خدا کے صندوق کی جگہ) جاسکتے تھے۔ اس کے برخلاف کوئی غیر نبی بارون نزدیک جاتا تو وہ گھبرا پھرتا اور مرجاتا تھا۔ (خروج - ۲۸: ۲۸) یہ کیسے ممکن تھا کہ سموئیل افرایمی ہوتے ہوئے خدا کے صندوق کے پاس جا کر بیٹھے؟

(۶)۔ تمام بنی اسرائیل میں صرف بنی لاوی ہی خیمہ اجتماع کی حفاظت کے لیے مامور ہو سکتے تھے پروہ مقدس کے ظروف اور مذبح کے نزدیک جانے سے ہلاک ہو جاتے تھے کئی ۱۸: ۳۰۔ اب سوال یہ ہے کہ افرایمی ہوتے ہوئے سموئیل وہاں پہنچ کر ہلاکت سے کیسے بچے؟

(۷)۔ کتاب تواریخ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دوران سفر خدا کا صندوق گاڑی پر رکھا ہوا تھا۔ بلیوں کے ٹھوکر کھانے پر غیر بنی بارون عزرا گاڑی بان نے گرتے ہوئے صندوق کو تھامنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ وہیں ہلاک ہو گیا (۱۔ تواریخ ۱۳: ۶-۱۰) لیکن سموئیل نبی بارون نہ ہوتے ہوئے اس صندوق کے پاس بیٹھے تھے مگر ہلاکت سے محفوظ رہتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہوا؟

اس صورت احوال کے پیش نظر قارئین خود اندازہ کر لیں کہ خدا کے گھبراہٹ اور اس کے صندوق کے بارے میں بائبل میں بیان کردہ خدا کے احکام درست ہیں یا بائبل میں بیان کردہ یہ بیان درست ہے کہ سموئیل افرایمی تھا۔

پانچواں باب

مسیحی اور یہودی اقوام

حضرت مریم کے بن باپ کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید میں عیسیٰ بن مریم یا مسیح بن مریم کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے جبکہ بائبل مقدس میں انہیں یسوع، مسیح، یا یسوع مسیح کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔

خاندانِ مسیح

حضرت مسیح کسی طور پر بھی حضرت داؤدؑ کی نسل سے نہ تھے جبکہ پورے مسیحی طرز پر انہیں حضرت داؤدؑ کی نسل سے بیان کر رہا ہے معمولی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون (علیہما السلام) کی نسل سے تھے اس نکتے پر مفصل بحث دوسری جگہ کی گئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ نسب نامے جیسی اہم حقیقت میں یکھل تبدیلی اس لئے کی گئی ہے کہ باہر عتیق (توریت کی مستنولہ کتب) میں کئی جگہ یہ خبر ملتی ہے کہ یہودیوں کو غلامی سے نجات دینے والا حضرت داؤدؑ کی نسل سے آئے گا تو حضرت مسیح کی آمد پر انہوں نے انہیں ابنِ مریم کی بجائے ابنِ داؤدؑ کہنا شروع کر دیا جبکہ یہ حقیقت ہے کہ جس یوسف برہنہ کو کنواری مریم کا منیگتر یا خاوند کہا جاتا ہے اگر وہ حضرت داؤدؑ کی نسل سے ہوتا بھی مگر وہ حضرت مسیح کا باپ ہے چونکہ وہ اس کے نطفے سے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی وہ ان کا کوئی رشتہ دار تھا

ایسی صورت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو یوسف بڑھئی کے واسطے سے حضرت داؤد کی نسل سے کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے آخری کلام قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن مریم اور آل عمران سے لکھا گیا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ خود بائبل میں جناب یسوع نے کہیں بھی اپنے آپ کو ابن الملک یا ابن داؤد نہیں کہا۔ انہیں خدا کا بیٹا بنا دینا ان لوگوں کا کام ہے جو بعد میں مسیحی کہلائے۔

مسیحی قوم

حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں خردان کے پیر و کار بھی مسیحی نہ کہلائے تھے۔ وہ صرف یہود سے تھے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ اصلاح شدہ یہودی تھے جنہیں یسوع مسیح نے یہ کہہ کر مخاطب کیا تھا۔

”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ملے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی لوگوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔“

ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ (۱) ایک موقع پر کسی غیر اسرائیلی (کنعانی) عورت کو حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا۔ ”تو اسرائیل کے گھرانے کی کوئی بوٹی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ (۲)

علاوہ ازیں اپنے خواروں (خاص ۱۲ شاگردوں) کو حضرت مسیح علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔

(۱) متی - ۵ - ۱۷ - ۲۰ (۲) متی - ۱۵ - ۲۴

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا ۵
بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوٹی ہوئی بھٹیروں کے پاس جانا ۶ (۳)

اس کے باوجود واقعہ صلیب کے بعد مسیحیوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یسوع مسیح نے دوبارہ زندہ ہو کر جلال پایا اور اپنے شاگردوں پر اور بعد ازاں پوٹوس (پوٹس یا سینٹ پال) پر ظاہر ہو کر انہیں حکم دیا کہ اقوام عالم کو انجیل کی دعوت دیں۔ حالانکہ موجودہ انجیل حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد کھئی گئی ہیں ان کی حیات مبارکہ میں ان کتابوں کا کوئی وجود نہ تھا۔ بقول ان کے حضرت مسیح نے دوبارہ زندہ ہو کر جلال پالینے پر اپنے بارہ شاگردوں کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں تک ہا محدود رکھا تھا۔ جبکہ انجیل کا بیان ہے:

پطرس نے جواب میں اس سے کہا دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہوئے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟ یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے ۷ (۴)

مسیحیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ یسوع مسیح اقوام عالم کے منجی ہیں، یسوع مسیح کے مندرجہ بالا اقوال اور تعلیم کی تکذیب کرنا ہے۔ اگر انجیل متی کی مندرجہ بالا آیات واقعی کلام الہی ہیں تو یہ کیونکر ہو گیا کہ مسیح کے بارہ حواریوں میں سے ایک غدار بن کر نکل گیا اور تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرنے والے گیارہ رہ گئے۔ یہ درست ہے کہ بعد میں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے یسوع کے پیروکاروں نے ایک نیا فروع بن لیا لیکن وہ تو بارہ حواریوں (خاص شاگردوں) میں شامل نہ تھا۔

تاریخی تسلسل یہ ہے کہ جب پوٹوس نے یسوع کی تعلیم کے برعکس موسوی شریعت کی مستثنیٰ سے مسیح کے نام پر غیر یہودیوں میں تبلیغ شروع کر دی تو انطاکیہ کے مشرکین نے اس کے پیروکاروں کو طعناً مسیحی کہنا شروع کر دیا (۵) یہ بالکل ایسے ہی ہوا جیسے

(۲) متی - ۱۰: ۶۴ (۴) متی - ۱۹: ۲۷، ۲۸ (۵) اعمال - ۱۱: ۲۶

ایک عرصہ تک مسلمانوں کو مسیحی حضرات فہم نہ کرتے تھے، بعد ازاں خود یہ لوگ اپنے آپ کو یہ کہہ کر مسیحی کہلانے لگے۔

”لیکن اگر مسیحی ہونے کے باعث کوئی شخص دکھ پائے تو شرمائے نہیں بلکہ اس کے نام کے سبب سے خدا کی تعجید کرے“ (۶)

حضرت مسیح نبی، نہ کہ ابن اللہ

حضرت مسیح کو یونان کے درجے سے ابن اللہ بنا کر مسیحوں کی اپنی اختراع ہے لیوے مسیح نے کبھی بھی اپنے آپ کو ایسا نہیں کہا بلکہ ہم خود کو ابن آدم اور نبی کے طور پر پیش کیا جیسا کہ انہوں نے فرمایا۔

”میں نے زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا سے واحد اور برحق کو اور لیوے مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے (نبی) جانیں“ (۷)

یہی نہیں کہ لوگ انہیں ان کی زندگی میں بلکہ بعد میں بھی انہیں خدا کی طرف سے بھیجا گیا یعنی نبی مانتے تھے اس کا ذکر خود اناجیل میں یوں موجود ہے۔

”پس پھر میں سے بعض نے یہ باتیں سنی کہ کہا بے شک یہی وہ نبی“ ہے وہ ادروں نے کہا یہ مسیح ہے اور بعض نے کہا کہوں؟ کیا مسیح گلیل سے آئے گا؟ اور یہ کہ انہوں نے جواب میں کہا کیا تو بھی گلیل کا ہے؟ تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہوگا؟“ (۸)

پس جو معجزہ اس نے دکھایا تھا وہ لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے؟“ (۹)

”اور سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی تعجید کر کے کہنے لگے کہ بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے اور خدا نے اپنی امت پر توجہ کی ہے وہ اور اس کی نسبت یہ خبر سارے یہودیہ اور تمام گرد و نواح میں پھیل گئی“ (۱۰)

لیوے کے ہاتھوں اندھے کا بینا ہو جانے پر انہوں نے پھر اس اندھے سے کہا کہ اُس نے جو تیری آنکھیں کھولیں تو اس کے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا وہ نبی ہے؟“ (۱۱)

”اور حیا وہ یروشلم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل مچ گئی اور لوگ

کہتے تھے یہ کون ہے؟ بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرہ کا نبی یسوع ہے؟ (۱۲)
اور وہ اُسے پکڑنے کی کوشش میں تھے لیکن لوگوں سے ڈرتے تھے
کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے؟ (۱۳)

یسوع مسیح نے خود اپنے بارے میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی
نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوا (۱۴) اور یہ کہ مجھے آج اور کل اور ہر سو
اپنی راہ پر چلنا ضرور ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ بنی یروشلم سے باہر ہلاک ہو (۱۵)
صلیب کے واقعہ کے بعد بھی لوگ یسوع مسیح کو نبی ہی مانتے تھے جیسے بیان کیا گیا ہے
”یہ وہ ٹولین کھڑے ہو گئے وہ پھر ایک نے جس کا نام کلیپاس تھا جواب
میں اس سے کہا کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا
جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی
تھا۔ اور سردار کا ہون اور ہمارے حاکموں نے اس کو پکڑا دیا تاکہ
اس پر قتل کا حکم دیا جائے اور اُسے مصلوب کیا؟ (۱۶)

یسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے

مندرجہ بالا آیات سے نہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام کا نبی ہونا واضح
ہوتا ہے بلکہ ان کے ابن اللہ ہونے کی تردید ہوتی ہے اور یہ بھی ظاہر
کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے جیسا انہوں نے
فرمایا تھا کہ۔

”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوٹی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس
نہیں بھیجا گیا؟ اور یہ کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر
میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوٹی ہوئی بھیڑوں کے
پاس جانا؟

اس صحنہ میں بائبل میں مندرجہ چند اور آیات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۳) متی ۲۶: ۴۱-۴۲ (۱۴) لوقا ۲: ۴۱-۴۲ (۱۵) لوقا ۱۳: ۳۳-۳۴ (۱۶) لوقا ۲: ۴۱-۴۲

حضرت مریم کے معاملہ ہو جانے پر

”خداوند کے فرشتے نے خواب میں دکھائی دے کر کہا اے یوسف! کیا داؤد
اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے
وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ اس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام
یسوع رکھنا کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔“ (۱۷)

پیشینگوئی کے طور پر میکاہ نبی سے منسوب کردہ یسوع مسیح کی پیدائش کے بیان میں ہے:

”اے بیت لحم یہودہ کے علاقے، تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب

سے چھوٹا نہیں، کیونکہ تجھ میں ایک سردار نکلتے گا جو میری امت اسرائیل کی نگہبانی

کرے گا۔“ (۱۸)

بنی اسرائیل ایک سرکش قوم

بنی اسرائیل آج انہیں شروع سے نہایت سرکش اور شورشیں پسند قدم رہی ہے
حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے محسن تھے، انہوں نے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات
دلائی لیکن قوم نے ہر قدم پر اپنے محسن نبی موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اور آخر کار
حضرت موسیٰ کی لائی ہوئی کتاب تورات کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر وہ یہودی اور سامری
بن گئے۔

جھوٹے نبیوں کا اقرار اور سچے نبیوں کا انکار، اور انہیں قتل تک کر دینا اور خدائی کلام
کو بدل دینا اور خدائی حکام کی نافرمانی کرنا یہ ان کے دل پسند مشاغل رہے ہیں ان میں
لوگ جھوٹی نبوت کر کے قوم کو گمراہ کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے بارے میں یرمیاہ
نبی نے فرمایا:

”رب الافواج نبیوں کی بابت یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ان کو ناگدونا
کھلاؤں گا اور انڈرائٹن کا پانی پلاؤں گا کیونکہ یرشلیم کے نبیوں جی سے تمام ملک
میں بے دینی پھیلی ہے۔ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ ان نبیوں کی باتیں

مستحق موت سے نبوت کرتے ہیں وہ تم کو بطالت کی تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے دلوں کے الہام بیان کرتے ہیں ذکر خداوند کے نہ کی باتیں وہ میں نے ان نبیوں کو نہیں بھیجا چھوڑ دوئے چھوڑے میں نے ان سے کلام نہیں کیا برا نہیں نے نبوت کی وہ لیکن اگر وہ میری مجلس میں شامل ہوتے تو میری باتیں لوگوں کو سنا تے اور ان کو بری راہ سے اور ان کے کاموں کی برائی سے باز رکھتے تھے (۱۹)

چالیس برس بنی اسرائیل کی ہر اسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ اچھی طرح سے جا پہنچا لیا تھا کہ وہ از حد سرکش قوم ہے جو خدا کی کلام بدل کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی تامل نہیں کرے گی، جیسا کہ توریت مقدس کا بیان ہے:

”جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو ایک کتاب لکھ چکا اور وہ ختم ہو گئیں تو موسیٰ نے لادلیل سے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرتے تھے کہا کہ اس شریعت کی کتاب (توریت) کو لے کر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھ دو تاکہ وہ تیرے برخلاف گواہ رہے و کیونکہ میں تیری بغاوت اور گردن کشی کو مانتا ہوں۔ دیکھو ابھی تو میرے جیتے جی تم خداوند سے بغاوت کرتے رہے ہو تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ نہ کرو گے؟“ (۲۰)

خدا کے کلام میں تحریف کاری

ان تمام تدابیر کے باوجود بنی اسرائیل نے الہی شریعت کو بھی اپنی دست برد سے محفوظ نہ رکھا چنانچہ پوپتوس (سینٹ پال) کا یہ کلام قابل غور ہے:

”اس (یسوع) نے تمہیں بھی جبراً اپنے قصوروں اور مجسم کی نافرمانی کے سبب سے مردہ تھے اس کے ساتھ زندہ کیا اور ہمارے سب قصور معاف کئے اور حکموں کی وہ دستاویز (توریت) مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی کیونکہ یہ نھنڈہ کرانے کا حکم دیتی ہے، اور اس کو صلیب پر کیوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔“ (۲۱)

(۱۹) پریمیاہ - ۲۳، ۱۵، ۱۶، ۲۱، ۲۲ (۲۰) استنشا - ۲۴، ۳۱ - ۲۵، ۲۶ (۲۱) کلییدیوں - ۲ - ۱۳ - ۱۴

”تم جو شریعت کے وسیلہ سے راست یا نہ ٹھہرنا چاہتے ہو میرے سے الگ ہو گئے
اور فضل سے محروم“ (۲۲)

خدا کی کلام میں رد و بدل، کانٹ چھانٹ اور اضافہ کرنے میں بنی اسرائیل اس قدر
دلیر تھے کہ نبی کے معتمد مسیحی نبی کی موجودگی ہی میں تحریف کرنے سے باز نہیں رہتے تھے
اس کا ذکر بائبل میں یرمیاہ نبی کی کتاب میں یوں ہے:

شاہ یہوداہ یہو یقیم بن یوسیاہ کے چوتھے برس میں یہ کلام خداوند
کی طرف سے یرمیاہ نبی پر نازل ہوا کہ کتاب کا ایک طومار لے اور وہ
سب کلام جو میں نے اسرائیل اور یہوداہ اور تمام اقوام کے خلاف تجھ سے
کیا ہے اس دن سے لے کر جب میں تجھ سے کلام کرنے لگا یعنی یوسیاہ
کے ایام سے لے کر آج کے دن تک اس میں لکھ ۵ تب یرمیاہ نے
باروک بن نیریاہ کو بلا لیا اور باروک نے خداوند کا وہ سب کلام جو اس
نے یرمیاہ سے کیا تھا اس کی زبانی کتاب کے اس طومار میں لکھا ۵

”اور شاہ یہوداہ یہو یقیم بن یوسیاہ کے پانچویں برس کے نویں مہینے یوں ہوا کہ یرشلیم
کے سب لوگوں نے اور ان سب نے جو یہوداہ کے نہروں سے یرشلیم آئے تھے۔
خداوند کے حضور روزہ کی منادی کی ۵ تب باروک نے کتاب سے یرمیاہ کی باتیں
خداوند کے گھر میں جسر یاہ بن سافن منستی کی کوٹھڑی میں ادبر کے صحن کے درمیان خداوند
کے گھر کے نئے چھانک کے مدخل پر سب لوگوں کے سامنے پڑھ سنائیں ۵ اور وہ
بادشاہ کے پاس صحن میں گئے لیکن اس طومار کو الیسع کی کوٹھڑی میں رکھ گئے۔ اور
تب وہ باتیں بادشاہ کو کہہ سنائیں۔۔۔۔ اور یہودی نے بادشاہ اور سب امراء کو جو بادشاہ
کے حضور کھڑے تھے اسے پڑھ کر سنایا ۵ اور بادشاہ زمستانی محل میں بیٹھا تھا کیونکہ
نواں مہینہ تھا اور اس کے سامنے انگیٹھی جل رہی تھی ۵ اور جب یہودی نے تین چار
دوق بڑے تو اس نے منستی کے قلم تراش سے کاٹا اور انگیٹھی کی آگ میں ڈال
دیا یہاں تک کہ طومار انگیٹھی کی آگ میں بھسم ہو گیا ۵“

”تب یرمیاہ نے دوسرا طومار لیا اور باروک بن نیریاہ منشی کو دیا اور اس کتاب کی سب باتیں جسے شاہ یہوداہ یہو یقیم نے آگ میں جلایا تھا یرمیاہ کی زبانی اس میں لکھیں اور ان کے سوا ویسی ہی اور بہت سی باتیں ان میں بڑھادی گئیں“ (۲۳)

تحقیق و تحس اور حقیقت بیانی کا فقدان

افسوس صرف اس کا نہیں کہ خدائی کلام میں اپنی طرف سے بڑھایا بھی گیا۔ اور خدا کلام جلایا بھی گیا بلکہ یہ امر از سرِ افسوسناک ہے کہ ان لوگوں نے تحقیق و تحس اور غور و فکر سے کام لیتا تو درکنار کسی بھی احتیاط کو مد نظر رکھنا ضروری نہ سمجھا اس کے ثبوت میں بائبل میں لکھے گئے سیکڑوں میں سے یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔

”خداوند نے یہورام کے خلاف فلسیتیوں اور عربوں کا جو کوششوں کی سمت میں رہتے ہیں دل ابھارا یہ سودہ یہوداہ پر چڑھا لی کہ اس میں گھس آئے اور سارے مال کو جو بادشاہ کے گھر میں ملا اور اس کے بیٹوں اور اس کی بیویوں کو بھی لے گئے ایسا کہ یہو آخر کے سوا جو اس کے بیٹوں میں سب سے چھوٹا تھا اس کا کوئی بیٹا نہ رہا۔ اور اس سب کے بعد خداوند نے ایک لاعلاج مرض اس کی انتریلوں میں لگا دیا اور کچھ مدت کے بعد دوبارہ اس کے آخر میں ایسا ہوا کہ روگ کے مارے اس کی انتریلیاں نکل پڑیں اور بڑی بیماریوں سے مر گیا اور اس کے لوگوں نے اس کے لئے آگ نہ جلائی جیسا اس کے باپ واداکے لئے جلائے تھے۔“

”یہوہ متیس برس کا تھا جب سلطنت کرنے لگا اور اس نے آٹھ برس یروشلم میں سلطنت کی اور وہ بغیر ماتم کے رخصت ہوا اور انہوں نے اسے داؤد کے شہر میں دفن کیا پر شاہی قبروں میں نہیں۔ اور یہوشلم کے باشندوں نے اس کے سب سے چھوٹے بیٹے اعزیاہ کو اس کی جگہ بادشاہ بنایا کیونکہ لوگوں کے اس جیتنے نے جو عربوں کے سامنے چھاؤنی میں آیا تھا۔ سب بڑے بیٹوں کو قتل کر دیا سو شاہ یہوداہ یہورام کا بیٹا اعزیاہ بادشاہ ہوا۔ اعزیاہ بیالیس برس کا تھا جب وہ سلطنت کرنے لگا اور اس نے یروشلم

میں ایک برس سلطنت کی اس کی ماں کا نام عقیلیہ تھا جو عمری کی بیٹی تھی (۲۴)
قابل غور نکتہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا کلام کی رو سے شاہ یہوداہ یہودرام بتیس برس
کی عمر پر تخت نشین ہوا آٹھ برس سلطنت کرنے کے بعد وہ مر گیا۔ گویا موت کے وقت
اس کی کل عمر چالیس برس کی تھی اور اس کا سب سے چھوٹا بیٹا اس کے بعد تخت نشین ہوا
لیکن یہ کلام بتاتا ہے کہ تخت نشینی کے وقت بیٹے کی عمر بیالیس برس کی تھی میرا عقول
بات یہ ہے کہ باپ اگر چالیس برس کی عمر میں مرا تو اس وقت سب سے چھوٹے بیٹے کی
عمر بیالیس برس کیسے تھی؟ سب سے چھوٹا بیٹا باپ سے دو برس پہلے پیدا ہوا تو سب سے
بڑا بیٹا کتنے سال پہلے پیدا ہوا تھا؟

بائبل کی اس قسم کی روایات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ یہ الہی اور الہامی کلام
ہنہ کیونکہ اس قسم کا کلام خدا اپنے بندوں سے نہیں لکھوا ناچہ جائیکہ یہ باور کر لیا
جائے کہ بائبل کا کوئی نقطہ یا شوشہ غیر الہامی کلام نہیں۔ بائبل کے مصنفین کوئی عالم فاضل لوگ
نہ تھے۔ کردہ تحقیق و تجسس سے کام لے کر سمجھتے ان کے عالم فاضل نہ ہونے کا اعتراف خود
مسیحیوں کو بچہ ان کے ادارے کی طرف سے امریکہ میں شائع ہونے والی کتاب میں لکھا ہے
”دورِ حاضر کے معیار کی روش سے بائبل کے مصنفین کوئی عالم فاضل لوگ نہ تھے
مگر ان کے یہ اعلیٰ کام زندہ رہے ہیں اور سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں
ایسا بیشتر اس لئے ہوا کہ انہیں خدائی کلام کے طور پر مانا جاتا ہے“ (۲۵)

علمائے یہود

فقہیہ و فلسفی اور کاہن یہودی علماء کا طبقہ عفا بنی اسرائیل کی سبھی مذہبی
کتبوں پر اجارہ داری حاصل کر کے وہ مطلب برآری کے لئے لوگوں کو مسخ شدہ مذہبی تعلیم
دیتے تھے جس کی بناء پر قوم کی حالت از حد گریز کی تھی اصل تورات کے گم ہو جانے کی بناء
پر علمائے یہود نے اسے از خود پھر سے مرتب کیا تھا۔ اصل تورات کی صحیح تعلیم کے ذریعے یسوع مسیح

(۲۴) ۲ - تواریخ - ۲۱: ۱۶ - ۲۰ + ۲۲: ۱۰، ۲

(۲۵) ورلڈ بک انسٹیٹیوٹ پیڈیا - ۲: ۲۶۱

نے یہودیوں کی اصلاح کی کوشش کی تو علمائے یہود اسکا سارا طبقہ ان کے خلاف ہو گیا اور کسی بھی یہودی عالم نے انہیں قبول نہ کیا کیونکہ حضرت مسیح کی تعلیم سے علمائے یہود کی اجارہ داری اور برتری ختم ہو جاتی تھی جیسا کہ یسوع مسیح نے ان کے بارے میں فرمایا:

”فیقہہ اور فریسی موسیٰ کی گدڑی پر بیٹھے ہیں واپس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہ ایسے بھاری بوجھ جن کو اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ ان کو انگلی سے بھی نہیں ہلانا چاہتے وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کو کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویذ بڑے بناتے اور پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں وہ اور منیا فوں میں مدد نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں وہ اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں میں ربی کہنا ناپسند کرتے ہیں و مگر تم ربی نہ کہلاؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو وہ اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے وہ اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح و لیکن جو تم میں بڑے وہ تمہارا خادم بنے وہ اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کہا جائے گا اور جو کوئی اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کہا جائے گا“ (۷۶)

اس کلام میں حضرت مسیح نے خدائے واحد کو سب کا باپ اور خود کو بطور ہادی پیش کیا ہے اس سے انہیں خدا کا بیٹا بنائے جانے کا عقیدہ ان خود باطل ہو جاتا ہے۔

علمائے یہود کے بارے میں یسوع مسیح نے مزید فرمایا:

”اے ریاکار فقیہ اور فریسیوتم پر افسوس! کہ پود نیہ اور سونف پر دہ کی (عشر) دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو ٹھہر تو چھانٹے اور اونٹ نکل جاتے ہو۔ اے ریاکار فقیہ اور فریسیوتم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر

سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں ۵
اے اندھے فریسیو پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ
اوپر سے بھی صاف ہو جائیں ۵

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری
ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر
مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں ۵ اسی طرح
تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں
ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہو ۵ (۲۷)

حضرت مسیحؑ کی اس تعلیم سے علمائے یہود اپنی کج فطری کے باعث ناراض ہو گئے اور
اناجیل کی رو سے سب نے متفقہ طور پر یسوع مسیح کو خدا کا نبی ماننے کی بجائے ان پر کفر کا
فتویٰ لگایا اور مصوب کئے جانے کا حکم جاری کرایا اور حد قویہ ہے کہ عوام نے بھی ان کا
سامنے دیا کیونکہ وہ علمائے یہود کے زیر اثر تھے حاکم یروشلم کے سامنے فتویٰ لگا کر جب
امینیں پیش کیا گیا تو تفتیش کرنے کے بعد حاکم نے ان کے ساتھ اتفاق نہ کیا لیکن عوام پھر بھی
مسیح کو مصوب کرنے کا مطالبہ کرتے رہے جیسا کہ انجیل لوتا کے اس بیان سے ظاہر ہے
پیلاطس (حاکم یروشلم) نے سردار کاہنوں اور سرداروں اور عوام

لوگوں کو جمع کر کے ۵ ان سے کہا کہ تم اس شخص کو لوگوں کا بھکانے والا
ٹھہرا کر میرے پاس لاؤ ہو اور دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہیں اس
کی تحقیقات کی مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نسبت نہ
میں نے اس میں کچھ قصور پایا ۵ نہ یہودی ہیں (حاکم کلیں) نے کیونکہ اس
نے اُسے ہمارے پاس بھیجا ہے اور دیکھو اس سے کوئی ایسا فعلہ
سرزد نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرتا ۵ پس میں اس کو
پٹا کر چھوڑ دیتا ہوں ۵ وہ سب مل کر چلا اُٹھے کہ اُسے لے
جا اور ہماری نظر برآبا کو چھوڑ دے ۵ یہ کسی بغاوت کے باعث جو تہرین

ہوئی تھی اور خون کرنے کے سبب سے قید میں ڈالا گیا تھا (انجیل یوحنا
 میں اُسے ڈاکو مکھا گیا ہے) مگر پیلطس نے یسوع کو چھوڑنے کے ارادے
 سے پھر ان سے کہا: لیکن وہ چلا کر کہنے لگے کہ اس کو مصلوب کر مصلوب! وہ
 اُس نے تیسری بار ان سے کہا کیوں؟ اس نے کیا برائی کی ہے؟ میں نے اس میں
 قتل کی کوئی وجہ نہیں پائی پس میں اُسے چڑا کر چھوڑ دیتا ہوں مگر وہ چلا
 چلا کر سر ہوتے رہے کہ وہ مصلوب کیا جائے اور ان کا چلانا کارگر ثابت ہوا
 پس پیلطس نے حکم دیا کہ ان کی درخواست کے موافق ہو (۲۸)

حضرت مسیحؑ کے شاگرد

حضرت مسیحؑ کی زندگی میں مستقل ان کے ساتھ رہنے والے بارہ حواری (شاگرد) تھے
 مگر ان میں سے ایک یسوع کو پکڑوانے والا بنا اور مصیبت کے وقت جب انہیں عذاب دیا گیا
 اور یروشلم کے حاکم پیلطس کے سامنے پیش کرنے کے لئے پکڑوایا گیا تو باقی گیارہ شاگرد
 تترقیتر ہو گئے یہاں تک کہ یسوعؑ کے سب سے زیادہ برگزیدہ ساتھی شمعون پطرس نے
 سردار کاہنوں کے سامنے یسوعؑ مسیحؑ کی جان پہچان ہونے سے انکار کیا (۲۹)
 واقعہ صلیب کے بعد یسوعؑ کے پیروکاروں کی جو جماعت اکٹھی ہوئی وہ تھینا ایک
 سو بیس شخص تھے (۳۰) مگر بدقسمتی سے ان میں ایک بھی تعلیم یافتہ آدمی نہ تھا جس کی بنا
 پر کوئی ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے کاموں اور ان
 کی تعلیم کے متعلق صحیح صحیح لکھ سکے۔ مستقل طور پر یسوعؑ مسیحؑ کے ساتھ رہنے والے خالص
 شاگردوں کی تعلیمی حالت کا اندازہ انجیل کے ان بیانات سے ہو جاتا ہے۔

”اُس (یسوع) نے لکھلکھ کی جھیل کے کنارے پھرتے ہوئے دو بھائیوں
 یعنی شمعون کو جو پطرس کہلاتا ہے اور اس کے بھائی اندریاس کو جھیل میں جال ڈالنے
 دیکھا کیونکہ وہ ماہی گیری کرتے تھے اور ان سے کہا میرے پیچھے چلے آؤ تو میں

(۲۸) لوقا — ۳۰: ۱۳ — ۲۵ (۲۹) مرقس — ۱۴: ۶۶ — ۶۲

(۳۰) اعمال — ۱: ۱۵

تم کو آدم گیر بنا دوں گا۔ وہ فوراً جال چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔ اور وہاں سے آگے بڑھ کر اس سے درجہ بھائیوں یعنی زبیدی کے بیٹے یعقوب اور اس کے بھائی یوحنا کو دیکھا کہ اپنے باپ زبیدی کے ساتھ کشتی پر اپنے جانوں کی مرمت کر رہے ہیں اور ان کو بلایا۔ وہ فوراً کشتی اور اپنے باپ کو چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے۔ (۳۱)

یسوع نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک شخص کو حصول کی چوکی پر بیٹھا دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہو لے۔ وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا۔ (۳۲)

اس سے یہ بات واضح ہے کہ یسوع کے شاگرد اس قابل نہ تھے کہ وہ اس کے بارے میں کچھ لکھ سکتے تھیں۔ ایک سو بیس بھائیوں کی جماعت جنہوں نے زندہ مسیح کو آنکھوں دیکھا تھا ان کا حال بھی مختلف نہ تھا چنانچہ نصف صدی گزرنے پر بھی کسی نے یسوع کے بارے میں کچھ نہ کہا، تا آنکہ پڑھے لکھے لوگوں نے مسیحیت کو قبول کرنا شروع کیا ان میں بیشتر یونانیّت کا اثر قبول کئے ہوئے یہودی تھے جن میں پولس (سینیٹ پال) بھی پیش تھا۔

یسوع کی مسیح شدہ تعلیم پر مسیحیت کی بنیاد رکھ کر پولس نے اپنی رسالت قائم کی اور نگ بجگ ۵۰ء کے بعد اس نے اپنے پیروکاروں کے قائم کردہ کلیسیاؤں کو چودہ سو نوٹ لکھے جو نیا عہد نامہ کا اہم حصہ ہیں بعد میں پولوس کے نظریات کی بنیاد پر اناجیل لکھی گئیں ان میں بیشتر یسوع کی زندگی کے متعلق فرضی داستانیں بیان کی گئیں اسی لئے اسٹائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا بیان ہے کہ مسیحیت کی بنیاد اناجیل پر نہیں بلکہ اناجیل کی بنیاد پولس کی قائم کردہ مسیحیت پر ہے۔

نیا عہد نامہ کی ترتیب

یسوع کے زمانے میں عبرانی ایک مردہ زبان تھی یہودیوں کی مذہبی کتابیں اس زبان میں تھیں مگر انہیں صرف یہودی علماء ہی پڑھ سکتے تھے عبرانی ہرگز بول چال کی زبان

نہ تھی سیورہ اور ان کے اپنے لوگوں کی زبان آرامی تھی مگر سیورہ کے پیروکاروں نے ان پر دھ
ہونے کی وجہ سے آرامی زبان میں کچھ بھی نہ لکھا جس کی وجہ سے آرامی زبان میں مسیحی لفظ پر
ناپید ہے تعلیم یافتہ لوگوں میں پولوس کی تحریک اور مسیحیت کا محضوں انداز فکر دوسری صدی عیسوی
میں مقبول ہوا، جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا نے بیان کیا ہے۔

ابتداء میں مسیحیت کو عربوں اور تارخاندہ لوگوں نے قبول کیا جس سے
تعلیم میں کوئی ترقی نہ ہوئی جیسے کہ سنیت پال نے بیان کیا ہے (۱- کرسٹینوں - ۲۸:۲۶:۱)
دکڑے اے جھانکنا اپنے بلائے جانے پر نگاہ کر دو کہ جسم کے لحاظ سے بہت حکیم، بہت
سے با اختیار، بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے ۵ بلکہ خدا نے دنیا کے موجودات
کو جن ایک حکیموں کو شرمندہ کرے ۵ اور خدا نے دنیا کے کمینوں کو اور حقروں کو بلکہ
یہودیوں کو چن لیا کہ موجودی کو نیت کرے ۵) مگر دوسری صدی میں مسیحیت تعلیم یافتہ
اور اپنے طبقے کے لوگوں میں زیادہ مقبول ہونے لگی۔ ۴ (۳۳)
موجودہ انجیل لکھے جانے جانے کا طریقہ لواتے اس طرح سے بیان کیا ہے۔

”چونکہ بہتوں نے اس پر کرباندگی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں
ان کو ترتیب وار بیان کریں ۵ جیسا انہوں نے جو شروع سے دیکھنے والے اور
کلام کے خدام تھے ان کو ہم تک پہنچایا ۵ اس لئے اسے معزز تصفیفس میں نے بھی
مناسب بنا کر سب باتوں کا - لکھ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو
نیرے لئے ترتیب سے لکھوں ۵“ (۳۴)

اس طرح سے لواتے اپنی انجیل کی ابتداء ہی میں یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ واقعات کو خود دیکھنے والا نہیں
اس نے انہیں دوسروں سے دریافت کر کے لکھا ہے مذکورہ بالا آیات میں لواتے ہرگز یہ دعویٰ
نہیں کیا کہ ہر کلام جو میرا پر ابھام ہوا ہے یا فرشتے نے بتلایا ہے۔ اس صورت میں انجیل لواتا الہامی ہے یا کہ
اس کی اپنی قضیت؟

حضرت مسیح کے بعد پولوس نے کمال ہر شہادتی سے یہ نظریہ وضع کیا کہ سیورہ مسیح نے -
”مکملوں کی وہ مدت ویزد تو ریت ہمٹا چالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف

حق اور اس کو صلیب پر کیوں سے بڑا کھانے سے پٹا دیا ۵ (۳۵)۔ تم جو شریعت کے دسید سے راست باز ٹھہرتا چاہتے ہو مسیح سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم ۵ (۳۶) مزید یہ کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راست باز نہیں ٹھہرتا کیونکہ لکھا ہے کہ راست باز ایمان سے جیتا رہے گا اور شریعت کو ایمان سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے سبب سے جیتا رہے گا ۵ مسیح جو ہمارے لئے لعنت بنا اس نے ہمیں مولے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا یا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی ٹکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے ۵ (۳۷)

اعمال کو ذکر کے محسن ایمان کو باعث نجات ٹھہرانے سے پولوس کا کوئی پیروکار یہ جرات نہیں کر سکتا تھا کہ وہ بائبل کے متضاد بیانات اور عہد جدید کے مشترک عقائد پر شک و شبہ کے اظہار کے فعل سے اپنا ایمان کھو کر مزار ٹھہرے خاص طور پر ان حالات میں جبکہ اس کے قول کے مطابق اس کے پیروکار دنیا کے بیوقوف، کمینے، حقیر اور بیوقوف تھے (۳۲) اس سے ایمان کے نظریے کے جتنے ہونے میں بڑی مدد ملی۔

بعد میں غیر قوموں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے مسیحیت قبول کر لینے پر یونانی زبان میں غیر جدید لکھا گیا اور بائبل کے تراجم ہوئے تو جہالت کی حالت کو قائم رکھنے کے لئے حدیوں تک بائبل کے تراجم کو پڑھنے کے لئے پوپ یا مسیحی مذہبی عدالتوں سے خاص اجازت یعنی پڑھتی تھی اس پابندی کو جب اٹھارویں صدی عیسوی میں ختم کیا گیا تو خود مسیحیوں پر اپنی کتب مقدسہ کی حقیقت واضح ہونے لگ پڑی۔

(۳۵) کلسیوں — ۳ : ۱۱ (۳۶) — ۵ : ۱۱

(۳۷) گلتیوں — ۳ : ۱۱ — ۱۳

چھٹا باب

تاریخ بنی اسرائیل

(حضرت یعقوب سے حضرت سلیمان تک)

بنی اسرائیل کی تاریخ دلچسپی سے خالی نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا درسل نام اسرائیل ہے۔ آپ حضرت اسحاق (اصحاق) کے بیٹے اور حضرت ابراہیم کے پوتے تھے۔ بنی اسرائیل حضرت ابراہیمؑ کو ابرام اور ابراہم کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے اور آل یعقوب کو بنی اسرائیل نام دیا گیا ہے۔

حضرت یعقوب کا گھرانہ

عہد عتیق کی رد سے حضرت یعقوب کی دو بیویاں ان کے ماموں لاپن کی بیٹیاں لیاہ اور راحل حقیقی بہنیں تھیں۔ ان کے باپ نے انہیں ایک ایک لونڈی دی تھی۔ لیاہ کی لونڈی کا نام زلفہ تھا اور راحل کی لونڈی ہلماہ تھی یہ دونوں لونڈیاں حضرت یعقوب کے حرم میں شامل ہو کر چار عورتوں سے حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے اور دو بیٹیاں ملک کنعان میں پیدا ہوئے۔ حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ بھائیوں کی بدسلوکی سے لڑکپن ہی میں مصر پہنچ گئے تھے جو ان ہو کر وہ مصر کے مامک بن گئے اور وہاں ان کے ہاں دو بیٹے منسی اور افراہیم پیدا ہوئے۔

کنعان میں رہتے ہوئے حضرت یعقوب کے گیارہ بیٹوں کے سوا مزید اولاد ہی پیدا ہوئی۔

جن کی تعداد ۵۱ تھی - ان میں سے دو پوتے غیر اور اذان مر گئے تو پوتوں کا شمار ۹۴ رہ گیا جن سے دو کو دوا دیئے پیدا ہوئے سے حضرت یعقوب کے گیارہ بیٹوں دو بیٹیوں، ۹۴ پوتوں اور چار پڑپوتوں کو ملا کر کنعان میں :

”یعقوب کے صلب سے جو لوگ پیدا ہوئے اور اس کے ساتھ مصر میں آئے وہ اس کی بہوؤں کو چھوڑ کر شمار میں چھپا سمجھتے اور یوسف کے دو بیٹے تھے جو مصر میں پیدا ہوئے۔ سو یعقوب کے گھرانے کے جو لوگ مصر میں آئے وہ سب مل کر ستر ہوئے“ (۱)

کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے صلب سے پیدا ہونے والے چھپا سمجھ افراد میں خود حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور ان کے دو بیٹوں کو شامل کر کے کل تعداد ستر بنتی ہے مگر عہد جدید میں کنعان میں حضرت یعقوب کے کہنے کے افراد کی تعداد ۷۵ اس طرح بیان کی گئی ہے۔

”پھر حضرت یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور سارے کہنے کو جو چھتر جانی تھیں بلا بھیجا“ (۲)

اعمال کی کتاب میں بیان کی گئی اس تعداد میں حضرت یوسف اور ان کے دو بیٹوں کو شامل کر کے کل تعداد ۷۸ بنتی ہے، جو کھلا تضاد ہے۔

حضرت یعقوب کی بیوی یاہو سے چھ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئے چھ بیٹوں سے پچیس پوتے اور دو پڑپوتے پیدا ہوئے یہ سب ملا کر چونتیس ہوئے۔ ان میں سے دو پڑپوتے حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداہ کی اولاد (غیر اور اذان کنعان ہی میں مرجانے سے اولاد بنتیں رہ گئی جبکہ اس بارے میں عہد عتیق کا بیان ہے۔

”یہ سب یعقوب کے ان (چھ) بیٹوں کی اولاد ہیں جو اذان میں یاہو سے پیدا ہوئے۔ اس کے بطن سے اس کی بیٹی دینہ تھی۔ یہاں تک اُس کے سب بیٹے بیٹیوں کا شمار تینیس ہوا“ (۳) یاہو کی اولاد میں دو مرجانے والے پوتوں کو شمار کیا جائے تو کل بیٹے بیٹیوں کی تعداد چونتیس بنتی ہے اور اگر ان دو کو خارج کر دیا جائے تو کل تعداد تیس رہ جاتی ہے مگر کسی بھی طرح

(۱) پیراٹش - ۴۶: ۲۷، ۲۸ (۲) اعمال - ۷: ۱۴ (۳) پیراٹش - ۴۶: ۱۵

سے یہ تنقیس نہیں بنتی، جیسا کہ ہمد عتیق میں بیان کیا گیا ہے۔

کنعان میں جب قحط پڑا تو حضرت یعقوب اپنے گھرانے کے ہمراہ حضرت یوسفؑ کے پاس مصر چلے آئے تھے اس وقت حضرت یعقوبؑ کے صلب سے مصر میں بود و باش رکھنے والی نرینہ اولاد بارہ بیٹے، اکیادہ بیٹے، اور دو پوتوں کے چار بیٹے (بڑا پوتے) یہ کل ۶۷ مرد تھے ان میں سے بارہ بیٹوں اور دو پوتوں کے ہاں بعد میں کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی اس سے مصر میں اسرائیل کی نسل بڑھانے والے کل مردوں کی تعداد تیرہ تھی۔

کنعان میں اور مصر میں بنی اسرائیل (آل یعقوب) کے اعداد شمار اگلے گوشوارے سے اچھی طرح سے واضح ہو جاتے ہیں۔

اسرائیل کی برگزیدہ اولاد

اسرائیل کی بیوی لیاہ سے اس کا پہلو ٹھارا بن پیدا ہوا تھا۔ پہلو ٹھے کا حق باپ کی میراث میں دوگنا ہوتا تھا، لیکن اپنی ماں بلہاہ سے ہم بستر ہونے سے (پیدائش ۴۵: ۲) وہ پہلو ٹھے کا حقدار نہ رہا۔ اسرائیل نے پہلو ٹھے کا حق اپنے سب سے پیارے بیٹے حضرت یوسفؑ علیہ السلام کو بخش کر ان کے بیٹوں منشی اور افرایم کو اپنی میراث کے دو حصے دیئے، لیکن برکت دے کر انہوں نے افرایم کو برگزیدہ ٹھہرایا (پیدائش ۴۸: ۲۰-۲۲)

اسرائیل نے اپنے بیٹے یہوداہ کو یہ برکت دی کہ اس کی نسل میں بادشاہت قائم رہے گی۔ (پیدائش ۴۹: ۱۰) میراث اس بات پر ہے کہ بائبل میں یہ فضیلت یہوداہ کے ایک ناجائز بچے فارس کی طرف منتقل ہوئی جو بہو تھر کے ساتھ یہوداہ کی صحبت سے پیدا ہوا تھا یہودی اور مسیحی حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت مسیحؑ جیسی برگزیدہ ہستیوں کو مخیر یہ فارس کی نسل قرار دیتے ہیں۔

اسرائیل کے بیٹے لادی کو یہ برگزیدگی ملی کہ اس کی نسل سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور خدا کے حکم سے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے کائنات یعنی دینی پیشوائی کا اعلیٰ ترین منصب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد کو بخشا (گنتی ۱: ۱۸)

گوشتوارہ

میں وردہ سے انتہی اسرائیل، آل بیتوب اور ان کی تعداد کے فوائد، بکار کا یہ پیدائش ۲۶۰: ۸: ۲۵

نمبر	کیفیت	حضرت یعقوب کا				بنی اسرائیل	نمبر
		پڑھتا	پڑھتا	پڑھتا	پڑھتا		
۱	۱	-	-	-	۱	۱- روبن	۱
۲	۲	-	-	-	-	۲- حوکر، صوف، صوف، کرمی	۲
۳	۳	-	-	-	۱	۳- صوف	۳
۴	۴	-	-	-	-	۴- یوایل، یوایل، اید، یوایل، صوف، صوف	۴
۵	۵	-	-	-	۱	۵- لادی	۵
۶	۶	-	-	-	-	۶- جیسون، قنات، مراری	۶
۷	۷	-	-	-	۱	۷- یوداہ	۷
۸	۸	-	-	-	-	۸- میر، اذان، سید، فہ، ص، زراج	۸
۹	۹	-	-	-	-	۹- صوف، حوکر	۹
۱۰	۱۰	-	-	-	۱	۱۰- اشکار	۱۰
۱۱	۱۱	-	-	-	-	۱۱- کول، فوہ، یوب، صوف	۱۱
۱۲	۱۲	-	-	-	۱	۱۲- زبولون	۱۲
۱۳	۱۳	-	-	-	-	۱۳- سرد، ایلون، محلی ایل	۱۳
۱۴	۱۴	-	-	-	-	۱۴- بیت	۱۴
۱۵	۱۵	۲۴	۲۵	۱	۲	۱۵- حضرت یعقوب کی بیوی لیاہ سے	۱۵
۱۶	۱۶	-	-	-	۱	۱۶- جی، سونی، اصبان، بیڑی، اردی، اریلی	۱۶
۱۷	۱۷	-	-	-	-	۱۷- آخر	۱۷
۱۸	۱۸	-	-	-	-	۱۸- یمنہ، اسواہ، اسوی، یرلیاہ	۱۸
۱۹	۱۹	۲	-	-	-	۱۹- جبر، کل ایل	۱۹
۲۰	۲۰	-	-	-	-	۲۰- سرہ	۲۰
۲۱	۲۱	۲	۱۱	۱	۲	۲۱- حرم لیاہ کی بیوی زلف سے	۲۱
۲۲	۲۲	-	-	-	۱	۲۲- ۹- یوسف	۲۲
۲۳	۲۳	-	-	-	-	۲۳- افراہیم، منقی	۲۳
۲۴	۲۴	-	-	-	۱	۲۴- بنیمن	۲۴
۲۵	۲۵	-	-	-	-	۲۵- یاج، بکر، اشیل، جبر، نہان، افی	۲۵
۲۶	۲۶	-	-	-	-	۲۶- روس، یقین، یقین، ارد	۲۶
۲۷	۲۷	۱۳	۱۲	-	۲	۲۷- بیوی راحل سے	۲۷
۲۸	۲۸	-	-	-	-	۲۸- ۱۱- دین	۲۸
۲۹	۲۹	-	-	-	-	۲۹- حشم	۲۹
۳۰	۳۰	-	-	-	۱	۳۰- ۱۲- نقالی	۳۰
۳۱	۳۱	-	-	-	-	۳۱- یحییٰ ایل، یونی، یسر، سلیم	۳۱
۳۲	۳۲	-	-	-	۲	۳۲- حرم راحل کی بیوی لیاہ سے	۳۲
۳۳	۳۳	۴۱	۵۳	۲	۱۲	۳۳- (کل تعداد اولاد یعقوب)	۳۳

قبائل بنی اسرائیل

اپنی موت سے پہلے اسرائیل (حضرت یعقوبؑ) نے حضرت یوسفؑ کی اولاد کو اپنے بیٹوں کے ساتھ یہ کہہ کر شامل کر دیا تھا۔

”تیرے دونوں بیٹے جو ملک مصر میں میرے آنے سے پہلے پیدا ہوئے میرے ہیں یعنی روبن اور شمعون کی طرح افرائیم اور منشی بھی میرے ہوں گے اور بواؤلا دیکھے بعد تجھ سے ہوگی وہ تیری ٹھہر سگی پر اپنی میراث میں اپنے بھائیوں کے نام وہ لوگ نامزد ہوں گے“ (۴)

اس طرح افرائیم اور منشی کو شامل کر کے حضرت یعقوبؑ کے چودہ بیٹے بن گئے حضرت یوسفؑ کے ہاں منشی اور افرائیم کے بعد کوئی اولاد نہ رہی پیدا نہ ہوئی اس لئے حضرت یوسفؑ کے نام سے کوئی قبیلہ نہ بنا اس سے حضرت یوسفؑ کے علاوہ حضرت یعقوبؑ کے گیارہ بیٹوں اور حضرت یوسفؑ کے دو بیٹوں افرائیم اور منشی کے ناموں سے مصر میں بنی اسرائیل کے تیرہ قبیلے بن گئے۔

حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں جب انہوں نے لاوی کے قبیلہ کو مذہبی رسومات ادا کرانے کے لئے باقی بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا تو بنی اسرائیل کے بارہ قبائل رہ گئے۔

مصر میں غلامی کا دور

بنی اسرائیل مصر میں چھوٹے پھیلے۔ حضرت یوسفؑ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب ملک میں بادشاہت دوسرے خاندان میں چلی گئی تو مصر میں بنی اسرائیل کی غلامی کا دور شروع ہوا۔ اس زمانہ کے حالات بائبل میں یوں درج ہیں۔

”یوسفؑ اور اس کے بھائی اور اس پشت کے سب لوگ مر گئے اور اسرائیل کی اولاد بڑھتی اور کثیر القداد اور فراداں اور نہایت زور آور ہو گئی اور وہ ملک ان سے بھر گیا۔ تب مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسفؑ کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا دیکھو اسرائیلی ہم سے زیادہ اور قوی ہو گئے ہیں سو آؤ ہم ان کے ساتھ حکمت

(۴) پیدائش — ۴۸: ۵، www.KitaboSunnat.com

سے پیش آئیں تانہ ہو کہ حبیب وہ زور آور ہو جائیں اور اس وقت جنگ چھڑ جائے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل کر ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جائیں ۵

تب مصر کے بادشاہ نے عبرانی وائیون جن میں ایک کا نام سفرہ اور دوسری کا نام فوعہ تھا باتیں کیں ۵ اور کہا جب عبرانی عورتوں کو تم بچہ جناؤ اور ان کو پتھر کی ٹھیکوں پر بیٹھی دیکھو تو اگر بیٹا ہو تو اُسے مار ڈالنا اور اگر بیٹی ہو تو وہ جیتے رہے۔ لیکن یہ دائیاں خدا سے ڈرتی تھیں۔ سو انہوں نے بادشاہ کا حکم نہ مانا بلکہ لڑکوں کو وہ زندہ چھوڑ دیتی تھیں ۵ اس سبب سے کہ وہ دائیاں خدا سے ڈریں اس نے ان کے گھر آباد کر دیئے ۵ اور فرعون نے اپنی قوم کے سب لوگوں کو تاکید رکھا کہ ان میں جو بیٹا پیدا ہو تم اسے دریا میں ڈال دینا اور جو بیٹی ہو اُسے جیتی چھوڑ دینا ۵ (۵)

عہد عتیق کے ان بیانون سے یہ تاثر ملتا ہے کہ کل بنی اسرائیل کی عورتوں کو بچہ جننے کے لئے صرف دو عبرانی دائیاں سفرہ اور فوعہ تھیں اس کے علاوہ فرعون مصر نے بنی اسرائیل کی اولاد زنیہ کو پیدائش کے وقت مردا دینے کا جتن بھی کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود تہمین مردوں سے بننے والی بنی اسرائیل قوم کا شمار ان لاکھوں مصریوں کی اولاد سے بڑھ چکا تھا جو اسرائیل کے مصر میں آنے سے پہلے وہاں آباد تھے۔

حضرت موسیٰؑ کی پیدائش

حضرت موسیٰؑ کے والدین لاوی بن حضرت یعقوبؑ (اسرائیل) کے قبیلہ سے تھے ان کے بارے میں عہد عتیق کی کتاب خروج باب ۲ میں بیان کیا گیا ہے کہ لاوی کے گھرانے کے ایک شخص نے جا کر لاوی کی نسل کی ایک عورت سے بیاہ کیا ۵ وہ عورت حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا پیدا ہوا اور اس نے یہ دیکھ کر بچہ خوبصورت ہے تین جیسے ہمک اسے چھپا کر رکھا ۵ اور جب اُسے اور زیادہ چھپانا سہی تو اس نے سرکڑیوں کا ایک ٹوکرا لیا اور اس پر بچہ بچتی بیٹی اور وال رکھا کر رکھے کو اس میں رکھا اور اُسے دریا کے کنارے جھاڑو میں چھوڑ آئی ۵ اس بچے کو فرعون کی بیٹی نے نکلوا کر بچے کی بہن کے ذریعہ اس کی ماں کا

وودھ پلویا۔ اور وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا مہترا۔ اور اُس نے اس کا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اُسے پانی سے نکالا۔ حضرت موسیٰ جب بڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم کے ایک شخص پر مصر کے ایک آدمی کو ظلم کرتے دیکھ کر مہری کو مار دیا اور سزا کے ڈر سے مدین بھاگ گئے۔ مدین میں ان کی شادی ہوئی اور وہ بڑے پیدا ہوئے۔ مدین سے سینا میں بھیڑ بکریاں چراتے ہوئے ایک جھاڑی سے آگ نکلتی دیکھ کر وہاں گئے۔ وہاں پر خدا نے انہیں یہ بیضا اور سانپ بن جانے والی لاکھی کے دو معجزے عطا کر کے فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ جا کر بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائیں (۶)

ملک مصر سے خروج

کتاب خروج سے ماخوذ بیانات کی رو سے حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے فرعون کو کہا کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکل جانے دے۔ مگر خدا کی طرف سے کئی ایک بلائیں نازل ہونے کے باوجود فرعون راضی نہ ہوا تا آنکہ آدھی رات کو خدا نے ملک مصر کے سب پہلوٹوں کو فرعون جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس کے پہلوٹے سے لے کر وہ قیدی جو قید خانے میں تھا اس کے پہلوٹے تک بلکہ چوپایوں کے پہلوٹوں کو بھی ہلاک کر دیا (حالانکہ کتاب خروج میں پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سب چوپائے اور سبزہ بلاؤں سے مرچکے تھے)

پہلوٹوں کے مرنے پر فرعون اور اس کے سب نوکر اور سب مصری رات کو اُٹھ بیٹھے اور مصر میں کھرام چاکو بکر ایک گھری ایسا نہ تھا جس میں کوئی نہ مرا ہو تب فرعون نے رات ہی رات میں موسیٰ اور ہارون کو بلا کر کہا کہ تم بنی اسرائیل کو لے کر میری قوم کے لوگوں سے نکل جاؤ اور جیسا کہتے ہو خداوند کی عبادت کرو اور اپنے کہنے کے مطابق اپنی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل بھی لیتے جاؤ اور میرے لئے بھی دعا کرنا۔ مصری قوم بھی بفسد تھی کہ بنی اسرائیل کو ملک مصر سے جلد چلا کیا جائے۔ بائبل کے اس بیان سے عیاں ہے کہ فرعون مصر نے بنی اسرائیل کو ملک سے نکل جانے کی اجازت خود ہی بخشی اگرچہ مجبوری کے تحت ہی تھی اور مصری قوم نے بھی خیریت اس میں سمجھی کہ بنی اسرائیل ملک مصر سے فوراً نکل جائیں۔

ان لوگوں نے اپنے گندھے گندھائے آٹے کو بغیر خمیر دیئے لگنوں سمیت کپڑوں میں باندھ کر اپنے کندھوں پر دھر لیا ۵ اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق یہ بھی کیا کہ مصریوں سے سونے چاندی کے زیور اور کپڑے مانگ لئے ۵ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ جو کچھ انہوں نے مانگا انہوں نے دے دیا سوا انہوں نے مصریوں کو لوٹ لیا۔

راتوں رات کیا ہوا؟

غز کا مقام ہے کہ (الف) آدھی رات کو مصریوں اور ان کے چوپالیوں کے سبھی پہلوٹھے سرے اور مصر میں ہر طرف کھرام پڑ گیا۔ (ب) فرعون مصر نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو بلوا کر بخشی اسرائیلیوں کو ملک مصر سے نکل جانے کے لئے کہا۔ (ج) بنی اسرائیل نے اپنے سامان کو چوپالیوں کو ہمراہ تیار کیا۔ (د) مصریوں سے سونے کے زیور رات اور کپڑے اس وقت حاصل کیے جب وہ اپنے اور اپنے چوپالیوں کے پہلوٹھوں کا ماتم کر رہے تھے اور کھرام میں مبتلا تھے۔ یہ سارے کام آدھی رات کے دوسرے حصہ میں ہو گئے عقل نہیں مانتی کہ یہ سب کچھ رات کے نصف حصہ میں ہو گیا اور یہ بھی ہوا کہ راتوں رات بنی اسرائیل نے کافی سفر طے کر لیا لیکن اس پر بھی بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کو خوشی خوشی رحمت کی اجازت دے کر فرعون پشیمان ہوا۔ اور اس نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا۔

بنی اسرائیل کا سفر

کتاب خروج میں بنی اسرائیل کا مصر سے نکل جانا اور فرعون کے تعاقب کے حالات کا خلاصہ اس طرح ہے۔

”بنی اسرائیل نے رمسیس سے سکات تک پیدل سفر کیا اور بال بچوں کو چھوڑ کر وہ کوئی چھ لاکھ مرد تھے ۵ اور ان کے ساتھ ایک ملی علیٰ گروہ وغیرہ اسرائیلی بھی گئی اور بھیڑ بگڑا اور گائے بیل اور بہت سے چوپائے ان کے ساتھ تھے اور انہوں نے اس گندھے گندھائے ہوئے آٹے کی جیسے وہ مصر سے لائے تھے بے خمیری روٹیاں پکائی کیونکہ وہ اس میں خمیر دیتے نہ پائے تھے اس لئے کہ وہ مصر سے ایسے جبراً نکال دیئے گئے کہ وہاں ٹھہرنے کے اور نہ کچھ کھانا اپنے لئے تیار کرنے پائے ۵ اور بنی اسرائیل کو مصر میں بود و باش کرتے ہوئے چار سو تیس برس

ہوئے تھے ۵ اور ان چار سو تیس برسوں کے گزر جانے پر عظیم اُسی روز خداوند کا سا
شکر ملک مصر سے نکل گیا ۵ یہ وہ رات ہے جسے خداوند کی خاطر ماننا بہت مناسب ہے
کیونکہ اس میں وہ ان کو ملک مصر سے نکال لایا خداوند کی یہ وہی رات ہے جسے لازم ہے کہ سب
بنی اسرائیل نسل و نسل خوب مانیں ﴿۷﴾

فرعون کا تعاقب

شاہ مصر فرعون اور اس کی قوم کے ارادہ پر کہ ذرا بنی اسرائیل مصر سے نکل جائیں جب وہ رات
رات مصر سے نکل گئے تو پھر یوں ظاہر کیا گیا ہے گویا کہ بادشاہ بنی اسرائیل کے نکل جانے سے
بے خبر تھا۔ بائبل کا بیان ہے۔

”جب مصر کے بادشاہ کو خبر ملی کہ وہ لوگ چل دیئے تو فرعون اور اس کے خادموں کا دل ان
لوگوں کی طرف سے پھر گیا اور وہ کہنے لگے یہ ہم نے کیا کیا کہ اسرائیلیوں کی اپنی خدمت سے چھٹی دے
کر ان کو جانے دیا ۵ تب اس نے اپنا رتھ تیار کروایا اور اپنی قوم کے لوگوں کو ساتھ لیا ۵ اور اس
نے چھ سو چھ بھرتے رتھ بلکہ مصر کے سب رتھ لئے اور ان سبوں میں سرداروں کو بٹھایا ۵ اور
خداوند نے مصر کے بادشاہ فرعون کے دل کو ایسا سخت کر دیا کہ اس نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا
کیونکہ بنی اسرائیل بڑے فرعون سے نکلے تھے ۵ اور ان کو جب وہ سمندر کے کنارے فی ہنجیروت
کو پاس فعل سنون کے سامنے ڈیرا لگا رہے تھے چاہا ۵“ (۸)

حضرت موسیٰ کے صحیح سلامت پہنچ نکل جانے کے بارے میں بائبل کے بیانات کا خلاصہ
یہ ہے کہ لاشیٰ اُٹھا کر ہاتھ بڑھانے سے سمندر کا پانی دو حصے ہو گیا اور بنی اسرائیل سمندر
کے نیچے زمین پر چل کر نکل گئے جبکہ فرعون اور اس کی قوم نے اس میں سے گزرنا چاہا
تو سمندر کے پانی نے دونوں طرف سے مل کر فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔

فرعون سے چھپا چھڑانے کے بعد حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو بحر قلم سے آگے لے گئے۔ ۱۰
پہنچ کر انہیں کڑے پانی کا ایک چشمہ ملا جس میں حضرت موسیٰ نے ایک پودا ڈال کر پانی میٹھا
کیا، اس پانی کے ایک چشمہ سے بنی اسرائیل کے ابوہ کثیر اور ان کے چوپایوں نے اپنی پیاس بجھائی۔

ایلم پہنچنے پر پانی کے بارہ چپٹے اور کھجور کے کل ستر درخت ملے جن سے ان کے کھانے پینے کا بندوبست ہوا۔ پھر وہ مصر سے نکلنے کے بعد دوسرے جہینے کی پذیر صوبیں تاریح کو سین کے بیابان میں جبرائیم اور سینا کے درمیان ہے چپٹے (خروج - ۱۵: ۲۲-۲۷)

بنی اسرائیل کی مردم شماری

محررے سینا میں پہنچ کر بنی اسرائیل کی مردم شماری ہوئی اس کا تذکرہ بائبل کی رد سے پڑھئے۔

بنی اسرائیل کے ملک مصر سے نکل آنے کے دوسرے برس کے دوسرے جہینے کی پہلی تاریخ کو سینا کے بیابان میں خداوند نے خیمہ اجتماع (عبادت گاہ) میں موسیٰ سے کہا تم ایک ایک مرد کا نام لے کر گننا اور ان کے ناموں کی تعداد سے بنی اسرائیل کی ساری جماعت کی مردم شماری کا حساب ان کے قبیلوں اور آبائی خاندانوں کے مطابق کرو۔ بسیں برس اور اسکے اوپر کی عمر کے جتنے اسرائیلی جنگ کرنے کے قابل ہوں ان سبھوں کے الگ الگ دلوں کو تو اور ہارون دونوں مل کر گن ڈالو اور ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی جو اپنے آبائی خاندان کا سردار ہے تمہارے ساتھ ہو۔“ (۹)

پھر لاوی اپنے آبائی قبیلہ کے مطابق ان کے ساتھ گئے نہ گئے۔ کیونکہ خدا نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تو لاویوں کے قبیلہ کو نہ گنا اور نہ بنی اسرائیل میں ان کا شمار داخل کرنا۔ بلکہ تو لاویوں کو شہادت کے مسکن اور اس کے سب ظروف اور اس کے لوازم کے متولی مقرر کرنا۔ وہی مسکن اور اس کے سب ظروف کو اٹھایا کریں اور وہی اس کی خدمت بھی کریں اور مسکن کے آس پاس وہی ڈوبے لگایا کریں۔ اور جب مسکن کو آگے روانہ کرنے کا وقت ہو تو لاوی اسے اتاریں اور جب مسکن کو لگانے کے وقت ہو تو لاوی اسے کھڑا کریں اور اگر کوئی اجنبی شخص (غیر لاوی) اس کے نزدیک آئے تو وہ جان سے مار جائے۔“ (۱۰)

خیر اجتماع (عبادت گاہ) کی خدمت نبی لادی کے سپرد ہوئی۔ خیمہ اجتماع کو شہادت کا مسکن بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی بھی ان کے سپرد ہوئی اس لئے بنی لاوی بنی اسرائیل میں شمار نہ کئے گئے۔

بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے تین آدمی میں برس سے با اس سے اوپر کی عمر کے جنگ کرنے کے قابل تھے وہ گئے گئے ۵ اور ان سبھوں کا شمار چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو بیس تھا (۱۱)

”پھر خداوند نے دشت سینائیں موسیٰ سے کہا: بنی لاوی کو ان کے آبائی خاندانوں اور گھرانوں کے مطابق شمار کر یعنی ایک جیسے اور اس سے اوپر اوپر کے ہر ایک کے کو گن ۵ چنانچہ موسیٰ نے خداوند کے حکم کے مطابق جو اس نے اُس سے دیا ان کو گنا ۵“ (۱۲)

ان سب کا شمار بائیس ہزار بیان کیا گیا ہے (۱۳) حالانکہ بنی لاوی کے خاندانوں کے مطابق ان کی عجلہ عجلہ تعداد ۲۲،۳۰۰ اس طرح ہے (۱۴)

بنی جبرسون: ۷۵۰۰ + بنی قبات: ۸۶۰۰ + بنی مراری: ۶۲۰۰ = یہ کل تعداد ۲۲،۳۰۰ ہوئی

اور خداوند نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ بنی اسرائیل کے سب نریمہ پہلو تھے ایک جیسے اور اس سے اوپر اوپر کے گن لے اور ان کے ناموں کا شمار لگا اور بنی اسرائیل کے سب پہلو تھوں کے عوض لاویوں کو اور بنی اسرائیل کے چوپایوں کے سب پہلو تھوں کو گن ۵ سو جتنے نریمہ پہلو تھے ایک جیسے اور اس سے اوپر اوپر کی عمر کے گئے گئے وہ ناموں کے شمار کے مطابق بائیس ہزار دوسو تھتہ تھے

اور خداوند نے موسیٰ سے کہا: بنی اسرائیل کے سب پہلو تھوں کے بدلے لاویوں کو اور ان کے چوپایوں کے بدلے لاویوں کے چوپایوں کو لے اور لاوی میرے ہوں میں خداوند ہوں اور بنی اسرائیل کے پہلو تھوں میں جو دوسو تھتہ لاویوں

کے شمار سے زیادہ ہیں ان کے لئے مذید لے ۵“ (۱۵)

بائیل میں مسدود رج ان اعداد و شمار کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱۱) گنتی۔ ۱: ۴۵، ۶ (۱۲) گنتی۔ ۳: ۱۴-۱۶ (۱۳) گنتی۔ ۳: ۳۹

(۱۴) گنتی۔ ۳: ۳۱-۳۵ (۱۵) گنتی۔ ۳: ۴۰-۶

بنی اسرائیل کی گنتی کے اعداد و شمار کا خلاصہ

۶۰۳۵۵۰	گنتی - ۱: ۶۶	۱۔ ۶۰ برس اور اس سے اوپر اور پر عمر کے بنی اسرائیل جنگی مرد
۲۲۰۲۴۳	۳۳: ۳	۲۔ ۱۰ ماہ اور اس سے اوپر اور پر عمر کے کل اسرائیلی پہلوٹھے
۲۲۰۰۰۰	۳۹: ۳	۳۔ ۱۰ ماہ اور اس سے اوپر اور پر عمر کے کل بنی لادوی
۴۵۰۰	۲۲: ۳	۴۔ خاندانوں کے مطابق بنی لادوی کا علیحدہ علیحدہ شمار
۸۶۰۰	۲۸: ۳	بنی جیرسون
۶۲۰۰	۳۴: ۳	بنی قہات
۲۲۰۰	۳۶: ۳	بنی مراری
۲۲۰۰	۳۶: ۳	میزان کل بنی لادوی
۲۴۳	۴۶: ۳	۵۔ لادویوں کے شمار سے زیادہ بنی اسرائیل کے پہلوٹھے بیان کر دے

مردم شماری کے تضادات اور مبالغہ آرائی

(الف) ۶۰ برس اور اس سے اوپر اور پر عمر کے بنی اسرائیل جنگی مردوں کی تعداد ۶۰۳۵۵۰ صحیح مان لی جائے اور یہ بھی درست سمجھا جائے کہ بنی اسرائیل کے سبھی نرینہ پہلوٹھوں کی تعداد ۲۲۰۲۴۳ تھی تو اوسطاً ہر گھرانے میں ایک نرینہ پہلوٹھے کے مقابل ستائیس جنگی مرد علاوہ بوڑھوں اور بسین برس سے کم عمر کے نرینہ افراد کے تھے۔

(ب) خاندانوں کے حساب سے بنی لادوی کا حقیقی شمار ۲۲۰۰۰ بنتا ہے بائبل میں اسے ۲۲۰۰۰ یعنی تین سو کم بیان کیا گیا ہے۔

ج: حقیقی طور پر ۲۲۰۰۰ بنی لادوی کے مقابلہ میں ۲۲۰۲۴۳ بنی اسرائیل پہلوٹھے تھے یعنی ستائیس بنی اسرائیل پہلوٹھے کم تھے اس کے برعکس بائبل میں ۲۴۳ بنی اسرائیل پہلوٹھے زائد بتائے گئے ہیں۔

(د) ۶۰ برس اور اس سے اوپر اور پر عمر کے جنگی مردوں کی تعداد اگرچہ لاکھ تھی تو کل بنی اسرائیل کی تعداد عدد تین چار اور بوڑھوں سمیت ۶۰ لاکھ سے کم ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی کثیر تعداد نے اپنے چوپایوں سمیت ابتدائی دہائیوں میں صحرائی علاقہ میں دانہ پانی کے بغیر کس

طرح سے گزارہ کیا؛ مارہ کے مقام پر ایک چہنمہ سے کس طرح پیاس بجھائی اور دیگر آبی ضروریات پوری کیں؟ اور اس کے بعد الیم میں زیادہ سے زیادہ انہیں بارہ چہنمہ اور ستر کھجور کو درخت لمبے میں لاکھ انسانوں اور ان کے بے شمار حوایوں نے ان چند درختوں اور پانی کے چشموں پر کیسے گزاراوقات کی جبکہ ابھی من سوئی نقیب نہیں ہوا تھا؟

اعتراف حقیقت

بہی اسرائیل کے شہریات کے متعلق بائبل کے چند تضادات اور مبالغہ آرائی کے بیانات اوپر پیش کئے گئے ہیں اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ یہ صرف ہماری ذہنی اپہج ہے یا تعصب پر مبنی اعتراضات ہیں خود اہل کتاب کے اپنے ان کی مبالغہ آرائی اور غلط بیانی کے معترف ہیں ہم ذیل میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جیسا مستندان کے علماء کے تحقیقی دائرۃ المعارف کے حوالے پیش کرتے ہیں۔

”خروج کے گیارہ تا چودہ ابواب کتاب کا نہایت ہی گنجلک حصہ ہے۔ اکثر روایات میں تضاد بیانی دیکھی جاسکتی ہے۔ یہ ڈرامہ عام حالات سے زیادہ دھندلا ہے علماء اس کی تفسیر میں بہت سا اختلاف رکھتے ہیں ایک روایت کے مطابق فرعون نے بیٹے کی موت سے خوفزدہ ہو کر عبرانیوں کو ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ایک دوسرے ذریعہ کی رو سے فرعون کی فرج نے عبرانیوں کا پیچھا کیا“

اگرچہ روایات خروج کی رو سے عبرانی تحریروں سے اس دعویٰ کا اظہار ہوتا ہے کہ تقریباً بیس لاکھ لوگوں نے مصر چھوڑا۔ مگر اگر مطالعہ کرنے پر یہ تعداد لگ بھگ پندرہ ہزار بنتی ہے“ (۱۶)

اس دائرۃ المعارف کا ایک دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو۔

”تینیا میں خند کرنے سے لے کر معبود واحد کی فرمانبرداری کے عہد سے غالباً ڈھائی لاکھ لوگوں کو متعہ کرنے کے عمل میں ایک پشت سے کچھ زیادہ عرصہ لگا۔ یہ عہد غالباً ایک ہزار سے خالص کم ان لوگوں کے اس گروہ سے شروع ہوا جنہوں نے مصر کی ہمراہی میں مصر سے خروج کیا“ (۱۷)

(۱۶) برٹینیکا - ۱۲ : ۲۸۹ (۱۷) برٹینیکا - ۵ : ۲۲۸

حضرت داؤد کی زبانی

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے مولر بالا بیانات کی تصدیق اور کتاب خروج میں انتہائی
مبالغہ آمیزی کی داستانوں سے مصر میں بنی اسرائیل کی تعداد کو بڑھا چڑھا کر پیش
کرنے کی حقیقت بائبل میں حضرت داؤد کا خدا کا شکر کرنے کے اس گیت سے واضح ہو جاتی ہے
”وہ خداوند ہمارا خدا ہے تمام روئے زمین پر اس کے آئین ہیں ۵ سو اس
کے عہد کو یاد رکھو اور ہزار پستخون تک اس کے کلام کو جو اس نے فرمایا ۵ اسی
عہد کو جو اس نے ابراہام سے بانڈھا اور اسی تم کو جو اس نے امتحان سے کھائی ۵
جیسے اس نے یعقوب کے لئے آئین کے طور پر۔ اور اسرائیل کے لئے ابدی عہد
کے طور پر قائم کیا ۵ یہ کہہ کر کہ میں کنعان کا ملک تجھ کو دوں گا۔ وہ تمہارا
موردی حصہ ہوگا ۵ اس وقت تم شمار میں تھوڑے تھے بلکہ بہت تھوڑے
اور ملک میں پر دلیسی تھی ۵ وہ ایک قوم سے دوسری قوم میں اور ایک ملک سے
دوسری ملک میں پھرتے رہے ۵ اس نے کسی شخص کو ان پر ظلم کرنے نہ دیا بلکہ
ان کی خاطر بادشاہوں کو تنبیہ کی ۵ کہ تم میرے مسحوں کو نہ چھوڑو اور میرے نبیوں
کو نہ ستاؤ ۵ (۱۸)

اس گیت میں مصر سے خروج۔ صحراؤں میں اور کنعان میں فتوحات کا زمانہ دکھائی
دیتا ہے۔

قرآن مجید کی تصدیق

حضرت داؤد کے اس گیت میں بنی اسرائیل کی تعداد تھوڑی بلکہ بہت تھوڑی
بتائی گئی ہے ان کی تصدیق قرآن مجید کی آیات سے بھی ہوتی ہے۔
”اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو رات کو
لے نکلو کہ فرعون بنی کی طرف سے تمہارا تعاقب کیا جائیگا ۵ تو فرعون بنی نے تمہارے

میں نقیب روانہ کئے ۵ اور کہا کہ (بنی اسرائیل) یہ حقوڑی سی جماعت ہے ۵
قرآن مجید کے الفاظ ہیں: "إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشُرُومَةٌ قَلِيلُونَ" (۱۹)

قیام مصر کی مدت

حضرت یعقوبؑ کے مصر میں آنے سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ بنی اسرائیل کے خروج تک کا عرصہ چار سو تیس برس بیان کیا گیا ہے۔ (۱۶) حضرت موسیٰؑ اسی برس اور حضرت ہارونؑ تیسری برس کے تھے جب وہ فرعون سے ہمہ کام ہوئے (۲۱) گویا حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کے وقت مصر میں بنی اسرائیل کے قیام کی مدت تقریباً تین سو پچاس برس ہوئی۔

ایک دوسرا یہ پہلو پیش نظر رہے کہ آل یعقوبؑ (بنی اسرائیل) جب مصر میں داخل ہوئے تو اُن کا پوتا قہات بن لاوی بن یعقوبؑ ان کے ہمراہ تھا (پیدائش - ۴۶: ۱۱) حضرت موسیٰؑ اسی قہات کے پوتے ہیں کیونکہ باپ کی طرف سے اُن کا نسب نامہ بول رہے۔

موسیٰ بن عمران بن قہات بن لاوی بن یعقوب (خروج - ۱۶: ۶ - ۲۱)
اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساڑھے تین سو برس کے طویل عرصہ میں مصر کے اندر دو پشتیں حضرت موسیٰؑ اور ان کے والد (عمران) پیدا ہوئے۔

اس کے علاوہ ایک اور یہ نکتہ قابل غور ہے کہ عہد عتیق کی کتاب پیدائش (باب ۴۶) کی دوسری حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کے ہمراہ آل یعقوبؑ نے جب مصر میں ہر دو باش اختیار کی تھی تو ان میں جن مردوں سے بعد میں نرینہ اولاد پیدا ہوئی ان کی تعداد صرف تیرہ تھی اب سوال یہ ہے کہ ان تیرہ مردوں سے چار سو تیس برس کے عرصہ میں خروج کے وقت بنی اسرائیل کے جنگ کے قابل مردوں کی تعداد چھ لاکھ سے زائد اور کل بنی اسرائیل کی تعداد کم و بیش بیس لاکھ کیسے ہوئی جبکہ ابھی آپ نے پڑھ لیا ہے کہ بنی اسرائیل میں پیدائش کی رفتار یہ تھی کہ ساڑھے تین سو برس میں قہات سے صرف دو پشتیں پیدا ہوئیں۔

۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

(۲۱) - مسطورج - ۷: ۷

عمرام کی شادی کے تصادات

بائبل میں ایک جگہ یہ بیان کیا گیا ہے۔

”حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد عمرام (عمران) کی بیوی کا نام یوکید تھا جو لاوی کی بیٹی تھی اور مصویٰ لاوی کے ہاں پیدا ہوئی تھی اس سے ہارون اور موسیٰ اوران کی بہن مریم پیدا ہوئے“ (۲۲)

اس کی وضاحت کتاب خروج میں اس طرح ہے۔

”اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکید سے بیاہ کیا اس عورت کے اس ہارون اور موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے“ (۲۳)

ان بیانات کی روش سے حضرت موسیٰ اپنے والد کی پھوپھی کے بطن سے نکلے یعنی والدہ کی طرف سے ان کا نسب نامہ یہ ہے۔

”موسیٰ بن یوکید بنت لاوی“

اور والد کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے۔

”موسیٰ بن عمرام بن قہات بن لاوی“

یہ ممکن دکھائی نہیں دیتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد نے اپنے باپ کی بہن یعنی پھوپھی سے شادی کی تھی۔ کیونکہ اس سے حضرت موسیٰ کی شریعت کا یہ حکم باطل ہو جاتا ہے اور وہ خود گناہ کی اولاد بن جاتے ہیں۔

”تو اپنی حاملہ یا پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ جو ایسا کرے اس نے

اپنی قریبی رشتہ دار کے بدن کو بے پردہ کیا موان دونوں کا گناہ ان ہی

کے سرگے گا“ (۲۴)

کتاب خروج ہی میں دوسری جگہ اس سے مختلف بیان ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد نے اپنے باپ کی بہن سے شادی نہیں کی تھی۔

”لاوی کے گھرانے کے ایک شخص نے جا کر لاوی کی نسل کی ایک عورت سے

(۲۲) گنتی - ۵۹:۲۴ (۲۳) خروج - ۲۰:۴ (۲۴) احبار - ۲۰:۱۹

بیابان کیا؟ جس سے حضرت موسیٰ پیدا ہوئے (۲۵)

اگر حضرت موسیٰ کے والد عرام، اور ان کی والدہ یوکیدہ آپس میں بھتیجا اور بھتیجی تھے تو یہ لکھا جاتا کہ ان کی بھتیجی اور بھتیجے نے آپس میں بیابان کیا یا یہ کہ لادوی کے گھرانے کے مرد و عورت نے آپس میں بیابان کیا۔ نہ کہ لادوی کے گھرانے کے ایک شخص نے لادوی کی نسل کی ایک عورت سے بیابان کیا۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ قہات حضرت یعقوبؑ کے ہمراہ مصر آیا تھا اور اگر واقعی موسیٰ علیہ السلام ساڑھے تین سو برس بعد قہات کے بیٹے عرام اور قہات کی بہن یوکیدہ کی اولاد ہونے سے مصر میں پیدا ہوئے تو دوسری نسل تھے تو کیا بائبل میں بیان کیسے کئے بنی اسرائیل کے نسب ناموں پر اعتبار کیا جاسکتا ہے کیونکہ ساڑھے تین سو برس میں موت و حشر پیش ہونا درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

بنی اسرائیل پر عتاب الہی

مصر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سربراہی میں مذہبی سے نجات پالینے کے بعد بنی اسرائیل نے بار بار خدا کی نافرمانی کی۔ ان کے باعث ان پر اللہ کا یہ عتاب نازل ہوا کہ انہیں چالیس برس تک صحرا الودیٰ کرنا پڑی اور خروج کے دو برس بعد میدیہ کے بیابان میں جس جھلکھ تین ہزار پانچ سو پچاس جنگی مردوں کی گنتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی ان میں سے لیشوع بن نون اور کالب بن یفۃ کے سوا کوئی اور شخص ملک میدیہ (کنعان) میں داخل نہ ہو سکا۔ خود حضرت موسیٰؑ بیرون کے پار ملک کنعان میں داخل نہیں ہو چکے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ دن (اردن) کے مشرقی کنارے پر یہ ملک کے مقابل موراک کی داوی میں دفات بائی اور بیت فخر کے مقابل دفن ہوئے۔

کنعان میں لیشوع کی فتوحات

بائبل کے بیانات کی روش سے حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کے چاہن لیشوع بن نون کی سرکردگی میں کنعان میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ملک کو فتح کر کے میراث کے طور پر اُسے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں بانٹ دیا۔ لادویوں کو مفتوحہ ملک کا کوئی متیقن علاقہ نہ ملا بلکہ انہیں دیگر قبائل کی میراث کے اندر رہنے کے لئے شہرے۔

(۲۵) خسرو ج — ۲: ۱۰، ۱۱

ملک کنعان کو ختم کرنے کے لئے لیشوع کی سربراہی میں بنی اسرائیل نے ظلم و بربریت اور وحشی چوکی انتہا کر دی خود بابل میں اس ظلم و ستم کی کئی داستانیں مرقوم ہیں مثلاً۔

جب اسرائیلی لڑکے سب باشندوں کو میدان میں اُس بیابان کے درمیان جہاں انہوں نے پھینکا تھا قتل کر چکے اور وہ سب نمودار سے مارے گئے یہاں تک کہ بالکل فنا ہو گئے تو سب اسرائیلی ٹی کو پھرے اور اُسے نہ تیغ کر دیا۔ چنانچہ وہ جو اس دن مارے گئے مرد اور عورت ملا کر بارہ ہزار یعنی عی کے سب لوگ تھے ۵ کیونکہ لیشوع نے اپنا ہاتھ جس سے وہ بدرجہ کو بڑھائے ہوئے تھا نہیں کھینچا جب تک اس نے عی کے سب رہنے والوں کو بالکل نیست نہ کر ڈالا ۵ اور اسرائیلیوں نے خداوند کے حکم کے مطابق جو اس نے لیشوع کو دیا تھا اپنے لئے فقط شہر کے چو پالیوں اور مال غنیمت کو لوٹ لیا ۶ (۲۶)

اور ان شہروں کے تمام مال غنیمت اور چو پالیوں کو بنی اسرائیل نے اپنے واسطے لوٹ لیا یہاں تک کہ ہر ایک آدمی کو توار کی دھار سے قتل کیا یہاں تک کہ ان کو نابود کر دیا اور ایک متنفس کو بھی باقی نہ چھوڑا ۷ (۲۷)

فتوحات کے تضادات

عہد عتیق میں لیشوع کی فتوحات کے انجام میں یہ لکھا ہے۔

”پس جیسا خداوند نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اس کے مطابق لیشوع نے سارے ملک کو لے لیا اور لیشوع نے اسے اسرائیلیوں کو ان کے قبیلوں کی تقسیم کے موافق میراث کے طور پر دے دیا اور ملک کو جنگ سے فراغت ملی ۵ (۲۸)

بنی اسرائیل نے لیشوع کی سرکردگی میں اگر کنعان کو فتح اور دہاؤں کے ہر متنفس کو تہ تیغ کر کے ہلاک کر دیا تھا اور شہروں کو جلا دیا تھا تو پھر بنی اسرائیل کے لئے باقی کام یہ رہتا چاہیے تھا کہ وہ نئے سرے سے شہر بنائیں اس کی نفی لیشوع کی موت کے فوراً بعد عہد عتیق کے اس بیان سے ہوتی ہے۔

اور لیشوع کی موت کے بعد یوں ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے پوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے جنگ کرنے کو پہلے کون چڑھائی کرے؟ ۵ خداوند نے کہا کہ یہوداہ چڑھائی کرے اور دیکھو میں نے یہ ملک اُس کے ہاتھ میں کر دیا ہے“ (۲۹)

ملک اگر فتح ہو کر بنی اسرائیل کے قبائل میں بٹ چکا تھا اور وہاں کا سر مقتضی ہلاک کر دیا گیا تھا تو کنعانیوں سے جنگ کرنے کے کیا معنی؟ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے برٹینیکا میں لکھا ہے۔

”یہ ایک لمبا اور پیچیدہ مسئلہ ہے، آثار قدیمہ بائبل کے کئی بیانیوں کی تکذیب کرتے ہیں اور کئی کی تصدیق، جبکہ باقی ابھی تصفیہ طلب ہیں“ (۳۰) کوئز انسائیکلو پیڈیا کا بیان یہ ہے۔

لیشوع کا کام کنعان میں صرف قدم جمانے تک محدود تھا؟ (۳۱) انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا ایک جگہ یوں لکھتا ہے۔

بائبل میں بیان کئے گئے واقعات کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ گوبعد میں مرتبین نے یہ کوشش کی کہ وہ خون، مہر اور دی اور فلسطین میں عبرانیوں کی فتوحات کے واقعات کو منطقی اور مربوط طریقے سے مرتب کریں مگر ان کی یہ کوشش از حد ناکام رہی ہے کہ بے ربطی، واقعات کا دھرانا اور تضادات کی مہر مار بائبل کے اندر دکھائی دیتی ہے مثلاً بنی اسرائیل نے شرق اردن میں جولانہ اختیار کیا اس کے متعلق دو مختلف بیانات ہیں پہلے بیان (گنتی ۳۳) کی رو سے یہ راستہ سیدھا اوم اور موتاب میں سے تھا جبکہ دوسرے بیان گنتی - ۲۰: ۱۱، قضاة - ۱: ۱۱ کی رو سے وہ ان ممالک کے مشرق کی طرف بیان میں سے لمبا چکر کاٹ کر آئے تھے اسی طرح گنتی - ۲۱ اور قضاة - ۱ کی رو سے جنوبی فلسطین کی فتح یہوداہ کے قبیلہ کے شمعون سے منسوب ہے جبکہ وسطی جگہ اُسے لیشوع سے منسوب کیا گیا ہے اس قسم کی کئی مثالیں پیش کی

(۲۹) قضاة - ۱: ۱۱ (۳۰) برٹینیکا - ۸۹۶: ۴ (۳۱) کوئز - ۱۱: ۱۱

جاسکتی ہیں: (۳۲)

یشوع کے ہاتھوں حضور کی فتح کے بارے میں بائبل میں بتایا گیا ہے
پھر یسوع اس وقت لوٹا اور اس نے حضور کو سر کر کے اس کے بادشاہ کو تلواریں
سے مارا کیونکہ اگلے وقت میں حضور ان سب سلطنتوں کا سرور تھا اور انہوں
نے ان سب لوگوں کو جو وہاں تھے ترقیع کر کے ان کو بالکل ہلاک کر دیا وہاں کوئی
متنفس باقی نہ رہا پھر اس نے حضور کو آگ سے جلادیا اور یسوع نے ان
بادشاہوں کے سب شہروں کو اور ان شہروں سب بادشاہوں کو لے کر تہ
تیغ کر کے بالکل ہلاک کر دیا (۳۳)

حضور اور وہاں کے شہر اور ان شہروں کے سب بادشاہ اور رعایا اگر ختم کی جاسکتی تھی
تو کچھ عرصہ بعد قاضیوں کے عہد میں بائبل میں بیان کردہ حضور کا یہ بادشاہ کہاں سے آگیا۔
ابود (قاضی) کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے پھر خداوند کے حضور پدی کی
سو خداوند نے ان کو کنعان کے بادشاہ یاہین کے ہاتھ جو حضور کی سلطنت کرتا
تھا بیچا: (۳۴)

قاضیوں کا عہد

بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ زن کے بیٹے یسوع نے کنعان کو فتح اور کنعانیوں کو
نابود کر کے میک بنی اسرائیل کے قبائل میں میں بانٹ دیا تھا مگر یسوع کی وفات کے بعد
جب بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تو کنعانی دوبارہ نمودار ہو گئے اور خدا نے بنی اسرائیل کو ان
غارت گردوں کے ہاتھ میں کر دیا اور جب وہ نہایت تنگ آ گئے تو پھر خدا نے
بنی اسرائیل کو غارت کر کنعانیوں کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے قاضی برہاکے (قضاۃ بابلا)
بائبل کی کتاب قضاۃ میں ان قاضیوں کے زمانہ کے دلچسپ واقعات بیان کئے گئے ہیں
مثلاً ایک قاضی سمسون فلسیتیوں سے نبرد آزما ہوا تو۔

اسے ایک گدھے کے جبرے کی نئی بڑی ٹنگی سوار اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھا لیا اور

(۳۲) برٹینیکا - ۱۰: ۹ (۳۳) یسوع - ۱۰: ۱۱ - ۱۲ (۳) قضاۃ - ۱: ۲

اُس سے اُس نے ایک ہزار آدمیوں کو مارا (۳۵)

انسانیکو پیڈیا برٹینیکا کا قاضیوں کے عہد کے بارے میں یہ بیان ہے۔
موسٰی علیہ السلام کے چالیسین بیسویں کی وفات سے بنی اسرائیل میں بادشاہت کے
قیام تک تقریباً دو سو برس، اند۔ ۱۲۰۰ تا ۱۰۰۰ ق م بنی اسرائیل پر فاضی حکومت کرتے تھے
مگر کتاب قصدا کے حساب کی رو سے یہ عرصہ تقریباً چار سو برس بنتا ہے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ہر ایک قاضی کے عہد کے عرصہ کا تین چالیس برس کی
حکومت کے فارمولے سے کیا ہے۔ (۳۶)

بادشاہت کا دور

بنی اسرائیل کے آخری قاضی سموئیل نبی تھے۔ ان سے بنی اسرائیل نے درخواست کی کہ
غیر قوموں کی طرح ان کے لئے بھی کوئی بادشاہ مقرر کیا جائے سموئیل نے اس بات پر
ناراض ہو کر کہا کہ وہ خدا کی بادشاہت ہوتے ہوئے انسان کی بادشاہت کیوں چاہتے ہیں اور
انہیں بتایا کہ جو بادشاہ ان پر حکومت کرے گا اُس کا طریقہ یہ ہوگا کہ وہ ان کے بیٹوں کو لے کر
اپنے رفیقوں کے لئے اپنے رسالہ میں نوکر رکھے گا اور وہ اس کے رفیقوں کے آگے دوڑیں گے
اور وہ انکی بیٹیوں کو لے کر گزھن اور باورچن اور نان پڑنا لے گا۔ مگر بنی اسرائیل نے
سموئیل کی بات نہ سنی اور بادشاہت کے قیام پر اصرار کیا تو سموئیل نے سلول بن قیس کو جو بنی
سکے قبیلے سے تھا بادشاہ مقرر کیا (سموئیل ابواب ۸-۱۰) اس بارے میں قرآن مجید کا
بیان ہے: ”جبلا تم نے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہیں دیکھا جس نے موسٰی کے بعد
اپنے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کریں تاکہ ہم خدا کی راہ
میں جہاد کریں پیغمبر نے کہا کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو عجب نہیں کہ
لڑنے سے پہلے ہی کرو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم راہ خدا میں کیوں نہ لڑیں گے جبکہ
ہم وطن سے خارج اور بال بچوں سے خدا کو دینے لگے لیکن جب ان کو جہاد کا حکم
دیا گیا تو چند اشخاص کے سوا سب بھر گئے اور خدا کا ملوں سے خوب واقف ہے“

اور یہ غیر نے ان سے یہ بھی کہا کہ خدا نے تم پر طاوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔
وہ بولے کہ اُسے ہم پر بادشاہ ہی کا حق کیونکہ ہو سکتا ہے بادشاہی کے مستحق
تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت دولت بھی تھیں یہی غیر نے کہا کہ خدا نے اس کو
تم پر فصیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے منتخب فرمایا ہے اس نے اُسے
علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تو دش بھی بڑا عطا کیا ہے اور خراجہ چلے
بادشاہی بخشے وہ بڑا کائناتش والا اور دانا ہے (۳۷)

قرآن مجید میں سادول کو طاوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بائبل کا بیان ہے
کہ خدا نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ جا کر عاملین کو مارے اور جو کچھ اُن کا ہے سب کو بالکل نابود
کر دے اور وہ ان پر رحم نہ کرے بلکہ مرد اور عورت تھے بچے اور شیرخوار گلے پل اور بیڑ
بکریاں، اونٹ اور گدھے سب کو قتل کر ڈالے مگر سادول نے عاملین کے بادشاہ اجاج کو
اور اچھی اچھی بیڑ بکریوں بگاٹے ہلیوں اور موٹے موٹے بچوں اور بڑوں کو اور جو کچھ اچھا
تھا زندہ رکھا اس پر خدا سادول پر ناراض ہوا کہ کیوں سب کچھ نابود نہ کیا گیا اور سمرئیل نے
سادول کو بتایا کہ خدا نے اس سے بادشاہت چھین کر اس کے ہمناہ کو دے دی ہے۔
(سمرئیل باب ۱۰)

حضرت داؤد کا عہد

سمرئیل کے بعد بادشاہت حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گئی انہیں
یہوداہ کے قبیلہ سے منسوب کیا جاتا ہے عہد عتیق کے بیان کی رُو سے۔
”وہ (حضرت داؤد) جب سلطنت کرنے لگا تو بتیس برس کا تھا اور اس نے چالیس
برس سلطنت کی۔ جبرون میں سات برس چھ ماہ یہوداہ پر سلطنت کی اور یروشلم میں سب
امرائیل اور یہوداہ پرتنبیس برس سلطنت کی“ (۳۸)

حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے پہلے باجبروت بادشاہ تھے انہوں نے
فلسطین کے بیشتر حصے کو فتح کر کے تمام بنی اسرائیل کی متحدہ حکومت قائم کی۔ پہلے وہ جبرون

اور پھر یروشلم کو دارالخلافہ بنا کر حکومت کرتے رہے۔ انہوں نے یروشلم کے پاس شاہی محلات تعمیر کرائے اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا شہر قرار پایا یعنی اسرائیل اسے صیون یا یہودین کہتے تھے یہودیوں کی یہودی تحریک اسی نام پر ہے۔

حضرت سلیمان کا عہد مبارک

حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام جانشین ہوئے ان کا عہد حکومت امن و سکون کا زمانہ تھا کہ اس دور میں ملک میں کوئی جنگ نہ ہوئی وہ اپنی داناںی و حکمت، شان و شوکت اور یرروشلم میں بنی اسرائیل کے لئے ایک نہایت ہی شاندار عبادت گاہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کے لئے مشغول ہیں۔ بائبل میں حضرت سلیمانؑ کا عہد حکومت بھی چالیس برس بیان کیا گیا ہے۔

کتب تواریخ میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا عہد حکومت ۱۰۱۰ تا ۹۲۲ ق م بتایا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل میں مچھوٹ پڑ گئی

حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کوشش سے بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کو متحد کر کے ان کی ایک سلطنت قائم کی تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں بھی برقرار رہی مگر ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا رجھام جب تخت نشین ہوا تو بنی اسرائیل کے دس قبائل نے الگ ہو کر افرائیمی قبیلہ کے یرجام بن نباط کی ماتحتی میں شمال میں اسرائیل کی حکومت بنائی اور جنوب کے چھوٹے علاقہ میں رجھام بن سلیمان کی بادشاہت میں یہوداہ اور بنیمین کے دو قبائل نے یہوداہ کی سلطنت قائم کی اس کا دارالسلطنت یروشلم میں رہا جبکہ شمال کی سلطنت کا مذہب دین سامری یعنی بچھڑے کی پرستش کرنے کا مذہب ہونے سے انہوں نے سامریہ شہر کو بنا کر اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔

ساتواں باب

بائبل میں مذکورہ نسب نامے

اور

شاہان بنی اسرائیل

عہدِ عتیق کی پہلی کتاب "پیدائش" ہے۔ اس کی رو سے کائنات کے وجود اور حضرت آدم کی پیدائش سے اب تک کا کل عرصہ چھ ہزار سال سے بھی کم ہے۔ تحقیقات کی رو سے اس عالم ہست و بود کے وجود میں آنے کا عرصہ منعیں نہیں کیا جاسکتا اور دُنیا میں حضرت انسان کے قیام کا زمانہ بیس لاکھ برس سے بھی پیشتر ہے۔ حال ہی میں امریکہ کی ریاست کلیولینڈ کے طبعی تاریخ کے عجائب گھر کے مہتمم ڈاکٹر جانسن کو افریقہ کے شمال مشرقی حبشہ سے ایک انسانی ڈھانچہ ملا ہے جس کی عمر لگ بھگ تیس لاکھ سے چالیس لاکھ برس بتائی گئی ہے۔

نسب نامہ حضرت یعقوب

عہدِ عتیق کے مطابق حضرت آدم سے حضرت یعقوب علیہ السلام تک بائیس نسل ہیں۔ اس کے برعکس عہدِ جدید میں بیان کردہ نسب نامہ کی رو سے پشتوں کی تعداد بائیس کی بجائے چوبیس ہے۔

بائبل کی تصدیق یا یہ ہمارا الزام یا اعتراض نہیں بلکہ انسانی کلچر یا برٹینیکا

میں بائبل مقدس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

”عہد عتیق کی جو کتابیں بنی اسرائیل کی ابتدائی تاریخ بیان کرتی ہیں وہ صحیح معنوں میں تاریخ کے بیانات نہیں ہیں، یہ بیانات گزشتہ زمانوں کی اُن یادداشتوں کا کم و بیش معتبر مجموعہ ہو سکتے ہیں جو کئی صدیوں بعد لکھی گئی تھیں، اور جن کو بعد میں کئی مرتبہ ترمیم کے ساتھ مرتب کیا گیا۔ اس لیے موجودہ حالت میں تاریخی اعتبار سے بیان کردہ واقعات میں بہت سے اغلاط و تضادات ہیں اور ان میں دھندلا پن پایا جاتا ہے۔“

”گو“ جدید معلومات سے چند اہم مسائل کو حل کرنے میں مدد ملی ہے مگر ان سے کی گئی تشریحات کی تعداد اتنی ہی زیادہ ہے جتنے کہ عہد عتیق کے علماء کی کثرت ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ ابتدائی تواریخ کے مرکزی خاکوں اور نسب ناموں میں موافقت مفقود ہے۔ اسی لیے (برٹینیکا میں) عبرانی تواریخ کا جو خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے گویہ موافقت کا اظہار ہے۔ مگر یہ بات ذہن میں رہے کہ انفرادی طور پر نامور علماء کے مابین اہم مسائل پر بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔“ (۱)

بائبل میں مذکورہ نسب ناموں کے اندر اختلافات اور تضادات کا اندازہ قارئین ان گوشواروں سے بخوبی لگا سکتے ہیں، جو اگلے صفحات پر پیش کیے جا رہے ہیں:-
ان اختلافات و تضادات کی وجہ یہ ہے کہ قدیم زمانے میں اصل عہد عتیق عبرانی زبان میں لکھا گیا تھا جو اب دنیا میں ناپید ہے۔ قدیم ترین عبرانی نسخہ پہلی یا دوسری صدی عیسوی میں لکھا ہوا یسعیہ کی کتاب کے نسخے کا وہ جزو ہے، جو بحر مردار کے طومار کا حصہ ہے، یہ ۷۷۹ء میں فلسطین کی وادی قمران میں بدوی چرواہوں کو ملا تھا۔ موجودہ مکمل عہد عتیق تئیس دسویں صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے (فلک-م: ۱۱۷۰)۔ اٹکل سے لکھا ہوا یہ عہد عتیق کسی بھی طرح سے بمطابق اصل اور قابل اعتبار قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(۱) برٹینیکا - ۱۷: ۹۲۹

حضرت یعقوب علیہ السلام داسرائیل کا نسب نامہ مذکورہ عہد عتیق و عہد جدید

مذکورہ کتب عہد عتیق		مذکورہ عہد جدید		کیفیت
نمبر پشت	نام	نمبر پشت	نام	
۱	آدم	۱	آدم	عہد جدید کی رو سے حضرت آدم خدا کے پیغمبر ہیں (لوقا ۳: ۳۸) اس صورت میں مسیح خدا کا پہلو تھا کیسے ٹھہرے؟
۲	سیت	۲	سیت	
۳	انوس	۳	انوس	
۴	قینان	۴	قینان	
۵	محلل ایل	۵	محلل ایل	
۶	یارد	۶	یارد	
۷	حنوک	۷	حنوک	
۸	متولح	۸	متولح	
۹	مک	۹	مک	
۱۰	نوح	۱۰	نوح	
۱۱	سم	۱۱	سم	عہد عتیق میں ارفسکد کا بیٹا سلح ہے جبکہ عہد جدید میں ارفسکد کا بیٹا قینان ظاہر کیا گیا ہے۔ (لوقا ۳: ۳۶) اس طرح قینان کا نام بڑھا دیا گیا ہے۔
۱۲	ارفسکد	۱۲	قینان	
۱۳	سلح	۱۳	سلح	
۱۴	عبر	۱۴	عبر	
۱۵	فنج	۱۵	فنج	
۱۶	رعو	۱۶	رعو	
۱۷	سروج	۱۷	سروج	
۱۸	نخور	۱۸	نخور	
۱۹	تارخ	۱۹	تارخ	
۲۰	ابراہیم	۲۰	ابراہیم	
۲۱	اسحاق	۲۱	اسحاق	عہد جدید کی رو سے حضرت آدم خدا کے پیغمبر ہیں (لوقا ۳: ۳۸) اس صورت میں مسیح خدا کا پہلو تھا کیسے ٹھہرے؟
۲۲	یعقوب	۲۲	یعقوب	

نسب نامہ بنی اسرائیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے جن کے بیٹے کا نام حضرت یعقوب ہے۔ حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔ بائبل میں حضرت یعقوب کا نام اسرائیل رکھنے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ وہ اکیلے رات بھر خدا کے ساتھ کشتی لڑتے رہے اور خدا پر غالب رہے۔ ”تب اُس (خدا) نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یعقوب ۵۔ اس نے کہا کہ تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہو گا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا ۶“ (۲)

بائبل کا بیان ہے کہ اسرائیل (حضرت یعقوب) نے لیاہ اور راحل دو حقیقی بہنوں سے شادی کی حالانکہ دو حقیقی بہنوں کا عقد میں آنا بعید از قیاس ہے اور موسوی شریعت میں ایسا کرنا واضح طور پر ناجائز قرار دیا گیا ہے) لیاہ اور راحل کو دو لونڈیاں جین میں ملی تھیں جو حضرت یعقوب کے حرم میں تھیں۔ ان چار عورتوں سے کنعان میں اسرائیل کے یہ بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔

۱) روبن (۲) شمعون (۳) لاوی (۴) یوذاہ (۵) اشکار (۶) زبولون۔ یہوی لیاہ سے + (۷) جدہ (۸) آشر لیاہ کی لونڈی زلفہ سے (۹) یوسف (۱۰) بنیمین۔ یہوی راحل سے + اور (۱۱) دان (۱۲) نفتالی راحل کی لونڈی بلہاہ سے۔

حضرت یوسف علیہ السلام سے دو بیٹے منسی اور افراسیم مصر میں پیدا ہوئے حضرت یوسف کی نسل ان کے اپنے نام کی بجائے ان کے دو بیٹوں کے ناموں سے منسوب ہوئی اس طرح بنی اسرائیل کے تیرہ قبیلے ہو گئے۔

حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے اسرائیل کے بیٹے لاوی کی اولاد کو بنی اسرائیل کے لیے مذہبی رسومات ادا کرنے کے فرائض سونپ کر بنی لاوی کو باقی بنی اسرائیل کے قبائل کے شمار سے الگ کر دیا۔ اس سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے رہ گئے۔

مذہبی رسومات کی ادائیگی کرنے سے بنی لاوی کو مذہبی طور پر اس قبیلہ سے محروم کر دیا گیا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی ممانعت کے بعد ان کا نام بھی بنی لاوی سے الگ کر دیا گیا۔

۱۲۸

مذہبی عہدہ حضرت ہارونؑ اور ان کی اولاد کے سپرد تھا۔

بنی اسرائیل کا دوسرا اہم قبیلہ یہوداہ کا تھا۔ حضرت داؤدؑ اور دیگر شاہان یہوداہ کا تعلق بنی یہوداہ سے تھا جبکہ تیسرا اہم قبیلہ حضرت یوسفؑ کے بیٹے افرائیم کا تھا۔ بنی اسرائیل کی منقسم سلطنت میں شاہان اسرائیل بنی افرائیم تھے۔

سرائیہ کا ہن کے نسب نامے

حضرت ہارونؑ کی نسل سے سرائیہ کا ہن کے چند نسب نامے بائبل میں مذکور ہیں بطور خاص انہیں گوشورہ کے ذریعہ اگلے صفحہ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نسب نامے کس قدر تضادات کا شکار ہیں۔

ہم نے حضرت ہارونؑ کی نسل کے سرائیہ کا ہن کے یہ نسب نامے عہد عتیق کی کتب تواریخ، عزرا۔ اور نحیہ سے اخذ کیے ہیں۔ سرائیہ کے ایک جد عزریاہ بن یوحناؑ حضرت سلیمانؑ کے عہد میں کا ہن تھا۔ خود سرائیہ یہوداہ کے ملک کے آخری بادشاہ صدقیہ کے عہد میں کا ہن تھا۔ باقی لوگوں کے ساتھ سرائیہ کا ہن بھی اسیر کر کے بابل لے جایا گیا تھا۔

کتب تواریخ کے باب ۶ میں حضرت ہارونؑ سے سرائیہ تک کل ۳ پشتیں نکلی گئی ہیں۔ اس نسب نامے میں نمبر ۱ پر صدوق اخیطوب کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ اسی کتب کے باب ۹ میں اخیطوب کا بیٹا مراویت ہے اور صدوق اس کا پوتا ہے۔ اس سے نسب نامے میں ایک پشت زائد ہو کر کل تعداد ۲۴ ہو گئی۔

کتب عزرا میں سرائیہ کا ہن کا جو نسب نامہ درج ہے اس میں حضرت ہارونؑ سے سرائیہ کا ہن تک صرف پندرہ پشتیں درج ہیں۔ جس سے چھ یا سات پشتیں کم ہو جاتی ہیں۔ کتب نحیہ میں اخیطوب سے سرائیہ تک جو نسب نامہ درج ہے اس میں اخیطوب کا بیٹا مراویت ہے لیکن سرائیہ کو حلقیہ کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے۔ جبکہ کتب تواریخ اور عزرا میں سرائیہ عزریاہ کا بیٹا اور حلقیہ کا پوتا ہے۔

15

شاہان بنی اسرائیل

بائیں کی رو سے شاہان بنی اسرائیل کی مختصر تاریخ اس طرح ہے:
حضرت موسیٰؑ کی ہمراہی میں مصر سے خروج کے بعد بنی اسرائیل نے دریائے
یردن (اردن) کے مشرقی کنارے پر ریکو کے میدان کے سامنے ڈیرے لگائے، وہیں
پر حضرت موسیٰؑ نے وفات پائی۔

حضرت موسیٰؑ نے وفات سے قبل بنی اسرائیل کی قیادت یثوع بن نون کو سونپ
دی تھی۔ انہوں نے دریا پار کر کے کنعان میں فتوحات حاصل کیں اور مفتوحہ علاقے
بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیئے اور ان کے درمیان لادلوں کو لینے کے
لیے شہر دیئے۔ لادلوں کو متعین حدود کے اندر دیگر قبائل کی طرح ملک نہیں دیا گیا تھا۔
یثوع کے بعد بنی اسرائیل پر قاضی حکومت کرتے تھے ان میں آخری قاضی سموئیل
تھا۔ ارض فلسطین میں غیر قوموں کی بادشاہت کا نظام دیکھ کر بنی اسرائیل نے بی سموئیل
سے درخواست کی کہ ان کے لیے بادشاہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد قاضیوں
کی بجائے بادشاہت کا دور شروع ہوا۔

بادشاہ ساؤل کے نسب نامے

بنی اسرائیل کی متحدہ حکومت کا پہلا بادشاہ ساؤل بن قیس تھا، اس کا نسب نامہ
عہد عتیق کی دو کتابوں میں مذکور ہے جن میں تضاد ہے۔ حیرت ہے کہ ایک الہامی کتاب
میں اگر وہ اصل حالت میں ہے (یہ اختلاف کیسے ہوا؟)
(۱) کتاب سموئیل: ساؤل بن قیس بن ابی ایل بن ضرور بن بکورت بن ایفج سلاسمو۔ ۱:۹
اس میں ابی ایل دادا اٹھرا۔

(۲) کتاب توبیہ: ساؤل بن قیس بن نیر بن یعلی ایل۔ ۱:۱- تو۔ ۹: ۳۵- ۳۹
نیر ساؤل کا دادا اٹھرا۔

(۳) کتاب سموئیل: ساؤل کی فوج کے سردار کا نام انیر تھا جو ساؤل کے چچا نیر کا بیٹا تھا۔
۱:۱- سمو۔ ۱:۱۵- نیر ساؤل کا چچا اٹھرا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت

ساؤل کی موت کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت حضرت داؤد کی طرف منتقل ہو گئی۔ شروع میں وہ جبرون کو دار الخلافہ بنا کر حکومت کرتے رہے اور بعد میں دار الخلافہ یروشلم میں بنایا گیا۔

بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ ساؤل کی وفات کے بعد حضرت داؤدؑ کو بادشاہ بنائے جانے کے متعلق بائبل میں دو مختلف روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت کی رو سے ساؤل جب فلسطین کے ہاتھوں مارا گیا تو اس کے فوراً بعد سب اسرائیل جبرون میں حضرت داؤدؑ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور انہوں نے حضرت داؤد سے درخواست کی وہ ان پر حکومت کریں۔ (۱ تواریخ۔ ابواب ۱۰، ۱۱)

حضرت داؤدؑ کے عہد سلطنت کے متعلق کتاب تواریخ کا بیان ہے :
”اور حضرت داؤد بن یسٰی نے سارے اسرائیل پر سلطنت کی ۴۰ اور وہ“
عرصہ جس میں اُس نے اسرائیل پر سلطنت کی چالیس برس تھا اس نے جبرون میں سات برس اور یروشلم میں تینتیس برس سلطنت کی“ (۳)
بائبل کی کتاب سلاطین کا بھی یہی بیان ہے کہ حضرت داؤد بنی اسرائیل کی متحدہ حکومت کے بادشاہ چالیس برس تک رہے، سات برس جبرون اور تینتیس برس یروشلم میں۔ (۴)

دوسری روایت بائبل کی کتاب سموئیل میں مذکور ہے۔ اس کی رو سے ساؤل بادشاہ کے عہد میں حضرت داؤد اپنی دو بیویوں کے ساتھ جبرون کے شہروں میں رہنے لگے اور ساؤل کی وفات کے بعد صرف یہوداہ کے لوگ حضرت داؤد کے پاس جبرون آئے۔ اور وہاں انہوں نے حضرت داؤد کو مسح کر کے یہوداہ کے خاندان کا بادشاہ بنایا۔ (۵)
دوسری طرف بنی اسرائیل کے باقی قبائل کا ساؤل کے بیٹے اشبوسٹ کو بادشاہ بنائے جانے کا قصہ اس طرح ہے :

(۳) ۱-تواریخ۔ ۲۶: ۲۹-۲۷: ۲۷ (۴) ۱-سلاطین ۲: ۱۱ (۵) ۲-سموئیل ۲: ۳-۴

”تیز کے بیٹے ابنیر نے جو ساؤل کے لشکر کا سردار تھا ساؤل کے بیٹے اشبوسٹ کو لے کر اسے مخنائیم میں پہنچایا ۵ اور اسے جلاوا اور آشریلوں اور یزریل اور افرائیم اور بنیمین اور تمام اسرائیل کا بادشاہ بنایا ۵ اور ساؤل کے بیٹے اشبوسٹ کی عمر چالیس برس کی تھی جب وہ اسرائیل کا بادشاہ ہوا اور اس نے دو برس بادشاہی کی [لیکن یہوداہ کے گھرانے نے داؤد کی پیروی کی ۵ اور داؤد جبرون میں بنی یہوداہ پر سات برس چھ مہینے تک حکمران رہا ۵ (۶)

آگے چل کر بیان کیا گیا ہے :

”اسرائیل کے سب بزرگ جبرون میں بادشاہ کے پاس آئے اور داؤد بادشاہ نے جبرون میں ان کے ساتھ خداوند کے حضور عہد باندھا اور انہوں نے داؤد کو مسح کر کے اسرائیل کا بادشاہ بنایا ۵ اور داؤد جب سلطنت کرنے لگا تو تیس برس کا تھا اور اس نے چالیس برس سلطنت کی ۵ اس نے جبرون میں سات برس چھ مہینے یہوداہ پر سلطنت کی اور یروشلم میں سب اسرائیل اور یہوداہ پر تینتیس برس سلطنت کی ۵ (۷)

کتب سلاطین و تواریخ کی روایات کی رُو سے حضرت داؤد چالیس برس تک بنی اسرائیل کے متحدہ قبائل کے حکمران رہے۔ سات برس تک جبرون میں اور تینتیس برس تک یروشلم میں۔ ان کے برعکس کتاب سموئیل کی روایت کی رُو سے حضرت داؤد سات برس اور چھ مہینے جبرون میں صرف یہوداہ کے قبیلہ کے حکمران تھے۔ اور تینتیس برس انہوں نے یروشلم میں سب بنی اسرائیل پر حکومت کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے انہوں نے یروشلم میں شاندار یہیکل (عبادت گاہ) تعمیر کرائی۔ اور چالیس برس تک بنی اسرائیل

(۶) ۲- سموئیل - ۸: ۲- ۱۱ (۷) ۲- سموئیل - ۵: ۳- ۵

پرورش میں سلطنت کی۔ حضرت سلیمانؑ کا عہد امن و سکون اور عدل و انصاف کا زمانہ تھا۔ ان کے عہد میں کوئی جنگ نہ ہوئی۔

یہوداہ اور اسرائیل کی تقسیم

حضرت سلیمانؑ کی وفات پر ان کا بیٹا رحبعامؑ یروشلم میں تخت نشین ہوا تو یہوداہ اور بنیہین کے قبائل کے سوا باقی بنی اسرائیل نے افرائیمیؑ یربعام بن نباط کے ماتحت اپنی الگ سلطنت فلسطین کے شمال میں قائم کر لی اور اس کا نام اسرائیل رکھا جبکہ جنوب میں حضرت داؤدؑ کے خاندان کی حکومت یہوداہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

رحبعام بن حضرت سلیمانؑ کی یہودیہ میں اور یربعام بن نباط کی اسرائیل نام کی سلطنتیں قائم ہو جانے سے بنی اسرائیل کی منقسم سلطنت کی ابتدا ہوئی۔

شاہان یہوداہ اور شاہان اسرائیل کے عہدوں میں تضادات

بائبل مقدس میں شاہان یہوداہ اور ان کے معاصر شاہان اسرائیل کے عہد ہائے سلطنت اور ان کی تخت نشینی اور مدت حکومت کی تفصیلات مذکور ہیں۔ ایک کتاب ہدایت میں ایسی تاریخی تفصیلات کا ذکر عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اس پر تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ تاریخی بیانات بھی تضادات کا مجموعہ ہیں۔ ایک عام مورخ بھی تاریخ بیان کرتے ہوئے ایسی شدید غلطیوں کا مرتکب نہیں ہوتا چہ جائیکہ المذہب سے منسوب الہامی کتاب میں ایسی فاش غلطیاں موجود ہوں۔ ان تضادات کی وضاحت کے لیے رحبعام بن حضرت سلیمانؑ اور یربعام بن نباط کے تخت نشین ہونے کے سال کو سنہ ایک مان کر پہلے ہم بائبل کی رو سے شاہان یہوداہ اور شاہان اسرائیل کی مدت سلطنت اور ان کا سال تخت نشینی (سنہ) کا کلیدی گوشوارہ نمبر اپیش کرتے ہیں :

کھیدی گوشوارہ نمبر ۱ — شاہان یوداہ و شاہان بنی اسرائیل
اس گوشوارہ سے آپ بیک نظر اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتب بائبل کی رو سے یوداہ کے بادشاہوں اور ان کے بعد
سلطنت اسرائیل کے بادشاہوں کا زمانہ کیا تھا۔ ہم نے قارئین کی آسانی کے لیے تخت نشینی کے سال کا تعین اور
تکسل بیان کر دیا ہے جس کی ابتدا رجلم اور یروشلیم پہلے مکراؤں کی تخت نشینی سے ہوتی ہے۔
قرت حکومت اور سال تخت نشینی کا تعین بائبل کی آیات سے کیا گیا ہے۔ اپنی طرف سے نہیں۔

سلطنت اسرائیل					سلطنت یوداہ				
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)
نمبر	نام شاہ یوداہ	تخت نشینی سال حکومت	تخت نشینی سال حکومت	تخت نشینی سال حکومت	نمبر	نام شاہ اسرائیل	تخت نشینی سال حکومت	تخت نشینی سال حکومت	تخت نشینی سال حکومت
۱	رجلم بن حضرت سلیمان	۱۷	۱	۲۱: ۱۲	۱	یرلم بن نباح	۲۲	۱	۲۰: ۱۳
۲	ایلم بن رجلم	۳	۱۸	۱۰: ۱۵	۲	ڈب بن یروشلیم	۲	۲۳	۲۵: ۱۵
۳	آسام بن ایلم	۴	۲۱	۱۰: ۱۵	۳	بشہ بن انیام	۲۴	۲۵	۲۳: ۱۵
۴	یوسف بن آسام	۲۵	۲۲	۲۲: ۲۲	۴	ایلم بن بشہ	۲	۴۹	۸: ۱۲
۵	یروشلیم بن یوسف	۸	۸۷	۱۷: ۸	۵	زمری بن ایلم	۵	۵۱	۱۵: ۱۲
۶	اخریہ بن یروشلیم	۱	۹۵	۲۶: ۸	۶	عمری بن زمری	۱۲	۵۱	۲۳: ۱۲
۷	عقیلہ بن اخریہ	۶	۹۶	۳: ۱۱	۷	افنی اب بن عمری	۲۲	۶۳	۲۹: ۱۲
۸	یوآس بن افریہ	۴۰	۱۰۲	۱: ۱۲	۸	اخریہ بن افنی اب	۲	۸۵	۵۱: ۲۲
۹	امعیہ بن یوآس	۲۹	۱۲۲	۲: ۱۲	۹	یورام بن افنی اب	۱۲	۸۷	۱: ۲
۱۰	عزریہ بن امعیہ	۵۲	۱۷۱	۲: ۱۵	۱۰	یاہو بن مشی	۲۸	۹۹	۳۶: ۱۰
۱۱	یوآس بن عزریہ	۱۶	۲۲۳	۳۳: ۱۵	۱۱	یوآخز بن یاہو	۱۷	۱۲۷	۱: ۱۲
۱۲	آخز بن یوآس	۱۶	۲۲۹	۲: ۱۶	۱۲	یوآس بن یوآخز	۱۶	۱۳۳	۱۰: ۱۳
۱۳	حزقیہ بن آخز	۲۹	۲۵۵	۲: ۱۸	۱۳	یوآس بن یوآس	۴۱	۱۶۰	۲۳: ۱۳
۱۴	منشی بن حزقیہ	۵۵	۳۸۲	۱: ۲۱	۱۴	زکریہ بن یروشلیم	۵۶	۲۰۱	۸: ۱۵
۱۵	امون بن منشی	۲	۳۸۹	۱۹: ۲۱	۱۵	سوم بن یوآس	۵۱	۲۰۱	۱۳: ۱۵
۱۶	یوسیاہ بن امون	۳۱	۴۲۱	۱: ۲۲	۱۶	مشام بن جادی	۱۰	۲۰۲	۱۷: ۱۵
۱۷	یوآخز بن یوسیاہ	۵۶	۴۷۲	۲۱: ۲۲	۱۷	فتیہ بن مشام	۲	۲۱۲	۲۳: ۱۵
۱۸	یوآخز بن یوسیاہ	۱۱	۴۷۲	۲۶: ۲۲	۱۸	فنج بن یوسیاہ	۲۰	۲۱۲	۲۷: ۱۵
۱۹	یوآخز بن یوسیاہ	۵۶	۴۸۲	۸: ۲۲	۱۹	برس بن یوسیاہ	۹	۲۳۲	۱: ۱۷
۲۰	صدقیہ بن یوسیاہ	۱۱	۴۸۳	۱۸: ۱۷	۲۰	احشام	۲۳	۲۳۲	۱: ۱۷
	احشام	۳۹	۴۹۳	۳۹: ۲۲					

گوشوارہ نمبر (۲)
شاہانِ یہوداہ اور شاہانِ اسرائیل کی تخت نشینی بائبل میں مذکورہ نشین میں تضاد
بائبل کی کتب سلاطین ۱، ۲ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ یہوداہ فلاں شاہ اسرائیل کی حکومت
کے فلاں سال تخت نشین ہوا تھا۔ یہ نام اور سنہ ہم گوشوارہ نمبر ۲ کے کالم نمبر (۱)، (۲) میں
من و عن درج کر رہے ہیں۔ ————— بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بائبل میں مذکورہ نشین
میں کھلا تضاد موجود ہے۔ یہی نہیں بسا اوقات بادشاہ بھی مختلف ہے۔ یہ امور ہم کلیدی گوشوارہ
نمبر ۱ مطبوعہ صفحہ نمبر ۴۶ کی مدد سے کالم نمبر (۳)، (۴)، (۵)، (۶) میں واضح کر رہے ہیں :

از روئے بائبل		از روئے کلیدی گوشوارہ حقیقی طور پر	
نمبر شاہ	نام شاہ یہوداہ	سنہ تخت نشینی از رجعہام بن سلیمان	بہد شاہ اسرائیل
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)
۱	آسا	۲۱	یربعام
۲	یہوسفط	۶۲	انجی اب
۳	یہورام بن یہوسفط	۸۷	یہورام بن انجی اب
۴	اخزیابہ بن یہورام	۹۵	یہورام بن انجی اب
۵	عشتیاہ	۹۶	یاہو
۶	یہوآس	۱۰۲	یاہو
۷	امصیاہ	۱۴۲	یربعام
۸	عزریاہ	۱۷۱	یربعام
۹	یوتام	۲۲۳	فتح
۱۰	آخز	۲۳۹	ہوسیع
۱۱	حزقیاہ	۲۵۵	ہوسیع

۲۴۳ سنہ میں سلطنت اسرائیل ختم ہو جانے سے ۲۵۵ سنہ میں کوئی شاہ اسرائیل تخت نشین نہ تھا۔

گوشوارہ نمبر (۳)

بائبل کی کتب سلاطین ۲۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ اسرائیل کی حکومت کے فلاں برس میں فلاں شاہ یہوداہ تخت پر بیٹھا تھا۔ انہیں گوشوارہ نمبر ۲ کے کالم نمبر (۲۱) اور (۲۴) میں دکھایا گیا ہے۔ کالم نمبر (۲۱) میں رجھام بن سلیمان کی تخت نشینی کے وقت سے وہ سنہ دیا گیا ہے جو بائبل کی رو سے بائبل میں مذکور شاہ اسرائیل کی حکومت کے برس میں تھا۔

بمنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ کالم نمبر (۳) کے سنہ میں کوئی بھی شاہ یہوداہ تخت نشین نہیں ہوا تھا بلکہ وہ پیشتر ازیں تخت پر بیٹھا تھا۔ یہی نہیں بسا اوقات شاہ یہوداہ کا نام بھی مختلف ہے۔ کلیدی گوشوارہ سے معلوم کردہ یہ تصحیح کالم نمبر (۱۵)، (۶) میں واضح کیا گیا ہے۔

نمبر شاہ		بعد شاہ اسرائیل	در سال حکومت	شاہ اسرائیل کا سنہ حکومت	تخت نشین ہونے والا شاہ یہوداہ	حکومت کرنے والا شاہ یہوداہ	شاہ یہوداہ کا سال حکومت
(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)	(۷)	(۸)
۱	یربعام	۲۰	۲۰	آسا	ایام	۳	۱۵
۲	انجی اب	۴	۶۶	یہوسفط	یہوسفط	۵	۱۶
۳	یہوآم بن انجی اب	۵	۹۱	یہوآم بن یہوسفط	یہوآم بن یہوسفط	۵	۱۷
۴	یہوآم بن انجی اب	۱۲	۹۸	اخزیاء	عتلیاء	۳	۱۸
۵	یاہو	۱	۹۹	عتلیاء	عتلیاء	۴	۱۹
۶	یاہو	۷	۱۰۵	یہوآس بن اخزیاء	یہوآس بن اخزیاء	۲۵	۲۰
۷	یہوآس	۲	۱۴۵	امصیاء	امصیاء	۴	۲۱
۸	یربعام	۲۷	۱۸۶	عزریاء	عزریاء	۱۶	۲۲
۹	فتح	۲	۲۱۵	یوتام	عزریاء	۱۶	۲۳
۱۰	فتح	۱۷	۲۳۰	آخز	یوتام	۸	۲۴
۱۱	ہوسیچ	۳	۲۳۶	حزقیاء	منسی	۵۳	۲۵

گوشوارہ نمبر (۴)

بائبل کی ریسے کتب سلاطین ۲۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ اسرائیل فلاں شاہ یہوداہ کی حکومت کے فلاں سال تخت نشین ہوا تھا۔ یہ نام اور سنہ ہم گوشوارہ نمبر (۴) کے کالم نمبر (۱)، (۲) میں دیکھیں درج کر رہے ہیں۔
 بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو بائبل میں مذکورہ سنیں میں کھلا تضاد موجود ہے۔ یہی نہیں لیا اذنا
 بادشاہ کا نام بھی مختلف ہے۔ یہ امور ہم کلیدی گوشوارہ نمبر ۱ مطبوعہ صفحہ ۴۶ کی مدد سے کالم نمبر (۱)، (۲)، (۳)، (۴)، (۵)، (۶) میں واضح کر رہے ہیں۔

نمبر شاہ	ارزوئے بائبل					ارزوئے کلیدی گوشوارہ حقیقی طور پر
	نام شاہ اسرائیل	سنہ تخت نشینی (زججام بن سلیمان)	بعد شاہ یہوداہ	در سال حکومت	بعد شاہ اسرائیل	در سال حکومت
	(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)
۱	ندب	۲۳	آسا	۲	آسا	۳
۲	بعشاہ	۲۵	آسا	۳	آسا	۵
۳	ایہ	۴۹	آسا	۲۶	آسا	۲۹
۴	زمری	۵۱	آسا	۲۷	آسا	۳۱
۵	افخی اب	۶۳	آسا	۳۸	یہوسفط	۲
۶	اخزیاء	۸۵	یہوسفط	۱۷	یہوسفط	۲۴
۷	یہوایم بن افخی اب	۸۷	یہوسفط	۱۸	یہوایم بن یہوسفط	۱
۸	یاہو	۹۹	عتلیاہ	۱	عتلیاہ	۴
۹	یہو آخر	۱۲۷	یہوآس بن آخر	۲۳	یہوآس	۲۶
۱۰	یہوکس بن یہو آخر	۱۴۴	یہوآس بن آخر	۳۷	امصیاء	۳
۱۱	یربعام	۱۶۰	امصیاء	۱۵	امصیاء	۱۹
۱۲	زکریاہ	۲۰۱	عزریاہ	۳۸	عزریاہ	۳۲
۱۳	سلوم	۲۰۱	عزریاہ	۳۹	عزریاہ	۳۲
۱۴	مناحم	۲۰۲	عزریاہ	۳۹	عزریاہ	۳۳
۱۵	فقیہاہ	۲۰۲	عزریاہ	۵۰	عزریاہ	۴۲
۱۶	فتح	۲۱۴	عزریاہ	۵۲	عزریاہ	۴۴
۱۷	یہوشیح	۲۳۴	آخر	۱۲	ملو تانام	۱۳

گوشوارہ نمبر (۵)

بائبل کی کتب سلاطین ۲۱ میں مذکور ہے کہ فلاں شاہ یہوداہ کی حکومت کے فلاں برس میں
فلاں شاہ اسرائیل تخت پر بیٹھا تھا۔ انہیں گوشوارہ نمبر ۵ کے کالم نمبر (۱)، (۲) اور (۳) میں دکھایا گیا ہے
کالم نمبر (۳) میں رجحام بن سلیمان کی تخت نشینی کے وقت سے وہ سنہ دیا گیا ہے جو بائبل میں مذکورہ
شاہ یہوداہ کی حکومت کا برس تھا۔

بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ کالم نمبر ۳ کے سند میں کوئی بھی شاہ اسرائیل تخت نشین نہیں ہوا
تھا بلکہ وہ پیشتر ازیں تخت پر بیٹھا تھا۔ یہی نہیں لیا اوقات شاہ اسرائیل کا نام بھی مختلف ہے۔ کلیدی گوشوارہ
سے معلوم کردہ یہ تضاد کا نمبر کالم (۵)، (۶) میں واضح کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	از روئے بائبل					کلیدی گوشوارہ کی رو سے حقیقی طور پر	
	بعد شاہ یہوداہ	در سال حکومت	شاہ یہوداہ کا تخت نشین ہونے والا شاہ اسرائیل	حکومت کرنے والا شاہ اسرائیل	شاہ اسرائیل کا سال حکومت		
	(۱)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)	
۱	آسا	۲	۲۲	ندب	یربعام	۲۲	
۲	آسا	۳	۲۳	بعشاہ	ندب	۱	
۳	آسا	۲۶	۲۶	ایہ	بعشاہ	۲۲	
۴	آسا	۲۷	۲۷	زمری	بعشاہ	۲۳	
۵	آسا	۳۸	۵۸	انجی اب	عمری	۸	
۶	یہوسفط	۱۷	۷۸	اخزیاب	انجی اب	۱۶	
۷	یہوسفط	۱۸	۷۹	یہوایم بن انجی اب	انجی اب	۱۷	
۸	عتلیاہ	۱	۹۶	یاہو	یہوایم بن انجی اب	۱۰	
۹	یہوایم بن آخر	۲۳	۱۲۲	یہو آخر	یاہو	۲۶	
۱۰	یہوایم بن آخر	۳۷	۱۳۸	یہوایم بن یہو آخر	یہو آخر	۱۲	
۱۱	امصیہ	۱۵	۱۵۶	یربعام	یہوایم بن یہو آخر	۱۳	
۱۲	عزریاہ	۳۸	۲۰۸	زکریاہ	منام	۷	
۱۳	عزریاہ	۳۹	۲۰۹	سلوم	منام	۸	
۱۴	عزریاہ	۳۹	۲۰۹	منام	منام	۸	
۱۵	عزریاہ	۵۰	۲۲۰	فقیہاہ	فقیہ	۷	
۱۶	عزریاہ	۵۲	۲۲۲	فقیہ	فقیہ	۹	
۱۷	آخر	۱۲	۲۵۰	یہوایم	یہوایم	۱۳	حکومت ۱۳۳

شاهان یہوداہ کے چند دلچسپ اعداد و شمار

بائبل میں شاہان یہوداہ کی جو تاریخ بیان کی گئی ہے اس میں تضادات کا اندازہ تو قارئین گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب چند ایسی عجیب و غریب مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں تاریخی واقعات اس طور پیش ہوئے ہیں کہ معمولی سمجھ بوجھ کا انسان بھی ایسی غلطی کا مرتکب نہیں ہو سکتا مثلاً:

۱۔ شاہ یہوداہ یوسیاہ نے ۳۹ برس کی عمر پائی۔

اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا یہوآخزہ تخت نشین ہوا، اس وقت اس کی عمر ۲۳ برس تھی۔ گویا یہوآخزہ اپنے باپ یوسیاہ کی ۱۶ برس کی عمر میں پیدا ہوا تھا۔ (۲۔ تواریخ - ۳۶: ۲)

اب ملاحظہ کیجئے کہ یہوآخزہ کا چھوٹا بھائی یہوایقیم بڑے بھائی سے دو سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ کیا عقل یہ بات مان سکتی ہے؟

یہوآخزہ نے صرف ۳ ماہ سلطنت کی۔ اس کے بعد اس کا دوسرا بھائی یہوایقیم تخت نشین ہوا اور اس وقت اس کی عمر ۵ برس تھی (۲۔ تواریخ - ۳۶: ۵)۔ گویا اس کی پیدائش کے وقت باپ یوسیاہ کی عمر ۴ برس تھی۔ تو یہوایقیم پیدا ہوا تھا۔

۲۔ شاہ یہوداہ آخز بن یوتام ۳۶ برس کی عمر میں فوت ہوا (۲۔ سلاطین - ۱۶: ۲)۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیہ تخت نشین ہوا جب اس کی عمر از روئے بائبل ۲۵ برس کی تھی (۲۔ سلاطین - ۱۸: ۲)۔ گویا بیٹا حزقیہ اپنے باپ یوتام کی گیارہ برس کی عمر میں پیدا ہوا۔

۳۔ ان سے بھی عجیب و غریب اور حیرت انگیز بیان یہ ہے کہ شاہ یہوداہ یورام بن یوسفط ۴۰ برس کی عمر میں فوت ہوا۔ (۲۔ تواریخ - ۲۱: ۲۰)

اس کے بعد اس کا سب سے چھوٹا بیٹا یہوآخز یاہ تخت نشین ہوا۔ اور اس وقت اس کی عمر ۲۴ برس تھی (۲۔ تواریخ - ۲۲: ۲)۔ گویا سب سے چھوٹا بیٹا اپنے باپ کی پیدائش سے دو برس پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ معلوم نہیں بائبل کے ماننے والے مسیحی علماء اور ان کے دانشور اور مؤرخ ان پوچھنیوں کی کیا توضیح کریں گے؟ یہی کہ الہامی کلام ہونے سے آدمی عقیدہ تہذیب کے ساتھ اسے درست تسلیم کرنا چاہیئے۔

آٹھواں باب

اسرائیل کی حکومت اور سامری مذہب

حضرت سیماں کی وفات کے بعد ان کے بیٹے وبعام کے تخت نشین ہونے پر بنی اسرائیل کی متحدہ حکومت فلسطین کے جنوبی اور شمالی دو حکومتوں میں منقسم ہو گئی۔

(الف)۔ جنوب میں یہوداہ کی چھوٹی سلطنت قائم ہوئی جس کا دارالسلطنت یروشلم تھا۔ اور اس میں یہوداہ اور یوہیہ کے دو قبائل آباد تھے۔

(ب)۔ فلسطین کے شمالی حصے میں یہوعام بن بٹا کے تحت باقی دس قبائل نے حکومت قائم کر لی۔ یہ شمالی حصہ اپنے رقبہ اور وسائل کے اعتبار سے بڑا تھا۔ انہوں نے اس حکومت کو اسرائیل کا نام دیا۔ مملکت اسرائیل میں بنی اسرائیل کے یہ دس قبائل آباد تھے۔

(۱) روبن، (۲) شمعون، (۳) اشکار، (۴) زبولون، (۵) جد، (۶) آشیر، (۷)

منشی، (۸) افرائیم، (۹) دان، اور (۱۰) نفتالی۔

شہا بن اسرائیل کا تعلق افرائیم کے جنگجو قبیلہ سے تھا۔

ابستدائیں سلطنت اسرائیل کا دارالحکومت سکم رہا۔ کیونکہ یہ بنی اسرائیل کا مقدس شہر اور دینی مرکز تھا۔ جیسا کہ بائبل کی کتاب پیدائش میں لکھا ہے:

ابراہم (حضرت ابراہیم) اس ملک سے گزرتا ہوا سکم میں مورہ کے بلوط

مک پہنچا۔ اس وقت ملک میں کنعانی رہتے تھے۔ تب خداوند نے ابراہم کو

دکھائی دے کر کہا یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں

خداوند کے لئے جو اسے دکھائی دیا تھا ایک قرآن گاہ بنائی ۵“ (۱)

یہ عجیب بات ہے کہ اسرائیلی قبائل نبیوں کی اولاد سے تھے، تو ریتِ مقدس پر ایمان رکھتے تھے، تو حیدان کے مذہب کا جزا اول تھا لیکن سکیم پہنچ کر انہوں نے گوسالہ پرستی اختیار کر لی۔ توحید چھوڑ کر وہ شرک کا شکار ہو گئے۔ انہما یہ ہے کہ انہوں نے وہ ایسی عبادت کا ہمیں تمیز کیس جن میں پرستش کے لیے سونے کے پھڑے بنا کر رکھے یہ عبادت کا ہمیں مذبح تھے کیوں کہ وہ یہاں قربانیاں چڑھاتے تھے۔

قرآن یہ کہتے ہیں کہ سامریہ شہر کا نام جو بعد میں اسرائیل کا دار الخلافہ بنا مشہور شعیب و باز سامری کی نسبت سے رکھا گیا تھا۔

اسرائیل کی علیحدگی کے اسباب

بنی اسرائیل کی فلسطین کی متحدہ حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد، جیسا کہ بتایا گیا ہے دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک سیاسی، اور دوسری مذہبی جو آگے چل کر بیان کی جائے گی، لیکن حقائق پر پردہ ڈال کر بائبل میں علیحدگی کا سبب حضرت سلیمان کی اسرائیل پر سختیاں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب سلاطین میں لکھا ہے کہ رجعام بن سلیمان کے تخت نشین ہونے پر ان فریسی یہوایم بن نباط کو جو حضرت سلیمان کے عہد میں مصر بھاگ گیا تھا ان لوگوں نے مصر سے بلایا اور اس کی زیر سرکردگی بادشاہ رجعام سے بیعتِ گفتگو کی۔ کتاب سلاطین کا اقتباس ملاحظہ ہو :

”یہوایم اور اسرائیل کی ساری جماعت اگر رجعام سے یوں کہنے لگی ہوتے باپ نے ہمارا جہدِ سخت کر دیا تھا سو تو اب اپنے باپ کی اس سخت خدمت کو اور اس بھاری جوئے کو جو اس نے ہم پر رکھا ہلکا کر دے تو ہم تیری خدمت کریں گے ۵..... بادشاہ نے ان لوگوں کو سخت جواب دیا ۵.....“

اور (اپنے) جوانوں کی صلاح کے موافق ان سے یہ کہا کہ میرے باپ نے تم کو کڑوں سے ٹھیک کیا تھا پھر میں تم کو بھجودن سے ٹھیک بناؤں

گا یہ اور جب سارے اسرائیل نے دیکھا کہ بادشاہ نے ان کی نہ سنی تو انہوں نے یوں جواب دیا کہ داؤد میں ہمارا کیا حصہ؟ یستی کے بیٹے کے ملک میں ہماری میراث نہیں۔ اے اسرائیل اپنے ڈیروں کو چلے جاؤ اور اب اسے داؤد تو اپنے گھر کو سنبھال۔ سو اسرائیل اپنے ڈیروں کو چل دیئے۔ یوں اسرائیل داؤد کے گھرانے سے باغی ہوا اور آج تک ہے یہ اور جب سارے اسرائیل نے سنا کہ یربعام لوٹ آیا تو انہوں نے لوگ بھیج کر اسے جماعت میں بلوایا یہ اور اسے سارے اسرائیل کا بادشاہ بنایا اور یہ ہوا کہ

کے قبیلہ کے سوا کسی نے داؤد کی پیروی نہ کی ﴿۲﴾

اس بیان میں گویہ لکھا ہے کہ یہوداہ کے قبیلہ کے سوا کسی نے داؤد کی پیروی نہ کی لیکن اس بیان کے فوراً بعد یہ لکھا گیا ہے کہ بنیمن کا قبیلہ یہوداہ کے ساتھ شامل تھا۔ بائبل کے بیان میں حضرت سلیمان کی اسرائیل پر جس سختی اور عجز کے ساتھ لکھا گیا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ کام اور بھاری ٹیکس لی جاتی ہے۔ جبکہ حقیقت یوں دکھائی دیتی ہے کہ اسرائیل کی علیحدگی کا سبب مذہبی اور سیاسی تھا۔ اسرائیل نے جس سخت جوتے کو ہلکا کرنے کا مطالبہ یربعام بادشاہ سے کیا تھا وہ مذہبی ہوا تھا۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان خدا کے برگزیدہ نبی تھے اور انہوں نے سختی کے ساتھ تمام بنی اسرائیل کو خدا کے واحد کی فرمانبرداری اور پرستش کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ یہ پابندی اسرائیل کی سرکش طبیعت کو ہرگز گوارا نہ تھی۔

انسانی کمپوٹنگ یا برٹشنگ کا بھی اس رائے کا اظہار کیا ہے :

”اسرائیل کے یربعام اول (حکومت ۹۲۲ تا ۹۰۷ ق م) نے مذہبی اور سیاسی اصلاحات کے نفاذ کی کوشش کی۔ اپنا دالہ حکومت سکھ میں قائم کر کے دوزیارت لگا دیں (شمال میں دان اور جنوب میں بیت ایل) بنائیں۔ استثنائی طور پر شمالی سلطنت کے ساتھ بغض و عناد کی وجہ سے اپنے تماموں پر سمنے کے پتھر بنانے کو خدا کا گناہ بھڑا کر اسے یربعام سے نمبر۔

کیا ہے۔“ (۳)

یہ الزام بید از قیاس ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسرائیل کے ساتھ شریعت کے احکام کی پابندی کے سوا کوئی اور سختی کر رکھی تھی۔ حضرت سلیمانؑ مسئلہ طور پر ایک دانہ اور حکیم مکران تھے۔ ایسا دانا دھکیم بادشاہ اپنی قوم پر بھاری ٹیکس کیسے لگا سکتا ہے اور بیگار کے کام کیسے لے سکتا ہے؟ یہ دانا نائی اور حکمت کے کام نہیں ہیں۔ کہ انہیں ان سے منسوب کی جلتے تخت نشینی کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیسی عبرت آموز ہے :

”تو اپنے خادم کو اپنی قوم کا انصاف کرنے کے لئے سمجھنے والا دل عنایت کر تاکہ میں بڑے اور بھلے میں امتیاز کر سکوں کیونکہ تیری اس بڑی قوم کا انصاف کون کر سکتا ہے؟ اور یہ بات خداوند کو پسند آئی کہ سلیمان نے یہ چیز مانگی اور خدا نے اس سے کہا چونکہ تو نے یہ چیز مانگی اور اپنے لئے عمر کی درازی کی درخواست نہ کی اور نہ اپنے لئے دولت کا سوال کیا اور نہ اپنے دشمنوں کی جان مانگی بلکہ انصاف پسندی کے لئے تو نے اپنے واسطے عنق بندی کی درخواست کی ہے؟ سو دیکھ میں نے تیری درخواست کے مطابق کیا میں نے ایک مائل اور سمجھنے والا دل تجھ کو بخشا ایسا کہ تیری مانند نہ تو کوئی تجھ سے پہلے پیدا ہوا اور نہ کوئی تیرے بعد تجھ سا برپا ہو گا۔ اور میں نے تجھ کو کچھ اور بھی دیا جو تو نے نہیں مانگا یعنی دولت اور عزت ایسا کہ بادشاہوں میں تیری عمر بھر کوئی تیری مانند نہ ہو گا۔“ (۴)

حضرت سلیمان پر بیگار لینے کا الزام

حضرت سلیمان علیہ السلام پر اسرائیل سے بیگار لینے کا الزام خود بائبل مقدس سے غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں کتاب تلمید کے دو اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے بیگار اسرائیل سے نہیں بلکہ دوسری قوموں کے

(۳) برٹیکا - ۲: ۱۴ - (۴) ۱ سلطین - ۳: ۹ - ۱۳

لوگوں سے لی تھی :

۵ اور سلیمان نے اسرائیل کے ملک کے یروشلیم کا شمار کیا جیسے اس کے باب
داؤد نے ان کو شمار کیا تھا اور وہ ایک لاکھ تریسے ہزار چھ سو گے ۵ اور
اس نے ان میں سے ستر ہزار کو بار برداری پر اور اسی ہزار کو پہاڑ پھینچ
کاٹنے کے لیے اور تین ہزار چھ سو لوگوں کو کام لینے کے لئے ناطہ ٹھہرایا (۵)
۵ اور اس (سلیمان) نے بیابان میں مدور کو بنایا اور خزاں کے سب شہروں
کو بھی جو اس نے حیات میں بنائے تھے ۵ اور اس نے اوپر کے بیت حورون
اور نیچے کے بیت حورون کو بنایا جو دیواروں اور پھانکوں اور اڑ بنگوں سے
مضبوط کئے ہوئے شہر تھے ۵ اور بلعت اور خزانہ کے سب شہر جو سلیمان
کے تھے اور رتھوں کے سب شہر اور سواروں کے شہر اور جو کچھ سلیمان چاہتا
تھا کرید شلیم اور لبنان اور اپنی ملک کی ساری سرزمین میں بنائے وہ
سب بنایا ۵ اور وہ سب لوگ جو حقیتوں اور امور یوں اور فرزیوں اور
جو یوں اور ہوسوں میں باقی رہ گئے تھے اور اسرائیل نہ تھے ۵ ان ہی کی اولاد
جو ان کے بعد ملک میں رہ گئی تھی جسے بنی اسرائیل نے نابود نہیں کیا تھا اسی میں
سے سلیمان نے بیگاری مقرر کئے جیسا آج کے دن ہے (کہاں ۹) ۵ پر
سلیمان نے اپنے کام کے لیے بنی اسرائیل میں سے کسی کو غلام نہ بنایا بلکہ وہ
جنگی مرد اور اس کے لشکروں کے سردار اور اس کے رتھوں اور سواروں
پر حکمران تھے ۵ (۶)

اول تو غیر اقوام سے خدمت لینے کو دور حاضر کے بیگار کے معروف معنوں میں بیگار
کہنا ہی غلط ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کوئی ذاتی کام نہ تھا جس کیلئے ان لوگوں
کو مفت کام پر لگایا بلکہ وہ خالص ایک تعمیری کام تھا جو ان سے لیا گیا۔ پہلی مقابلس اور
اتنے جدید شہروں کی تعمیری مزدور کے بغیر کیسے ممکن ہو سکتی تھی۔ سب ہی جانتے ہیں کہ
قدیم زمانوں میں رعایا کو ہر وزی ہتیا کرنے کے لیے بادشاہ اس طرح کے تعمیری

کام شروع کر دیتے تھے اور ان پر بڑے بڑے گروہوں کو کام پر لگایا جاتا تھا۔ اس سے دو فائدے ہوتے تھے۔ ایک بڑے بڑے منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچ جاتے تھے اور دوسرے نادار مزدوروں کو روزگار مل جاتا تھا۔

ہمارے اس تجزیے کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب مزدوروں کو کام پر لگایا تو ان کے نگران (ناظر) بھی انہی میں سے مقرر کیے۔ اگر یہ مفت یا جبر کا کام ہوتا تو ان پر اپنی قوم کے سخت گیر نگران مقرر کئے جاتے نہ کہ انہی کے لوگ۔

حضرت سلیمانؑ پر دوسرے الزام کا تجزیہ

یہ کہنا بھی حقیقت کے خلاف ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے حبیب اللہ نبی مے اسرائیل پر بھاری ٹیکس لگائے اور زیادتی کی تھی۔ اس لئے کہ ان کا زیر مہر امارت اور دولت مند کی کا عہد تھا۔ ہر طرف روپے پیسے کی ریل پل تھی۔ ایسے خوشحالی کے زمانہ میں بھلا ان جیسا دانا حکمران اللہ کا نبی ناروا سختی کیوں کرتا۔ اس زمانہ کی خوشحالی کا بائبل کا بیان اس طرح ہے :-

اور سلیمان بادشاہ کے پینے کے سبب برتن سونے کے تھے اور لبنانی بن کے گھر کے سبب برتن خالص سونے کے تھے۔ سلیمان کے ایام میں چاندی کی کچھ قدر نہ تھی۔ کیوں کہ بادشاہ کے پاس جہاز تھے جو حورام کے لوگوں کے ساتھ ترسیں جاتے تھے۔ ترسیں کے یہ جہاز تین برس میں ایک بار سونا اور چاندی اور ہاتھی دانت اور بند راہ دورے کرتے تھے۔ یہ مسلمان بادشاہ دولت اور حکمت میں روئے زمین کے سب بادشاہوں سے بڑھ گیا۔“ (۷)۔

رجحان کے جواب کا جائزہ

رجحان بن سلیمان جب تخت نشین ہوا تو اسے خوب معلوم تھا کہ اسرائیل بجا ملتا تھا اور

(۷) ۲-۲۰: ۱-۲۲

وسائل اور وسعت ملک یہوداہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ ایسی حالت میں یہ ممکن دکھائی نہیں دیتا کہ اس نے اسرائیل کے قبائل کے سرداروں کو اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے یہ جواب دیا ہو:

”میرے باپ نے تم کو کوڑوں سے ٹھیک کیا تھا پر میں تمہیں بچھڑوں سے ٹھیک کراؤں گا۔“

اسرائیل کا یہوداہ سے علیحدہ ہونے کے اسباب مذہبی اور سیاسی ہی تھے۔ غور اگر کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مذہبی طور پر اسرائیل جہاں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی حکومت میں تشریعت کے احکام پر سختی کے ساتھ پابندی کراتے جانے سے ناخوش تھے دلم انہیں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ یروشلم میں شاندار یہیل متحدہ ملک کی واحد عبادت گاہ بن جائے اور اسرائیل کے ملک میں ان کے مذہبی مقامات سکھ اور بیت ایل کا جو ابتدائی سے مقدس شہر تھے تقدس ختم ہو جائے۔

سیاسی طور پر وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یروشلم مقدس شہر دینی مرکز اور سلطنت قرار پانے سے یہوداہ کا قبیلہ ہمیشہ کے لئے اسرائیل پر مسلط رہے۔

اسرائیل کا سامری مذہب

مصر میں غلامی کے دور میں بچھڑے کی پرستش بنی اسرائیل کے دنوں میں پرج چکی تھی۔ اس کا ثبوت انہوں نے مصر سے خروج کے تھوڑے عرصہ بعد ہی دے دیا تھا۔ کہ حضرت موسیٰ نے انہیں غلامی سے نجات دلا کر خلائے واحد کی پرستش اور اس کی فرمانبرداری کا عہد لیا تھا۔ مگر جیسے ہی حضرت موسیٰ اچالیس دن کے لئے بنی اسرائیل سے علیحدہ ہوئے تو انہوں نے اس فرصت کو قیمت سمجھ کر سامری نامی ایک شخص کی پیشوائی میں اپنے سونے کے زیورات ڈھال کر ایک بچھاڑا بنالیا اور اس کی پرستش کرنا شروع کر دی۔

سونے کے بچھڑے کی پرستش کی خواہش، سکھ اور بیت ایل کا تقدس برقرار رکھنا اور یہوداہ اور یہیل سلیمانی کی فوقیت کو ختم کر دینا، یہ وہ عوامل تھے جن کی بناء پر اسرائیل یہوداہ سے الگ ہوئے تھے۔ یہی عوامل بابل کے اس بیان سے آشکارا ہو جاتے ہیں کہ یہوداہ بن بابل کو اسرائیل کا بادشاہ بنانے کے بعد اس نے:

سامری مندر کی تعمیر

د افرائیم کے کوستانی ملک میں سکھ کر تعمیر کیا اور اس میں رہنے لگا اور وہاں سے نکل کر اس نے فنوئیل تعمیر کیا ۵ اور یربعام نے اپنے دل میں کہا اب سلطنت داود کے گھرانے میں پھر چلی جائے گی (کیونکہ خدا کا گھر یروشلم میں تھا) اگر یہ لوگ یروشلم میں خداوند کے گھر کی قربانی گزارنے جایا کریں تو ان کے دل اپنے ملک یعنی یہوداہ کے بادشاہ یربعام کی طرف مائل ہوں گے اور وہ مجھ کو قتل کر کے شاہ یہوداہ یربعام کی طرف پھر جائیں گے ۵ اس لیے اس بادشاہ نے مشورت لیکر سونے کے دو بچڑے بنائے اور لوگوں کو کہا یروشلم کو جانا تمہاری طاقت سے باہر ہے۔ اسے اسرائیل اپنے دیوتاؤں کو دیکھ جو مجھے ملک مصر سے نکال لائے ۵ اس نے ایک کو بیت ایل میں قائم کیا اور دوسرے کو دان میں رکھا ۵ اور یہ گناہ کا باعث ٹھہرا کیوں کہ لوگ اس ایک کی پرستش کرنے دان تک جاتے لگے ۵ اور اس نے اونچی جگہوں کے گھر بنائے اور عوام میں سے جو بنی لاوی تھے کا حق بنائے ۵ اور یربعام نے آنکھوں میں نے کی بندھنوں کی تاریخ کے لیے اس عید کی طرح جو یہوداہ میں ہوتی ہے ایک عید ٹھہرائی اور اس مذبح کے پاس گیا۔ ایسا ہی اس نے بیت ایل میں کیا اور ان بچڑوں کے لئے جو اس نے بنائے تھے قربانی گزارانی اور اس نے بیت ایل میں اپنے بنائے ہوئے اونچے مقاموں کے لیے گاہیں کو رکھا ۵“ (۸)

یربعام کا قوم کی مشورت سے سونے کے بچڑوں کو دیوتا بنانے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کام اکیلے بادشاہ کی خواہش پر نہیں کیا گیا تھا۔ دان میں ایک مذبح کی وجہ یہ تھی کہ یہ اسرائیل کی حکومت کا انتہائی شمالی شہر تھا جبکہ بیت ایل ابتدا ہی سے مقدس مقام سمجھا جاتا تھا جیسا کہ بائبل کے اس بیان سے ظاہر

ہوتا ہے :-

”جب یعقوب (اسرائیل) جاگ اٹھا اور کہنے لگا کہ یقیناً خدا اس جگہ ہے اور مجھے معلوم نہ تھا۔ اور اس نے ڈر کر کہا یہ کسی بھیانک جگہ ہے، سویرہ خدا کا گھر اور آسمان کے آستانہ کے سوا کچھ اور نہ ہو گا۔ اور یعقوب صبح سویرے اٹھا اور اس پتھر کو جسے اس نے سر پہنے دھرا تھا لیکر ستون کھڑا کیا اور اس کے سر پر تیل ڈالا۔ اور اس جگہ کا نام بیت ایل رکھا لیکن پہلے اس کا نام نوز تھا۔“ (۹)

یروشلم کا شہر تمام اسرائیل کے لئے سکھ اور بیت ایل سے زیادہ دور نہ تھا کہ بائبل کا یہ بیان مان لیا جائے کہ اسرائیل کا یروشلم جانا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ اس کے علاوہ دان فلسطین کے انتہائی شمال میں واقع تھا۔ اسرائیل اگر دان جیسے دور دراز شہر میں جا کر پرستش کر سکتے تھے تو یروشلم میں جانا کون سا مشکل کام تھا۔ یروشلم کی عبادت گاہ میں جو شے نہیں دیتے نہیں ہو سکتی تھی وہ سونے کے پتھر تھا جسے وہ اپنا دیوتا یہ کہہ کر مانتے تھے کہ وہ انہیں ملک مصر سے نکال لایا تھا۔ اسرائیل تو بیت کو مانتے ہوتے سونے کے پتھر کے کو اپنا نجات دہندہ ماننے سے سامری کے مذہب کے پیروکار تھے۔ مگر حد تو یہ ہے کہ بائبل میں سونے کے پتھر کے پرستش کرانے کی ابتداء حضرت ہارون علیہ السلام سے یوں منسوب کی گئی ہے :

”اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ تمہارے لیے دیتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیوں کہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا گیا ہو کیا ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے۔ اور اس نے ان کو ان کے

ہاتھوں سے لیکر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت پھنی سے ٹھیک کی تھ وہ کہنے لگے اے اسرائیل ہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال لایا یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قرآن لگا دیا اور اس نے اللہ کو دیکھ کر کل خداوند کے لیے عید ہو گئی (۱۰)

کیا حضرت ہارون نے سونے کا بچھڑا ڈھالا تھا؟

غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت ہی سے بنی اسرائیل سونے کی بچھڑے کی پرستش کی طرف راغب تھے۔ مگر اس فعل کو حضرت ہارونؑ سے منسوب کرنے کا کوئی جواز نہیں ملتا۔ حضرت ہارون اللہ کے نبی اور حضرت موسیٰؑ کے نائب تھے۔ خدا کے ایسے برگزیدہ نبی حضرت ہارونؑ یہ نہیں کر سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل احکام بل چکنے کے بعد ان کی نافرمانی کرتے :

۱۔ ”میرے حضور تو غیر مجہودوں کو نہ ماننا“

۲۔ ”تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی صورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے یا تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور ان کی عبادت کرنا کیوں کہ میں خداوند تیرا خدا غیور تھا ہوں“ (۱۱)

اللہ تعالیٰ کے یہ احکام تو ریت ملنے سے پہلے ملے تھے۔ اور بعد میں تو ریت ملنے پر اوج پر کندہ کیے ہوتے بھی ملے تھے۔

دین سامری کی حقیقت

تقریباً دو ہزار برس سے مسیحیوں پر سامری مذہب کی حقیقت آشکارا نہ ہونے کے دو بڑے اسباب ہیں :

۱۔ بائبل میں سونے کا بچھڑا ڈھالنے کا فعل حضرت ہارونؑ سے منسوب ہے

(۱۱) خسرو ج - ۱: ۳۲ - ۵ (۱۱) خسرو ج - ۲: ۲۰ - ۴

دوئم، قرآن مجید کے ساتھ بغض و تعصب کی بناء پر اہل کتاب کے علماء سے غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کا طور و سینا پر چلنے جانے کے بعد ان کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل سے سونے کے بچھڑے کو ڈھالنے کا نفل سامری نامی ایک شخص کی بجائے حضرت ہارون کے ساتھ منسوب کیے جانے سے سامری کی شخصیت علمائے اہل کتاب سے مخفی رہی ہے۔

ابتداء ہی سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت رکھنے کی وجہ سے یہودیوں اور مسیحیوں نے قرآن مجید کو غلط رنگ میں پیش کر رکھا ہے۔ اسی لیے ان کے علماء، دانشوروں اور دیگر اہل علم و دانش اصحاب نے تعصب سے بالا رہ کر بائبل کے قصوں کو قرآن مجید کی روشنی میں نہیں پرکھا۔ وہ یہ سمجھتے ہوئے ہیں کہ قرآن حکیم بائبل سے آخر کردہ کلام ہے۔ اسی لئے اس پر غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے۔

مسیحی اور یہودی اقوام کو اسلام کا مضمون احسان ہو جانا چاہیے کہ اس نے ان کے بنی ہارون کو گوسا سازی اور گوسا پرستی جیسے گناہوں سے پاک ہونے کا اعلان کیا اور ہر شخص با آسانی سمجھ سکتا ہے کہ سامری کے نام پر ایک شہر سامریہ بنا اور ایک قوم بھی اس سے منسوب ہوئی۔ یہ وہ قوم تھی جو سونے کے بچھڑے کی پرستش کرتی تھی۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ سونے کا بچھڑا ڈھال کر اس کی پرستش کرانے والا سامری ہی ہو سکتا ہے کہ توحید الہی ماننے والے اور توحید الہی کی تبلیغ کرنے والے حضرت موسیٰ کے بھائی اور نائب حضرت ہارون علیہ السلام۔

سونے کا بچھڑا سامری نے ڈھالا تھا

قرآن مجید میں سامری کا قصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم سے آگے چلے آنے میں (کیوں جلدی کی؟)“

”موسیٰ نے (کہا) وہ میرے پیچھے (آ رہے) ہیں اور اے میرے پروردگار میں نے تیری طرف آنے کی جلدی اس لئے کی کہ تو غوش ہو“

اٹھ تھائے نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری قوم کو تمہارے پیچھے آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو بہکا دیا ہے۔“

” (تب) موسیٰ غصے اور غم کی حالت میں اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ (اور کہتے گئے کہ اے قوم کیا تمہارے پروردگار نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ کیا میری جدائی کی مدت تمہیں دراز معلوم ہوئی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہو۔ اور (اس لیے) تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا (اس کے خلاف کیا یہ وہ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے اختیار سے تم سے وعدہ خلافی نہیں کی۔ بلکہ ہم لوگوں کے زیوروں کا بوجھ اٹھائے، موئے تھکے، پھر ہم نے اُس کو لاگ میں اُفال دیا اور اسی طرح سامری نے ڈال دیا۔) تو اس نے ایک بچھڑا بنادیا (یعنی اس کا مقابلہ جس کی آواز گلے کی سی تھی۔) تو لوگ کہنے لگے یہی تمہارا مبعود ہے۔ اور یہی موسیٰ کا مبعود ہے مگر (موسیٰؑ) اسے بھول گئے۔“

” کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ (بچھڑا) ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نران کے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتا ہے۔ اور ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ لوگو اس سے صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔ اور تمہارا پروردگار تو خدا ہے تو میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو۔“

” وہ کہنے لگے کہ جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئیں ہم تو اس (کی پوجا) پر قائم رہیں گے۔“

حضرت موسیٰؑ یہ جواب سن کر شدید غصے میں آ گئے۔ انہوں نے اپنے بھائی کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے :

” کہا کہ ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ گمراہ ہو گئے تو تم کو کس چیز نے دکھا (یعنی) اس بات سے کہ تم میرے پیچھے چلاؤ۔ بھلا تم نے میرے حکم کے خلاف (کیوں) کیا؟“

” (ہارون نے) کہا کہ بھائی میری داڑھی اور سر (کے بالوں) کو نہ پکڑیے۔ میں تو اس سے ڈرا کہ آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے نبی اسرائیل میں تفرق ڈال دیا اور میری بات کو ملحوظ نہ رکھا۔“

” (پھر موسیٰ سامری سے) کہنے لگے کہ سامری تیرا کیا حال ہے ؟“
 ” اس (سامری) نے کہا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی تو
 میں نے رسول کے نقش پا سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھری۔ پھر اس کو (پھڑپھڑے
 کے قالب میں) ڈال دیا اور مجھے میرے جی نے (اس کام کو) اچھا بتایا“ (۱۲)

نافرمان اسرائیل قوم

توریت کو مانگنے کے باوجود اسرائیل قوم سونے کے پھڑے کو دین نامان کر اس
 کی عبادت کرنے کے سامری مذہب پر قائم رہی۔ انہیں راہ راست پر لانے کے لیے وقتاً
 فوقتاً خدا کے نبی آتے رہے مگر ان کی تعلیم کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اور اسرائیل کے بھی بادشاہ
 اور قوم کو سالہ پرستی سے باز نہ آئی کہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے :

”و خداوند سب نبیوں اور غیب بینوں کی معرفت اسرئیل اور یہوداہ کو آگاہ کرتا رہا
 کہ تم اپنی برسی راہوں سے باز آؤ اور اس ساری مشریت کے مطابق جس کا حکم
 میں نے تمہارے باپ دادا کو دیا اور جسے میں نے اپنے بندوں نبیوں کی معرفت
 تمہارے پاس بھیجا ہے میرے احکام و آئین کو مانو۔ باوجود اس کے انہوں
 نے نہ سنا بلکہ اپنے باپ دادا کی طرح جو خداوند اپنے خدا پر ایمان نہ لائے
 تھے گردن کشی کی اور اس کے آئین کو اور اس کے عہد کو جو اس نے ان کے
 باپ دادا سے باندھا تھا اور اس کی ہر باتوں کو جو اس نے ان سے وہی بھتیس دے
 کیا اور باطل باتوں کے پیرو ہو کر نکلے ہو گئے اور اپنے آس پاس کی قوموں کی
 تقلید کی جن کے بارہ میں خداوند نے ان کو تاکید کی تھی کہ وہ ان کے کام نہ کریں۔
 اور انہوں نے خداوند اپنے خدا کے احکام کو ترک کر کے اپنے لئے ڈھالی ہوئی
 موریتیں یعنی وہ پھڑپھڑے بنائے اور میرت تیار کی اور آسمانی فوج کی پرستش
 کی اور بعل کو پوجا۔“ (۱۳)

حیرت ہے بائبل میں واضح بیانات کی موجودگی میں یہودی اور مسیحی یہ نہیں مانتے

کہ اسرائیل سامری مذہب کے پیروکار تھے۔

اسرائیل پر اللہ کا عتاب

خدا نے واحد کی نافرمانی کی روش سے باز نہ آنے کی وجہ سے آخر کار اسرائیل پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ اس حقیقت کو بائبل میں اس طرح سے آشکارا کیا گیا ہے :

”شاہ اسور اسرائیل کو اسیر کر کے لے گیا اور ان کو خلیج اور جوازن کی ندی خابور پر مادیوں کے شہروں میں رکھا ۵ اس لئے کہ انہوں نے خداوند اپنے خدا کی بات نہ مانی بلکہ اس کے عہد کو یعنی ان سب باتوں کو جن کا حکم خداوند کے بندہ موسیٰ نے دیا تھا عدول کیا اور نہ ان کو سنا اور نہ ان پر عمل کیا“ (۱۴)

شاہ اسور سلمسر سامریہ پر چڑھا ہی کر کے ۲۱، قم میں شاہ اسرائیل ہوشیہ بن ایلا اور اسرائیل کے لوگوں کو اسیر کر کے لے گیا اور انہیں اپنے ملک میں خلیج اور جوازن کی ندی خابور اور مادیوں کے شہروں میں اور سامریہ کے شہر دل کی آباد کاری کے لیے وہاں اپنے لوگوں کو بسا دیا۔ شاہ اسور کی اس حکمت عملی سے اسرائیل کے دس قبائل تتر بتر ہو کر اپنا تشخص کھو بیٹھے۔ جس کی بنا پر انہیں ”اسرائیل کے دس گنبدہ قبائل“ کہا جاتا ہے۔ تاہم ملک میں باقی پنج رہنے والے غیر اہم اسرائیل جنہیں بقیہ کہا جاتا ہے۔ اپنے سامری مذہب پر قائم رہے گو غیر اقوام میں مدغم ہو کر وہ بھی اپنا تشخص برقرار نہ رکھ سکے۔

اسرائیل کی پیڑی میں غیر اقوام کا سامری بننا

سامریہ کے شہروں میں بس جانے والی غیر اقوام نے بھی سامری مذہب اختیار کر لیا، جیسا کہ بائبل کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے :

”اور شاہ اسور نے بابل اور کوتہ اور عو اور حات اور سفور تم کے لوگوں کو لاکر بنی اسرائیل کی جگہ سامریہ کے شہروں میں بسا دیا۔ سو وہ سامریہ کے ملک ہوتے اور ان کے شہروں میں بس گئے ۵ اور اپنے بس جانے کے شروع

میں انہوں نے خداوند کا خوف نہ مانا (گویا کہ اسرائیل ایسا کرتے تھے)۔
 اس خداوند نے ان کے درمیان شیروں کو بھیجا جنہوں نے ان میں سے بعض کو
 مار ڈالا۔ پس انہوں نے شاہ اسور سے یہ کہا کہ جن قوموں کو تو نے بے جا کر سلیم
 کے شہروں میں بسایا ہے وہ اس ملک کے خدا کے طریقے سے واقف نہیں ہیں۔
 چنانچہ اس نے ان میں شیر بھیج دیئے اور دیکھ وہ ان کو بھاڑتے ہی اسلئے
 کہ وہ اس ملک کے خدا کے طریقے سے واقف نہیں ہیں ۲ تب اسور کے باؤا
 نے یہ حکم دیا کہ جن کاہنوں کو تم وہاں سے لے آتے ہو ان میں سے ایک کو
 وہاں بے جا ڈال دو وہ جا کر وہیں رہے اور یہ کاہن ان کو اس ملک کے خدا کا
 طریقہ سکھائے ۳ سوان کاہنوں میں سے جن کو وہ سامریہ سے لے گئے تھے
 ایک کاہن اگر بیت الہی میں رہنے لگا اور ان کو سکھایا کہ ان کو خداوند کا خوف
 کیونکر ماننا چاہیئے ۴ (۱۵)

اس قصہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ سامریہ کے شہروں کا خدا دوسری جگہوں کے خدائے
 سے علیحدہ تھا۔ نیز یہ کہ جو لوگ خدا کی نافرمانی کی وجہ سے خود زیر عتاب آئے تھے ان کا کاہن
 اسوریوں کو یہ بتاتا تھا کہ کس طرح سے وہ خدا کا خوف مانیں۔ حقیقت جو کچھ بھی ہو، یہ
 عیاں ہے کہ سامری کاہن کی پیروی میں سامریہ کے شہروں میں بس جانے والی اقوام بھی
 سامری مذہب کی پیروی کا رہ گئی تھیں۔

ان تاریخی اور مذہبی روایات کی روشنی میں اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا
 کہ سامری چاہے وہ اسرائیلی تھے یا غیر اقوام ان کا شخص و طینت سے نہ تھا۔ بلکہ اس
 کی بنیاد گو سالہ پرستی کے سامری مذہب پر رکھی گئی تھی۔ یعنی اسرائیل اس لیے سامری نہ
 تھے کہ انہوں نے سامریہ کا شہر تعمیر کر کے ملک کو سامریہ کا نام دیا تھا اور وہ اس میں بستے
 تھے بلکہ سامری مذہب کے پیروکار ہونے سے انہوں نے سامریہ شہر کو تعمیر کیا تھا اور
 مذہب کی نسبت سے وہ اپنے ملک کو سامریہ کہتے تھے اور خود سامری کہلاتے تھے۔
 بعد میں غیر اقوام کے جن لوگوں نے یہ مذہب اختیار کر لیا تو وہ بھی سامری کہلائے۔

یہودیوں اور سامریوں میں میل جول کا فقدان

گو سامری تورات کو کتاب مقدس کے طور پر مانتے تھے مگر وہ اس کے پیروکار نہ تھے۔ وہ تورات کے سوا عہد عتیق کی باقی کتابوں پر ایمان نہیں رکھتے تھے کیوں کہ انہیں ان کے دشمن یہودی مورخین نے لکھا تھا۔ گو سالہ پرستی کرنے اور عہد عتیق کی اکثر کتابوں کو مقدس زمانے کی بناء پر سامریوں کے ساتھ یہودی کوئی میل جول نہیں رکھتے تھے، جیسا کہ بائبل کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے :

”جب یہوداہ اور بنیمن کے دشمنوں (سامریوں) نے سنا کہ وہ جو اربعہ تھے خداوند اسرائیل کے خدا کے لیے ہیکل بنا رہے ہیں تو وہ زربابل اور آبائی خاندانوں کے سرداروں کے پاس آکر ان سے کہنے لگے کہ ہم کو بھی اپنے ساتھ بنانے دو کیونکہ ہم بھی تمہارے خدا کے طالب ہیں جیسے تم ہوادیم شاہ اسور سرحدوں کے دنوں سے جو ہم کو یہاں لایا اُس (خدا) کے لیے قربانی پڑھاتے ہیں لیکن زربابل اور لیشوع اور اسرائیل کے آبائی خاندانوں کے باقی سرداروں نے ان سے کہا کہ تمہارا کام نہیں کہ تمہارے ساتھ ہمارے خدا کے لئے گھونٹاؤ بلکہ ہم آپ ہی ملکر خداوند اسرائیل کے خدا کے لیے اسے بنائیں گے جیسا شاہ نارسن ہوا اس نے ہم کو حکم دیا ہے تو تب ملک کے لوگ یہوداہ کے لوگوں کی مخالفت کرنے اور بناتے وقت ان کو تکلیف دینے لگے“ (۱۶)

یہودیوں کا سامریوں کے ساتھ میل جول نہ رکھنے مگر سامریوں کا بنی اسرائیل (حضرت یعقوب کی اولاد) ہونے کا بین ثبوت بائبل کے مسیحی حصہ یعنی عہد جدید کے اس بیان سے ملتا ہے :

”سامریہ کی ایک عورت پانی بھرنے آئی۔ پسوع نے اس سے کہا مجھے پانی پلاؤ کیوں کہ اس کے شکر دہشہ میں کھانا مول لینے گئے تھے اس

سامری عورت نے اس سے کہا کہ تو یہودی ہو کر مجھ سامری عورت سے
بانی کیوں مانگتا ہے (کیوں کہ یہودی سامریوں سے کسی قسم کا رشتہ نہیں
رکھتے تھے) [۵ کیا تو ہمارے باپ یعقوب سے بڑا ہے
جس نے ہم کو یہ کنواں دیا اور خود اس نے اور اس کے بیٹوں نے اور
اس کے مویشی نے اس سے پیا ۵“ (۱۷)

سامریوں کا وجود

سامری اب تقریباً ناپید ہیں۔ دنیا میں ان کی تعداد پانچ سات سو سے زائد نہیں
ہے۔ ۱۹۷۰ء میں ۲۵۰ سامری یروشلم سے ۲۵ میل شمال میں تولس (سابق سکیم) میں
اور اتنے ہی سامری تل ابیب کے قریب ہوں میں تھے جہاں ان کا ایک مندر بھی ہے۔
یہ لوگ خود کو ان اسرائیلیوں کی اولاد بتاتے ہیں جنہیں ۷۲۱ ق م میں فتح سامریہ کے
بعد شاہ اسور نے ملک میں رہنے دیا تھا۔

سامری اپنے آپ کو بنی اسرائیل (اولاد اسرائیل) کہتے ہیں اور توریت کے پروکار
ہیں۔ لیکن یہودی انہیں سامری ہی کہتے ہیں۔ یہودیوں کی تلمود میں انہیں کتیم کا نام دیا گیا
تھا، جس سے مراد غیر اقوام کے وہ لوگ ہیں جنہیں شاہ اسور نے سامریہ کے ملک میں لے لیا
تھا۔ اس سے ہمارے اس نظریے کی تصدیق ہوتی ہے کہ سامریہ میں بس جانے والی
غیر اقوام نے سامری مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ حضرت
یسوعؑ کے اپنے شاگردان خاص کو سامریوں کے شہروں میں جا کر تبلیغ کرنے سے سختی کے
ساتھ منع کر دیا تھا کیوں کہ یسوعؑ صرف بنی اسرائیل کے لیے بنی بنا کر بھیجے گئے تھے۔

نواں باب

یہوداہ کی تاریخ کے تین دور

اسیری، یروشلم واپسی، غلامی

بنی اسرائیل کے دو قبا ئل یہوداہ اور بنیمین کی ریاست یہوداہ جو فلسطین کے جنوب میں تھی اس کے حکمران شاہان یہوداہ کہلاتے تھے ان کا تعلق حضرت داؤد کے خاندان سے تھا یہ سلطنت ۵۸۶ ق م تک قائم رہی۔

سلطنت یہوداہ کا دارالخلافہ یروشلم تھا یروشلم میں ہیکل سلیمانی کی وجہ سے یہ سلطنت سامری شمالی ریاست اسرائیل سے زیادہ دیر پا ثابت ہوئی اگرچہ ۸۰۰ ق م کے بعد سے یروشلم انبیائے بنی اسرائیل کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا اس کے باوجود یہوداہ کے لوگ مذہبی اور اخلاقی طور پر گمراہی میں مبتلا رہے حضرت سلیمان کے بعد دو شاہان یہوداہ حزقیاہ بن آخزہ اور یوسیاہ بن امون ایسے تھے جن کے حق میں بائبل کے مصنفین نے کلمات خیر لکھے ہیں۔

توریت کی گمشدگی اور دریافت

حد تو یہ ہے کہ شاہان یہوداہ کے عہد میں توریت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی کتاب توریت یعنی تشبیہ شریعہ یا استثنائا کا کوئی ایک نسخہ ملک بھر میں موجود نہ تھا تا آنکہ یروشلم کی تباہی سے کچھ عرصہ پہلے

شاہ یہوداہ یوسیاہ کے عہد میں ہیکل کی دراڑوں کی مرمت کراتے وقت مردار کاہن خلیفہ کو وہاں تو ریت کی کتاب ملی۔ تب بادشاہ اور رعایا نے یہ عہد باندھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر کار بند رہ کر زندگی بسر کریں گے۔

یہوداہ کا تجدید عہد

توریت ملنے پر اس کے احکام پر عمل کر نیکافکر بائبل میں یوں مذکور ہے۔
 ”یوسیاہ بادشاہ کے اٹھارویں برس یہ نسخہ یروشلم میں خداوند کے لئے منائی گئی۔“ ماسوا اس کے یوسیاہ نے جنات کے یاروں اور جادوگروں اور مورتوں اور بتوں اور سب نفرتی چیزوں کو جو ملک یہوداہ اور یروشلم میں نظر آئیں دور کر دیا تاکہ وہ شریعت کے ان باتوں کو پورا کرے جو اس کتاب لکھی تھیں جو خلیفہ کاہن کو خداوند کے گھر میں ملی تھی۔“

”اور اُس سے پہلے کوئی بادشاہ اس کی مانند نہیں ہوا تھا جو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور سے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مطابق خداوند کی طرف رجوع لایا ہو اور نہ اس کے بعد کوئی اس کی مانند برپا ہوا۔“
 باوجود اس کے (حزقیہ کے بیٹے) منسی کی سب بدکاریوں کی وجہ سے جس سے اس نے خداوند کو غصہ دلایا تھا خداوند اپنے سخت و شدید قہر سے جس سے اس کا غضب یہوداہ پر بھڑکا تھا باز نہ آیا۔ اور خداوند نے فرمایا میں یہوداہ کو بھی اپنی آنکھوں کے سامنے سے دور کر دوں گا جیسے میں نے اسرائیل کو دور کیا اور میں اس شہر کو جسے میں نے چنا یعنی یروشلم کو اور اس کے گھر کو جس کی بابت میں نے کہا تھا کہ میرا نام وہاں ہوگا رو کر دوں گا۔“ (۱)

آخری زمانہ میں شاہ یہوداہ حزقیہ (۶۰۷ تا ۵۹۷ ق م) کے عہد میں اسوریوں کے ہاتھوں یہوداہ کی سلطنت سکڑ کر یروشلم کے ارد گرد چھوٹے سے حصہ پر مشتمل رہ گئی تھی حزقیہ کے پوتے امون کا بیٹا شاہ یہوداہ یوسیاہ جو یہوداہ کا آخری راستباز بادشاہ

تھا شاہ مصر نکوہ کے ہاتھوں مجدو کی وادی میں زخمی ہو کر مر گیا تو شاہ بابل نبوکدنصر کے ہاتھوں یہوداہ کی سلطنت کا زوال شروع ہوا۔

۱۔ یہوداہ کی اسیری

یوسیاہ کے بعد اس کا بیٹا آخر شاہ یہوداہ بنا۔ اس نے صرف تین ماہ یروشلیم میں سلطنت کی تو شاہ مصر نے اسے تخت سے اتار کر اس کے بھائی یہو یقیم کو بادشاہ بنایا اور اُس نے گیارہ برس یروشلیم میں سلطنت کی۔ اس پر شاہ بابل نبوکدنصر نے نبوکدنصر بھی کہتے ہیں نے چڑھائی کی اور اُسے قید کر کے بابل لے گیا۔ شاہ بابل نبوکدنصر نے یہو یقیم کی جگہ اس کے بیٹے یہو یاکین کو بادشاہ بنایا۔ اُسے کو نیاہ اور کو نیاہ کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے یہو یاکین نے صرف تین ماہ اور دس دن یروشلیم میں حکومت کی تو نئے سال کے شروع میں شاہ بابل نبوکدنصر نے اُسے معزول کر کے ہیکل کے نفیس برتنوں سمیت بابل بلوایا تاکہ وہاں وہ اسیری میں زندگی بسر کرے۔

شاہ یہوداہ صدقیہ کی اسیری

یہو یاکین کی اسیری کے بعد شاہ بابل نے اس کے بھائی صدقیہ کو بادشاہ بنایا لیکن اس پر بھی چڑھائی کر کے شاہ بابل شاہ یہوداہ صدقیہ اور یہوداہ کے لوگوں کو اسیر کر کے بابل لے گیا۔ اس اسیری کا بیان بائبل میں اس طرح ہے۔
اس (صدقیہ) نے وہی کیا جو خداوند اس کے خدا کی نظر میں بُرا تھا اور اس نے یرمیاہ نبی کے حضور جس نے خداوند کے منہ کی باتیں اس سے کہیں عاجزی نہ کی ۵ اور اس نے نبوکدنصر بادشاہ سے بھی جس نے اسے خدا کی قسم کھائی تھی بغاوت کی بلکہ وہ گردن کش ہو گیا اور اس نے اپنا دل ایسا سخت کر لیا کہ خداوند اسرائیل کے خدا کی طرف رجوع نہ لایا ۶
اس کے سوا کاتبوں کے سب سرداروں اور لوگوں نے اور قوموں کے سب نفرتی کاموں کے مطابق بڑی بدکاریاں کیں اور انہوں نے خداوند کے گھر کو جسے اس نے یروشلیم میں مقدس ٹھہرایا تھا ناپاک کیا ۵ اور خداوندان کے باپ دادا کے خدا نے

اپنے پیغمبروں کو ان کے پاس بردقت بھیج بھیج کر پیغام بھیجا کیونکہ اُسے اپنے لوگوں اور اپنے مسکن پر ترس آتا تھا ۵ لیکن انہوں نے خدا کے پیغمبروں کو محطوں میں اڑایا اور اس کی باتوں کو ناچیز جانا اور اس کے نبیوں کی ہنسی اڑائی جہاں تک کہ خداوند کا غضب اپنے لوگوں پر ایسا بھڑکا کوئی چارہ نہ رہا ۵“ (۲)

یروشلم اور میکیل کی تباہی

مہوداہ کے بادشاہ اور وہاں کے لوگوں کی نافرمانی جب حد سے گذر گئی تو ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ اسے بائبل کی کتاب تواریخ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔
پنچانوہ کسلیوں کے بادشاہ (نبوکدنصر) کو ان پر چڑھا لایا جس نے ان کے مقدس کے گھر میں ان کے جواؤں کو تلواریں سے قتل کیا اور اس نے جو ان مردوں کی کنواری، کیا بڑھایا عمر سیدہ کسی پر ترس نہ کھایا اس نے سب کو اس کے ہاتھ میں دے دیا ۵ اور خدا کے گھر کے سب ظروف کیا بڑے کیا چھوٹے اور خداوند کے گھر کے خزانے اور بادشاہ اور اس کے سرداروں کے خزانے یہ سب وہ بابل لے گیا ۵“

انہوں نے خدا کے گھر (میکیل) کو جلا دیا اور یروشلم کی تفصیل ڈھادی اور اس کے تمام محل آگ سے جلا دیئے اور اس کے سب قیمتی ظروف کو برباد کیا ۵ اور جو تلوار سے بچے وہ ان کو بابل کو لے گیا اور وہاں وہ اُس کے اور اس کے بیٹوں کے غلام رہے جب تک کہ فارس کی سلطنت شروع نہ ہوئی ۵ تاکہ خداوند کا وہ کلام جو یرمیاہ کی زبانی آیا پورا ہو کہ ملک اپنے سینوں کا آرام پالے کیونکہ جب تک وہ سسنان پڑا رہتا ہے تک یعنی ستر برس تک اسے سبت کا آرام ملا ۵“ (۳)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کی جس بیان کو کسی نبی کی معرفت کہا گیا۔ خدا کا کلام کھاتا ہے کہ وہ اہامی کلام نہیں ہوتا کیونکہ خدا کا کلام غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ یروشلم کی تباہی کے بیان میں یہ کہا گیا ہے کہ خدا نے یرمیاہ نبی کی معرفت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یروشلم ستر برس تک ویران رہے گا مگر ہوا یہ کہ بابل میں یہودیوں کی اسیری کا زمانہ ۵۸۶ یا ۵۸۷ تا ۵۳۸ ق م یعنی پچاس برس سے کم تھا ۵۳۱ ق م

(۲) ۲- تواریخ - ۳۶: ۱۲- ۱۴ (۳) ۲- تواریخ ۳۶: ۱۲- ۱۴

ہیں انہوں نے بابل سے یروشلم داپس آکر مہیکل کی دوبارہ تعمیر شروع کر دی تھی اس سے
یرمیاہ نبی سے منسوب کردہ خلا کا یہ کلام غلط ہو جاتا ہے کہ ملک ستر برس تک نسبت کا
آرام کرے گا۔

اسیری میں انبیاء کی تسلیاں

جس طرح سے بابل میں ستر برس تک یروشلم کی ویرانی کا بیان یرمیاہ نبی کی
زبانی خدا کے کلام کے طور پر رکھا گیا ہے اسی طرح اسرائیل اور یہوداہ کی سلطنتوں
کے اسیروں کو تسلیاں دینے کے کئی بیانات نبیوں کی معرفت خدا کے کلام کے طور پر
بابل میں مندرج ہیں۔ ماہتیں بیان کرنا اس لئے اہم ہے کہ ان بیانات کو پہلے تو تسلی کے کلام کے
طور پر پیش کیا گیا اور پھر انہیں پیشینگوئیاں اور آخر کار قوم سے کئے گئے خدا کے وعدے
بنانے کا طریقہ کیا گیا ہے حالانکہ یہ وعدے پورے نہیں ہوئے۔

سامری سلطنت اسرائیل کے اسیروں کو تسلی

یرمیاہ نبی کی زبانی اسرائیل کے لئے تسلی کا یہ کلام بابل میں مذکور ہے۔
”خداوند فرماتا ہے میں اس وقت اسرائیل کے سب گھرانوں کا خدا ہوں گا اور وہ
میرے لوگ ہوں گے ۵ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میں سے جو لوگ توار سے چٹکے
(جہنمیں بقیہ کہا جاتا ہے) جب وہ راحت کی تلاش میں گئے تو یہاں میں مقبول ٹھہرے ۵
خداوند قدیم سے مجھ پر ظاہر ہوا اور کہا میں نے تجھ سے ابدی محبت رکھی اس لئے میں نے اپنی
شفقت تجھ پر بڑھائی اے اسرائیل کی کنواری میں تجھے پھر آباد کروں گا اور تو آباد ہو جائیگی
تو پھر دفن اٹھا کر آراستہ ہوگی اور خوشی کرنے والوں کے ناچ میں شامل ہونے کو نکلے گی ۵
تو پھر سامریہ کے پہاڑوں پر تاکستان لگائے گی باغ لگانے والے لگائیں گے اور اس کا
پھل کھائیں گے ۵ کیونکہ ایک دن انراہیم کی پہاڑیوں پر نگہبان پکار دیں گے کہ اٹھو ہم
صیون پر خداوند کے حضور چلیں ۵“ (۴۱)

(۴۱) یرمیاہ — (۳۱) — ۴۱

”وہ روتے اور مناجات کرتے ہوئے آئیں گے۔ میں ان کی راہبری کروں گا۔ میں ان کو پانی کی ندیوں کی طرف راہ راست پر چلاؤں گا جس میں وہ ٹھوکر نہ کھائیں گے کیونکہ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پہلو ٹھا ہے“ اے قوم! خداوند کا کلام سنو اور دور دور کے جزیروں میں منادی کرو اور کہو جس نے اسرائیل کو کمتر بنز کیا وہی اُسے جمع کرے گا اور اس کی ایسی نگہبانی کرے گا جیسی گڑیا اپنے گلے کی کیونکہ خداوند نے یعقوب کا فدیہ دیا ہے اور اُسے اُس کے ہاتھ سے جو زور آور تھا رٹ لی بخشتی ہے“ (۵)

یرمیاہ کی کتاب کے اس باب میں مزید یہ تسلی دی گئی ہے۔

”خداوند یوں فرماتا ہے کہ راحہ میں ایک آواز سنائی دی تو صہ اور زار زار روتا۔ راحل اپنے بچوں کو رو رہی ہے وہ اپنے بچوں کی بابت تسلی پذیر نہیں ہوتی کیونکہ وہ نہیں ہیں خداوند یوں فرماتا ہے کہ اپنی ناری کی آواز کو روک اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے باز رکھ کیونکہ تیری محنت کے لئے اجر ہے خداوند فرماتا ہے وہ دشمن کے ملک سے واپس آئیں گے اور خداوند فرماتا ہے تیری عاقبت کی بابت امید ہے کیونکہ تیرے بچے پھر اپنی حدود میں داخل ہوں گے فی الحقیقت میں نے افرائیم کو اپنے پر یوں ماتم کرتے سنا کہ تو نے مجھے تسنہ کی اور میں نے اس بچھڑے کی مانند جو سدھایا نہیں گیا تسنہ پائی۔ تو مجھے پھر تو میں پھروں گا کیونکہ تو ہی میرا خداوند خدا ہے“ (۶)

یرمیاہ کے کلام کا تجزیہ

شمالی فلسطین میں اسرائیل کے دس قبائل کی سامری حکومت کا نام اسرائیل تھا اور سامریہ بھی۔ اور ان دس قبائل کی قوم کو بھی اسرائیل کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا۔ راحل حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) کی چھٹی بیوی تھی اس کے لہجے سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تھے افرائیم حضرت یوسف علیہ السلام کا بیٹا تھا افرائیم کی نسل سے افرائیمی قبیلہ اسرائیل پر حکومت کرتا تھا یہی وہ نام ہیں جو یرمیاہ کے کلام میں ملتے ہیں۔

(۵) یرمیاہ - ۳۱: ۹ - ۱۱ (۶) یرمیاہ - ۳۱: ۱۵ - ۱۸

شاہ اسور سلمشہ نے سامریہ پر چڑھائی کر کے اسرائیل کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا تو اس نے اسرائیلی قبائل کو اپنے ملک میں اپنے لوگوں کے اندر بسا کر تتر بتر کر دیا اور سامریہ کے ملک میں اپنے لوگوں کو بسا دیا۔ شاہ اسور کی اس حکمت عملی سے اسرائیل کے دسوں کے دسوں قبائل اپنا تشخص کھو کر نالود ہو گئے اور انہیں اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کہا جانے لگا۔ (۷)

ان حقائق کے پیش نظر ہر کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ بائبل میں جس کلام کو خدا کے کلام کے طور پر یرمیاہ نبی کی زبانی پیش کیا گیا ہے وہ کبھی بھی وقوع پذیر نہیں ہو سکتا اس لئے حقیقت یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔

یرمیاہ نبی کے کلام میں راعل کے رونے کو مسیحیت کے پیروکاروں نے حضرت مسیح کی پیدائش پر ہرودیس بادشاہ کے مامحتوں بیت لحم کے ارد گرد کے بچے مروانے کا افسانہ گھڑنے کے لئے ایک پیشنگوئی بنا کر انجیل متی باب ۲ میں پیش کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ کلام اسرائیل اور حاکم قبیلہ بنی راعل یعنی افرایم سے متعلق ہے نیز یہ کہ یرمیاہ نبی کے کلام میں افرایم کو خدا کا پہلو ٹھاٹھہرانے کے بعد مسیحیوں کا یسوع کو خدا کا پہلو ٹھاٹھہرانے کا کیا جواز ہے؟

حضرت داؤد کی نسل سے نجات دہندہ آنے کا تحیل

یہوداہ کے قبیلے کے حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد ہائے سلطنت بنی اسرائیل کی تاریخ کا عظیم ترین دور ہے۔ یہوداہ کے لوگ شاہ بابل کے ماتحتوں اسیری میں چلے گئے تو بابل میں وہ حضرت داؤد کی پرنسکہ یا شاہت اور عظمت رفیعہ کو یاد کر کے اپنے آپ کو یہ تسلی دیتے تھے کہ حضرت داؤد کی نسل سے ایک بادشاہ آکر اسیروں کو نہ صرف ذلت کی زندگی سے رہائی دلائے گا بلکہ اس کے ذریعے سے عظمت رفتہ بھی لوٹ آئے گی ان کے اس تحیل کا اظہار انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا میں اس طرح کیا گیا ہے۔

(۷) ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا - ۱۱: ۱۰۰

داؤدی اختراع کی روح یہ تھی تھا کہ سموئیل (نبی) کے ذریعے چنا ہوا ہونے اور پرورش عوامی تائید حاصل ہونے کے علاوہ داؤد کے ساتھ خدا نے اس کے گھرانے کے لئے ہمیشہ کی بادشاہت کا وعدہ کر رکھا تھا شروع میں تو خدا کی فرمانبرداری کی شرط کے ساتھ مگر بعد میں اسے بلا شرط تصور کر لیا گیا۔ اس وعدہ کی شکل زبور ۱۳۲، اور سموئیل باب ۱ میں بالترتیب دکھائی دیتی ہے بڑھا چڑھا کر اس وعدہ کو اسرائیل کے ساتھ کئے گئے عہد کی مطابقت میں داؤد کے ساتھ کیا گیا خدا کا عہد بنا دیا یعنی یہ کہ خدا داؤد کے گھرانے کے ذریعے اسرائیل پر اپنی برکتیں نازل کرے گا اس نئی شکل میں خدا کے مسیح کئے ہوئے (مسیح) کی تعلیم کا بتیل پیدا ہو کر وہ داؤدی نظریہ بنا جو بت پرستانہ طریق سے مستعار لی گئی قصیدہ گوئی ہے جس سے بادشاہ کو خدا کا پہلو ٹھاٹھ داتے تھے۔“ (۸)

یہوداہ کے لئے تسلی کے کلام

پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی بائبل ”کتاب مقدس“ کے عہد عتیق میں داؤدی نجات دہندہ کی نشاندہی عاموس نبی کی زبانی یوں ہے:

”میں اس روز داؤد کے گھرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کروں گا اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اسے پہلے کی طرح تعمیر کروں گا۔ تاکہ ادوم کے بقیہ اور ان سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں۔ اس کے وقوع میں لانے والا خداوند فرماتا ہے“ (۹)

اس کلام میں ”ادوم“ جو ایک غیر یہودی قوم تھی کے بارے میں لکھا گیا یہ فقرہ اہم ہے:

”ادوم کے بقیہ اور سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں“

کیونکہ اصل یونانی کلام یوں ہے جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا بیان ہے:

”داؤدؑ کی نسل ادم کے بقیہ پر پھر قابض ہوگی“

پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی ”کتاب مقدس“ کے عہد جدید کی کتاب اعمال میں ”کتاب مقدس“ کے عہد عتیق (۹) میں لکھے گئے فقرے کو بدل کر یوں لکھا ہے:

”باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں، خداوند کی تلاش کریں۔“ (۱۰)

کیتھولک مسیحیوں نے اپنی بائبل ”کلام مقدس“ کے عہد عتیق میں یوں لکھا ہے:

”وہ ادم کے بقیہ کو اور ان سب قوموں کو جو میرے نام سے کہلاتی ہیں میراث میں لیں۔“ (۱۱)

انہوں نے ”کلام مقدس“ کے عہد جدید میں اسے یوں بدل دیا ہے:

”بنی آدم کا بقیہ یعنی وہ سب اقوام خداوند کو تلاش کریں۔“

اصل کلام داؤدؑ کی نسل کا بنی اسرائیل کی دشمن فلسطین کی ایک چھوٹی سی قوم ادم کے بقیہ پر قابض ہونا تھا، جسے بڑھاتے بڑھاتے بات بنی آدم کے بقیہ تک پہنچا دی گئی، اس صریح تحریف کا مقصد محض یہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جنہوں نے عرف یہودیوں کا نجات دہندہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا عالمی نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جائے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا نے لکھا ہے:

”یونانی زبان میں عبرانی بائبل کا ترجمہ کرتے وقت دوسری قمری صدی کے سکندری دور میں یہودیوں کو یہ موقع ملا کہ وہ ایسی تاویلات پیش کریں جن سے مروجہ یونانی خیالات سے مطابقت پیدا ہو۔۔۔۔۔۔ جس کے بعد مسیحیت کے پیروکاروں نے یہ کیا کہ وہ

”اس طرح مائل ہوئے کہ کئی خاص عبرانی (اسرائیلی) بیانیوں کو عالمی بیانیوں، مثلاً عاموس کے کلام ۹: ۱۱ میں یہ پیشینگوئی، کو داؤدؑ کی نسل بنی ادم کے بقیہ پر قابض ہوگی، بدل کر یہ وعدہ بنا کر بنی آدم کا بقیہ (غیر یہودی اقوام عالم) سے خدا

(۱۰) اعمال - ۱۵: ۱۵

(۱۱) عاموس - ۹: ۱۲

کا مشدنی ہوگا۔ عہد جدید میں غیر اقوام کے مشنریوں کے لئے اسے ایک وعدہ پورا ہونے کی شہادت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔“ (۱۲)

انجیل میں یسوع کی پیدائش کو معصن اسرائیل کے نجات دہندہ کے آنے کی پیشینگوئی کی تکمیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے خود یسوع نے اپنی آمد کا مقصد صرف بنی اسرائیل قوم کی اصلاح کرنا بیان کیا تھا ان کے تشریف لیجانے کے بعد یہ نظریہ قائم کیا گیا کہ اگر کبھی اٹھنے کے بعد یسوع نے اپنی زندگی کی تعلیم کو کبیر پلا کر پوروس کو اپنا رسول منتخب کیا ہے پوروس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نام پر غیر اقوام کا رسول بن کر اپنے پیروکار بنائے جو مسیحی کہلاتے ہیں پس لازم تھا کہ عہد عتیق میں تسلی کے لئے جو پیشینگوئیاں اسرائیل کی نجات اور ان کے نجات دہندہ سے منسوب ہیں انہیں عالمی بنایا جائے اس بارے میں عہد عتیق کے چند اور بیانات اس طرح ہیں۔

اسیر یہوداہ کے لئے تسلی کے پیغام

۱۔ یسعیاہ نبی کی زبانی! ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کندھے پر ہوگی اور اس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت اور اس کی مملکت پر آج سے ابد تک حکمران رہے گا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشنے کا رب الافواج کی بخوری یہ کرے گی۔“ (۱۳)

اس قسم کے کلام کو مسیحی یسوع مسیح کی آمد کی پیشینگوئی کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ نہ تو وہ یہودیوں کے بادشاہ بنے تھے اور نہ ہی وہ حضرت داؤد کے تخت پر بیٹھے تھے۔ وہ مملکت داؤد کے حکمران بھی نہ تھے صلیبی جنگوں کے ذریعے ارض فلسطین پر مسیحیوں کے تسلط کی کوششیں بائبل میں مذکور تسلی کے پیغامات کا شانسانہ ہے اور فلسطین میں یہودیوں کی ریاست اسرائیل کے قیام میں مغربی مسیحی حکومتوں کا عمل دخل بھی اس کا نتیجہ ہے حالانکہ جو بھی حکومت فلسطین میں بنے اس کا تعلق حضرت داؤد کی نسل کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

۲۔ یرمیاہ نبی کی زبانی

”دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے کہ میں داؤد کے لئے ایک صادق شاخ پیدا کروں گا اور اس کی بادشاہی ملک میں اقبال مندی اور عدالت اور صداقت کے ساتھ ہوگی“ اس کے ایام میں یہوداہ نجات پائے گا اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کرے گا اور اس کا نام یہ رکھا جائے گا خداوند ہماری صداقت کا (۱۴) اس کلام کی صداقت کا اندازہ نابود شدہ اسرائیل کا سلامتی سے سکونت کرنے سے لگایا جاسکتا ہے۔ فلسطین میں موجودہ حکومت اسرائیل درحقیقت وہ اسرائیل نہیں جس کے سبھی قبائل گمشدہ بن گئے ہوئے ہیں۔ اس کا تعلق یہوداہ سے ہو سکتا ہے اسرائیل سے نہیں۔ کلام میں یہوداہ کے نجات پانے اور اسرائیل کے سلامتی سے سکونت کرنے کا اشارہ ہے کوئی اگر موجودہ ریاست کو حقیقی اسرائیل مان بھی لے تو یہ کس قدر سلامتی کے ساتھ سکونت پذیر ہے یہ حقیقت محتاج بیان نہیں ہے۔

۳۔ حزقی ایل نبی کی زبانی

میں اپنے گلہ کو بچاؤں گا ۵ وہ پھر کبھی شکارتہ ہوں گے اور میں بھیڑ بکریوں کے درمیان انصاف کروں گا ۵ اور میں ان کے لئے ایک چوپان مقرر کروں گا اور وہ ان کو چرائے گا یعنی میرا بندہ داؤد ۵ وہ ان کو چرائے گا اور وہی ان کا چوپان ہوگا ۵ میں ان کا خدا ہوں گا اور میرا بندہ داؤد ان کے درمیان فرمانروا ہوگا میں خدا تے ہوں فرمایا ہے ۵“ (۱۵) مسیحی یسوع مسیح کو حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ابن داؤد بنا کر نجات دہندہ کے طور پر پیش تو کرتے ہیں مگر وہ بھولے ہوئے ہیں کہ حزقی ایل بنی کا یہ کلام سرسراں کے بنائے ہوئے تثلیث کے عقیدہ کے ساتھ متضاد ہے کہ تثلیث کی رو سے یسوع مسیح کو خدا قرار دیا گیا ہے جبکہ حزقی ایل کے کلام کی رو سے ابن داؤد خدا کی بجائے واضح طور پر خدا کا بندہ ہونا چاہیے۔

(۱۴) یرمیاہ - ۲۳: ۵، ۱۴: ۱۴ - ۱۶ (۱۵) حزقی ایل - ۳: ۲۲ - ۲۴

۴۔ میکاہ نبی کی زبانی

”لیکن اے بیت لحم افزا تاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوڑا ہے تو بھی تجھے میں ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا اور اس کا مصدر زمانہ سابق ناں قدیم الایام ہے“ (۱۶)

یہودیوں نے اس کلام سے فائدہ اٹھانا تھا وہ تو ظاہر ہے کہ بیت لحم سے انہیں نجات دینے والا کبھی کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ مگر شمالی ملک کے شہرناہرقہ سے حضرت مریم کو فلسطین کے جنوبی شہر بیت لحم میں پہنچا کر وہاں مسیح کی پیدائش کے بیان سے مسیحوں نے انہیں بیت لحم سے نکلنے والا شخص بنا کر پیش کر رکھا ہے مگر وہ حضرت مسیح کو اسرائیل کا حاکم بنانے میں ناکام رہے ہیں۔

۵۔ زکریا نبی کی زبانی

”اس روزگاہ اور ناپاکی دھونے کو داؤد کے گھرانے اور یروشلم کے باشندوں کے لئے ایک ستا چھوٹ نکلے گا اور رب الافواج فرماتا ہے میں اسی روز ملک سے بتوں کا نام مٹا دوں گا اور ان کو پھر کوئی یاد نہ کرے گا اور میں دھوڑے نہیںوں کی ناپاک روح کو ملک سے خارج کر دوں گا“ (۱۷)

بائبل میں نبیوں کی معرفت خدا کی طرف سے یہودیوں کے نجات دہندہ بادشاہ کا حضرت داؤد کی نسل سے آنے کے تسلی کچھ چند پیغام پیش کئے گئے ہیں گو انہیں یسوع مسیح کی گویاں اور خدا کے وعدوں کے طور پر پیش کیا جاتا ہے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی درست ثابت نہیں ہوا۔ یہ بات از حد دلچسپ ہے کہ بابل کی اسیری سے یہودیوں کا نجات دہندہ حضرت داؤد کی نسل کا ابن داؤد ہونے کی بجائے غیر قوم کا ایک شخص خورس نام کا بادشاہ تھا جو فارسی النسل تھا۔

(۱۶) میکاہ — ۵ : ۲

(۱۷) زکریا — ۱۳ : ۱، ۲

۲۔ یروشلم واپسی

شاہ فارس خورس (سائرس اعظم) کے ہاتھوں سلطنتِ بابل تباہ ہوئی تو اس نے بابل سے یہودیوں کی یروشلم کو واپسی کا فرمان جاری کیا۔ بابل میں یہ اس طرح مذکور ہے: ”شاہ فارس خورس کی سلطنت کے پہلے سال اس لئے کہ خداوند کا کام ہو یرمیاہ کی نربانی آیا تھا پورا ہو خداوند نے شاہ فارس خورس کا دل اُتھارا سو اس نے اپنی ساری مملکت میں منادی کروائی اور اس مصنون کا فرمان لکھا کہ شاہ فارس خورس یوں فرماتا ہے کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب مملکتیں مجھے بخشی ہیں اور اس نے مجھ کو تاکید کی ہے کہ میں یروشلم میں جو یہوداہ میں ہے اس کے لئے ایک مسکن بناؤں پس تمہارے درمیان جو کوئی اس کی سازی قوم میں ہو خداوند اس کا خدا اس کے ساتھ اور وہ روانہ ہو جائے گا“ (۱۸)

یہودیوں کی یروشلم کی واپسی پر کونزرنسائیکلو پیڈیا سے مندرجہ ذیل معلومات ملتی ہیں۔

بابل سے واپسی پر یہوداہ کے بقیہ نے قرینت پر پوری طرح عمل کرنے کا معصم ارادہ کر کے تباہ شدہ ہیکل کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ شاہانِ فارس کی ہمدردیاں اس کام میں یہوداہ کے بقیہ کے ساتھ تھیں اور یہ کام آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ ۵۰ ق م میں یہ کام خاص طور پر عزرا اور نحمیاہ سردار کاہنوں کی سرکردگی میں کافی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔ بقیہ کی آباد کاری یروشلم کے ارد گرد کے محوڑے سے علاقہ تک محدود تھی سیاسی طور پر نظم و نسق سردار کاہنوں کے ہاتھ میں تھا اور لوگ شاہانِ فارس کو خراج دیتے تھے۔ بابل سے واپسی پر یہودیہ میں آباد ہو جانے والے بقیہ کو یہودی کہا جانے لگا کیونکہ بیشتر آباد کاروں کا تعلق یہوداہ کے قبیلہ اور فلسطین کی ہمزب ریاست یہوداہ (یہودیہ) سے تھا۔

شمالی سلطنت سامریہ کے دس قبائل اسوریوں کے ہاتھوں ختم ہو چکے تھے جو بیچ رہے وہ سامری کہلائے ان کے رسم و رواج اور عقائد یہودیوں سے مطابقت نہیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے یہودی انہیں شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے تھے یہاں تک کہ ہیکل کی تعمیر میں حصہ لینے سے یہودیوں نے انہیں باز رکھا کیونکہ اپنا تشخص اور روایات کو برقرار رکھنے کے لئے یہودی انہیں علیحدہ رہنا ضروری سمجھتے تھے۔
پرمختی صدی قبل مسیح میں سکندر اعظم کی فتوحات سے فارس کی سلطنت ختم ہو گئی تو فلسطین یونانی تسلط میں آ گیا۔

۳۔ غلامی کا دور

یونانی سلطنت کے ماتحت پہلے کچھ عرصہ تک فلسطین پر مصر کے یونانی بطالیس خاندان کی حکومت رہی اور بعد میں فلسطین پر یونانی سلوکھ بادشاہوں کی حکمرانی ہو گئی۔

یونانی دور کے اثرات

یونانیوں کے زیر تسلط رہ کر یہودیوں کے درمیان فرقہ بازی کی ابتدا ہوئی انسانی کھوپڑیا برنیکیا میں یہودیوں کے ان اہم فرقوں کو بیان کیا گیا ہے۔

صدوقی :- یہ اپنے آپ کو بائبل کے بچے پیروکار سمجھتے کی بناء پر ہیکل کی رسومات کے سختی کے ساتھ پابند تھے۔

ایسینیز : ESSEES :- یہ فرقہ راہبانیت اختیار کر کے الگ تھلک رہتا تھا یہ اس عقیدہ کے قائل تھے کہ حکم صرف اللہ کا ہے۔

زپٹولٹ : ZEALOT :- اس فرقے کا عقیدہ یہ تھا کہ کسی دنیاوی حکمران کی فرمانبرداری کرنا گناہ ہے اور کسی بھی غیر قوم کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنا ایک مذہبی فریضہ ہے۔

فریسی : یہودیوں کا یہ سب سے اہم فرقہ تھا اس کا تعلق علمائے یہود سے تھا۔ بائبل کی تشریح و تفسیر سے شریعت کی پابندی کرنا اس کا مسلک تھا ان علماء کے کارناموں سے بعد میں بائبل کو مستند بنانے کا کام کیا گیا اس وقت یہ عقیدہ راسخ ہونے

لکھا تھا کہ یہودیوں کی ذلت کا دور ختم ہونے کو ہے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد خدا کا مسیح کو مدہ بھی
مسیح بادشاہ یہودیوں کو نجات دلانے کے لئے آنے کو ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر یسوع کو مسیح
بنا کر پیش کر کے مسیحیت کی بنیاد پڑی اور اس مذہب کے پھیلنے میں مدد ملی۔

امی الارض :- سب سے زیادہ کثرت سے یہودیوں میں عوامی طبقہ کے لوگ تھے
یہ کسی خاص مسلک پر قائم نہ تھے ان پڑھ اور مذہب سے بے گانہ ہونے کی وجہ سے انہیں
امی الارض یعنی زمین کے لوگ کہا جاتا تھا یہ لوگ فریسیوں اور صدوقیوں بلکہ سامریوں سے
بھی میل جول رکھتے تھے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیونکہ وہ نہ تو شریعت
کے پابند تھے اور نہ عبادت کے۔

یہ فرقہ شمالی سلطنت کے اسرائیلیوں کی نسل سے تھا ان کی توریت اور
سامری عبادت گاہیں الگ تھیں اس سے ہمارے اس نظریے کی تصدیق ہوتی
ہے کہ اسرائیل کی حکومت کے علیحدہ ہونے کا سبب ان کا سامری مذہب تھا۔

کثرت کے ساتھ سامری یہودیت کے احاطہ سے باہر تھے یہ صدوقیوں کا طرح
شریعت کے زبانی احکام کے مخالف تھے درحقیقت سامریوں اور صدوقیوں کے درمیان
۱۲۸ ق م تک جان ہر کالسن کے سکم کو فوج کرنے سے بیشتر ان دونوں فرقوں میں زیادہ
اختلاف نہ تھا۔

غیر اقوام کے یہودی بنی اسرائیل کے علاوہ دوسری اقوام سے یہودی مذہب
اختیار کر لینے والے لوگوں کا کوئی الگ فرقہ نہ تھا ان
کی تعداد فلسطین میں، اور خاص طور پر فلسطین کے باہر کافی تھی۔

علامہ کے اندازوں کی رو سے اس زمانہ میں فلسطین میں یہودیوں کی تعداد
سات لاکھ سے پچاس لاکھ تک تھی فلسطین سے باہر یہودیوں کی تعداد بیس لاکھ سے
پچاس لاکھ تک بیان کی جاتی ہے راجح الوقت رائے کے مطابق یسوع کی پیدائش کے
وقت بحیرہ روم کے ارد گرد کی آبادی میں یہودیوں کی تعداد کل آبادی کا دسواں حصہ
تھی۔ غیر اقوام کو یہودی بنانے کی کوشش ۱۳۰ ق م میں حشمونی خاندان کے بادشاہ ہرکالسن
اور ارستو بولس نے کی تھی انہوں نے جنوبی فلسطین کے ادومیوں اور شمالی فلسطین میں
اتوریہ کے لوگوں کو زبردستی یہودی مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔

یونانی اثر

فریسیوں کی کوششیں بسیار کے باوجود یہودی یونانی اثر قبول کرنے سے باز نہ رہ سکے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تلمود میں جو یہودیوں کی بائبل کے بعد دوسری اہم ترین دینی کتاب ہے پانچ سو سے تین ہزار تک یونانی الفاظ دیکھے جاسکتے ہیں یونانی الفاظ یہودی شریعت، حکومت، سائنس، مذہب، صنعت و حرفت اور روزمرہ کی زندگی کی اہم اصطلاحیں بن گئے، یہ ریبوں کی پسندیدہ واعظ کا ہر خاص ہیں۔

عبرانی بائبل کا یونانی ترجمہ

روایات کی رو سے ابتدائی یونانی عہد کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ تیسری صدی قبل مسیح میں توریت کا یونانی ترجمہ ہوا۔ اُسے سپٹو آجنت کہتے ہیں اصل زبان میں عبرانی بائبل (عہد عتیق) کا یونانی ترجمہ دو صدیوں کے بعد ہوا۔ ارسٹیز کے خط نیز فلڈ اور یوسیفس کے کارناموں میں اس یونانی ترجمہ کو الہامی قرار دیتے سے عبرانی زبان میں اصل بائبل سے بے اعتنائی برقی جانے لگی یونانی ترجمہ میں فلسطینی تفسیر اور بلاغ (زیانی قوانین) کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ گوریبوں کو اس ترجمہ کا عبرانی بائبل سے مختلف ہونے کا پورا احساس تھا تاہم کبھی وہ اس کی تعریف کرتے تھے اور کبھی اس کی بُرائی کرتے تھے۔

۴۔ یونانیوں کی غلامی سے آزادی

یونانیوں کے ماتحت یہودیوں کی حالت زیادہ تبدیل نہ ہوئی تا آنکہ سلوک بادشاہ اشپیڈ آکس چہارم نے اپنے علاقے کو یونانی اثر کے ماتحت لانے کے لئے یہودیوں پر سختی شروع کر دی تاکہ وہ اپنی روایات اور رسم و رواج کو چھوڑ کر یونانی تہذیب مکمل طور پر قبول کر لیں۔

یہودیوں نے اس صورتحال کو قبول کیا اور ۱۶۰ ق م میں انہوں نے شتمونی یا مکابئی

خاندان کے یہوداہ کی سرکردگی میں بغاوت کر کے کامیابی حاصل کر لی اور بے حرمت شدہ ہیکل کو پاک کر کے یہودی مذہب کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ ۲۴۱ ق م میں یہوداہ مملکت کی بھائی سائمن کی سرکردگی میں یہودی مکمل طور پر آزاد ہو گئے۔ ۱۸ سال پیشتر بابلیوں کے ہاتھوں اسیر ہو جانے کے بعد یوں یہودیوں کو پہلی بار آزادی نصیب ہوئی۔ آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ بابل میں اسیری سے واپسی پر یروشلیم میں جو حاکم مقرر ہوتے سب سے نفی دہ فارسی حکومت کے باجگذار تھے ان کا تعلق حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل کے سردار کاہنوں سے تھا یونانیوں سے آزادی حاصل کر لینے پر یہودیوں پر حکومت کرنے والے حشمتوں یا مملکتی خاندان کے بادشاہوں کا تعلق بھی حضرت ہارون کی نسل کے سردار کاہنوں ہی سے تھا۔

اس سے واضح ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے کسی شخص کے برسر اقتدار آنے کی بجائے حاکمیت حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل کو منتقل ہو گئی یہ حقیقت یرمیاہ نبی کی ان پیشین گوئیوں سے مطابقت رکھتی ہے۔

(الف)۔ شاہ یہوداہ یہو یقیم کی بابت خداوند یوں فرماتا ہے کہ اُس کی نسل سے کوئی نہ رہے گا جو داؤد علیہ السلام کے تحت پرہیے گا (۱۹)۔
(ب)۔ خداوند فرماتا ہے مجھے اپنی حیات کی قسم اگرچہ تو اسے شاہ یہوداہ کو نیابین یہو یقیم میرے واسطے کی انگوٹھی ہوتا تو بھی میں تجھے نکال چمکتا ۵..... کیا یہ شخص کو نیاہ ناچیز ٹوٹا ہوا برتن ہے یا ایسا برتن جسے کوئی نہیں پوچھتا؟ وہ اور اس کی اولاد کیوں نکال دیئے گئے اور ایسے ملک (بابل) میں جلا وطن کئے گئے جسے وہ نہیں جانتے؟

اے زمین زمین! خداوند کا کلام سن ۵ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس آدمی کو بے اولاد رکھو جو اپنے دنوں میں اقامت دہی کا مہر نہ دیکھے گا کیونکہ اُس کی اولاد میں سے کبھی کوئی ایسا اقبال مند نہ ہوگا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے تحت پرہیے اور یہوداہ پر سلطنت کرے؟ (۲۰)

(۱۹) یرمیاہ - ۳۶ : ۳۰ (۲۰) یرمیاہ - ۲۲ : ۲۸، ۲۹ - ۳۰

حضرت داؤد کی نسل سے حکومت حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف منتقل ہو
جائے ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے بائبل میں بیان کی گئی وہ ساری پیشینگوئیاں
باطل ہو جاتی ہیں جن کی رو سے حضرت داؤد کی نسل سے کسی مسیح نے آ کر یہودیوں کا
نجات دہندہ ہونا تھا۔

۵۔ رومیوں کی غلامی

۶۳ ق م میں روم کے شہنشاہ پمپی کے عہد میں حشمونی خاندان کی حکومت کا
خاتمہ ہو کر فلسطین روم کے زیر تسلط آ گیا اور کئی صدیوں تک یہ سلطنت روم کا
حصہ رہا۔ فلسطین کا نظم و نسق کبھی تو براہ راست روم سے ہوتا رہا اور کبھی مقامی
طور پر۔

ہیرودہ اعظم جس کا تعلق یہودیوں سے گو مکمل طور پر نہیں تھا۔ ۳۷ ق م تا ۴ ق م
روم کے زیر اثر فلسطین کا بادشاہ رہا یہی وہ بادشاہ ہے جس کو ہیرودیس کا نام دیکر
انجیل متی میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے عہد میں یسوع مسیح کی پیدائش ہوئی اور اُس نے
بنیت لحم کے ارد گرد کے دو سال تک عمر کے سب بچوں کو مروادیا متی کے اس بیان کے
صدائق کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہیرودیس بادشاہ ۴ ق م یعنی
یسوع کی پیدائش سے چار برس پیشتر مر چکا تھا۔

حضرت مسیح کی آمد

اس وقت یہودی نہ صرف بد حال ہو چکے تھے بلکہ فسق و فجور میں مبتلا ہو کر وہ
گمراہی کی زندگی بسر کر رہے اور جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے وہ اپنے نجات دہندہ مسیح بادشاہ
آنے کے منتظر تھے ان کی اصلاح کے لئے اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث
ہوئے تو یہودیوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اول تو وہ بائبل کی ان
پیشین گوئیوں پر پورا نہیں اترتے تھے جن کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے مسیح
کردہ بادشاہ یعنی مسیح تھے یہودیوں کا نجات دہندہ ہونا تھا۔

یہودیوں کی طرف سے یسوع مسیح کی مخالفت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کی تعلیم سے سرداران یہود کا اثر درسوخ ختم ہو جاتا یعنی تھا یہی وجہ تھی کہ یہودیوں کے سب سے زیادہ با اثر افراد یعنی سردار کاہنوں، فریسیوں اور صدوقیوں نے یسوع مسیح کی سب سے زیادہ مخالفت کی۔

یہودی عوام کا طبقہ سرداران یہود کے زیر اثر تھا اسی لئے چند افراد کے سوا عوام میں سے کوئی یہودی حضرت مسیحؑ پر ایمان نہ لایا بلکہ بائبل کی رو سے سبھی نے حاکم یروشلم پلاطس سے یسوع مسیح کو مصلوب کئے جانے کا مطالبہ کیا۔

یروشلم کی موت پر روم کی ماتحتی میں فلسطین اس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہو گیا ایک بیٹا ارخلاؤس یہودیہ ساثریہ اور ساحلی علاقہ کا حاکم بنا جسے شہنشاہ روم نے ۴۰ء میں برفوں کر کے وہاں پر رومی حاکم مقرر کئے ان میں پلاطس اس لئے مشہور ہے کہ اناجیل میں اس کے عہد میں یسوع مسیح کو مصلوب کئے جانے کا واقعہ پیش آنا بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح کے بعد

پلاطس حاکم یروشلم کے بعد ہیروڈیس کا پوتا ہیروڈیس اگر یا حاکم بنایا گیا اس کا عہد یہودیوں کے حق میں دیگر حاکموں سے بہتر تھا۔ اس کی موت پر ۴۱ء میں یروشلم میں پھر سے رومی حاکم مقرر ہونا شروع ہو گئے ان کی سختیوں سے تنگ آ کر زیو لوٹ فرقہ کے یہودیوں نے وقتاً فوقتاً بغاوت کی اور ۶۶ء تا ۷۰ء انہوں نے رومیوں کا جواہر اتارے رکھا۔

یہودیوں کی بغاوت کچلنے کے لئے روم کے شہنشاہ نیرو کے دو بیٹے سالاروں ویسپاسین VESPASIAN اور ٹائٹس TITUS نے یکے بعد دیگرے یہودیوں کو مکمل طور پر کچل کر ملک کو دوبارہ رومی تسلط میں کر دیا اور ۷۰ء میں یروشلم اور ہیکل کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا تاہم یہودیوں اور رومیوں کے درمیان جھڑپیں جاری رہیں۔

۱۱۷ء میں ہیڈریان HADRIAN نے تباہ شدہ ہیکل کے مقام پر چوہدری دیوتا کا مندر تعمیر کیا اس موقع پر بارقبا BAR QUBA بنو خود کو مسیح اور کمانڈر کے

طور پر پیش کر کے یہودیوں سے پھر سے بغاوت کرا لیا۔ ۳۳ء میں اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے رومیوں نے سختی سے کام لیا اور انہوں نے یہودی اسیروں کو یا تو قتل کر دیا، یا انہیں غلاموں کے طور پر فروخت کر دیا۔ بیچ رہنے والے یہودیوں کو عبادت کیلئے جمع ہونے سے روک دیا گیا۔ عقدہ کرنا ممنوع قرار دیا گیا اور یروشلم میں ان کا داخلہ بند کر دیا گیا۔

قرآن مجید نے یہودیوں کی اس حالت کو یوں بیان کیا ہے۔
 "ان پر ذلت مسلط کر دی گئی جہاں بھی وہ پائے جائیں بجز اس کے کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے اور انسانوں کی طرف سے تحفظ مل جائے" (۲۱)
 دور حاضر کی تاریخ قرآن مجید کی اس صداقت کی گواہ ہے کہ آج اگر یہودی دنیا کے ایک چھوٹے سے حصہ پر قابض ہیں تو انہیں وہاں تحفظ مغربی مسیحی حکومتوں، خاص طور پر امریکہ نے دے رکھا ہے۔

۴۔ مسیحیت کے زیر اثر

یہود دشمنی کے اسباب

یسوع کے حقیقی پیروکار مسیح نہیں کہلاتے تھے۔ انہیں "شاگرد" یا "بھائیوں" کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ یسوع اور ان کے شاگردان خاص کی تبلیغ کا دائرہ صرف یہودیوں تک محدود تھا، اس لیے ابتدا میں صرف یہودی ہی شاگرد یا بھائی بنے تھے۔ بعد میں حضرت مسیحؑ کے نام پر پولوس نے اپنے پیروکار بنانے شروع کیے تو انہیں مسیحی کہا جانے لگا۔ لیکن دوسری صدی عیسوی تک رومی حاکموں کے نزدیک یہودیت و مسیحیت ایک ہی مذہب تھا، وہ مسیحیوں پر اسی بناء پر سختی کرتے تھے کہ یہودی رومی حکومت کے خلاف مسلسل بغاوت کرنے پر تھے رہتے تھے۔ یہ بات مسیحیوں کے دلوں میں یہودیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا باعث تھی۔

مسیحی حکومتوں کے ماتحت یہودی

مسیحی یہ بھی نہیں بھولے تھے کہ اناجیل کی رو سے یہودی ان لوگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے یسوع کو مصلوب کرانے کیلئے رومی حاکم پیلاطس سے یہ کہہ کر متفقہ مانگ کی تھی ”اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر ہو گا“۔

چوتھی صدی عیسوی میں شہنشاہ روم قسطنطین (۳۰۶ء - ۳۳۷ء) نے دینِ مسیحیت قبول کر کے مسیحیت کو حکومت کا سرکاری مذہب قرار دیا، تو لوگوں کو جبراً مسیحی بنانا سرکاری کلیسا کا مشن ٹھہرا۔ کلیسا کے عقائد کے خلاف کچھ کسنا کفر قرار دے کر مسیحیت قبول نہ کرنے والوں کو کڑی سے کڑی سزائیں دی جاتی تھیں۔ اس قانون کی زد سے یہودی بھی نہ بچ سکے۔ چنانچہ غیر اقوام کے ساتھ یہودیوں کو بھی مسیحی بنانا یا سزا دینا مشنری کام کا ایک اہم جزو تھا۔

چھٹی صدی عیسوی میں شہنشاہ روم جینٹین (۵۲۷ء - ۵۶۰ء) کے بنائے گئے آئین سے مسیحیت کے ہاتھوں یہودی سخت اذیت میں مبتلا ہو گئے۔ فرانسیسی ریاستوں میں مسیحیت پر اسلام کی فتوحات کا سبب یہودی قرار دیئے گئے کیونکہ وہ مسلمانوں کی طرح یسوع کے خدا ہونے سے منکر تھے۔ شاہ سپین ری کیڈ (۵۸۶ء - ۶۰۱ء) کے ماتحت گو تھا قوام نے مسیحیت کو قبول کیا تو یہودی ادنیٰ درجہ کے شہری قرار دیئے گئے اور انہیں ملک بدر کرنے کی تدابیر اختیار کی جاتی رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں سپین فتح ہونے پر یہودیوں نے چین کا سانس لیا اور اس فتح کو نجات قرار دیا۔

یورپی مسیحی حکومتیں یہودیوں کو مسلمانوں کی طرح مسیحیت کا پکا دشمن قرار دیتی تھیں حالانکہ وہ کبھی مسیحی حکومتوں کے ساتھ برسرِ پیکار نہیں ہوئے تھے۔ اس طرح یہودیت کو اسلام دوست قرار دے کر مسیحی حکومتوں کے اندر یہودیوں کے لیے سانس لینا بھی دشوار ہو گیا تھا۔

صلیبی جنگوں کے دوران جب یورپ کے مسیحی فلسطین کی تسخیر کو نکلے تو راستہ میں انہوں نے یہودیوں کو بے دریغ قتل کیا، وہ یہودی آبادیوں کو برباد اور یہودیوں کو تہ تیغ کرتے ہوئے چلا چلا کر کہتے تھے کہ خدا کی مرضی یہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ بیشتر ممالک میں یہ دینِ مبین

خریدنے کے مجاز نہ تھے۔

کلیسا کی چوتھی لیٹرن کونسل (۱۲۱۵ء) نے انہیں مزید ذلیل و خوار کرنے کے لیے مجبور کیا کہ وہ مخصوص لباس پہن کر مسیحیوں سے الگ دکھائی دیں، اور انہیں سرکاری اداروں کی ملازمتوں سے بلے دخل کر دیا گیا، گویا کہ یہودی اچھوت تھے۔

انگلستان میں ایڈورڈ اول نے انہیں ملک بدر کر کے ان کی جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔

یورپ میں اگر کہیں وبا پھیل جاتی تو یہودیوں کو یہ کہہ کر اس کا ذمہ دار ٹھہرا جاتا کہ یہ لوگ دانستہ طور پر کنوؤں اور آب نوشی کے ذخیروں میں کیرے کوڑے اور غلاظت ڈال کر مصیبت لاتے ہیں اور سچہ دینچے رہتے ہیں۔ اس پر انہیں سخت سے سخت ترین سزا دی جاتی تھیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مذہبی طور پر صاف ستھرا رہنے سے یہودی بیمار ہونے سے بچے رہتے تھے۔

یہودیوں کے لیے جرمنی میں گھوڑا گاڑی پر بیٹھنا ممنوع تھا۔ کسی شہر میں داخل ہونے کے لیے انہیں راہداری ٹیکس دینا پڑتا تھا۔

روس میں یہودی عورتوں کو گلے میں طوائفوں کا مخصوص نشان پہننے رہنا پڑتا تھا۔

پولینڈ میں تھوڑے سے عرصے کے دوران میں ایک لاکھ یہودیوں کو قتل کر دیا گیا۔

تیرھویں صدی عیسوی میں ڈومی نک پاپائی عدالتی INQUISITION قانون کی ایک شق یہ بھی تھی کہ یہودیوں کو جبراً بہتسمہ دیا جائے۔

پندرھویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ HUSLIE اور ترکوں کے خلاف

جگہوں میں بھی یہودیوں کے بے زندگی و بھر کر دی گئی تھی۔ ۱۴۵۰ء میں فرانسیسی راجہ سینٹ جان جنوبی اور شمالی یورپ میں نہ صرف ترکوں کے خلاف بلکہ یہودیوں کے خلاف بھی مسیحیوں کو بھڑکاتا تھا۔

۱۴۶۹ء کے بعد مسلمانوں کو سپین سے نکال دیئے جانے کے بعد یہودیوں کو نہ صرف

مسیحیت قبول کرنے پر مجبور کیا گیا بلکہ انہیں سپین سے ۱۴۹۲ء اور پرتگال سے ۱۴۹۷ء میں مکمل طور پر ملک بدر کر دیا گیا۔

۱۸۸۰ء میں روس کے زار ایگزینڈر دوم کا قتل یہودی سازش قرار دے کر ہزاروں

کی تعداد میں یہودی قتل کر دیئے گئے۔

یہ کوئی دور کی بات نہیں، بیسویں صدی کے چوتھے دہے کا واقعہ ہے کہ جرمنی میں ہٹلر نے مفتوحہ علاقوں کے پینتالیس سے بچھپن لاکھ یہودیوں کو گیس چیمبرز میں زندہ جلا دیا۔ اس بربریت نے گیارہویں سے پندرہویں صدی کے اس عمل تطہیر INQUISITION کو بھی مات کر دیا جس سے مسیحی حکومتیں مروجہ عقائد سے اختلاف رکھنے والے مسیحیوں کو زندہ جلا دیئے جانے میں بھی تاثر نہیں کرتی تھیں۔

یہودی بیسویں صدی میں

بیسویں صدی وہ دور ہے جب یہودیوں کے خلاف اپنی پختہ روایات کو خیر باد کہہ کر مغربی مسیحی حکومتوں نے یہود کی پشت پناہی کر کے خود کو اب مکمل طور پر ان کے زیر اثر کر لیا ہے، اسی بنا پر مشرق وسطیٰ میں اسلامی ممالک کے درمیان یہودی اپنی ریاست اسرائیل بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور مسیحی حکومتوں کی اعانت سے وہ فلسطینیوں کو ظلم و ستم اور وحشت و بربریت کا شکار بنا رہے ہوئے ہیں۔ یہودیوں کے ساتھ مسیحی حکومتوں کا یہ گٹھ جوڑ اور اعانت مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو روکنے کے لیے خفیہ صلیبی جنگ ہے۔

اسلام سے مسیحیت کی نفاصت و بر غاش کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

اول، یہ کہ ابتدا ہی سے اسلامی فتوحات کی نزد مسیحی حکومتوں پر یہ بڑی تھی کہ انہیں نہ صرف اپنے مشرقی ممالک سے ہاتھ دھونا پڑا تھا بلکہ اسلام کی جاہلیت سے مفتوحہ علاقوں کے مسیحیوں نے بلا جبر و اکراہ دین فطرت کو قبول کر لیا تھا،

جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے اس بیان سے واضح ہو جاتا ہے:

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیغام عالمی ہونے کے باوجود مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاتا تھا۔ صرف طویل تعداد میں لوگوں کو مسلم اُمّت میں شامل کر کے بعض حکومتی عہدوں پر متعین کیا جاتا تھا۔ مگر ایک دفعہ جب لوگ مسلم اُمّت میں شمولیت کی افادیت سے آگاہ ہو جاتے تھے تو بحق درجہ حق اسلام قبول کر لینے سے مسلمانوں کی تعداد بے حد و حساب

ملوث جاتی تھی۔ (۲۲)

دوئم، یہ کہ مغربی مسیحی حکومتوں کی متحدہ طاقتیں صلیبی جنگوں کے ذریعے مسیحیوں کے مقدس ترین شہر یروشلم کو مسلمانوں سے چھین لینے میں ناکام رہی تھیں۔ سوئم، یہ کہ بائبل کی عہد عتیق کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ایک مسیح بادشاہ نے آکر یہودیوں کا غلبہ اور یروشلم واپس دلانا تھا۔ مسیحیوں کے نزدیک یہ نجات دہندہ یسوع مسیح ہیں۔ اس بنا پر امریکہ کے سابق صدر جی کارٹر نے علی الاعلان یہ دعویٰ کیا تھا کہ ریاست اسرائیل کا قیام و بقا کا ذمہ لینا اس کا ایک مذہبی فریضہ ہے۔

چہارم، یہ کہ پس ماندہ اقوام عالم میں مسیحیت پھیلا نے میں مشنریوں کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دین فطرت اسلام ہے، جس کے ہاتھوں مسیحی مشنری بے بس ہیں۔

پنجم، یہ کہ مسلمانان عالم متحد ہو کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کوشاں ہیں جسے مسیحی حکومتیں ایک بہت بڑا خطرہ تصور کرتی ہیں۔ اس کا اظہار برطانیہ سے شائع ہونے والے اخبار سنڈے ٹیلیگراف نے اس طرح کیا ہے :

”ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصے تک عرب اور دیگر مسلمان ممالک دنیا پر قابض ہو جائیں گے، علاوہ اس کے کہ وہ اپنے ہاں دور جدید کے ترقی یافتہ ادارے قائم کریں، بعض عرب ملکوں کے عوام میں تجدید اسلام کا عمل بھی جاری ہے۔ یہ ایک نیا خطرہ ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ اس خطرے کے سدباب کے لیے مناسب وسائل اختیار کریں۔ ممکن ہے کہ اس غرض کے لیے عسکری قوت سے بھی کام لینا پڑے، کیونکہ اسلام تجدید جہاد کی دعوت دیتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کو ختم کر دیا جائے“

یہودی ریاست اور قرآن مجید

یہودیوں کی ریاست اسرائیل کا قیام کچھ مسلمانوں کو اس شبہ میں مبتلا کر دیتا ہے کہ یہ قرآنی آیات کے منافی ہے، وہ اگر قرآن حکیم کی اس آیت پر غور کریں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے (۲۲) برٹینیکا ۳: ۶۳۰

کہ ریاست اسرائیل کا قیام ممکن ہے :

”ان دیودیوں (پر ذلت مسلط کر دی گئی) جہاں بھی وہ پائے جائیں بجز اس کے کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے اور انسانوں کی طرف سے تحفظ مل جائے۔“ (۲۲)

آج اس حقیقت سے کون آگاہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق کہ انہیں انسانوں سے تحفظ مل سکتا ہے، ریاست اسرائیل کا قیام و بقا مغربی مسیحی حکومتوں، خاص طور پر امریکہ کے تحفظ کا مرہون منت ہے۔ کم کردہ راہ یہودیوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ذلت خدا کے ان چنے ہوئے لوگوں کا مقوم ہے۔ جو نئی مسیحیت کا مہیا کردہ تحفظ ان پر سے اٹھ جائے گا ذلت پھر سے ان پر مسلط ہو جائے گی۔

۲۔ مسلمانوں کے زیر اثر

حجاز میں یہودی آمد

۱۱۰۰ء میں دیودیوں نے جب فلسطین میں یہودیوں کا قتل عام کیا اور پھر جب ۱۳۲ء میں انہیں سرزمین سے نکال دیا گیا تو بہت سے یہودی بھاگ کر حجاز میں پناہ گزین ہو گئے کیونکہ عرب کا علاقہ فلسطین کے جنوب میں متصل ہی واقع تھا یہاں آکر انہوں نے جہاں جہاں چشمہ اور سرسبز مقامات دیکھے وہاں ٹھہر گئے اور پھر رفتہ رفتہ اپنے جوڑ توڑ اور سودنوری کے ذریعہ ان پر قبضہ جمایا۔

مدینہ میں آباد کاری

شرب میں آباد ہونے والے یہودی قبائل میں بنی نضیر اور بنی قریظہ زیادہ متاثر تھے۔ کیونکہ ان کا تعلق کانہوں یعنی حضرت باروق کے قبیلہ سے تھا یہی وہ شہر ہے جو بنی انزال زمان کی آمد کے بعد مدینہ کہلایا یہاں وہ سرسبز و شاداب مقام کے مالک بن بیٹھے۔ ۲۵۰ء کے درمیان میں اس سیلاب عظیم کا واقعہ پیش آیا جس کا ذکر سورہ سبا کے حشر رکوع میں کیا گیا ہے۔ اس وقت قوم سبا کے اوس و خزرج دو قبائل آکر شرب میں آباد ہو گئے مگر انہیں بنو زینوں پر اکتفا کرنا پڑی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک شخص نے شام کے اپنے نسانی بھائیوں کی مدد سے شرب پر یوراف قبضہ کر کے یہودیوں کے

قبائل بنی نضیر اور بنی قریظہ کو شہر کے باہر جا کر بسنے پر مجبور کر دیا۔ تیسرے قبیلے بنی قینقاع کی ان دونوں یہودی قبائل سے اُن بن تھی، اسے لئے وہ شہر کے اندر ہی مقیم رہا۔ مگر یہاں اسے قبیلہ خزرج کی پناہ لینا پڑی جبکہ بنی نضیر اور بنی قریظہ نے قبیلہ اوس کی پناہ لی تاکہ اطرافِ یمن میں وہ امن کے ساتھ رہ سکیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آغازِ ہجرت تک حجاز میں عموماً اور یثرب میں خصوصاً یہودی زبان، لباس، اور تہذیب و تمدن میں پوری طرح عربیت کے رنگ میں رنگے جا چکے تھے ماسوائے چند لوگوں کے ان کے نام تک عربی تھے اور چند گنے چنے علماء کے سوا کوئی یہودی عبرانی زبان سے واقف نہ تھا۔ ان میں اور عربوں کے درمیان شادی بیاہ کے تعلقات قائم ہو چکے تھے مگر باوجود مکمل طور پر عربیت قبول کر لینے کے انہوں نے شدت کے ساتھ اپنی یہودی عصیت قائم رکھی۔

مدینہ میں بنی کریم کی آمد

یثرب میں جب اسلام پہنچا اور بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد وہاں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی تو آپ کے اولین کاموں میں ایک یہ تھا کہ یثرب کے اوس و خزرج کے قبائل اور ہاجرین کو ملا کر ایک برادری بنائی اور دوسرا یہ تھا کہ اس مسلم معاشرے میں یہودیوں کے درمیان واضح شرائط پر ایک معاہدہ طے کر کے اس امر کی ضمانت دی کہ کوئی کسی کے حقوق پر دست دلازی نہ کرے۔ اور یثربی دشمنوں کے مقابلے میں سب مل کر متحدہ دفاع کریں۔ اس معاہدے کو تاریخ میں ”یشاق مدینہ“ کا نام دیا گیا۔

یشاق مدینہ

یشاق مدینہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس کے چند اہم نکات ہم نقل کرتے ہیں :-

یہ کہ یہودی اپنا خرچ اٹھائیں گے اور مسلمان اپنا خرچ ؛
یہ کہ معاہدے کے شرکار حملہ آور کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کے پابند

ہوں گے۔

اور یہ کہ وہ خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے اور ان کے درمیان نیکی و حق رسانی کا تعلق ہو گا نہ کہ گناہ اور نریا دتی کا۔

اور یہ کہ کوئی اپنے حلیف کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا۔

اور یہ کہ مظلوم کی حمایت کی جائے گی، اور یہ کہ جیب تک جنگ رہے یہودی مسلمانوں کے مصارف اٹھائیں گے۔

اور یہ کہ اس معاہدے کے شرکار پر یثرب میں کسی نوعیت کا فتنہ و فساد کرنا حرام ہے،

اور یہ کہ اس معاہدہ کے شرکار کے درمیان اگر کوئی ایسا قضیہ یا اختلاف رونما ہو جس سے فساد کا خطرہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے قانون کے مطابق محمد رسول اللہ کریں گے۔

اور یہ کہ قریش اور اس کے حامیوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔ اور یہ کہ یثرب پر جو بھی حملہ آور ہو اس کے مقابلے میں شرکار معاہدہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ہر ضیق اپنی جانب کے علاقے کی مدافعت کا ذمہ دار ہو گا۔

یہ ایک قطعی، واضح اور امن و امان کا معاہدہ تھا جس کی شرائط یہودیوں نے خود قبول کیں تھیں۔ لیکن ابتدا ہی سے یہودی سرکش و باغی اور گمراہ دشمن قدم بردہ رہے۔ اب بھی معاہدے کے جانے کے کچھ ہی عرصہ بعد یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ دشمنی کا اظہار شروع کر دیا اور ان کا بعض و عناد روز بروز بڑھتا چلا گیا۔

یثرب کے جن لوگوں کے ساتھ یہودیوں کے پہلے لین دین تھا ان میں سے جو نبی کوئی شخص اسلام قبول کرتا وہ اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جلتے تھے۔ اگر اس سے کچھ لینا ہوتا تو تقاضے کر کر کے اس کا ناک میں دم کر دیتے تھے۔ اور اگر کچھ دینا ہوتا تو اس کی رقم مار کھاتے تھے اور علانیہ کہتے تھے کہ جب ہم نے تم سے معاملہ کیا تھا اس وقت تمہارا دین کچھ اور تھا۔ اب چونکہ تم نے اپنا دین بدل دیا ہے اس لئے ہم پر تمہارا کوئی حق باقی نہیں ہے۔

میتاق مدینہ کی خلاف ورزی

معادہ کا پاس دہرتے ہوئے غزوہ بدر کے موقع پر یہودیوں کی عہد دیاں توحید و نبوت اور توریت و آخرت کے ماننے والے مسلمانوں کی بجائے بت پرست مشرکین کے ساتھ ہو گئیں۔ غزوہ بدر کے بعد یہ لوگ کھلم کھلا قریش اور دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جوش و لادلا کر بدلہ لینے پر ابھارتے تھے۔

یہودی قبیلہ بنی نضیر کے سردار کعب بن اشرف نے اس سلسلے میں اپنی مخالفانہ کوششوں کو اندھی عداوت، بلکہ کینگی کی حد تک پہنچا دید جنگ بدر میں فتح اسلام کی خبر سن کر وہ حجاج اٹھا کر

”و خدا کی قسم اگر محمد نے ان اشراف عرب کو قتل کر دیا ہے تو زمین کا پیٹ ہمارے لئے اس کی پیٹ سے زیادہ بہتر ہے“

پھر وہ مکہ پہنچا اور بدر میں جو سرداران قریش مارے گئے تھے ان کے نہایت اشتعال انگیز مرثیے کہہ کر مکہ والوں کو انتقام پر اکسایا۔ اور مدینہ واپس آکر اپنے دل کی جلن نکالنے کے لیے ایسی غزلیں کہیں جن میں مسلمان شرفا کی بہو بیٹیوں کو بدنام کرنا مقصود تھا۔

مدینہ منورہ سے بنو قینقاع کا اخراج

آخر کار جب ان کی شرارتیں اور عہد شکنیاں حد برداشت سے گزر گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے چند دن بعد بنی قینقاع کو اطراف مدینہ سے نکال دیا۔ اس سے عبرت پکڑنے کی بجائے دوسرے یہودی قبائل اسلام دشمنی میں اور تیز ہو گئے۔ انہوں نے مدینہ کے منافق مسلمانوں اور حجاز کے مشرک قبیلوں کے ساتھ ساز باز کر کے مسلمانوں کو ہر طرف سے خطرات ہی خطرات کے ساتھ دوچار کر دیا۔

۳۷ھ میں جب قریش تین ہزار فوج کے ساتھ مدینہ پر حیرہ آئے اور یہودیوں نے دیکھا کہ مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ایک ہزار آدمی جہاد کو نکلے ہیں، اور ان میں سے بھی تین سو منافقین بٹ گئے ہیں تو انہوں نے معاہدے کی پہلی صریح خلاف ورزی یہ کہ مدینہ کی مدافعت میں مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا۔ پھر جب

معرکہ اُحد میں مسلمانوں کو نقصان کا سامنا ہوا تو یہودیوں نے دیر ہو گئے، یہاں تک بنی نضیر نے نغوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے باقاعدہ سازش کی جو عین وقت پر ناکام ہو گئی۔

بنو نضیر کا اخراج

بنی نضیر مسلمانوں کے دشمن تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشوں کی بناء پر کوئی چارہ نہ رہا تو انہیں حکم دیا کہ دس دن کے اندر اندر وہ مدینہ خالی کر دیں۔ اس حکم کو قبول کرنے کی بجائے وہ جنگ پر اتر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حجامہ کر لیا اب وہ مدینہ چھوڑ دینے پر مجبور ہو گئے۔ اس کے باوجود انہیں قتل کر دینے کی بجائے یہ رعایت دی گئی کہ اسلحہ کے سوا جو کچھ بھی وہ اپنے اذیتوں پر لا کر لے جا سکیں گے۔ پس وہ مہر کی طرف کوچ کر گئے۔

بنو قریظہ کا اخراج

شہدہ میں کفار مکہ کے دس ہزار کے لشکر نے مدینہ پر حملہ کیا اور مسلمان خندق کھود کر اپنی حفاظت کے لیے مجبور ہو گئے تو اس موقع پر بھی یہود نے معاہدہ کے مطابق مدینہ کا دفاع اور مسلمانوں کا ساتھ دینے کی بجائے غداری کی۔ بنو نضیر قبیلے کا یہودی سردار جیتی بن اخطب ان کے پاس آیا تو وہ اس کے اگے پر سرے سے یتاق مدینہ توڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کو ان کے پاس بھیجا مگر انہوں نے صاف کہہ دیا کہ ”ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے“

غزوہ خندق سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک دستے کے ساتھ مقررۃ الجیش کے طور پر بنی قریظہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ جب وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کوٹھوں پر سے بنی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی انہیں محض دھمکانے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں پورا اسلامی لشکر وہاں پہنچ گیا

اور ان کی بستی کا محاصرہ کر لیا تو حقیقت حال سامنے آگئی یہودی محاصرہ کی شدت کو دین
ہفتوں سے زیادہ بڑاشت نہ کر سکے تو انہوں نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن
معاذؓ کو ثالث بنانے کی تجویز پیش کر کے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر
دیا۔ غالباً انہوں نے حضرت سعدؓ کو اس امید پر ثالث بنایا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں اوس سردار
نبی قریظہ کے درمیان بدتوں سے تعلقات اور عیلافہ معاہدہ رہا تھا۔

حضرت سعدؓ دیکھ چکے تھے کہ نبی قریظہ نے نہ صرف بدر زبانی کی محنت بلکہ عین لڑائی
کے وقت انہوں نے معاہدہ توڑ ڈالا تھا اور حملہ آوروں سے مل کر مدینے کی پوری
آبادی کو ہلاکت کے خطرے میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ اس امر کا تجربہ بھی کر چکے تھے کہ قبل ازیں
جن یہودی قبائل کو مدینہ سے نکل جانے دیا گیا تھا وہ غزوہ احزاب کے وقت سارے
گرد و پیش کے قبائل کو بھڑکا کر مدینے پر چڑھا لاتے تھے۔ پس یہود کے اپنی طرف
سے تجویز کردہ ثالث حضرت سعدؓ نے یہ فیصلہ دیا کہ نبی قریظہ کے تمام مرد قتل کر دیے جائیں
اور باقیوں کو غلام بنایا جائے، اور ان کی املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

مسلمان جب ان کی گڑھوں میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ جنگ احزاب میں حصہ لینے
کے لیے ان عذاروں نے ۵۰ سوتلواریں، تین سوزر ہیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو
ڈھالیں جمع کر رکھی تھیں۔ اگر اللہ کی تائید مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو یہ سارا جنگی
سامان عین اس وقت مدینہ پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا جبکہ مشرکین یکبارگی
خندق پار کر کے ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے اس حقیقت سے حضرت سعدؓ کے
فیصلہ کی اہمیت کا مزید اندازہ ہوتا ہے۔

خیبر کی فتح

فراخ حوصلگی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر پر یہودیوں کو خبر چھوڑ کر کہیں اور چلے
جانے کی اجازت دیدی، لیکن بعد میں یہودیوں کی اس درخواست پر کہ انہیں مزارع کے
طور پر یہیں رہنے کی اجازت دی جائے، یہودیوں کو ملک بدر نہ کیا گیا۔ اس کے باوجود وہ
سازشوں سے باز نہ آئے کہ:

(الف) صلح کے چند روز بعد ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ تحقیق کی گئی تو مجرم نے اعتراف جرم کر لیا اور اس فعل میں دوسرے یہودیوں کا شریک ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں خیبر کے یہودیوں نے عبداللہ بن زید الانصاری کو قتل کر کے ایک ہنر کے کنارے پڑا دیا۔

(ج) حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہودی علانیہ برسرِ بغاوت ہو گئے اور حضرت عباسؓ بن عمرؓ کو سوتے میں پکڑ کر کوٹھے سے نیچے پھینک دیا جس سے ان کے ہاتھ ٹوٹ گئے۔

خیبر کے اخراج

خیبر کے یہودیوں کی بغاوت دس رکشی سے تنگ آ کر حضرت عمرؓ نے معاملہ کو صحابہؓ کی مجلس میں پیش کیا۔ فیصلہ ہوا کہ انہیں جلا وطن کر دیا جائے۔ لیکن ان شدید جرائم کے باوجود انہیں اس طرح جلا وطن کیا گیا کہ ساز و سامان ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی گئی اور جو مقبوضہ ارضی وہ چھوڑ گئے اس کا پورا پورا معاوضہ بیت المال سے ادا کر دیا گیا، سفر کی آسانی کے لیے اونٹ اور کجاوے دیئے گئے، یہاں تک کہ کجاوے باندھنے کی رسایاں تک حکومت کی طرف سے ہتیا کی گئیں۔

یہودی مسلمان حکومتوں میں

ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دوسری صدی عیسوی میں رومیوں نے یہودیوں کو فلسطین سے نیکر نکال دیا تھا۔ انہیں کسی ایک ملک میں پناہ نہ ملی تو وہ دنیا کے مختلف حصوں، خاص طور پر یورپی ممالک میں منتشر ہو گئے۔ لیکن جہاں کہیں بھی وہ گئے انہیں امن چین نصیب نہ ہوا۔ یورپی ممالک نے جب مسیحیت کو قبول کر لیا تو یہودیوں پر ظلم و نا انصافی اور تشدد و بربریت کی انتہا ہو گئی۔ ان واقعات کو ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے مشرق و مغرب میں فتوحات حاصل کیں تو ان ملک میں برسرِ اقتدار آنے پر یہودیوں کو وہاں اس و امان اور عزت و احترام سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملا۔ انسانیٹھوپڈیا یا برٹینیکا لکھتا ہے:

ترکی میں اعلیٰ حکومتی عہدوں میں یہودیوں کا بڑا عمل دخل تھا۔ مسلم سپین کو یہودی تہذیب کا سنہرا دور قرار دیتے ہوئے یہ لکھا ہے :

”مسلم سپین میں یہودی اکثر حکومتی عہدہ داروں کے طور پر مامور تھے اسی وجہ سے وہ نہ صرف سیاسیات میں گہری دلچسپی لیتے تھے بلکہ وہ مسلم آبادی کے بااثر طبقے کے ساتھ گہرا معاشرتی میل جول اور ادبی رابطہ قائم رکھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ مسلم علماء عربی زبان میں اپنے مقتدر کلام اور شاعری کی طاقت کو اسلامی قوت کا سرچشمہ سمجھتے تھے، اس لئے یہودیوں نے اپنے انیکو عربی قواعد و علوم اور اعلیٰ ذوق کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ عربی اسلوب بیان کی جہارت حاصل کرنا، اور عبرانی بائبل کی تحریروں پر دسترس سے اپنے ورثہ اور شاعری کو جدید عبرانی قافیہ میں عربی طرز پر ڈھانا تہذیب یہودیوں کا طرہ امتیاز بن گیا تھا۔“

”اسی علمی ماحول میں ادیبوں کی سنواری ہوئی سائنس سے یہودی ادبی ذوق میں سرگرمی پیدا ہو گئی۔ اسی بنا پر یہ زمانہ (۱۰۰۰ تا ۱۱۸۸ء) عبرانی ادب کا سنہرا دور کہلاتا ہے“ (۲۴)۔ جبکہ پیشتر ازیں ان کی حالت کو لٹرانسائیکلو پیڈیا میں اس طرح بیان کی گئی ہے :

”سلطنت روم کی تباہی کے بعد مسیحیت قبول کرنے والے وحشی حملہ آوروں نے یہودیوں پر ظلم و ستم کی پالیسی جاری رکھی۔ اور کئی حالتوں میں تو انہوں نے روائتی حدود کو پھلانگ کر وحشت و بربریت کی انتہا کر دی مثلاً سپین میں مسلم اقتدار سے پیشتر ورسیگو تھک حکومت کے ماتحت ساتویں صدی عیسوی میں یہودیت کو ممنوع قرار دے کر یہودیوں کو زبردستی پشیمہ دیا گیا۔“ (۲۵)

دسواں باب

حضرت مسیح کا حسب و نسب

حضرت یسے علیہ السلام بنی اسرائیل میں برپا ہونے والے آخری نبی تھے۔ مسیحی انہیں یسوع مسیح اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان کی سوانح حیات عہد جدید کی پہلی چار کتابوں میں مذکور ہے جنہیں اناجیل اربو کہا جاتا ہے۔ ان اناجیل کے مصنفین متی، مرقس، لوقا اور یوحنا ہیں۔ انجیل متی اور انجیل لوقا میں یسوع مسیح کے نسب نامے بھی درج ہیں لیکن دونوں نسب نامے آپس میں مطابقت نہیں رکھتے۔

انجیل متی میں یسوع مسیح کے نسب نامے کو شاہان یہوداہ کے ذریعے حضرت داؤد کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ لیکن خود شاہان یہوداہ کے نسب نامے تضا و کا شکار ہیں۔ انجیل متی میں کچھ ہے اور عہد عتیق کی کتاب (1۔ تواریخ میں کچھ اور ہے۔ ان تضادات کی وضاحت اگلے صفحہ پر درج شدہ گوشوارے سے ہوتی ہے:

انجیل متی میں درج نسب نامہ حضرت داؤد سے سیالسی ایل تک شاہان یہوداہ کی نسل کا شجرہ نسب ہے لیکن اس میں شاہان یہوداہ (ازباہ، ایوآس، امصیاہ اور یہو یقیم کے نام چھوڑ دیئے گئے ان کو اور ان کے ایک سو سالہ دور حکومت کو تاریخ کے اوراق سے خارج کر دیا گیا۔ انجیل متی میں حضرت داؤد سے سیالسی ایل تک سولہ پشتیں ہیں جبکہ عہد عتیق کی ماخذ کتاب (1۔ تواریخ کی رُود سے پستھوں کی صحیح تعداد بیس ہے جس کی تصدیق عہد عتیق کی کتاب سلطین بھی ہوتی ہے۔

انجیل متی میں درج نسب نامے میں سیالسی ایل کے بعد عہد عتیق کی کتابوں سے مطابقت

ختم ہو جاتی ہے جس سے متی کے بیان کردہ یسوع مسیح کے نسب نامے کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح کے حسب نسب کے بیان

حضرت مسیح کے ایک جد یوسیاہ کا واقعہ

انجیل متی میں بیان کیا گیا ہے کہ شاہ یہوداہ یوسیاہ گرفتار کر کے بابل لے جایا گیا اور اس اسیری میں اس کی اولاد پیدا ہوئی (متی - ۱: ۱۱، ۱۲)، جب کہ یہ بات حقیقت کے بالکل منافی ہے :

(الف) یونیاہ شاہ یہوداہ یوسیاہ کا بیٹا نہیں تھا جیسا کہ متی نے بیان کیا ہے۔ وہ اس کا پوتا تھا۔ (۱-تواریخ - ۳: ۱۳، ۱۶)

(ب)۔ یوسیاہ گرفتار کر کے بابل نہیں بجا یا گیا تھا۔ وہ آٹھ برس کا تھا جب یہوداہ کا بادشاہ بنا اور اس نے اکتیس برس یروشلم میں سلطنت کی۔ وہ شاہ مہرنکوہ کے ساتھ متحدہ کی وادی میں زخمی ہو کر مرادیر یروشلم میں دفن ہوا تھا۔ (۱)

(ج) یوسیاہ کے بیٹے پوتے یروشلم میں پیدا ہوئے تھے۔ اسیری میں بابل میں نہیں کر:

(۱) یوسیاہ کے بعد اس کا ۲۱ سالہ بیٹا یہوآخز بادشاہ بنے تین ماہ بعد شاہ مہرنکوہ (بابل نہیں) اسیر کر کے مصر لے گیا تو اس کے بھائی یہوئقیم بن یوسیاہ کو بادشاہ بنایا گیا۔ اس نے گیارہ برس یروشلم میں سلطنت کی۔ اسے شاہ بابل بنوکر فرستادیر کر کے بابل لے گیا۔ (۲)

(۲) یہ واضح ہے کہ یوسیاہ کے دفن بیٹے یہوآخز اور یہوئقیم یروشلم میں پیدا ہوئے اور وہیں بادشاہ بنے۔ یہوآخز تو فرید کر کے مصر لے جایا گیا جبکہ یہوئقیم پہلا شاہ و یوہوا تھا جو اسیر کر کے بابل لے جایا گیا تھا لیکن متی نے یہوئقیم کا نام شاہان یہوداہ کی نسل سے خارج کر رکھا ہے۔

(۳) یہو یقیم کی اسیری پر اس کا بیٹا یہو یاکین آٹھ برس کی عمر میں بادشاہ بنا۔ اس نے یروشلم میں تین بیٹے دس دن سلطنت کی اور نئے سال کے شروع ہوتے ہی شاہ بابل ہوگا و فرسے امیر کر کے بابل لے گیا اور اس کے بھائی صدیقہ بن یہو یقیم کو یہوداہ کا بادشاہ بنایا۔ (۳)

(۴) یہو یاکین جکے دوسرے نام یوکیاہ (اور کونیاہ ہیں) اور صدقیاہ دونوں یہوکیاہ کے پوتے تھے۔ یہ بھی یروشلم میں پیدا ہو کر وہاں بادشاہ بنے تھے۔ بابل میں اسیری کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے تھے جیسا کہ متی نے لکھا ہے۔

۲۔ حضرت مسیح کے اجداد یہو یقیم اور یوکیاہ

(ایف)۔ یہو یقیم :-

یہو یقیم بن یوسیاہ ایک بد اعمال بادشاہ تھا۔ اس کے بارے میں یرمیاہ نبی نے اعلان کیا تھا :-

”شاہ یہوداہ یہو یقیم کی بابت خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس کی نسل سے کوئی نذر ہے گا۔ جو داؤد کے تخت پر بیٹھے“ (۴) غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح کا نسب نامہ یوسیاہ کے ذریعے سے ملنے وقت یہو یقیم بن یوسیاہ کا نام حذف کر کے متی نے یوسیاہ کے پوتے یوکیاہ کو بیٹا ظاہر کیا ہے۔ لیکن یوکیاہ کے بارے میں یرمیاہ نبی کا اعلان یہو یقیم سے سخت تر ہے۔

(ب) یوکیاہ :-

یوکیاہ بن یہو یقیم بھی بد اعمال شخص تھا۔ اس کے بارے میں یرمیاہ نبی پر خدا کا یہ کلام نازل ہوا :-

”اے زمین زمین زمین! خداوند کا کلام سن : خداوند یوں فرماتا ہے کہ

اس آدمی (کیونیاہ بن یوہنا) کو بے اولاد رکھو جو اپنے دنوں میں اقبالندی کا منہ نہ دیکھے گا کیونکہ اس کی اولاد میں سے کبھی کوئی اقبالند نہ ہوگا کہ وہ اس کے تحت پر بیٹھے اور یہوداہ پر سلطنت کرے" (۵)

ایک طرف عہد عتیق میں یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا خدا کا یہ کلام کہ کیونیاہ کی نسل سے کوئی اقبالند پیدا نہ ہوگا۔ اور دوسری طرف عہد جدید میں مسیح کا یہ بیان کہ مسیح کیونیاہ کی نسل سے تھے۔ ان متضاد بیاناتوں سے یہ تین صورتیں بنتی ہیں:-
(۱) یرمیاہ نبی کا خدائی کلام درست نہیں۔

(۲) یسوع مسیح اقبال مند نہ تھے

(۳) انجیل متی میں یسوع مسیح کا بیان کردہ نسب نامہ من گھڑت ہے۔

ان تینوں میں سے کون سی صورت درست ہے یہ مسیحی بتا سکتے ہیں۔ اور تواریخ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۳۔ حضرت مسیح کے خاندان زبابل کی حقیقت

انجیل متی و لوقا میں زبابل کو یسوع مسیح کا جدِ خاندان بیان کیا گیا ہے۔ اس زبابل کو (الف) انجیل متی میں سیالسی ایل کا بیٹا، شاہ یہوداہ کیونیاہ کا پوتا اور ایہود کا باپ ظاہر کیا گیا ہے۔ (متی: ۱-۱۱-۱۳)

(ب) انجیل لوقا میں سیالسی ایل کا بیٹا، نیری کا پوتا اور ریساکا باپ ظاہر کیا گیا ہے (لوقا: ۳-۳۴)

(ج) ۱۔ تواریخ میں سیالسی ایل کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ البتہ سیالسی ایل کے بھائی فدایاہ کا ایک بیٹا زبابل تھا اور زبابل کا بیٹا حنا یاہ کا باپ تھا۔ (۱۹: ۳)

اس صورت میں جبکہ تواریخ عہد عتیق کی کتاب ہونے سے ماخذ ہے، اس عہد جدید مانوڑ ہے، کم از کم عہد جدید کا بیان اپنے ماخذ کے خلاف نہیں ہونا چاہیے، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ زبابل کو سیالسی ایل کا بیٹا اور حضرت داؤد کی نسل سے مان لیا جائے۔

اناجیل متی و لوقا میں مسیح کے متضا و نسب ناموں میں زربابل کے ذریعے حضرت داؤدؑ سے ملانے کا سبب محض عہد عتیق کے اس داؤدی نظریہ سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے جس کی رو سے حضرت داؤد کی نسل سے اسرائیل کا نجات دہندہ پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

۴۔ زربابل بنی ہوداہ کی بجائے بنی ہارون سے تھا

حقیقت یہ ہے کہ ہوداہ کے قبیلے کا کوئی زربابل اہم شخص نہ تھا۔ بابل میں اسیری سے جو یہودی یروشلم واپس لوٹے تھے ان میں ہوداہ کے قبیلہ کے ناموں میں کسی زربابل کا نام شامل نہیں ہے۔ عہد عتیق کی کتب عزرا اور نحمیاہ کی رو سے یہودیوں کی یروشلم واپسی کے وقت زربابل بن سیالتی ایل ایل کا بیٹا تھا لیکن یہ زربابل کا ہنزل میں سے یعنی حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھا، بیان کیا گیا ہے کہ:

”ان کے خدا کے گھر میں جو یروشلم میں ہے، آپہنچنے کے دوسرے برس کے دوسرے مہینے میں زربابل بن سیالتی ایل اور شمعون بن یو صدق نے اور ان کے باقی بھائی کا ہنزل اور لاویوں اور سبھوں نے جو اسیری سے لوٹ کر یروشلم کو آئے تھے کام شروع کیا۔ اور لاویوں کو جو بیس برس کے اور اس سے اوپر تھے مقرر کیا کہ خداوند کے گھر کی نگرانی کریں“ (۶)

”تب زربابل بن سیالتی ایل اور شمعون بن یو صدق اٹھے اور خدا کے گھر کو یروشلم میں بنانے لگے۔ اور خدا کے وہ بنی ان کے ساتھ ہو کر ان کی مدد کرتے تھے“ (۷)

”وہ کاہن اور لاوی جو زربابل بن سیالتی ایل اور شمعون کے ساتھ گئے سو یہ ہیں.....“ (۸)

بابل سے واپسی پر زربابل بن سیالتی ایل ناظم یروشلم بنا۔ اس کے علاوہ عزرا بن سلوا اور نحمیاہ بن سکیاہ بھی واپسی پر ہوداہ کے ناظم تھے۔ یہ نہ صرف فارسی بادشاہوں کے ماتحت

(۶) عزرا-۳: ۸ (۷) عزرا-۱: ۵ (۸) نحمیاہ-۵: ۱۲-۱۱

یہوداہ کے حاکم تھے بلکہ مذہبی امور سرانجام دینے کے لیے سردار کاہن تھے۔
یونانیوں کی غلامی میں چلے جانے پر حشمونی خاندان نے یہودیوں کو آزادی دلا کر فلسطین
میں بادشاہت قائم کی تو یہودیوں کا نجات دہندہ یہ خاندان بھی سردار کاہنوں کی نسل
سے تھا۔

اسیری سے یہودیوں کی واپسی اور یونانیوں سے آزادی حاصل کرنے پر حکومت حضرت
داؤدؑ کے گھرانے سے حضرت ہارونؑ کی نسل کے سردار کاہنوں کی طرف منتقل ہو جانا منشاء الہی کے
عین مطابق تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہرمیاء بنی کی معرفت یہ حکم دیا ہوا تھا کہ اب شاہ یہوداہ
یونیاہ کی نسل یعنی حضرت داؤدؑ کے خاندان کا کوئی شخص اقبال مند نہیں ہوگا۔ اس سے عہد
عقبت میں بیان کردہ اس داؤدی نظریہ کی حقیقت بھی آشکار ہو جاتی ہے جس کی رو سے
حضرت داؤدؑ کی نسل سے اسرائیل کا نجات دہندہ مسوح بادشاہ پیدا ہونا تھا۔

نسب نامہ مسیح میں انجیل متی و لوقا کے تضادات

انجیل متی اور انجیل لوقا میں لکھے گئے یسوع مسیح کے نسب ناموں میں بھی مطابقت نہیں
ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں!

(الف) انجیل متی میں حضرت داؤدؑ سے حضرت مسیحؑ تک کل ۲۸ پشتیں درج ہیں۔
جبکہ انجیل لوقا میں ۳۴ پشتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی متی نے ۱۵ پشتیں کم لکھی ہیں۔

(ب) انجیل متی میں حضرت سلیمان کو حضرت داؤدؑ علیہما السلام کا بیٹا لکھ کر یسوع
مسیح کا نسب نامہ شاہان یہوداہ کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے، جبکہ انجیل لوقا میں حضرت
داؤدؑ کا بیٹا حضرت سلیمان کی بجائے اتان نکھا گیا ہے اور پھر یسوع مسیح کو شاہان یہوداہ
سے کوئی نسبت نہیں رہی۔

(ج) انجیل متی میں یسوع مسیح کے والد کا نام یوسف اور دادا کا نام یعقوبؑ، انجیل لوقا
میں یوسف کے والد کا نام میلی ہے۔

(د) عہد متیق میں شاہان یہوداہ کی نسبت سے حضرت داؤدؑ سے سیاحتی ایل تک
اکیس پشتیں ہیں، جبکہ انجیل متی میں چار شاہان یہوداہ کے نام خارج کر دیئے گئے ہیں
کی تعداد سترہ رہ گئی ہے۔ انجیل لوقا میں حضرت داؤدؑ سے زربابل تک اکیس پشتیں

(۱۵) انجیل متی میں زربابل سے یسوع تک کل بارہ پشتیں ہیں جبکہ انجیل لوقا میں مختلف ناموں کے ساتھ زربابل سے یسوع تک اکیس پشتیں درج ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت داؤدؑ سے سیالقی ایل تک، اور سیالقی ایل سے یسوع مسیحؑ تک کے دوادوار کی مدت تقریباً پانچ پانچ سو برس ہے۔ انجیل متی میں مندرج پہلے دور کے شاہان یہوداہ کی نسبت سے تعداد سترہ، لیکن انجیل لوقا میں یہ تعداد بائیس ہے۔ دوسرے دور یعنی زربابل بن سیالقی سے یسوع تک انجیل متی میں بارہ پشتیں درج ہیں۔ لیکن انجیل لوقا میں پشتوں کی تعداد اکیس ہے۔

کیا جدامجد یسوع حضرت داؤدؑ بنی ہارون تھے

بائبل کے کئی بیانات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت مسیحؑ کے جد امجد حضرت داؤدؑ یہوداہ کی نسل سے نہیں بلکہ حضرت ہارون کی نسل سے تھے (ان سب پر اللہ کا سلام ہو) ہمارے اس دعوے کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ عہد عتیق کی کتاب میں بار بار کہا گیا ہے کہ حضرت ہارونؑ اور ان کی اولاد کے سوا کوئی بھی دوسرا شخص مسیح نہیں کیا جائیگا، کتان کا افونہیں ہیں سب کا خیرہ اجتماع کے پاس نہیں جاسکے گا، بنجور نہیں جلائے گا اور کہانت کے فرائض ادا نہیں کرے گا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے واضح ہے:

مقدس رسومات کی ادائیگی

(الف) ”اور تو ہارونؑ اور اس کے بیٹوں کو مسیح کرنا اور ان کو مقدس کرنا تاکہ وہ میرے لیے کاہن کی خدمت کو انجام دیں ۵ اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دینا کہ (مسیح کر لے گا) یہ تیل میرے لیے تمہاری پشت و در پشت مسیح کرنے کا پاک تیل ہو گا ۵ یہ کسی آدمی کے جسم پر نہ ڈالا جائے اور نہ تم کوئی اور دروغن اس کی ترکیب سے بنانا اس لیے کہ یہ مقدس ہے اور تمہارے نزدیک مقدس مٹھرے ۵ جو اس طرح کچھ بنائے یا اس میں سے کچھ (بنی ہارون کے سوا) کسی اجنبی پر لگائے وہ اپنی قوم سے کاٹ ڈالا جائے ۵“ (۹)

(۹) خروج - ۳۰، ۳۱-۳۳

وہ پھر خداوند نے ہارون سے کہا دیکھ میں نے بنی اسرائیل کی سب پاک چیزوں میں سے اٹھانے کی قربانیاں تجھے دے دیں ہیں نے ان کو مسوح کئے کا حق ٹھہرا کر تجھے اور تیرے بیٹوں کو ہمیشہ کے لیے دیا ہے“ (۱۰)

(ب) ”اور جو لباس وہ بنائیں یہ ہیں: یعنی سینہ بند اور اُفود اور جِز اور چار خلعے کا کرتہ عامہ اور کمر بند۔ وہ تیرے بھائی ہارون اور اس کے بیٹوں کے واسطے یہ پاک لباس بنائیں۔۔۔۔۔ اور وہ اُفود سونے اور آسمانی اور ارغوانی اور سرخ رنگ کے کپڑوں اور باریک کتے ہوئے کتان کا بنائیں جو کسی ماہر استاد کے ہاتھ کا کام ہو“ (۱۱)

(ج) ”اور آگے کو بنی اسرائیل فیض اجتماع (عبادت گاہ) کے نزدیک ہرگز نہ جائیں تا نہ ہو کہ گناہ ان کے سر لگے اور وہ مر جائیں“ (۱۲)

(د) ”اور جو بخور بناتے اس کی ترکیب کے مطابق تم اپنے لیے کچھ بنانا۔ وہ بخور تیرے نزدیک خداوند کے لیے پاک ہو۔ جو کوئی سونگھنے کے لیے بھی اس کی طرح کچھ بنائے وہ اپنی قوم میں سے کاٹ ڈالا جلتے“ (۱۳)

”اور ہارون الگ کیا گیا تاکہ وہ اور اس کے بیٹے ہمیشہ پاک ترین چیزوں کی تقدس کیا کریں اور خداوند کے آگے نجبوہ بر جلائیں اور اس کی خدمت کریں اور اس کا نام لیکر برکت دیں“ (۱۴)

”کوئی غیر شخص جو ہارون کی نسل سے نہیں خداوند کے حضور بخور جلاتے کو نزدیک نہ جائے تا نہ ہو کہ وہ قورح اور اس کے فریق کی طرح ہلاک ہو جیسا خداوند نے موسیٰ کی معرفت اس کو بتا دیا تھا“ (۱۵)

(۱۶) ”ہارون اور اس کے بیٹوں کو خیمہ اجتماع کے دروازہ پر لا کر ان کو پانی سے غسل دینا اور ہارون کو مقدس لباس پہنانا تاکہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔ اور اس کے بیٹوں کو لا کر ان کو کرتے پہنانا اور جیسے ان کے باپ کو مسح کرے ویسے ہی ان کو مسح کرنا

(۱۰) گنتی - ۱۸ : ۸ (۱۱) خروج - ۲۸ - ۶ (۱۲) گنتی - ۱۸ : ۳۲

(۱۳) گنتی - ۳۰ : ۳۸ (۱۴) ۱ - تواریخ - ۲۳ : ۱۳ (۱۵) گنتی - ۱۷ : ۴۰

تاکہ وہ میرے لیے کاہن کی خدمت کو انجام دیں اور ان کا مسح ہونا ان کے لئے نسل در نسل ابدی کمالت کا نشان ہو گا ۵ (۱۶)

دوسروں کیلئے مناسی

نیز ہمد عتیق کی کتاب تواریخ سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بنی ہارون کے سوا کسی اور نے کوئی دینی منصب بجالانے کی کوشش کی تو وہ عذاب میں گرفتار ہو گیا، جیسا کہ صدر جودیل آقباس سے ظاہر ہوتا ہے :

(د) ”تب عزریاہ کاہن اس کے پیچھے پیچھے گیا اور اس کے ساتھ خداوند کے اسی کاہن اور تھے جو بہادر آدمی تھے ۵ اور انہوں نے عزریاہ بادشاہ کا سامنا کیا اور اس سے کہنے لگے اے عزریاہ خداوند کے لئے بنجور جلانا حیرا کام نہیں بلکہ کاہنوں یعنی ہارون کے بیٹوں کا کام ہے جو بنجور جلانے کے لیے مقدس کئے گئے ہیں۔ سو مقدس (عبادت گاہ) سے باہر جاؤ کیونکہ تو نے خطا کی ہے۔ اور خداوند کی طرف سے یہ تیری عزت کا باعث نہ ہو گا ۵ تب عزریاہ غصہ ہوا اور خوشبو جلانے کو بنجور دان اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے بیٹھا اور جب وہ کاہنوں سے جھجھلا رہا تھا تو کاہنوں کے سامنے ہی خداوند کے گھر کے اندر بنجور کی قربان گاہ کے پاس اس کی پیشانی پر کوڑھ پھوٹ نکلا ۵ اور سردار کاہن عزریاہ اور سردار کاہنوں نے اس پر نظر کی اور کیا دیکھا کہ اس کی پیشانی پر کوڑھ نکلا ہے سو انہوں نے اسے جلد وہاں سے نکالا بلکہ اس نے خود بھی باہر جانے میں جلدی کی کیونکہ خداوند کی مار اس پر پڑی تھی ۵“ (۱۷)

حضرت داؤد کی اولاد اور مقدس رسومات

ان تمام پابندیوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دینی مناصب حضرت داؤد

اور ان کی اولاد انجام دیتی رہی، جیسا کہ بائبل کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے :

(الف) : اور داؤد خداوند کے حضور اپنے سارے زور سنبھالنے لگا اور وہ کتان کا اودھ پہنے تھا۔“ (۱۸)

(ب) : ”اور سلیمان (ابن داؤد) سال میں تین بار میدوں کے موتمع پر اس مذبح (مسکین) پر جو اس نے خداوند کے لیے بنایا تھا سوختی قربانیاں اور سلامتی کے ذبیحے گزارتا تھا اور خداوند کے آگے بخور جلاتا تھا۔“ (۱۹)

(ج) : ”سلیمان جعون کے اپنے مقام سے یعنی خیمہ اجتماع کے آگے سے یروشلم کو لوٹ آیا اور نبی اسرائیل پر سلطنت کرنے لگا۔“ (۲۰)

(د) : ”یہویدا کا بیٹا بنایا، کوہیتوں اور فلیٹیوں کا سردار تھا اور داؤد کے بیٹے کا بن تھا۔“ (۲۱)۔

(ب) و (ج) سے حضرت سلیمان کا کاہن ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

(۵)۔ ”تب سموئیل (نبی) نے (پاک) تیل کا سیگ لیا اور اسے اُس کے بھائیوں کے درمیان مسح کیا اور خداوند کی روح اس دن سے آگے کو داؤد پر زور سے نازل ہوتی رہی۔ پھر سموئیل اٹھ کر امہ کو چلا گیا۔“ (۲۲)

حضرت سلیمان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے :

”اور صدوق کاہن نے خیمہ (اجتماع) سے تیل کا سیگ لیا اور سلیمان کو مسح کیا اور انہوں نے نرسنگا چھونکا اور سب لوگوں نے کہا سلیمان بادشاہ جیتا ہے۔“ (۲۳)

”اور انہوں نے دوسری بار داؤد کے بیٹے سلیمان کو بادشاہ بنا کر اس کو خداوند کی طرف سے پیشوا (سردار کاہن) نے اور صدوق کو کاہن ہونے کے لئے مسح کیا۔“ (۲۴)

(۱۸) ۲۔ سموئیل - ۶: ۱۳ (۱۹) ۱۔ سلطین - ۹: ۲۵ (۲۰) ۲۔ تواریخ - ۱۳: ۱۰

(۲۱) ۲۔ سموئیل - ۸: ۱۸ (۲۲) ۱۔ سموئیل - ۶: ۱۳ (۲۳) ۱۔ سلطین - ۱: ۲۹ (۲۴) ۲۔ تواریخ - ۲۳: ۲۹

بائبل کی کتب عہد عتیق کے بیانوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ پاک تیل بنانا اور بنی اسرائیل میں بادشاہت، کہانت اور پیشوائی کے لیے پاک تیل سے مسح کر کے سرفراز کیا جاتا محض حضرت ہارون اور ان کی اولاد کے لیے مخصوص تھا۔

عہد عتیق سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شاہان یہوداہ میں سے صرف دو اہم بادشاہ تھے۔ یعنی مرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سروں میں پاک تیل ڈال کر مسح کر کے بادشاہ بنایا گیا تھا۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے بادشاہ کو مسح پیشہ نہیں بنایا گیا تھا جس سے حضرت سلیمان کے علاوہ دیگر شاہان یہوداہ کو حضرت داؤد کی نسل ظاہر کرنا اور حضرت مسیح کو شاہان یہوداہ کی اولاد بنانا باطل ہو جاتا ہے۔

اناجیل متی و رقاہ و زون کی رو سے حضرت داؤد حضرت مریم کے چچا عہد ہوں تو بھی یسوع مسیح کا حضرت ہارون کی نسل سے ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح کی والدہ مریم آل عمران سے تھیں

قرآن مجید بھی اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے کہ حضرت مریم حضرت ہارون علیہ السلام کے والد عمران کی نسل سے تھیں۔ قرآن مجید کا بیان ہے:

”خدا نے آدم اور خاندان ابراہیم اور خاندان عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب کیا تھا۔ اور ان میں بعض بعض کی اولاد تھے۔ اور خدا نے والا ایڈیٹ کرنے والا ہے وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے جب عمران کی عورت نے کہا اے پروردگار جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو اسے میری طرف سے قبول کر، تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا، اور جو کچھ اس کے ہاں ہوا خدا کو خوب معلوم تھا، تو کہنے لگی پروردگار! میرے تو لڑکے پیدا ہوئے ہیں اور نذر کے لیے بڑا کاموزدن تھا کہ وہ لڑکی کی طرح ناتواں نہیں ہوتا۔ اور میں

مے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ تو پروردگار نے اس کو نیکیدگی کے

ساتھ قبول کیا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور زکریا کو اس کا مکمل بنایا

(۲۵)

یہ بیان عمران کے خاندان کو جہاں کے لوگوں میں منتخب کرنے سے شروع ہو کر حضرت مریم کی پیدائش اور حضرت زکریا علیہ السلام کو اس کا مکمل بنانے پر ختم ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں خاندان عمران یعنی بنی ہارون سے تھے۔ عمران کو جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے والد تھے بائبل میں عمار کے نام سے پکارا گیا ہے لیکن عمار کو عمران کھنا بھی درست ہے کیوں کہ بائبل میں ان کے چچا جیروم کو جیروم بھی لکھا گیا ہے۔ (۲۶)

قرآن مجید میں حضرت مریم کی والدہ کو ”عمران کی عورت“ کہا گیا ہے۔ اس سے مراد عمران کے قبیلے کی عورت ہے۔ اس کی تصدیق انجیل لوتا کے ان بیانوں سے بھی ہوتی ہے :

”ابیاہ کے فریق میں سے زکریا کا نام ایک کا بن تھا اور اس کی سہیلی ہارون

کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام ایسبک تھا“

فرشتہ نے مریم سے کہا : ”دیکھ تیری رشتہ دار ایسبک کے بھی بڑھاپے میں

بیٹا ہونے والے ہے“ (۲۷)

قرآن مجید سے حضرت مریم کا آل ہارون سے ہونے کا مزید ثبوت اس بیان سے

ملتا ہے :

”وہ (مریم) اس بچے (حضرت عیسیٰ) کو اٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے پاس آئی۔

وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو نے برا کام کیا“ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ

بداؤ اور آدمی تھا اور نہ ہی تیری مال بدکار تھی“ (۲۸)

عرب کی عادت ہے کہ حقیقی بھائی کے علاوہ جو شخص جس قوم یا قبیلے کا ہو اس کو اس قوم یا قبیلے کا بھائی کہہ سکتے ہیں، جیسے قبیلہ کدوسی کو ”یا حاتمیں“ اے تمہارے بھائی

(۲۵) القرآن - ۳: ۳۳-۳۴ (۲۶) ۱- تواریخ - ۶: ۱۰، ۱۶ (۲۷) لوقا - ۱: ۵۰، ۵۶

(۲۸) القرآن - ۱۹: ۲۷، ۲۸

اور مضرى کو "یا اخامضر" کہتے ہیں۔ اس بارے میں ام المومنین حضرت صفیہؓ کا واقعہ قابل ذکر ہے:

حی بن اخطب بنو نضیر کا سردار اور حضرت صفیہؓ کا باپ تھا جو ہارون کی نسل سے تھا۔ ایک بار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو انہیں دیکھ کر وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ اپنے آپ کو زوہین اور چچا زاد بہن بتا کر دوسری انواع مطہرات پر برتری دکھاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ ہارون میرا باپ، موسیٰ میرے چچا اور محمد میرے شوہر ہیں۔

کیا مریم حضرت ہارونؑ کی بہن تھیں؟

قرآن مجید میں حضرت مریمؑ کو "ہارون کی بہن" کہا کر مخاطب کرنے کے واقعہ کے حقیقت کو چھپانے کے لیے مسیحی علماء یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ یہ قصہ حضرت مریم والدہ حضرت مسیحؑ کی بجائے حضرت ہارونؑ کی ہمیشہ کا ہے جو سیوہ سے تقریباً ڈیڑھ ہزار برس قبل گزر چکی تھیں۔ یہ دلیل اگر درست مان لی جائے تو انجیل میں حضرت مسیحؑ نے سبت کے دن جس کپڑی عورت کو سیدھا کر کے یہ کہا تھا: "کیا یہ واجب نہ تھا کہ یہ جو ابراہم کی بیٹی ہے جس کو شیطان نے اٹھارہ برس سے باندھ رکھا تھا سبت کے دن اس بندے چھڑائی جاتی؟" (۲۹) اسے کیا دو ہزار برس عمر کی سمجھا جائے؟ کیونکہ ابراہم کی بیٹی اگر حضرت ابراہیم سے منسوب کی جائے تو وہ دو ہزار پیشتر گزر چکے تھے۔

حضرت مریمؑ یہوداہ کے قبیلے سے نہ تھیں

حضرت مریمؑ کا آل عمران سے ہونا قرآن مجید اور انجیل لوقا سے ثابت ہوتا ہے۔ لیکن سیوہ کو یہوداہ کے قبیلے کے داؤد بادشاہ کی نسل سے ظاہر کرتے کے لیے انجیل متی و لوقا میں یہوداہ کے قبیلے کے یوسف نامی بڑھئی کا کردار شامل کر کے اسے سیوہ کا فرضی

باپ بنایا گیا ہے۔ کیونکہ انا جیل نویس یہ اعتراف کرتے ہیں کہ یسوع یوسف کا صلیبی بیٹا نہ تھا۔

مزید حیرت اس امر پر ہے کہ انجیل نویس یوسف بڑھتی کے حقیقی حسب نسب سے آگاہ نہ تھے کہ انجیل متی میں اسے حضرت سلیمان بن داؤد کی نسل کے یقودک بیٹا بیان کیا گیا ہے اور انجیل یوحنا میں وہ ناتن بن داؤد کی نسل سے عیسیٰ کا بیٹا لکھا گیا ہے۔ اس کھلے تضاد کی صفائی کی کوشش امریکہ کے ایک مسیحی عالم جارج ڈبلیو ڈیہاف نے اپنی انگریزی کتاب ”BIBLE DISCREPANCIES“ میں اس طرح کی ہے :

”یعقوب یوسف کا حقیقی باپ تھا، عیسیٰ یوسف کی بری مریم کا باپ تھا۔ مریم عیسیٰ کی اکلوتی بیٹی اور اس کی وراثت کی حقدار تھی [دیکھئے تلموص] اس لئے جب یوسف نے مریم سے شادی کی تو یوسف عیسیٰ کا اکلوتا بیٹا بن گیا۔ (بنی اسرائیل کے) نسب نامے اکثر اس طرح بیان کئے جاتے تھے“ (۳۱)

اس دلیل کو پیش کرنے میں مصنف نے ان حقائق کو مد نظر نہیں رکھا :

(الف) حضرت مریم کا تعلق عمران کے لاوی قبیلہ سے تھا۔ انجیل یوحنا میں حضرت مریم کو نہ صرف حضرت ہارون کی نسل کی ایشبع کا نواسہ بتایا گیا ہے، بلکہ اس کا تعلق فلسطین کے انتہائی شمالی حصہ گلیل کے شہر ناصرہ سے بیان کیا ہے (۱: ۲۶، ۲۷)۔

(ب) گلیل یہوداہ کے قبیلہ کی بجائے نعتامی کے قبیلہ کی میراث تھی، لیکن اس کے اندر لاویوں کو رہنے کے لیے شہر دیئے گئے تھے (یشوع - ۲۱: ۴۲)۔ اس طرح نبی لاوی ہوتے ہوئے حضرت مریم کی راکش گلیل (گیلیل) کے اندر ہو سکتی تھی۔

(ج) یوسف یہوداہ کے بیت لحم کے شہر کا تھا جو فلسطین کا جنوبی حصہ ہے۔ اور وہ یہوداہ کے قبیلے سے تھا (لوقا - ۲: ۴)۔

(د) حضرت مسیح کی پیدائش حضرت مریم کی شادی یوسف بڑھتی کے تھوڑے ہی نہیں ہوئی تھی۔ انجیل متی کی رو سے حاملہ ہوتے وقت وہ یوسف کی منگیت تھیں (۱: ۱۸) اور انجیل لوقا کے مطابق وضع حمل کے وقت بھی وہ منگیت تھیں (۲: ۵)۔

(۴) موسوی شریعت کی رو سے کسی گھرانے میں صرف لڑکی اگر وارث ہو تو اس کے لئے

لڑی تھا کہ وہ حرف اپنے قبیلہ کے مرد سے شادی کر کے اپنے باپ دادا کی میراث قائم رکھے۔ دوسرے قبیلہ کے کسی مرد سے وہ شادی نہیں کر سکتی تھی (رگنتی: ۳۶: ۹۱)۔

ذمہ داری کا فقدان

مسیحیت کے پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ ان کی کتب مقدسہ الہامی ہونے سے ہر قسم کے سقم سے پاک ہیں۔ اس غلط مفروضہ کو نبائے کے لیے ان کے علماء جس ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہیں وہ کلام حق "اکتوبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں مسیحی عالم پال انسٹ جو خود کو علامہ کہتے ہیں کے مضمون "الوہیت مسیح" کے اس طرز استدلال سے واضح ہے کہ کیوں نسب نامہ یسوع میں حضرت ابراہیم سے یسوع تک انجیل متی میں ۲۸ اور انجیل لوقا میں ۳۴ پشتیں درج ہیں؟ ان کے جواب کا خلاصہ یوں ہے:

لفظ داؤد تین صحیح عبرانی حروف دال قیمت چار اور واؤ قیمت چھ پر مشتمل ہونے سے د + و + د کی کل قیمت $۴ + ۶ + ۴ = ۱۴$ بنتی ہے۔ چودہ کا نصف کرنے سے کمائیت کا عدد سات حاصل ہوتا ہے۔ اس کمائیت کے حصول کے لیے متی نے نسب نامہ یسوع سے چند پشتیں چھوڑ کر حضرت ابراہیم سے یسوع تک کل بیالیس پشتیں بنائیں اور انہیں چودہ چودہ کے تین برابر حصوں میں تقسیم کر دیا۔

یہ دلیل اس حقیقت کا برملا اعتراف ہے کہ انجیل میں مذکور نسب نامے جو سافٹ اور من گھڑت ہیں، کمال انجیل نویس کا ہوا یا صاحب مضمون کا، یہ عیاں ہے کہ دونوں اپنی کاوش میں از حد ناکام رہے ہیں کہ (۱) دال اور واؤ حروف ابجد میں عبرانی نہیں اور لفظ داؤد میں الف کی قیمت ایک شامل کرنے سے کل قیمت چودہ کی بجائے پندرہ بنتی ہے۔ (۲) انجیل متی میں حضرت ابراہیم سے یسوع تک کل اکتالیس پشتیں درج کر کے بیالیس ظاہر کیا گیا ہے۔ ان کے چودہ چودہ کے تین برابر حصے نہیں کیے جاسکتے۔ (۳) حقیقی نسب نامے میں سے نہ تو کوئی پشت چھوڑ دینے کا جواز بنتا ہے اور نہ ہی اس غلط مفروضہ کا کر شاہ یسوداہ یوسیلہ امیر کر کے بابل لے جایا گیا تھا اور وہاں اس کے بیٹے اور پوتے پیدا ہوئے۔ یسوداہ کے قبیلے سے ہونے سے یسوع کا نسب نامہ حضرت داؤد سے ملانے کا بھی کوئی جواز نہیں کیونکہ حضرت مسیح حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھے۔

گیارہواں باب

حضرت مسیح کی پیدائش

اور

حالاتِ زندگی

بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یسوع، مسیح اور یسوع مسیح کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس باب میں ہم انہیں ناموں سے موسوم کریں گے۔

یسوع مسیح کی پیدائش اور ان کی زندگی کے حالات بائبل کے مہذبہ جدید کی اناجیل اور دیگر تعلیم یافتہ لوگوں نے انہیں قبول کرنے کی بجائے ان کی سخت مخالفت کی، اسی لئے ان کے پیروکار صرف اتنی الامم (انجان اور ان پڑھ طبقہ) تک محدود رہے، جنہیں یسوع مسیح کے شاگرد (حضرت عیسیٰ کے حواری) کہا جاتا ہے۔

اناجیل اور یسوع مسیح کے رخصت ہونے اور ان کے شاگردوں کے وفات پا جانے کے بعد کبھی کبھی تئیں۔ اس زمانے میں ان کی حقیقی تعلیم کو نسخ کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ اس باب میں بھی اناجیل اور مجموعہ افلاذین۔ اس بارہ میں انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا کی تحقیق یہ ہے:

حضرت مسیح کے حالاتِ زندگی اور انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا

”یسوع کی زندگی اور اس کے کاموں کو کسی ایسے ماخذ سے منسوب نہیں کیا جاسکتا جس کا تعلق خود مسیح کی ذات یا اس سے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کسی تحریر سے ہو، کیونکہ ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی لفظ تک موجود نہیں ہے۔“

علاوہ ازیں اس کے اپنے زمانے کا لکھا ہوا کوئی ایک بھی ماخذ نہیں جس سے اس کی زندگی اور موت کے حالات ظلم بند کئے گئے ہوں۔ یسوع کی تاریخی زندگی کے متعلق جو کچھ اخذ ہوا ہے اس کا ماخذ بلا استثنا یسوع کے بعد وضع کردہ نظریات اور خاص طور پر وہ قدیم مواد ہے جسے پہلی قین اناجیل میں اکٹھا کیا گیا ہے، اور جو مسیح کے بارے میں بعد میں قائم کی جانے والی کلیسیا (مسیحی جماعت) کے عقائد کی ترجمانی کرتا ہے۔ عہد جدید کی شہادتیں (اس قدر متضاد ہیں کہ اکثر سے یسوع مسیح کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا^(۱))

یسوع کی پیدائش کے حالات معلوم کرنے میں مشکلات

گذشتہ صفحات میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ اناجیل میں مذکور نسب نامے درست نہیں ہیں بالکل اسی طرح اناجیل میں لکھے گئے یسوع مسیح کی پیدائش کے حالات بھی تضادات کا شکار ہیں۔ اس لیے ان سے پیدائش کے صحیح صحیح حالات معلوم کر لینا اتنا ہی مشکل کام ہے جتنا کہ یسوع مسیح کی زندگی اور ان کے کارناموں کے حالات۔ اس بارے میں اناجیل کے بیانات سے الٹا یہ سیکلو پیڈیا برٹینیکا نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے :

”یسوع کی پیدائش کی تاریخ اور جلتے پیدائش غیر یقینی ہیں۔ مرقس اور یوحنا (اپنی اناجیل میں) ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھتے۔ ہماری معلومات کے ذرائع صرف یسوع مسیح کی پیدائش اور بچپن کے وہ از حد متضاد بیانات ہیں جن میں ایک طرف تو متی ابواب ۱، ۲ کی وہ افسانوی کہانی ہے جس میں یسوع کی پیدائش اور بچپن کو ہیرودہ اقل کے عہد اور اس کی حکومت بدلنے (۴ ق م) سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف لوقا باب ۲ کی رد سے یسوع کی پیدائش شہنشاہ ادگسٹس کے عہد میں ہیرودیس میں ہونے والی مردم شماری (۶ء) سے منسوب کی گئی ہے۔“ (۲)

اس بیان میں یہ بات از حد اہم ہے کہ ہیرودہ بادشاہ جس کے عہد میں اناجیل میں یسوع

کی پیدائش بیان کی گئی ہے یسوع کے پیدا ہونے سے چار یا دس برس قبل مرچا تھا ۔
حقیقت پر مبنی انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے بیان کی جانچ تارینن انا جیل متی و لوقا کی
تحریروں سے خود کر سکتے ہیں ۔

حضرت مریم کا حاملہ ہونا

(الف) انجیل متی کا بیان :-

”اب یسوع کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی سنگنی
یوسف کے ساتھ ہوئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح روح القدس
کی قدرت سے حاملہ پائی گئی ۽ پس اس کے شوہر یوسف نے جو راستہ اختیار تھا
اور اسے بنام کرنا نہیں چاہتا تھا اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا ۽
وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں
دکھائی دیکر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے
آئے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیش میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے
ہے ۽ اس کے بیٹا ہو گا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں
کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا ۽ یہ سب کچھ اس لیے ہوا جو خداوند
خدا نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ ۽ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گئی اور
بیٹا جنے گی اور اس کا نام عزرائیل رکھیں گے ۽ جس کا ترجمہ ہے خدا ہمارے
ساتھ۔“ (۳)

(ب) انجیل لوقا کا بیان :-

”ہر ائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ہاقوہ تھا
ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا ۽ جس کی سنگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد

یوسف نام سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا ۵ اور فرشتے نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے ۶ خداوند تیرے ساتھ ہے ۷ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے ۵ فرشتے نے اس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھے فضل ہوا ہے ۵ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام یسوع رکھنا ۵ وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خود اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا ۵ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اس کی بادشاہی کا آخر ہواگا ۵ (۴)

تجزیہ

(الف)۔ اناجیل متی دلتوا کی رد سے حضرت مریم کی یوسف کے محض منگنی ہوئی تھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ وضع حمل کے وقت بھی مریم منگیت تھی (لوقا۔ ۲: ۵)۔ پھر یوسف مریم کا شوہر کیسے ہوا اور وہ اس کی بیوی کیسے بھڑی ۶ اور خدا کے فرشتے نے مریم کو یوسف کی بیوی سمجھتے ہوئے یسوع کی پیدائش کی بشارت کیسے دی ۶

(ب)۔ انجیل متی میں فرشتے نے یوسف کو مسیح کا نام یسوع رکھنے کی ہدایت کی، جبکہ انجیل لوقا میں یہ ہدایت مریم کو دی گئی۔

(ج)۔ انجیل لوقا کی رد سے خدا کے سب سے جلیل القدر فرشتہ جبرائیل نے حضرت مریم کو یسوع کی پیدائش کی بشارت دیکر یہ کہا تھا کہ اس کے جد امجد حضرت داؤد کا تخت خدا کی طرف سے یسوع کو ملے گا۔ اور وہ ہمیشہ کے لیے یعقوب کے گھرانے پر بادشاہی کرے گا۔ لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نہ تو کبھی حضرت مسیح حضرت داؤد کے تخت پر بیٹھے اور نہ ہی انہوں نے کبھی حضرت یعقوب کے گھرانے (بنی اسرائیل) پر بادشاہی کی۔ نہ ہی اس کا دعویٰ کیا۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ اناجیل کی رد سے یہود نے ان پر بے بنیاد الزام لگا کر بے گناہ یسوع کو تخت کی بجائے تختہ دالہ

پہنچا دیا۔

یسوع مسیح کی پیدائش

حضرت یسوع مسیح کی پیدائش کا ذکر انجیل متی میں اس طرح مذکور ہوا ہے۔
 ”جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا
 ہوا تو دیکھو کئی عجمی پورب سے یہ کہتے ہوئے آئے کہ ۵ یہودیوں کا بادشاہ
جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم
 اسے سجدہ کرنے آئے ہیں ۵ یہ منکر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ
 یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے ۵ اور اس نے قوم کے سب سردار کاہنوں
 اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ یسوع کی پیدائش کہاں ہونی چاہیے؟ ۵
 انہوں نے اس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا
 گیا ہے کہ ۵“

”اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب
 سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل
 کی گلاہ بانی کریگا ۵“

اس پر ہیرودیس نے عجمیوں کو بیت لحم روانہ کیا۔ اور یسوع کا پتہ لگا کر اسے
 خبر دینے کے لیے کہا، لیکن عجمی بادشاہ کو ملے بغیر دوسری راہ سے اپنے ملک کو
 روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد متی کا بیان ہے :

”جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے یوسف کو
 خواب میں دکھائی دے کر کہا اٹھ بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر
 کو بھاگ جا اور جب تک میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس
 اس بچے کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اسے ہلاک کرے ۵ پس وہ اٹھا اور
 رات کے وقت بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر روانہ ہو گیا ۵ اور
 ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا
 وہ پورا ہو کہ مصر میں میں نے اپنے بیٹے کو بلایا ۵ جب ہیرودیس نے دیکھا

کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصے ہوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اس کی سرحدوں کے اندر کے ان سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دود دبرس یا اس سے چھوٹے تھے، اس وقت کے حساب سے جو اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی وہ اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی کہ ”راہ میں آواز سنائی دی۔ رونا اور بڑا ماتم مٹا اپنے بچوں کو رورہی ہے اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لیے کہ وہ نہیں ہیں“ (۵)

تجزیہ

ہم اس طویل اقتباس کے چار فقروں پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ پورا اقتباس اس لیے نقل کیا گیا ہے کہ ہم پر کٹر ہیونت کا گمان نہ ہو اور قارئین خود ہی صحیح اندازہ کر سکیں۔ (الف)۔ متی نے یسوع کی پیدائش پر اسے ”یہودیوں کا بادشاہ“ محض اس لئے لکھا ہر کیل ہے کہ مسیحی حضرت داؤدؑ کی نسل سے مسوح بادشاہ کا بطور نجات دہندہ مسیح کے آنے کا عقیدہ اختیار کر چکے تھے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یسوع مسیح ایک لمحہ کے لئے بھی یہودیوں کا بادشاہ نہیں بنے تھے۔

(ب)۔ متی نے یسوع کی پیدائش بیت لحم میں ہونے کا سبب خدا کے اس کلام کو پورا ہونا قرار دیا ہے :

”اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے۔ تو یہوداہ کے حاکموں میں سرگزشت سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک مہر دار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلابانی کرے گا۔“

لیکن مہر عتیق کی کتاب میرا میں بیان اس طرح ہے :

”اے بیت لحم افرا تاہ اگرچہ تو یہوداہ میں شامل ہونے کی چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا، جو میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا۔“ (۶)

(ج) مندرجہ بالا طویل اقتباس میں ایک دعویٰ یہ بھی کیا گیا ہے کہ لیونج کے ممبروں نے انہی کی
 و خیردادند کے نبی کا یہ کلام پورا ہونا تھا کہ ”مصر میں سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا
 “ جبکہ ہوسیع نبی کا اصل کلام اس طرح ہے :

”جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا میں نے اُس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ انہوں نے جس قدر ان کو بلایا اسی قدر وہ دور ہوتے گئے۔ انہوں نے تعلیم کے لیے قریانیاں گزاریں اور راشی ہوئی سورتوں کے لیے بخور چلا ما۔“ (۷)

یہ کلام مصر میں لے جانے کی بجائے مصر سے بلانے کا ہے۔ اور حضرت موسیٰ اور ان کے
 ہمراہ اسرائیل قوم کا مصر سے خروج کے بارے میں ہے۔ حضرت مسیح کے ساتھ اس کا
 مرکز کوئی تعلق نہیں۔

(د) یسوع کی پیدائش پرستی نے بیان کیا ہے کہ ہیرو دیس بادشاہ کے ہاتھوں بیت لحم کے ارگرد کے چھوٹے بچوں کا مروایا جانا اس لیے ہوا تاکہ یرمیاہ نبی کی پیشگوئی پوری ہو —

بہرہ حققت یہ ہے کہ یہ کلام شاہ اسور کے ہاتھوں اسرائیل کی ریاست کی تباہی اور اس کے افراطی بادشاہ اور اسرائیل کی قوم اسیر کر کے انہیں تترتر کر دینے پر ان کی والیسی کے بارے میں ہے جیسے کہ کتاب یرمیاہ میں مذکور ہے :

”اے قوم! خداوند کا کلام سنو اور درودِ دور کے جزیروں میں منادی کرو اور
 کہو جس نے اسرائیل کو تتر بتر کیا وہی اسے جمع کرے گا اور اس کی ایسی
 عجمانی کرے گا جیسی گذریا اپنے گلے کی ۵۔۔۔۔۔ خداوندیوں فرماتا
 ہے کہ رامہ میں ایک آواز سنائی دی۔ نوح اور زار زار رونا۔ راحل اپنے
 یوں کی بابت تسلی پذیر نہیں ہوتی کیونکہ وہ نہیں ہیں ۶ خداوندیوں فرماتا ہے

کہ اپنی زاری کی آواز کو روک اور اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے باز رکھ
کیونکہ تیری محنت کے لیے اجر ہے خداوند فرماتا ہے اور وہ دشمن کے ملک
سے واپس آئیں گے ۵ اور خداوند فرماتا ہے تیری عاقبت کی بابت امید
ہے کیونکہ تیرے بچے پھر اپنی حدود میں داخل ہوں گے ۵ فی الحقیقت
میں نے افرائیم کو اپنے آپ پر یوں ماتم کرتے سنا۔“ (۸)

اس بیان میں اسرائیل قوم اور افرائیم کے قبیلے کا مایاں طور پر ذکر ہے۔ داخل کا
رونا بھی افرائیم کے لیے تھا کیونکہ وہ حضرت یعقوبؑ کی بیوی، حضرت یوسفؑ کی ماں اور
حضرت یوسفؑ کے بیٹے افرائیم کی دادی تھی۔

(۹) انجیل متی کے اقتباس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہیرودیس بادشاہ نے بیت لحم اور اس کی
محدود کے اندر ان سب لوگوں کو مروا دیا تھا جو دو دہرے اور اس سے
چھوٹے تھے۔ اس قاتل اور گریہ وزاری کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے برص
نبی کے مذکورہ بالا بیان کی یہ پیشین گوئی پوری ہو:

”رامہ میں آواز سنائی دی۔ رونا اور بڑا ماتم۔ داخل اپنے بچوں کو رو رہی ہے۔

اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لیے کہ وہ نہیں ہیں ۵“ (متی ۱۸: ۱۰: ۱۲)

بیت لحم یروشلم کے جنوب میں یہوداہ کا علاقہ ہے جبکہ رامہ شمال میں یہوداہ کی حدود
سے باہر ہے۔ بیت لحم کی محدود کے اندر بچے مروائے جانے سے رامہ کو گریہ وزاری اور
نوحہ سے کیا تعلق؟ نیز یرمیاہ کے اس کلام کا یسوعؑ کی پیدائش کے واقعہ سے کوئی تعلق
نہیں یہ اسرائیل اور افرائیم کے بارے میں ہے جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے۔

(۱۰) متی کے اقتباس میں انرا قائل تا آخر کہا گیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش اور بچوں کا
قتل اور گریہ وزاری وغیرہ کے واقعات ہیرودیس بادشاہ کے زمانے میں پیش آئے
— جبکہ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ہیرودیس حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے قبل مرچکا
تھا۔ انجیل متی کے بیانات کی مطابقت میں چار برس پیشین اور انجیل لوقا کے
بیانات کی رو سے یسوعؑ کی پیدائش سے دس برس پیشین ہیرودیس بادشاہ وفات

باچکا تھا۔

انجیل لوقا میں یسوع مسیح کی پیدائش کا قصہ

”ان دنوں میں ایسا ہوا کہ تبصرہ نگار گسٹس کی طرف سے حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ یہ پہلی اسم نویسی سواریہ کے حکم کو رد کرنے کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لیے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ میں ہے۔ اس لیے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اپنی منیگر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے۔ جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آسپنچا۔ اور اس کا پہلو ٹھاپیدا ہوا، اور اس نے اس کو پرے میں پیٹ کر چھٹی میں رکھا کیونکہ ان کے واسطے سرے میں جگہ نہ تھی۔“ (۹)

نیز لوقا کا بیان ہے: ”جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے غٹنے کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتہ نے اس کے رحم میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔ پھر جب موسیٰ کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے (چالیس) دن پورے ہو گئے تو وہ اس کو یہوشلم میں لائے تاکہ خزانہ کے آگے حاضر کریں۔“ (۱۰)

اس کے بعد لوقا نے بیان کیا ہے کہ یہوشلم میں شمعون نامی راستباز اور خدا ترس آدمی روح القدس سے معمور یسوع کی آمد کا منتظر تھا۔ اس نے بچے کو سبیل میں دیکھا اور دعا دی۔ سبیل میں چور اسی برس کی ایک بڑھیا تھی۔ وہ نبیہ اور عبادت گزار تھی۔ بچے کے سبیل میں لائے جانے پر وہ خدا کا شکر بجالائی اور ان سب سے جو یہوشلم کے چھٹکارے کے منتظر تھے اس کی بات باتیں کرنے لگی۔ اور جب یسوع کے والدین ”خدا کی شریعت کے مطابق سب کچھ کر چکے“ تو گلیل میں اپنے شہر ناصرہ کو پھر گئے۔ وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت

(۹) لوقا ۲: ۱-۴ (۱۰) لوقا ۲: ۲۱-۲۲

سے سمجھ رہا تھا۔ اچلا گیا اور خدا کا فضل اس پر تھا۔ اس کے ہاں باپ، ہر برس عید فصح پر یروشلم کو جایا کرتے تھے۔“

تجزیہ

انجیل لوقا کے مندرجہ بالا اقتباسات میں :

الف) حضرت مسیح کی پیدائش کو قیصر اگستس کے عہد میں ہونے والی مردم شماری کے دوران بیان کیا ہے جو سکہ میں ہوتی تھی۔ جبکہ انجیل متی نے پیدائش مسیح کا واقعہ ہیرودیس بادشاہ کی وفات سے پہلے سرزد ہونا بیان کیا ہے (باب ۲) حالانکہ ہیرودیس بادشاہ سکہ قبل مسیح میں مرا تھا۔

ب) مریم صدیقہ کے وضع حمل کے وقت بھی یوسف منگیت لکھا گیا ہے، اور انجیل متی نے بھی منگیت لکھا ہے۔ کوئی نہیں بتاے کہ منگیت کو شوہر کیسے کہا جاسکتا ہے؟

ج) حضرت مسیح کے والدین گلیل کے شہر ناصرت کے تھے اور ان کی پیدائش یہود کے شہر بیت لحم میں ہوئی، آٹھ دن کے بعد یہاں منتقل ہوئے۔ چالیس دن بعد قربانی کرنے کے لیے یروشلم لائے گئے اور یہاں سب لوگوں نے جو ان کی پیدائش کے منتظر تھے ان کی زیارت کی۔ اس کے بعد وہ گلیل کے شہر ناصرت واپس لیجائے گئے۔ وہاں سے وہ ہر سال یروشلم لیجائے جاتے تھے۔ اس کے برعکس انجیل متی کا بیان ہے کہ ہیرودیس بادشاہ کے ہاتھوں قتل کرائے جانے کے ڈسے یسوع کے والدین راتوں رات اسے مصر لے گئے تھے (متی باب ۲۲)۔

قرآن مجید اور پیدائش مسیح

الف) حضرت مریم کا حاملہ ہونا : قرآن مجید کا بیان ہے :

”اور کتاب میں مریم کو بھی مذکور کرو، جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف جان گئی۔ تو اس نے ان سے پردہ کر لیا۔ اس وقت ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا تو اس کے سامنے ٹھیک آدمی کی شکل بن گیا۔ مریم بولی کہ اگر

تم پر بیزگار ہو تو میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں ۵ اس نے کہا میں تو تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ لڑکا بخشوں ۵ مریم نے کہا کہ میرے لڑکا کیونکر ہوگا مجھے کسی بشر نے چھوٹا تک نہیں اور میں بیکار بھی نہیں ہوں ۵ فرشتے نے کہا کہ یونہی ہوگا تمہارے پروردگار نے کہا کہ یہ مجھے آسان ہے اور میں اسے اسی طریق پر پیدا کروں گا تاکہ اس کو لوگوں کے لیے اپنی طرف سے نشانی اور ذریعہ رحمت و مہربانی بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے ۵ تو وہ اس بچے کے ساتھ حاضر ہو گئی اور اسے لے کر دوڑ بگڑ چلی گئی ۵“ (۱۲)

حضرت مسیح کی پیدائش : قرآن مجید میں پیدائش مریم کا بیان یہ ہے :

”پھر دروزہ اس مریم کو کھجور کے تنے کی طرف لے آیا، کہنے لگی کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکی اور بھولی بری ہو گئی ہوتی ۵ اس وقت اس کی پاننتی کی جانب سے فرشتے نے اس کو آواز دی کہ غناک نہ ہو۔ تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے ایک چشہ پیدا کر دیا ہے ۵ اور کھجور کے تنے کو کپڑ کر اپنی طرف بلاؤ تم پر تازہ کھجوریں بھردیں گی ۵ تو کھاؤ پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو (اشارے سے) کہنا کہ میں نے خدا کے لیے روزے کی منت مانی ہے تو آج میں کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں کروں گی ۵“

”پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے پاس آئیں۔ وہ کہنے لگے کہ مریم یہ تو نے بڑا کام کیا ۵ اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ بے اطوار آدمی تھا اور نہ تیری مال بدکار تھی ۵ تو مریم نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے کہ ہم اس سے کہہ گود کا بچہ ہے کیونکر بات کریں؟ ۵ بچے نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب (کی تعلیم) دی ہے، اور نبی بنایا ہے ۵ اور میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مجھے صاحب برکت کیا ہے۔ اور جب تک زندہ ہوں

مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے ۽ اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے۔ اور سرکش اور بد بخت نہیں بنایا ۽“

(ج) عیسیٰ ابن مریم ہیں ابن اللہ نہیں

”یہ عیسیٰ بن مریم ہے اور یہ سچی بات ہے، جس میں لوگ شک کرتے ہیں ۽ خدا کو سزاوار نہیں کر کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے ۽“
”اور بیشک خدا میں (روح کا) اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو“ ابن سیدھا کہتا ہے ۽“ (۱۳)

اناجیل اور قرآن مجید

(الف)۔ اناجیل میں حضرت یحٰی کا ایک طرف یوسف بڑھی کا بیٹا اور دوسری طرف بنیاب کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک طرف یوسف بنجار کو مریم کا منگیت رکھا گیا ہے اور دوسری طرف شاویٰ کے بغیر یوسف کو شہر بنایا گیا ہے۔ اناجیل سے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حضرت یحٰی کو یوسف بڑھی کا بیٹا محض اسے لیے کہا گیا ہے کہ وہ اس رشتے سے ابن داؤد بن جائیں۔

عہد جدید میں بار بار یحٰی کو خدا کا بیٹا ظاہر کیا گیا ہے۔ اور انہیں خدا کا اکوٹا کہا گیا ہے۔ اس کے برعکس قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آل عمران یعنی اولادِ ہارون سے ظاہر کرتا ہے، جو بجائے خود ایک حقیقت ہے۔ اس طرح نہ فرضی باب کی ضرورت پیش آتی ہے، نہ فرضی نسب نامے جوڑنے کی حاجت رہتی ہے۔

قرآن مجید بتلاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے خود فرمایا ”میں خدا کا بندہ ہوں اور نبی ہوں“ اس طرح اعلان کیا کہ ”اللہ کو سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے۔“

(ب) آج سچی کچھ بھی کہیں لیکن کل تک حضرت مریم صدیقہ پر سیوار کو ایک ناجائز بچہ پورنے

کا الزام لگایا جاتا رہا ہے۔ مدحوظ ہو یہود کی بعد از بائبل مقدس کتاب ”طمود“ کا یہ اقتباس:

”مسیح پیغمبر نامی رومی سپاہی کا ناجائز بچہ تھا۔ اس نے جادو کے کام کئے،

دانشوروں کا مضحکہ اڑایا، لوگوں میں بے عینی پھیلائی۔ اس نے اپنے گرد پانچ

شاگرد جمع کئے۔ اور عیدِ نعیام کے موقع پر اسے پھانسی دی گئی“ (۱۴)

نیز اس سلسلے میں پادری سلطان محمد پال کی کتاب ”عربستان میں مسیحیت“ کا یہ اقتباس

قابل ذکر ہے جس میں اس کے قبل از اسلام ایک مسیحی عرب امیر بن ابی صلت کے اشعار اور ان

کا ترجمہ پیش کیا ہے جن میں امیر حضرت مریم کے حاملہ ہونے کے بیان میں ان کی ربانی کتاب ہے:

”کس طرح میرا بیٹا ہوگا، جبکہ میں زانیہ نہیں ہوں، نہ میں حاملہ ہوں، نہ شوہر

دالی ہوں“

اور بچے کی پیدائش پر امیر کہتا ہے:

”لوگ ان پر ملامت کرنے لگے، ان کے آس پاس کے لوگوں نے ان سے کہا

اے مریم تو نے بہت بڑا کیا اور سنگسار ہونے کے قابل ہے“ (۱۹۶۰ء صفحہ ۲۶)

اسی طرح سے قرآن مجید نے فرشتے کی بشارت کے ذریعے حضرت مریم کے حاملہ ہونے

کا ذکر کر کے ان کے بطن سے بن باپ حضرت مسیح کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ اور

نشان قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نہ صرف حضرت مریم صدیقہ کی پاکبازی کی شہادت دیتا ہے

بلکہ ان کے لغت جگر کو بطور ایک حلیلہ القدر نبی کے پیش کرتا ہے جو مسیحیت پر ایک بہت بڑا

احسان ہے۔

(ج) اناجیل میں مریم صدیقہ جیسی پاک باز والدہ کے ساتھ حضرت مسیح جیسے برگزیدہ نبی کا

گھٹیا رویہ ظاہر کیا ہے:

۱۔ انجیل یحنا میں شادی کی ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں ماں بیٹا دونوں مدعو تھے۔

بائبل کہتی ہے:

”جب نئے ختم ہو گئی تو یسوع کی ماں نے کہا ان کے پاس اب تم نہیں رہی۔

یسوع نے اس سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام؟“ (۲: ۱-۳)

بھلا حضرت مسیحؑ جیسا ہر کسی سے پیار کرنے والا بیٹا ماں کے ساتھ اس طرح بیٹنی سے نکل کر سکتا ہے ؟

۲۔ انجیل سی کا یہ اقتباس بھی حضرت مسیحؑ اور ان کے والدہ کے بارے میں کس قدر گستاخانہ ہے ؟

”کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور میرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں ۵ اس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا کہ ان ہیں میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی ؟ ۵“ (۱۲ : ۴۷، ۴۸)

اس کے برعکس قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کی زبانی ان کا اپنی والدہ کیساتھ یہ طرز عمل پیش کیا ہے :

”اللہ نے مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور سرکش اور بد بخت نہیں بنایا۔“

قرآن مجید کے بیان کی تصدیق | قبل از اسلام کے عرب شاعرین ابی صلت کے کلام سے تصدیق :

”مریم نے خدا کے لیے تضرع و گوشہ نشینی اختیار کی، اس لیے خدا نے ان سے ملامت کرنے والوں کو دھوکہ دیا۔ نہ تو اس نے نکاح کا ارادہ کیا اور نہ کوئی بشر ان کے نزدیک ہوا۔ مریم دروازہ بند کر کے صحرائے روم کی طرف روانہ ہوئی جہاں رات کو خدا کے فرشتے نے ان کو نہایت وضاحت کے ساتھ کہا کہ، عاد اور جرہم کے خدا کے فرشتے کی بات سچ مان کہو میں خدا کی طرف سے تجھے ایک بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں اور خدا کی مرضی پر خوش رہ۔“

مریم نے کہا کہ کس طرح میرے بیٹا ہو گا جبکہ میں زانیہ نہیں، نہ میں حاملہ ہوں، اور نہ شوہر والی ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ میں خدا کے حضور جھوٹ بول سکتا ہوں ؟ اگر میری بات کی تصدیق کرتی ہے تو خیر ورنہ جو جی چاہے وہی کر۔ پھر فرشتے نے اس کے گہم بیان میں چھونک دیا اور ایک خوبصورت لڑکے کو جو تو ام نہ تھا القا کیا۔ جب وقت پورا ہو گیا تو لوگ ان کو ملامت کرنے لگے۔ ان کے آس پاس کے لوگوں نے ان سے کہا، اے مریم تو نے بہت بُرا کیا اور سنگسار ہونے کے قابل ہے۔ تب خدا نے اپنی رحمت سے ان کی بریت اس طرح کرائی کہ خود مسیحؑ نے لوگوں کے ساتھ کلام کیا اور کہا کہ میں خدا کی طرف سے ایک نشان ہو کر آیا ہوں۔ اور سب کچھ خدا نے مجھے تعلیم دی ہے۔ میں رسول ہو کر آیا ہوں نہ کہ بدکردار، گنہگار اور فحش کو۔“

(عربستان میں مسیحیت ص ۲۲۶-۲۶۷ از پادری سلطان محمد پال)

بارہواں باب

حضرت مسیح کے شاگرد اور رسول

یہ بنایا جا چکا ہے کہ یسوع کا تعلق یہودی قوم سے تھا اور ان کی قوم میں کثرت عوامی طبقہ کے ان پڑھ لوگوں کی تھی جو توریت کی شریعت کے پابند نہ تھے یہ لوگ یہودی سردار کاہنوں، فقیہوں اور فریسیوں کے زیر اثر تھے یسوع کی تعلیم پھیلنے سے ان سردارانِ یہود کا اثر و رسوخ ختم ہو جاتا تھا اس لئے انہوں نے یسوع کی سب سے زیادہ مخالفت کی اور تعلیم یافتہ اس گمراہ کے لوگوں میں سے کوئی ایک بھی یسوع کا پیروکار نہ بنا۔ بعد میں جن لوگوں نے یسوع کی مسیح شدہ تعلیم کو قبول کر کے دینِ مسیحیت کو قبول کیا پولوس کے قول کے مطابق وہ بیوقوف کمزور، کمینے، حیر اور بیچود لوگ تھے (۱)

یسوع مسیح اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف اپنی قوم کی اصلاح کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے کہ انہوں نے برملا یہ اعلان کیا تھا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوٹی ہوئی بھٹیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (متی - ۱۵: ۲۴) وہ اسرائیل کی گمراہ قوم کو یہ کہہ کر تعلیم دیتے تھے کہ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں (متی - ۵: ۱۷) یعنی خود وہ توریت کے احکام اور انبیائے سابقین کی تعلیم کے پابند تھے۔

بارہ شاگردان خاص

یسوع کی زندگی میں ان کی پیروی کرنے والے عوامی طبقہ کے چند اُن پڑھ لوگ

(۱) - کریمچیوں - ۱: ۲۶-۲۸

تھے یسوع کے اٹھائے جانے کے بعد زن و مرد ملا کر ان کی کل تعداد بمشکل ایک سو بیس تھی (۲۲) انہیں یسوع کے شاگردوں کے نام سے موسوم کیا جانا ہے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی مطابقت میں اپنے ان شاگردوں میں سے یسوع نے بارہ کو چن کر انہیں شاگردان خاص بنایا اور رسول کا لقب دے کر اپنے رخصت ہونے سے پہلے انہیں یہ بشارت دی تھی۔

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے“ (۲)

یسوع نے جن بارہ شاگردوں کو چنا انجیل متی میں ان کے نام یہ ہیں۔ پہلا شمعون جو پطرس (اور کیفا) کہلاتا ہے اور اس کا بھائی اندریاس۔ زبیدی کا بیٹا یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا۔ فلیس اور برتھائی۔ توما اور متی۔ حصول لینے والا۔ خلفی کا بیٹا یعقوب اور تڈی۔ شمعون قنانی اور یہوداہ اسکرینیوٹی جس نے اسے پکڑوا بھی دیا (۴) متی نے یہ جانتے ہوئے کہ یہوداہ تخت پر بیٹھ کر بنی اسرائیل کے کسی قبیلہ کا انصاف کرنے والا نہیں بن سکتا تھا اس کا نام یسوع کی طرف سے منتخب کر دیا۔ شاگرد خاص اور رسول کے طور پر لکھا ہے گویا یسوع یہ نہیں جانتے تھے کہ یہوداہ اسکرینیوٹی حضرت مسیح کا رسول بننے کے قابل نہ تھا بصورت دیگر یسوع کا کلام سچا ہونا ماننے کے لئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت مسیح کے منتخب کردہ رسولوں میں سے کوئی ایک بھی ان کو پکڑوانے والا نہ تھا۔

تعدادات

(الف) انجیل متی میں حصول کی چوکی پر بیٹھے ہوئے بنائے جانے والے شاگرد کا نام متی ہے

(۲) اعمال ۴: ۱۳، ۱۵: (۳) متی ۱۹: ۲۸، ۲۹ (۴) متی ۱: ۲۰ — م

جبکہ انجیل مرقس میں اس کا نام لاوی ہے، اور لاوی خلعی کا بیٹا تھا (۲: ۱۴)۔
(ب) - انجیل متی میں محصول لینے والے شاگرد کا نام بارہ شاگردوں کی فہرست میں شامل ہے (۱۰: ۱۳) جبکہ انجیل مرقس میں محصول لینے والے شاگرد لاوی بن خلعی کا نام نہ محصول لینے والے کی نسبت سے اور نہ ہی خلعی کے بیٹے کے طور پر بارہ میں شامل ہے (۳: ۱۲-۱۹)

(ج) اناجیل متی (۱۰: ۴) و مرقس (۳: ۱۸) میں یعقوب اور تدی کے نام خلعی کے بیٹوں کے طور پر شامل ہیں جبکہ انجیل لوتا میں خلعی کے صرف ایک بیٹے یعقوب کو بارہ میں شامل کیا گیا ہے (۶: ۱۶)

(د) اناجیل متی و مرقس میں یعقوب کے بیٹے یہوداہ کا نام بارہ میں شامل نہیں جبکہ انجیل لوتا میں یہوداہ بن یعقوب بارہ شاگردوں میں شامل ہے (۶: ۱۶)۔
(۵) اناجیل متی (۱۰: ۴) و مرقس (۳: ۱۸) میں بارہ میں شمعون قنی کا نام ہے جبکہ انجیل لوتا میں اُسے شمعون دلیوتیس لکھا ہے (۶: ۱۶)

اناجیل کے ان بیانون سے یسوع کے بارہ شاگردوں اور رسولوں کی حقیقت اور ان کے ناموں کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بارہ شاگرد رسولوں کا مشن

شاگردوں میں سے بارہ کو چن کر اور انہیں اپنا رسول بنا کر یسوع نے انہیں حکم دیا کہ وہ صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جائیں غیر قوموں کے پاس جانے سے سختی کے ساتھ منع کرنے کے لئے یسوع نے ان رسولوں کو حکم دیا تھا وہ اپنی قوم اسرائیل میں سے سامری بن جانے والے لوگوں کے شہروں میں بھی داخل نہ ہوں (۵)

یسوع کا زندہ ہو کر جلال پالینے پر بھی بارہ شاگردوں کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ بارہ تختوں پر بیٹھ کر وہ صرف بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے (۱۳)

مصلوبیت کے واقعہ کے بعد گیارہ رہ جانے والے شاگردوں کو یسوع نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ لوگوں کو یہی تعلیم دیں اور ان سب باتوں پر عمل کریں جس کا انہوں نے زندگی میں حکم دیا تھا (۶) یعنی یہ کہ۔

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔
بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی (گمراہ) بھیڑوں کے پاس جانا (۵)
اناجیل کے بیانات سے یہ حقیقت روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے بندے گئے شاگرد رسولوں کا مشن یہودیوں کے سوا کسی غیر قوم کی اصلاح کرنا اور انہیں پیروکار بنانا ہرگز نہ تھا! اس حقیقت کو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو غیر قوموں میں مسیحیت پھیلانے کا مطلب یہ ہوا کہ مسیحیوں کے عقیدہ کی دوسری یسوع نے مرکر جی اٹھنے کے بعد اپنی زندگی کی تعلیم اور جو کچھ انہوں نے زندگی میں کیا کرایا تھا اس سب پر پانی بھیر کر اُسے نابود کر دیا تھا۔

انجیل مرقس کا اختتامی بیان

اور اس یسوع نے ان (گیارہ رہ جانے والے شاگردوں) کو کہا تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا اور جو ایمان نہ لائے وہ مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھائیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پیئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔“ (۷)

اول تو مسیحی اس بات سے انکاری ہیں کہ انجیل نام کی کوئی کتاب حضرت مسیحؑ پر نازل ہوئی یہ اگر درست ہے تو تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرنے کے چہ معنی؟

دوئم جہاں تک بد روحوں کو نکالنے نئی نئی زبانیں بولنے اور سانپوں کو اٹھا لینے کا تعلق ہے تو یہ کوئی مافوق الفطرت اور معجزہ والی بات نہیں ہر زمانے میں اور ہر قوم کے لوگوں سے یہ باتیں سرزد ہوتی رہی ہیں اب بھی دنیا بھر میں کتنے پریفتر بلکہ سادھو سپیرے یہ کام کر رہے ہیں۔

انجیل مرقس کا حوالہ بالا بیان اگر حضرت مسیح کا قول ہے تو دنیا بھر میں مسیحیت کا کوئی پیروکار جو خود کو حضرت مسیح پر ایمان رکھنے والا اور سچا سمجھتا ہے۔ وہ پوٹاشیم سائینائیٹ قسم کے زہر کا محلول پی کر یہ دکھا دے کہ اس سے اسے کوئی غرر نہیں پہنچتا۔

بارہویں رسول کی کمی پورا کرنا

یسوع مسیح کے رخصت ہو جانے کے بعد ان کے شاگردوں کی لگ بھگ ایک سو بیس مرد و زن کی جماعت کلیسیا کہلائی۔ یسوع کے چند حقیقی شاگردوں کے حالات مختصر اُحد عہد جدید کی کتاب اعمال کے پہلے چند ابواب میں مذکور ہیں۔ جبکہ اناجیل کے بعد عہد جدید کا بیشتر حصہ خود ساتھ رسول پولوس اور اس کی تعلیم پر مبنی ہے۔

یسوع کے ایک سو بیس حقیقی شاگردوں کی جماعت نے اکٹھے ہو کر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ منتخب کردہ بارہ رسولوں میں سے بیہودہ اسکرپتوں کے نکل جانے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا اُسے پورا کیا جائے تاکہ تخت پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ صوبی قبیلے کا نصف ہونے سے نذرہ جائے۔ چنانچہ بارہ قبیلوں کی نمائندگی برقرار رکھنے کے لئے کلیسیا نے قمر ڈال کر متیاہ نام کے ایک شاگرد کو یسوع کا بارہواں رسول چنا (۸)۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شاگردوں کے ہاتھوں چنا جانے سے متیاہ ان کا رسول تو ہو سکتا ہے یسوع کا بارہواں رسول وہ کیسے ٹھہرا؟

یسوع کا حقیقی جانشین بطرس

اپنے بارہ شاگردوں خاص میں سے یسوع نے اپنا جانشین شمعون بطرس کو یہ کہہ کر چنا تھا۔

(۸) اعمال - ۱ : ۱۵ - ۲۶

مبارک ہے تو شمعوں پر یوناہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے وہ اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے وہ میں آسمان کی بادشاہی کی کجیاں تجھے دل کا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا“ (۹)

پھر یہ واقعہ مصوبیت کے بعد یسوع جب شاگردوں پر ظاہر ہوا تو انہوں نے شمعوں پطرس کو اس طرح جانشین مقرر کیا یسوع نے دریافت کیا۔

”اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تو ان سے زیادہ مجھ سے محبت

رکھتا ہے؟ اس نے اس سے کہا ہاں خداوند تو جانتا ہی ہے کہ میں

تجھے عزیز رکھتا ہوں اُس (یسوع) نے اس سے کہا تو میرے بڑے چراہ

اس نے دوبارہ اس سے کہا اے شمعون یوحنا کے بیٹے کیا تو مجھ سے محبت

رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں خداوند تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھ کو عزیز

رکھتا ہوں۔ اُس نے اُس سے کہا تو میری بیڑیوں کی ککھ بانی کرو اس نے تیسری

بار اس سے کہا اے شمعون یوحنا کے بیٹے تو مجھے عزیز رکھتا ہے؟ چونکہ اس

نے تیسری بار اس سے کہا کیا تو مجھے عزیز رکھتا ہے؟ اس سبب سے پطرس

نے دلگیر ہو کر کہا: اے خداوند تو تو سب کچھ جانتا ہے، تجھے میں عزیز

رکھتا ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا تو میری بیڑی چراہ“ (۱۰)

حیرت ہے کہ اس طرح یسوع کا منتخب کردہ جانشین اور کلیسیا کا سربراہ مقرر

کئے جانے کے باوجود شمعون پطرس کا ذکر بطور یسوع کے جانشین اور کلیسیا کے سربراہ کے

عہد جدید کی کتب مقدسہ میں نہیں ملتا اس کا ذکر کتاب اعمال کے پہلے چند ابواب میں

بطور ایک مبلغ کے کیا گیا ہے اس کے بعد جب ساؤل نامی ایک یونانی ماہل یہودی

نے خود کو یسوع کا رسول ظاہر کیا اور یہ کہہ کر کہ

”جب کیفا انطاکیہ میں آیا تو میں نے درود ہو کر اُس کی مخالفت کی

کیونکہ وہ علامت کے لائق تھا؟ (۱۱)

شمعون پطرس کو علیحدہ کر دیا ساؤل نے پولوس کا نام اختیار کر کے علیحدہ اپنی مسیحی جماعت قائم کر لی اور وہ اس کا سربراہ بن گیا۔ یوں شمعون پطرس اندھیرے میں چلا گیا،

مخالف مسیح پولوس

پولوس کو پولس یا سینیٹ پال بھی کہتے ہیں۔ وہ ایسور سے ان کی زندگی میں کبھی نہیں ملا تھا۔ اور نہ ہی ایسور نے بارہ کی طرح اسے اپنا رسول منتخب کیا تھا اس کا اصل نام ساؤل تھا۔ وہ کلیکہ کے مشہور شہر ترسوس کا باشندہ اور کٹر یہودی تھا جو رومی شہریت رکھتا تھا اس کا تعلق یہودیوں کے بنیمین قبیلہ سے تھا اور کٹر یہودی ہونے سے وہ ایسور کے بدترین دشمنوں میں سے تھا وہ حضرت مسیح کے شاگردوں اور بعد میں حضرت مسیح کے پیروکار بن جانے والے سیوعلی یہودیوں کا بدترین دشمن تھا مخالف مسیح ساؤل ایسور کے شاگردوں اور سیوعلی یہودیوں کو دھمکانے اور قتل کرنے کی دھمکیاں دیتا تھا اس نے یروشلم کے سردار کاہن سے اس مضمون کا پروانہ حاصل کر رکھا تھا کہ دمشق کے عبادت خانوں میں جس کو حضرت مسیح کا پیروکار پائے خواہ مرد ہو خواہ عورت ان کو باندھ کر یروشلم لائے اور ایسور کی پیروی کو شرعی جرم قرار دیتے ہوئے سرداران یہود کی صدر عدالت سے سزا دلوائے اس مخالف مسیح نے ایسور کے پیروکاروں کو قید خانہ میں ڈال کر یہاں تک تنہا یا تھا کہ انہیں مرد بھی ڈالا (یہ اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ مذہبی جرائم کی سزا یہودی خود دیتے تھے اور حضرت مسیح کو رومی حاکم کی عدالت میں پیش کرنے کا کوئی جواز نہ تھا) (۱۲)

پولوس بطور رسول مسیح

مہر جدید کی کتاب اعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساؤل ایک نہایت ہوشیار آدمی تھا اُس نے جب یہ سنا تو ایسا کہ یہودی عوام حضرت مسیحؑ کی پیروی کی طرف مائل ہو رہے

(۱۱) گلیتوں - ۱۱ : ۳ (۱۲) اعمال - ۲۲ : ۳ - ۵

ہیں تو وہ یہ برداشت نہ کر سکا کہ یسوع کی حقیقی تعلیم عام ہو جائے۔ اس نے بہتر سمجھا کر ان حالات میں یسوعی یہودیت کے سیلاب کو روکنے اور اپنی قیادت قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح کے نام پر ایک نئے دین کو رواج دے۔

ساڈل کے وضع کردہ دین کے عقائد تو یہودیت سے اور نہ ہی اصلاح شدہ یسوعی یہودیت سے، جو یسوع کا حقیقی مذہب تھا، مطابقت رکھتے تھے اس لئے ان مذاہب کے پیروکاروں نے ساڈل کی تعلیم کو قبول نہ کیا بلکہ وہ اس کے دشمن بن گئے۔ اس سے ساڈل نے اپنی توجہ غیر یہودی اقوام کی طرف سے یہ کہہ کر مبذول کر دی کہ اُسے حضرت مسیح نے غیر اقوام کی نجات کے لئے اپنا رسول منتخب کیا ہے نہ صرف یہ بلکہ اس نے اپنا پیروکار نام ساڈل تبدیل کر کے پولوس (پولس یا پال) رکھ لیا۔

یہ کہ کس طرح ساڈل نے خود کو حضرت مسیح کا رسول ظاہر کیا اس کا طریقہ کا بعد جدید کی کتاب اعمال میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے! اس نے ظاہر کیا وہ یسوع کے پیروکاروں کو دمشق سے باندھ کر یروشلم لائے جا رہا تھا تو راستے میں یسوع نے اس پر ظاہر ہو کر اپنا رسول بنالیا۔ ساڈل کا بیان ہے کہ

”جب میں سفر کرتا ہوا دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ دو پہر کے قریب یکایک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گردا گرد آچکا اور میں زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سنی اسے ساڈل اے ساڈل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ میں نے جواب دیا اے خداوند تو کون ہے؟ اس نے مجھ سے کہا میں یسوع نامی ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ اور میرے ساتھیوں نے نور تو دیکھا لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اُس کی آواز نہ سنی۔ میں نے کہا اے خداوند میں کیا کروں؟ خداوند مجھ سے کہا کہ اٹھ دمشق میں جا۔ جو کچھ تیرے کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے وہاں تجھ سے سب کہا جائے گا“ (۱۳)

دوسری طرف یسوع نے حننیاہ نامی شاگرد کو روایا میں ہدایت کی کہ وہ جا کر ساڈل کو

برآمدھا جو بچھا تھا بتایا کرے۔

”کیونکہ یہ قوموں بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چننا
ہوا وسیلہ ہے۔“ (۱۴)

ساؤل کے اس دعوے کی اصلیت اس تضاد بیانی سے ظاہر ہو جاتی ہے جو ایک
دوسری جگہ اسی کتاب اعمال میں یوں مذکور ہے۔

”اُس (ساؤل) نے پوچھا اے خدا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں یسوع
ہوں جسے تو سنتا ہے۔ مگر اُنٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ کو
کہا جائے گا جو آدمی اس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے کیونکہ
آواز تو سنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔“ (۱۵)

پہلے بیان میں ساتھیوں نے نور تو دیکھا لیکن بولنے والے کی آواز نہ سنی، جبکہ دوسرے
بیان میں انہوں نے آواز تو سنی لیکن وہ کسی کو دیکھتے نہ تھے۔

نوریت کی شریعت کی منسوخی

خود کو یسوع کا رسول ظاہر کر کے پولوس نے حضرت مسیح کے نام پر اپنے دین کی مناسک
شرع کی تو اس کی اپنی یہودی قوم اس کی دشمن بن گئی جبکہ اصلاح شدہ یسوعی یہودیوں نے
اُسے مخالف مسیح قرار دے کر اس کی پیروی نہ کی اس پر اس نے غیر یہودی اقوام کی طرف رخ
کیا تو پولوس کا دین قبول کرنے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ نوریت کی شریعت
تھی جس کی رو سے ختنہ کرنا لازمی تھا اس کا تدارک کرنے کے لئے پولوس نے یہ عقیدہ
وضع کر کے کامیابی حاصل کی کہ نجات صرف حضرت مسیح پر ایمان لانے پر منحصر ہے اور
کوئی بشر شریعت کے اعمال سے راست باز نہیں ٹھہرتا اُس نے یہ اعلان کیا۔

”شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے نزدیک راست باز نہیں
ٹھہرتا کیونکہ لکھا ہے کہ راست باز ایمان سے جینا رہے گا اور شریعت کو
ایمان سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ لکھا ہے کہ جس نے ان پر عمل کیا وہ ان کے

سبب سے جیتا رہے گا۔ مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مل
لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا؟ (۱۶)
اس عقیدے سے کفارہ کے مسئلہ کی ابتداء بھی ہوئی۔
ختہ کراتے کے بارے میں اس نے یہ منادی کی۔

”دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو
کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پر پھر گواہی
دیتا ہوں کہ اُسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے تم جو شریعت کے وسیلہ
سے راست باز ٹھہرنا چاہتے ہو مسیح سے الگ ہو گئے اور فضل سے
محروم ہو۔ اولیسوع مسیح میں نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے نہ
نامختونی مگر ایمان جو محبت کی اہ اثر کرتا ہے“ (۱۷)

ختہ نہ کرانے کے بارے میں مزید اس نے یہ منادی کی۔

”دیکھو میں نے کیسے بڑے بڑے حرفوں میں تم کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے
جتنے لوگ جسمانی نمود چاہتے ہیں وہ تمہیں ختنہ کرانے پر مجبور کرتے ہیں“ (۱۸)
پطرس کی مخالفت کرتے ہوئے پولس نے کہا۔

”جب کیفا انطاکیہ میں آیا تو میں نے رد بردہو کراس کی مخالفت کی کیونکہ وہ
طاعت کے لائق تھا۔ میں نے سب کے سامنے کیفا
سے کہا کہ جب تو باوجود یہودی ہونے کے غیر قوموں کی طرح زندگی گزارتا
ہے نہ کہ یہودیوں کی طرح تو غیر قوموں کو یہودیوں کی طرح چلنے پر کیوں مجبور
کرتا ہے؟ گو ہم پیدا لسنی یہودی ہیں اور گنہگار قوموں میں سے ہمیں
تو بھی یہ جان کر کہ آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف لیسوع پر ایمان لانے
سے راست باز ٹھہرتا ہے۔ خود بھی مسیح لیسوع پر ایمان لائے تاکہ ہم مسیح پر
ایمان لانے سے راست باز ٹھہریں نہ کہ شریعت کے اعمال سے کیونکہ شریعت

(۱۶) گلیتیوں — ۳ : ۱۱ - ۱۳ (۱۷) گلیتیوں — ۵ : ۲ - ۶

(۱۸) گلیتیوں — ۶ : ۱۱ - ۱۲

کے اعمال سے کوئی بشر راست یا ذمہ بھڑے گا؟ (۱۹)

مسیحی اور مسیحیت

مسیحیت حضرت مسیح کے پیروکاروں کا دین نہیں لیسوع کی زندگی کے ساتھی شاگرد اور ان کے ذریعہ سے بعد میں لیسوع کے پیروکار بن جانے والے یہودیوں کو جنہیں اصلاح شدہ یہودی یا یسوعی یہودی کہنا چاہیے کبھی مسیحی نہیں کہلائے تھے مسیحی تو غیر اقوام کے لوگوں کو کہا گیا تھا جو پولوس کے پیروکار بن گئے تھے جب پولوس سال بھر تک یروشلم سے باہر انطاکیہ میں اپنی تعلیم سے لوگوں کو کلیسیا میں شامل کرتا رہا تو اس کے پیروکار پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے (۲۰) اس طرح مسیحیت لیسوع مسیح کی پیروی کا دین نہیں بلکہ پولوس کی پیروی کا مذہب ہے

شریعت کی پابندی کا دین لیسوع

حضرت مسیحؑ نے اپنی نبوت کی ابتداء ہی میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ کوئی نیا مذہب لے کر نہیں آئے بلکہ وہ اس لئے تشریف لائے ہیں کہ توریت اور انبیائے سابقین کی کتب میں جو تشریف ہو چکی ہے اُسے درست کریں پھر پختہ بنائیت ہی واضح طور پر انہوں نے فرمایا تھا یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ بلکہ میں تم سے پہلے کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین طس نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک ٹھونٹہ توریت سے ہرگز نہ ملے گا؟ (۲۱)

انبیائے سابقین کی تعلیم بھی شریعت کی پابندی کی تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

”تو خداوند اپنے خدا سے محبت رکھنا اور اُس کی شرع اور آئین اور

(۱۹) گلیتوں — ۲ : ۱۱ — ۱۴ — (۲۰) اعمال — ۱۱ : ۲۶

(۲۱) متی — ۵ : ۱۸

احکام اور فرماؤں پر سدا عمل کرنا (۲۲)

یسعیاہ نبی نے پیغام دیا۔

”خداوند کو پسند آیا کہ اپنی صداقت کی خاطر شریعت کو بزرگی دے اور اُسے قابلِ تعظیم بنائے (۲۶: ۲۱)“

تیسری (خدا کی) طرف متوجہ ہوا ہے میرے لوگو! میری طرف کان لگا اے میری قوم! کیونکہ شریعت مجھ سے صادر ہوگی اور میں عدل کو لوگوں کے لئے قائم کروں گا (۵۱: ۴)“

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔

”جو شرائط کے درپے رہتے ہیں وہ نزدیک آگئے وہ تیری شریعت سے دور ہیں“ (زبور - ۱۱۹: ۱۵۰)

”مجھے جھوٹ سے نفرت اور کراہت ہے لیکن تیری شریعت سے محبت ہے“ (زبور - ۱۱۹: ۱۴۳)

صاَدق کے منہ سے دانائی نکلتی ہے اور اُس کی زبان سے انصاف کی باتیں اس کے خدا کی شریعت اس کے دل میں ہے وہ اپنی روش سے پھلے گا نہیں (۵)“ (زبور - ۳۷: ۳۰، ۳۱)

ختمہ کی پابندی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بعد ختمہ بھی نبی آئے وہ مخمّن تھے۔ ختمہ کرنا توریت کی موسوی شریعت کا اہم حکم تھا (احبار - ۱۲: ۳) موسوی شریعت کے مطابق خود حضرت مسیح کا آٹھویں دن ختمہ کیا گیا تھا (لوقا - ۲: ۲۱) ختمہ کرنا ایک دائمی عہد تھا جو خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس طرح باندھا تھا:

”اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک

(۲۲) استثناء - ۱ : ۱

فرزند نریمانہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا
اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے ۵
تمہارے بال پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ دن کا ہو
کیا جائے خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اسے کسی پر دیسی سے خریدا ہو جو تیری
نسل سے نہیں ۵..... اور وہ فرزند نریمانہ جس کا ختنہ نہ ہوا اپنے لوگوں
میں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا ۵ (۲۳) خدا کے اس
عہد کی رو سے لڑکا چاہے اسرائیلی ہو یا ان کے درمیان غیر اسرائیلی ہو ختنہ کرنا
سب کے لئے فرض ہے۔

نامحنتوں کے بارے میں یسعیاہ نبی کی زبانی خدا نے یہ پیغام دیا۔
جاگ جاگ اے صیون اپنی شوکت سے ملبس ہو! اے یروشلم مقدس
شہر اپنا قیمتی لباس پہن لے! کیونکہ آگے کو کوئی نامحنتوں یا ناپاک تجھ میں داخل
نہ ہوگا (۵۲: ۱)

خدا نے یوں فرمایا ہے کہ ان اجنبی زادوں میں سے جو بنی اسرائیل کے درمیان
ہیں کوئی دل کا نامحنتوں یا جسم کا نامحنتوں اجنبی زادہ میرے مقدس میں داخل
نہ ہوگا (۴۴: ۹)

خدا کے حکم سے بنی اسرائیل میں سے کوئی نامحنتوں نہ ہو تو وہ اپنے لوگوں میں سے کاٹ
ڈالا جاتا ہے اور عیز اقسام کے نامحنتوں نہ تو یروشلم میں داخل ہو سکتے اور نہ ہی خدا کے قائم کی گئی
کسی عبادت گاہ میں یا اس کے برعکس پولوس کی رو سے نہ تو ختنہ کچھ کام کا ہے نہ نامحنتوں یہ نہ
تو عہد عتیق کے انبیاء نے سابقین کا مسلک ہے اور نہ ہی یسوع مسیح کا۔

یسوعی کلیسیا کی طرف سے پولوس کی مخالفت

پولوس اور اس کے وضع کردہ دین مسیحیت کی مخالفت حضرت مسیح کے پیروکاروں کی

(۲۳) - پیدائش - ۱۰ : ۱۰ - ۱۴

جماعت یعنی لیسوگی کلیسیا نے کھل کر کی پولوس کے بارے میں پوچھا رسول نے یہ کہا۔
 اے لوگو! یہ اخیر وقت ہے اور جیسا تم نے سنا ہے کہ مخالف مسیح
 آنے والا ہے اس کے موافق اب بھی بہت سے مخالف مسیح پیدا ہو گئے ہیں
 وہ نکلے تو ہم ہی میں سے ہیں مگر ہم سے نہیں۔ اس لئے کہ اگر ہم میں سے ہوتے
 تو ہمارے سامنے رہتے لیکن نکل اس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں
 سے نہیں ہیں ﴿۲۴﴾

دینی سمجھتا سے برگشتگی اور لیسوٹ اور شرع کی پیروی کی منادی اپنی کتاب میں پوچھا
 نے ان الفاظ میں کی ہے۔

اور جو کوئی اُس (لیسوٹ) سے یہ امید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرنا
 ہے جیسا وہ پاک ہے وہ جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے
 اور گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے ﴿۲۵﴾ (۲: ۳: ۴)

حضرت مسیح علیہ السلام کو پولوس نے یہ کہہ کر ابن الشتر قرار دیا تھا:
 جسم کے اعتبار سے تو (لیسوٹ) داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن پاکیزگی کی
 روح کے اعتبار سے فردوں میں سے مجھے کے سبب سے قدرت
 کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا ﴿۲۵﴾ یوحنا رسول نے اپنی کتاب میں پولوس
 کی مخالفت میں یہ اعلان کیا۔

اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماد کرو
 خدا کے طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے
 ہوئے ہیں وہ خدا کی روح کو تم اس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی روح اقرار
 کرے کہ لیسوٹ مسیح ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو کوئی
 روح لیسوٹ کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں اور یہی مخالف مسیح کی
 روح ہے جس کی خبر تم نے چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے بلکہ اب بھی دنیا میں موجود ہے ﴿۲۶﴾

(۲۴) ۱- یوحنا - ۲: ۱۸، ۱۹ (۲۵) رومیوں - ۱: ۳، ۴

(۲۶) ۱- یوحنا - ۴: ۱ - ۳

ان آیات میں یوحنا نے جو پولوس کا ہم عصر اور یسوع کا منتخب کردہ میقتدی رسول تھا واضح طور پر بتلایا ہے کہ یسوع خدا کی طرف سے بھیجا ہوا مجسم انسان تھا جو کوئی اقرار نہیں کرتا بلکہ انکار کرتا ہے وہ مخالف مسیح ہے اور پولوس جو اس وقت موجود تھا وہ مخالف مسیح ہی ہے۔
شریعت کے حق میں اپنی کتاب بنی یعقوب نے یہ کہا۔

”اگر تو شریعت پر الزام لگاتا ہے تو تو شریعت پر عمل کرنے والا نہیں بلکہ اس پر حاکم
ٹھہرا شریعت کا دینے والا حاکم تو ایک ہی ہے جو بچانے اور ہلاک
کرنے پر قادر ہے“ (۲۷)

پولوس کے اس عقیدہ کے

”آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے
راستبا تر ٹھہرتا ہے“ (مکلیتوں ۲ : ۱۶)

کی مخالفت بنی یعقوب نے اپنی کتاب میں نہایت ہی واضح الفاظ میں اس طرح
کی ہے :

”ایمان بھی اگر اس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مردہ ہے۔۔۔۔۔
تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے خیر اچھا کرتا ہے شیاطین
بھی ایمان رکھتے اور حقہر کرتے ہیں وہ گمراہے نکمے آدمی کیا تو یہ بھی نہیں
جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے ؟ وہ چارے باپ ابراہم نے اپنے
بیٹے امتحاق کو قربان گاہ پر قربان کیا تو کیا وہ اعمال سے راست باز نہ ٹھہرا
پس تو نے دیکھ لیا کہ ایمان نے اُس کے اعمال کے ساتھ مل کر اثر کیا اور اعمال سے
ایمان کامل ہوا وہ اور یہ نوشتہ پورا ہوا کہ ابراہم خدا پر ایمان لایا اور اس
کے لئے راست بازی لگا گیا اور وہ خدا کا دوست کہلایا پس تم نے
دیکھ لیا کہ انسان صرف ایمان سے نہیں بلکہ اعمال سے راست باز ٹھہرتا
ہے۔۔۔۔۔ غرض جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے ویسے ہی ایمان بھی بغیر
اعمال کے مردہ ہے“ (۲۸)

(۲۷) بنی یعقوب - ۴ : ۱۱، ۱۲ (۲۸) بنی یعقوب - ۲ : ۱۷ - ۲۶

پولوس کی بوکھلاہٹ

یسوعی کلیسیا نے اصل انجیل مسیح کی منادی سے پولوسوی مسیحیت کا راز طشت از بام کیا تو پولوس کے پیروکاروں میں بددلی پھیل گئی۔ اس تشویشناک صورت حال سے نپٹنے کے لئے پولوس نے کبھی اپنی بزرگی و رسالت کا واسطہ دے کر اور کبھی منت و سماجت اور خوشامد سے کام لیا۔ انہی کلیسیا کو برقرار رکھا مگر تحقیقوں کی کلیسیا کے نام خط میں پولوس کا یہ بیان کسی تشریح کا قیاس نہیں۔

”میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس (پولوس) سے پھر کر جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا کسی اور انجیل (مسیح) کی طرف مائل ہونے لگے ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی اور ہے البتہ بعض (یسوعی) تمہیں گمراہ دیتے ہیں اور مسیح کی انجیل کو بدلنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی ہے دوسری انجیل تمہیں سنائے تو وہ ملعون ہو۔ جیسا ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں ویسا ہی اب پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی تمہیں کسی دوسری انجیل کو سوائے اس کے جو تم نے پائی ہے سنائے تو وہ ملعون ہو۔ کیا اب میں آدمیوں کی رضا جوئی کرتا ہوں یا خدا کی؟ کیا میں آدمیوں کو خوش کرنا چاہتا ہوں؟ اگر میں اب تک آدمیوں کو خوش کرتا تو مسیح کا بندہ نہ ہوتا۔ جو انجیل میں نے سنائی ہے وہ آدمی کی طرف سے نہیں۔ اس لئے کہ میرے اس کو کسی آدمی سے نہ پایا نہ وہ مجھے سکھائی گئی مگر یسوع مسیح نے اسے مجھ پر منکشف کیا“ (۲۹)

خالفین کو لعنت بھیجنے کے اس کلام کے بعد اپنی کئی تحقیقوں کی کلیسیا کی ہمت سماجت ان الفاظ میں کرتا ہے۔

”پس ہم مسیح کے ایلمی ہیں گویا ہمارے وسیلہ سے خدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خدا سے میل ملاپ کر لو“ (۳۰)

(۲۹) غلاطیوں - ۱ : ۶ - ۱۲ (۳۰) ۲ کرنتھیوں - ۵ : ۲۰

”میں پولس جو تمہارے دُور عاجز اور بیٹھ بیٹھ تم پر دلیر ہوں مسیح کا علم اور
نہ می یاد دلا کر خود تم سے التماس کرتا ہوں ۵..... کہتے ہیں کہ اس
(پولس) کے خطوط تو البتہ مؤثر اور نہ ہر دست ہیں لیکن جب خود موجود ہوتا
ہے تو کمزور سا معلوم ہوتا ہے اور اس کی تقریر پھر ہوتی ہے۔ (۳۱)
قرنیوں کی کلیسا کے نام دوسرے خط میں پولس مزید پر بیان کرتا ہے :
”میں تو گمان کرتا ہوں کہ میں ایسے بڑے رسولوں سے کسی بات میں کمتر نہیں
ہوں ۵ اور اگرچہ تعزیر میں بے شعور ہوں مگر علم میں نہیں..... پھر میں کہتا
ہوں کہ کوئی مجھے یہ قوت نہ سمجھے۔ اور اگر یہ قوت بھی سمجھے تو بھی مجھے یونہی
قبول کر لے تاکہ میں حقوڑا سا سفر کروں ۵ جو کچھ میں اپنے پرغز کر کے کہتا
ہوں وہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ یہ قوتی سے کہتا ہوں ۵..... جس
بات میں کوئی دیر ہے تو میں بھی [یہ قوتی سے کہتا ہوں] دلیر ہوں ۵ کیا وہ
عبرانی ہیں؟ میں بھی ہوں کیا وہ اسرائیلی ہیں؟ میں بھی ہوں کیا وہ
ابرام کی نسل سے ہیں؟ میں بھی ہوں کیا وہ مسیح کے خادم ہیں؟ میں
[نادانی سے کہتا ہوں] زیادہ تر ہوں۔ محنتوں میں زیادہ۔ قید میں بیشتر
کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ۔ موت کے خطروں میں اکثر ۵“ (۳۲)

موقع شناس پولس

حضرت عیسیٰؑ کی زبانی توریت اور انبیائے سابقین کی صحیح تعلیم سے سردارانِ یہود
کی قیادت پر زہ پڑتی تھی اسی لیے وہ ان کے خلاف تھے۔ لیکن پولس نے نہ صرف
یسوع کی رسالت کے نام پر مسیحیت ایجاد کی تھی بلکہ غیر اقوام کو اپنا پیر کار بنانے کے لیے
یہودیوں کی مقدس ترین کتاب توریت کی شریعت کو بھی منسوخ قرار دے دیا تھا۔ یہ ایک
ایسا سنگین مذہبی جرم تھا جس پر یہودی عدالت کو اختیار تھا کہ پولس کو ششکر کرنے کی

(۳۲) ۲-قرنیوں ۱۱: ۵، ۶، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۲۳

(۳۱) ۲-کرنھیوں ۱۰: ۱-۱۰

سزا دے رہا تھا۔ پندرہ گھنٹہ کے یہودیوں نے انطاکیہ اور انیم کے یہودیوں کے ساتھ مل کر پولوس کو شکست دیا، اور وہ اس کو مردہ سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے۔ مگر وہ زندہ رہا (۲۲)۔ پولوس نہ صرف سخت جان تھا بلکہ وہ نہایت ہی ہوشیار اور موقع شناس تھا۔ شکست کھانے پہنچ نکلنے کے بعد یروشلم پہنچنے پر سیکل میں داخل ہوا تو یہودیوں نے وہاں دیکھ کر اس کو بہ کمرہ کر پکڑ لیا:

”اے اسرائیلیو! مدد کرو یہ وہی آدمی ہے جو ہر جگہ سب آدمیوں کو

امت اور شریعت اور اس مقام کے خلاف تعلیم دیتا ہے“ (۳۴)

جب انہوں نے اسے تسکوں سے باندھ لیا تو کوڑوں کی سزا سے وہ صوبہ دار کو یہ کہہ کر بچ گیا کہ ”تمہیں روایہ ہے کہ ایک رومی آدمی کو کوڑے مارے“ (۲۲: ۳۵)

جب پولوس یہودی سردار کاہن اور یہودی صدر عدالت کے سامنے پیش کیا گیا تو سردار کاہن حنیناہ نے حکم دیا کہ اس کے منہ پر طابخ مارو۔ اس پر پولوس نے اس سے کہا ”اے سفیدی پھری ہوئی دیوار! خدا تجھے مارے گا۔ تو شریعت کے برخلاف مجھے مارنے کا یہ حکم دیتا ہے؟ جو پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا کیا کہ تو خدا کے سردار کاہن کو برا کہتا ہے؟“ اس پر پولوس نے بیترا بدلا اور کہا ”اے بھائیو! مجھے معلوم تھا یہ سردار کاہن ہے کیونکہ لکھا ہے کہ اپنی قوم کے سردار کو برا نہ کہو“

”پھر جب پولوس نے معلوم کیا کہ عدالت والے بعض صدوقی ہیں اور بعض قریبی ہیں تو عدالت میں لپکا کر کہا اے بھائیو! میں فریسی ہوں اور فریسیوں کی اولاد ہوں مردوں کی امید اور قیامت کے بارے میں مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے؟ جب اس نے یہ کہا کہ تو فریسیوں اور صدوقیوں میں تکرار ہوئی اور حاضرین میں پھوٹ پڑ گئی و کیونکہ صدوقی تو کہتے تھے کہ نہ قیامت ہوگی

کہ کوئی فرشتہ ہے نہ روح، مگر فریسی، دونوں کا اقرار کرتے ہیں ۵ پس بڑا شور ہوا۔ اور فریسیوں کے فرقہ کے بعض فقہ اٹھے اور یوں کہہ کر جھگڑنے لگے کہ ہم اس آدمی میں کچھ بُرائی نہیں پاتے ۵“ (۳۵)

یحییٰ کا رسول کہلاتے ہوئے اس طرح چالاکی سے عدالت میں پھوٹ ڈلوا کر پولس بچ نکلا۔ اس کے بعد جب وہ نیلکس حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو پولوس نے یہ بیان دیا :

کذب بیانی

مدتیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں اس کے مطابق میں اپنے (یہودی، باپ دادا کے خدا کی عبادت کرتا ہوں اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے اس سب پر میرا ایمان ہے ۵“ (۳۶)

مدتیرے کے اعمال سے کوئی شخص راست باز نہ ٹھہرے گا۔ یہ عقیدہ اس کی وضع کردہ مسیحیت کی بنیاد تھا۔ اس طرح توریت کو منسوخ قرار دینے جانے کے اعلان کی روشنی میں عدالت کے سامنے کذب بیانی کا پولس کا مندرجہ بالا بیان کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔

قیدی بن کر روم پہنچا تو پولوس نے یہودیوں کے رئیسوں کو بلوایا، اور توریت کی شریعت منسوخ قرار دے چکنے کے باوجود :

”جب وہ جمع ہو گئے تو ان سے کہا اسے بھائیو! ہر چند میں نے اُمت کی اور باپ دادا کی رسموں کے خلاف کچھ نہیں کیا تو بھی یروشلیم سے قیدی ہو کر رومیوں کے ہاتھ حوالہ کیا گیا ۵“ (۳۷)

(۳۵) اعمال ۲۳: ۲-۹ (۳۶) اعمال ۲۴: ۱۴ (۳۷) اعمال ۲۸: ۱۷

دو غلاہیں

یہودیوں اور غیر اقوام کے سامنے اپنے دو غلے پن کو پولوس نے اس طرح واضح کیا ہے :

”ہیں یہودیوں کے لیے یہودی بنانا کہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں، جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لیے میں شریعت کے ماتحت ہوتا کہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لیے بے شرع بنانا کہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں، اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیحؑ کی شرع کے تابع تھا۔“ (۳۸)

محبت اور جنگ میں سب کچھ روا ہے لیکن ادیانِ عالم میں ایسا کہ نادین پولوس یعنی مسیحیت کا طرہ امتیاز ہے، لاپچ، علاج معالجہ اور تعلیم کی سولتوں وغیرہ کے تحریمی حریفوں سے آج اگر مسیحیت کی تبلیغ ہو رہی ہے تو یہ بانی مذہب کی سنت کی بیروی ہے۔

پولوس کس کا رسول تھا؟

پولوس کی دوسری شخصیت اس کی رسالت میں بھی نمایاں ہے۔ عہدِ جدید میں ایک جگہ تو اسے مسیحؑ کا چٹا ہوا وسیلہ رسول، قرار دیا گیا ہے (اعمال ۹: ۱۵) اور دوسری جگہ اس کا بیان ہے: ”پولوس کی طرف سے جو اس زندگی کے وعدہ کے موافق جو مسیحؑ یسوع میں ہے خدا کی مرضی سے مسیحؑ یسوع کا رسول ہے“ (۲۹) یعنی وہ خدا کا منتخب کردہ رسول ہے۔

ان بیلوں سے یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ یسوع کا چٹنا ہوا رسول تھا یا کہ خدا کا۔

پولوس کی رسالت کی حقیقت

کتاب اعمال کا ابتدائی بیان یہ ہے کہ زندہ ہونے کے بعد یسوع اپنے چٹے ہوئے (گیارہ) شاگردوں کو چالیس دن دکھائی دے کر آسمان پر اٹھ گیا۔ اناجیل کی رُو سے جن لوگوں کو یسوع دکھائی دیا ان کی تعداد پندرہ سے کم تھی، لیکن پولوس اس کہانی کا مصنف ہے کہ:

”مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لیے مڑا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو دکھائی دیا۔ پھر پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے۔ پھر یعقوب کو دکھائی دیا۔ پھر سب رسولوں کو اور سب سے پیچھے مجھ کو جو گویا اسی سے دنوں کی پیدائش ہوں دکھائی دیا“ (۲۰)

پولوس نے یہ کہانی اپنے اس دعوے کی تصدیق کے لیے بیان کی ہے، کہ یسوع نے اسے سب سے بعد دکھائی دیکر رسول چٹنا تھا۔ اس کا جائزہ لینے کے لیے یہ نکات قابل غور ہیں:

- (۱) یسوع تیسرے دن جی اٹھا۔ (۲) مر کے جی اٹھنے کے بعد پہلے کیفا کو دکھائی دیا۔
- (۳) پھر بارہ کو دکھائی دیا۔ (۴) پھر پانچ سو بھائیوں اور پھر یعقوب کو دکھائی دیا
- (۵) سب سے آخر میں پولوس کو دکھائی دیا۔

۱۔ تیسرے دن جی اٹھنا: اس بارے میں ہم ”مصلوحتیت مسیح“ کے بیان میں مفصل بحث کر چکے ہیں کہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات میں دفن ہو کر ہفتہ

اور اتوار کی درمیانی شب میں جی اٹھنے سے نہ تو تین دن بعد اور نہ ہی تیسرے دن جی اٹھنا بنتا ہے۔

۲۔ سب سے پہلے کیفا کو دکھائی دیا: انجیل متی کی رُوسے یسوع سب سے پہلے مریم مگدالینی اور دوسری مریم کو دکھائی دیا تھا۔ اناجیل مرقس ویلوحنا کی رُوسے پہلے مریم مگدالینی نے اکیلے اسے دیکھا۔ اور اناجیل لوقا کی رُوسے سب سے پہلے دو دیہاتیوں کو دکھائی دیا۔ کسی بھی انجیل میں کسی بھی موقع پر یسوع پطرس کیفا کو نہ پہلے اور نہ ہی اکیلے دکھائی دیا جانا بیان ہوا ہے۔

۳۔ پھر بارہ کو دکھائی دیا: اس سے پولوس کی انتہائی ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ ”مرکز جی اٹھنے“ پر شکارِ دلوں کی تعداد گیارہ تھی بارہ نہیں تھی۔

۴۔ پھر پانچ سو بھائیوں اور پھر یعقوب کو دکھائی دیا: کسی بھی انجیل میں بارہ پندرہ سے زیادہ لوگوں کو دکھائی دینے کا ذکر نہیں ملتا۔ یسوع کے آسمان پر اٹھانے جانے کے بعد کئی بھائیوں کی جو جماعت جمع ہوئی تھی، یہ آداب اعمال کی رُوسے ان کی تعداد لگ بھگ ایک سو بیس تھی (۱۰: ۱)۔ پھر یسوع پانچ سو بھائیوں کو کیسے دکھائی دیا؟ یعقوب مریم کا بیٹا اور یسوع کا بھائی سمجھا جاتا ہے۔ نہ تو وہ یسوع پر ایمان لایا تھا ویلوحنا (۵: ۷) اور نہ ہی یسوع کا اسے دکھائی دینے کا ذکر کہیں اور ملتا ہے۔ اسے دکھائی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۵۔ سب سے آخر میں پولوس کو دکھائی دیا: تزارنچ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پولوس نے اپنی رسالت مصلوبیتِ مسیح کے واقعہ سے دس سال بعد شروع کی تھی، جب کہ لوقا کی کتاب اعمال کی رُوسے یسوع جی اٹھنے کے چالیس دن بعد آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہوا کہ اٹھائے جانے کے دس برس بعد آسمان سے اتر کر وہ پولوس کو دکھائی دیا؟ ایسا محض خواب ہو سکتا ہے یا تجلّی ہیں، یا من گھڑت کہانی سے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پولوس کی رسالت خود ساختہ تھی۔

پولوس غیر متعصب مسیحیوں کی نظر میں

مبادا کہ یہ سمجھا جائے کہ ہم نے پولوس کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ آنکھوں پر تعصب کی عینک چڑھا کر لکھا ہے۔ ہم پولوس کے بارے میں مثال کے طور پر دو حق پسند مسیحیوں کی آراء پیش کرتے ہیں۔ فیصلہ قارئین خود کریں :

۱۔ ڈاکٹر ڈیڈر : ”یہ جو کہا جاتا ہے کہ یسوع ناہری نے اپنی خدمت صرف وہاں کے بارہ آدمیوں کی تعلیم میں صرف کی اور اس تعلیم کو راہ زندگی قرار دیا اور دنیا سے چلے جانے کے بعد ہی اس نے فوراً ایک اور آدمی کو اپنی طرف سے مبلغ اور خاص مستند ذریعہ تکلم مقرر کیا اور اپنے اس نمائندے کے وسیلے اپنی زندگی بھر کی تعلیم کا بہت سا حصہ ذکر دیا۔ یعنی اپنی سادہ اخلاقی تعلیم کی بجائے تھیالوجی کے قیاسی خیالات کا پیچیدہ مجموعہ رکھ دیا، جس سے خدا کی بادشاہت کی منادی کی جگہ تھیالوجی کا سلسلہ انجیل بن گیا۔ یہ قیاس ایسا بے سرو پا اور ناقابل یقین ہے کہ تعجب آتا ہے کہ اس کا حامی کوئی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کون مان سکتا ہے کہ آسمانی مسیح نے پولوس کے ذریعہ کوئی ایسی تعلیم دی جو اس تعلیم سے جو زمینی مسیح نے بارہ رسولوں کو دی اس قدر مختلف ہے؟“

”بلاشبہ یہ ایک تواریخی واقعہ ہے کہ مابعد کی صدیوں کی کلیسا نے پولوس کو یسوع کی بجائے مسیحیت کا مستند استاد قرار دینا شروع کر دیا۔ یعنی پولوس کی تعلیم چپکے سے یسوع کی تعلیم کی جگہ رکھ دی گئی۔ کلیسا کے بڑے بڑے الیہات کے معلم مثلاً اٹھائیس اور آگسٹن اور انسلم اور اقوانین اور میلنگٹن اور کالوین میں سے کسی نے کبھی اپنی تعلیم کا بڑا حصہ مسیح کے کلمات سے اخذ نہ کیا۔ کیتھولک یا پروٹسٹنٹ علماء سب کے سب بلا مستثنیٰ پولوس کے مفسر ہیں“ (۴۱)

۲۔ رینن : ”اپنی کتاب ”مقدس پولوس کی سوانح عمری کے آخری باب میں رینن

(۴۱) بارہ ضروری سوالات۔ صفحات ۱۳۷، ۱۳۸

رقطراز ہے :

در حقیقی مسیحیت جو اب تک رہے گی پولس کے خطوط میں نہیں بلکہ انا جیل میں پائی جاتی ہے۔ پولس کی تصانیف خطرے کا باعث اور چھپی چٹان ہیں۔ اور مسیحی تھیالوجی کے بڑے بڑے نقص انہی سے واقع ہوئے ہیں۔ پولس نیز فیم آگستین اور خو خوار تھیالوجی کا باپ ہے جو سنت کا فتویٰ دیتی اور جہنم کی سزا مقدّر میں بھڑاتی ہے۔ بمقابلہ اس کے یسوع ان سب کا باپ ہے جو کامل نمونے کے تصورات میں اپنی روحوں کے لیے آرام ڈھونڈتے ہیں (۴۲)

اندھی عقیدت مندی | دمشق کے راستے میں پولس کو یسوع دکھائی دینے اور اس سے ہم واضح کر چکے ہیں۔ پولس کے بارے میں غیر متعصب مسیحیوں کی رائے بھی تارنن نے ملاحظہ کی ہے۔ لیکن حقائق کے برعکس عقیدت مند مسیحیوں کا ایمان یہ ہے :

”جہاں تک تحریکات سے معلوم ہو سکتا ہے مسیح کی قیامت کی سب سے اول اور سب سے زیادہ اعتیاد سے مرتب شہادت کرتھیں کے نام پولس کے پہلے خط کے پندرھویں باب میں پائی جاتی ہے۔ وہ مسیح کی موت کے بہت قریب زمانے میں موجود تھا۔ اپنے خط کے اس حصے میں وہ مسیحی پیغام کا لب لباب پیش کرتا ہے یعنی مسیح کیونکہ ہمارے کن ہوں کے لیے مٹا۔ اور میرے دن کا بھروسے کے بموجب جی اٹھا۔ وہ چھ مواقع کا ذکر کرتا ہے جن میں مسیح اپنے جی اٹھنے کے بعد دکھائی دیا۔ اول پطرس کو، پھر بارہ شاگردوں کو، پھر ایک ساتھ پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو، پھر یعقوب کو۔ بعد ازاں سارے رسولوں کو اور سب سے آخر خود پولس کو جسے وہ ”گویا ادھورے دنوں کی پیدائش“ بیان کرتا ہے، دکھائی دیا۔ وہ پولس کو خاص طور پر دمشق کے راستے میں نظر آیا۔ جہاں وہ عجب ماجرا واقع ہوا۔ جس سے پولس مسیح کے جی اٹھنے پر ایمان لے آیا۔“ (۴۳)

(۴۲) ۱۲ ضروری سوالات، صفحات ۱۳۸، ۱۳۹، (۴۳) ایضاً۔ صفحہ ۱۰۰

تبرہواں باب

مصلوبیت مسیح

دراہنوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ درحقیقت شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس معاملہ کی کوئی سند نہیں اور پروردی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔“ (۱)

یسوع مسیح کا قتل کیا جانا غیر حایب و افسوسناک و انشور وں کے نزدیک بھی مستبعد و عاقل ہے۔ کولٹز انسائیکلو پیڈیا کا بیان ہے :-

”سببوں کے عرفانی فرقہ کے بہت سے لوگ اس بات سے انکاری تھے کہ یسوع صلیب پر مڑا۔ دو موندے خیال میں اس وقت ایک سے زیادہ مسیح موجود تھے۔۔۔۔۔ تاریخی تنقید نگاری کے مطابق جن دستاویز کا مطالعہ کیا جا رہا تھا ان کی روش سے نیا عہد نامہ پر کھنے سے اناجیل میں یسوع کی زندگی کے کچھ ہوتے واقعات پر انحصار کرنے میں شک و شبہ ہو جاتا ہے۔ سابق کیتھک فرانسیسی ارنسٹ رینن کے قول کے مطابق اس کے دوبارہ زندہ ہونے کا قصا ایک عورت کا فریب نظر (تصور کا دھوکا)

ہے جو اس کے مصلوب جسم کی دیکھ بھال کرنا چاہتی تھی۔“ (۲)

انا ٹیکلو پٹیا برٹینیکا کا یہ بیان ہے :

”یسوع کو موت کی مزدور لوانے کے لیے (ردمی) حاکم کے سامنے پیش کیا جانا ضروری نہ تھا کیونکہ کفر بکنے پر سردار کاہن (صدر عدالت کی مذہبی عدالت) کو سنگسار کرنے کی مزادینے کا خود اختیار تھا۔ اس کے علاوہ اس قسم کے (مذہبی) مقدمات مقدس تہواروں کے دنوں میں پیش نہیں کیے جاتے تھے۔

انا جیل کے بیانات کے خلاف سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انہیں یہودی طریق سے ہٹا کر تمام تر اس مسیحی طریقہ پر لکھا گیا ہے جس سے یسوع مسیح اور خدا کا بیٹا ظاہر کرنا مقصود تھا۔ سردار کاہن کے اس سوال کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کیا خدا کا بیٹا مسیح ہے؟ [مرقس ۱۶: ۷۱]، کیوں کہ یہودیوں میں آنے والے مسیح کا خدا کا بیٹا ہونے کا کوئی نظریہ نہیں ملتا۔“ (۳)

مسیح کی گرفتاری کے منصوبے

انا جیل ارجل میں یسوع مسیح کو مصلوب کرایا جانا سردار ان یہود اور یسوع کے ایک شاگرد یہوداہ اسکریتی کے مابین سازش کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ سازش اور یسوع کی مصلوبیت یہودیوں کے مقدس مذہبی تہوار عید فطیر کے دنوں میں ہوئی۔ ان کے بارے میں انا جیل میں مذکور بیانات اس طرح ہیں :

(۱) انا جیل مرقس کا بیان

”انجیل مرقس: پھر یہوداہ اسکریتی جو ان بارہ میں سے تھا سردار کاہنوں کے پاس چلا گیا تاکہ اسے ان کے حوالہ کر دے۔ وہ یہی منکر خوش ہوئے اور اس کو روپے دینے کا اقرار کیا اور وہ موقع ڈھونڈنے لگا کہ کسی طرح قابو پا کر

اسے پڑوادے ۵“ (۴)

”جب شام ہوئی تو وہ ان بارہ کے ساتھ آیا ۵ اور جب وہ بیٹھے (عیسائی) کے پہلے دن کی شام کے وقت مذہبی رسم کا کھانا فرج (کھا رہے تھے تو یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوے گا ۵ وہ دلیکھ ہوئے اور ایک ایک کے اس سے کہنے لگے کیا میں ہوں ؟ ۵ اسی نے ان سے کہا وہ بارہ میں سے ایک ہے جو میرے ساتھ طباق میں ملتا تھا ۵“ (۵)

پھر گیت گا کر باہر نیتوں کے پہاڑ پر گئے ۵ اور یسوع نے کہا تم سب ٹھوکر کھاؤ گے کیونکہ تم کھا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا اور بھیڑیں ہراگندہ ہو جائیں گی ۵ مگر میں جی اٹھنے کے بعد تم سے پہلے گیل کو جاؤں گا ۵ پطرس نے اس سے کہا گو سب ٹھوکر کھائیں لیکن میں نہ کھاؤں گا ۵ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو آج اسی رات مرخ کے دوبارہ بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا ۵ لیکن اس نے بہت زور دیکر کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی انکار ہرگز نہ کروں گا۔ اسی طرح اور سب نے بھی کہا ۵“

”پھر وہ ایک جگہ آئے جس کا نام گتسنی تھا اور اس نے اپنے شاگردوں سے کہا یہاں بیٹھے رہو جب تک میں دعا کروں اور بطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیکر نہایت جرات اور بے قرار ہونے لگا ۵ اور ان سے کہا میری جان نہایت تلکین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو ۵ اور وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے مل جائے ۵ اور کہا اے آبا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ (موت) کے اس پیار کو میرے پاس سے ہٹالے تو بھی جیوں چاہتا ہوں وہ نہیں آتا تو چاہتا

(۴) مرقس ۱۴: ۱۱-۱۵ (۵) مرقس ۱۴: ۱۶-۲۰

ہے دہی ہو، ۵ (خداوند اور خدا کا شریک ٹھہرائے جانے والے یسوع کی بے بسی کا اظہار اور موت سے بچنے کی یہ دعا ملاحظہ ہو)۔

”پھر وہ آیا اور انہیں سونے پا کر بپرس سے کہا اے شمعون تو سوتا ہے ؟ کیا تو ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکا ؟ ۵ جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے ۵ وہ پھر چلا گیا اور وہی بات کہہ کر دعا کی ۵ اور پھر آکر انہیں سوتے یا یا کیونکہ ان کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں اور نہ جانتے تھے کہ کیا جواب دیں ۵ پھر تیسری بار آکر ان سے کہا اب سوتے رہو اور آرام کرو۔ بس وقت آپہنچا۔ دیکھو ابن آدم کب کاٹل کے ہاتھ حوالہ کیا جاتا ہے ۵ اٹھو چلو میرا پکڑنے والا نزدیک آپہنچا“ (موت منے دیکھ کر یسوع کی بیتیاری اور ان کی زندگی کے ساتھی اور بزرگ ترین شاگردوں کی پے فکری غور کے قابل ہے) - (۶)

آگے چل کر انجیل مرقس میں گرفتاری کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے :

”وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ فی الفور پیروا (اسکریوتی) جو ان بارہ میں سے تھا اور اس کے ساتھ ایک بھیڑنگواریں اور لائٹیاں لےتے ہوئے سردار کاہنوں اور فقیہوں اور بزرگوں کی طرف سے آپہنچی ۵ اور اس کے پکڑنے والے نے انہیں یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے۔ اسے پکڑ کر حفاظت سے لے جانا ۵ وہ آکر فی الفور اس کے پاس گیا اور کہا اے ربی! اور اس کے بوسے لے ۵ انہوں نے اس پر ہاتھ ڈال کر اسے پکڑ لیا ۵“

”ان میں سے جو پاس کھڑے تھے ایک نے تلوار کھینچ کر سردار کاہن کے نوکر پر چلائی اور اس کا کان اڑ دیا ۵ یسوع نے کہا تم تلواریں اور لائٹیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے لگے ہو ۵ میں ہر روز تمہارے پاس سیکل میں تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ لیکن یہ اس لیے ہوا کہ وہ نوشتے پورے ہوں ۵ اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ۵ مگر ایک جو ان اپنے تنگ

بن نہین چادر اور جھے ہوئے اس کے چھپے ہويا۔ اسے لوگوں نے پکڑا ۱

مردہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا۔“ (۷)

انجیل مرقس کے اس قصہ میں یہوداہ کا یسوع کا بوسہ لیکر پکڑوانے کے بعد حضرت مسیح کا یہ بیان قابل غور ہے کہ تم لواریں اور لاطھیاں لیکر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑتے نکلے ہو۔ میں ہر روز تمہارے پاس سہیل میں تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔“ اس بیان کی روشنی میں پکڑنے والے کاہنوں کے آدمی تھے جو یسوع کو اچھی طرح سے جانتے پہچانتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے درمیان رہ کر یسوع نے انہیں کثرت سے معجزے بھی دکھائے تھے۔ پس یسوع کوئی گناہ شخصیت نہ تھی کہ یہوداہ اسکر یوتی کو بوسہ لینے کے خفیہ اشارے کے ذریعے یسوع کی شناخت کر داکر پکڑوانے کی ضرورت پڑتی۔ یہوداہ اسکر یوتی کے ذریعے یسوع کے پکڑوائے جانے کے بیانات دیگر کتب میں ملاحظہ ہوں:

(ب)۔ انجیل متی کا بیان

”اس وقت ان میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکر یوتی تھا سڑا کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر میں اسے تمہارے حوالہ کرادوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دیئے۔ اور وہ اس وقت سے اسے پکڑنے کا سو تو ڈھونڈنے لگا۔“ (۸)

”اور جب وہ کھارہے تھے تو اس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑدائے گا۔ وہ بہت دیر ہوئے اور ہر ایک اس سے کہنے لگا کیا میں ہوں؟ اس نے جواب میں کہا جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا وہی مجھے پکڑو۔ ایسا کیا۔۔۔۔۔ اسے پکڑوانے والے یہوداہ نے جواب میں کہا اسے ربی کیا میں ہوں؟ اس نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا۔“ (۹)

”اس وقت یسوع نے ان سے کہا تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے

(۷) مرقس۔ ۱۴: ۴۲-۵۲ (۸) متی۔ ۲۶: ۱۳-۱۶ (۹) متی۔ ۲۶: ۲۱-۲۵

کیونکہ کھتا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا اور گلہ کی جھڑپیں پر اگندہ ہو جائیں گی۔ لیکن میں اپنے جی اٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤں گا۔ بطرس نے جواب میں اس سے کہا گو سب تیری بابت ٹھوکر کھاتے ہیں لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا۔ (۱۰) در اٹھو چلیں۔ دیکھو میرا پکڑ والا نزدیک آپہنچا ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو ان بارہ میں سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بیٹی تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کا ہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی۔ اور اس کے پکڑوانے والے نے ان کو یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے اسے پکڑ لینا۔ اور فوراً اس نے یسوع کے پاس آکر کہا اے ربی سلام! اور اس کے بوسے لیے۔ یسوع نے اس سے کہا میاں! جس کام کو آیا ہے وہ کر لے۔ اس پر انہوں نے پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالا اور اسے پکڑ لیا۔ (۱۱)

”جب اس کے پکڑوانے والے یہوداہ نے یہ دیکھا کہ وہ (یسوع) مجھ بٹھرایا گیا تو چھپتا یا اور وہ تیس روپے سردار کا ہنوں اور بزرگوں کے پاس واپس لاکر کہا میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کیلئے پکڑوایا۔ انہوں نے کہا ہمیں کیا؟ تو جان۔ اور وہ روپیوں کو متعددس ہیں بھینٹ کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ سردار کا ہنوں نے روپے لیکر کہا ان کو سبک کے خزانہ میں ڈالنا روانہ ہیں۔ کیوں کہ یہ خون کی قیمت ہے۔ پس انہوں نے مشورہ کر کے ان روپیوں سے کہا رکاکھیت پر دیسیوں کے دفن کرنے کے لیے خریدا۔ اس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے۔ اس وقت وہ پورا ہوا جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا کہ جس کی قیمت بٹھرائی گئی تھی انہوں نے اس کی قیمت کے وہ تیس روپے لیے (اس کی

قیمت بعض بنی اسرائیل نے مہرائی تھی [۵] اور ان کو کہا کہ اس کھیت کے لیے دیا جیسا خداوند نے مجھے حکم دیا [۱۱]

ج) انجیل یوحنا کا بیان :

”اور شیطان یہوداہ میں سمایا جو اسکر یوتی کہلاتا اور ان بارہ میں شمار کیا جاتا تھا [۵] اس نے جا کر سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے مشورہ کیا کہ اس کو کس طرح سے ان کے حوالہ کرے [۵] وہ خوش ہوئے اور اسے روپے دینے کا اقرار کیا [۵] اس نے مان لیا اور موقع ڈھنسنے لگا کہ اسے بغیر شاگردان کے حوالہ کر دے [۱۲]

”وہ کھانا کھا رہے تھے تو یسوع نے کہا: ”مگر دیکھو میرے پیکر و ان کے دالے کا ہاتھ میرے ساتھ میز پر ہے [۱۳]

”اس (یسوع) نے کہا اے پطرس میں تجھ سے کہتا ہوں کہ آج مرغ بانگ نہ دیر گا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کرے کہ مجھے نہیں جانتا [۱۴]

”اور وہ ان (سب شاگردوں) سے بشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کا ٹپہ آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا کہ [۵] اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹالے تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ [۵] اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا [۵] پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا [۵]

جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سموتے پایا [۵] اور ان سے کہا تم سوئے کیوں ہو؟ اٹھ کر دعا کرو تاکہ آرمائش میں نہ پڑو [۱۵]

اس بیان میں تین کی بجائے بھی شاگردوں کو غم کے مارے سوتا پایا۔ اور

(۱۱) متی ۲۶: ۱۰-۱۲ (۱۲) لوقا ۲۲: ۳۰-۳۱ (۱۳) لوقا ۲۲: ۳۱-۳۲ (۱۴) لوقا ۲۲: ۳۲-۳۳ (۱۵) لوقا ۲۲: ۳۳-۳۴

موت کے خوف سے یسوع کی پریشانی ملاحظہ ہو کہ پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بنڈیں بن کر ٹپکتا تھا لیکن اسے قربانی قرار دے کر دنیا کے گناہوں کا کفارہ مٹھایا جاتا ہے۔
زیتون کے پہاڑ پر یسوع کی سراسیگی و پریشانی کے حال کے بعد انجیل لوقا میں نہیں پکڑ دائے جلنے کا حال اس طرح ہے:

دوہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دیکھو ایک بھیڑ آئی اور ان بارہ میں سے وہ جس کا نام یہوداہ تھا ان کے آگے آگے تھا۔ وہ یسوع کے پاس آیا کہ اس کا بوسہ لے۔ یسوع نے اس سے کہا اے یہوداہ کیا تو بوسہ لیکر ابن آدم کو پکڑ دالتا ہے۔
..... پھر یسوع نے سردار کاہنوں اور سیکل کے سرداروں اور بزرگوں سے جو اس پر چڑھ آئے تھے کہا کیا تم مجھے ڈاکو جان کر تلواریں اور لٹھیاں لے کر نکلتے ہو؟ جب میں سر روز متہارے ساتھ تھا تو تم نے مجھ پر ہاتھ نہ ڈالا لیکن یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے۔ پھر وہ اسے پکڑ کر لے چلے اور سردار کاہن کے گھر میں لے گئے۔“ (۱۶)

اس بیان سے عیاں ہے کہ یسوع کو پکڑنے والوں کی بھیڑ سرداران یہود کے بھیجے ہوئے عام لوگوں کی بجائے خود سردار کاہنوں، سیکل کے سرداروں اور بزرگوں کی تھی۔ اور یہوداہ نے بوسہ نہ لیا۔

(۵) اعمال کی کتاب کا بیان:

اس کتاب کا مصنف بھی لوقا ہے اس میں یہوداہ اسکر لوقا کے بارے میں یہ بات ملاحظہ ہو:

”اور ابھی دنوں پہلے کس بھائیوں میں جو تھینا ایک سو بیس شخصوں کی جماعت تھی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے بھائیو اس نوشتہ کا پورا ہونا ضرور تھا جو روح القدس نے داؤد کی زبانی اس یہوداہ کے حق میں پہلے سے کہا تھا جو یسوع کو پکڑنے والوں کا راہنما ہوا۔ کیونکہ وہ ہم میں شمار کیا گیا اور اس نے اس خدمت کا صہ پایا۔ [اس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت

حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور سب انتظار بیکار ہو گئے اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا۔ یہاں تک کہ اس کھیت کا نام ان کی زبان میں سہل دما پڑ گیا یعنی خون کا کھیت [۵] کیونکہ زبور میں لکھا ہے: اس کا گھرا جڑ جائے۔ اور اس میں بسنے والا نہ رہے۔ اور اس کا عہدہ دوسرا لے لے ۵“ (۱۷)

(۴) انجیل یوحنا کا بیان

انجیل یوحنا میں دیگر اناجیل کی طرح یہوداہ اسکر یوتی کا سردار ان یہود کے ساتھ یسوع کو پکڑوانے کے لیے روپے دیتے جانے کا وعدہ یا روپے لیے جانے کا کوئی بیان نہیں۔ یوحنا کا بیان پکڑوانے والے کی نشاندہی کا اس طرح ہے:

”یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈلو کر دوں گا وہی ہے۔ پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اسکر یوتی کے بیٹے یہوداہ کو دیا ۵ اور اس نوالہ کے بعد شیطان اس میں سما گیا۔ پس یسوع نے اس سے کہا جو کچھ ڈکرتا ہے جلد کر لے ۵ مگر جو کھا نا کھانے بیٹھے تھے ان میں سے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اس نے یہ سے کس لیے کہا ۵..... پس وہ نوالہ لے کر فی الفور باہر چلا گیا اور رات کا وقت تھا ۵“ (۱۸)

”پطرس نے اس سے کہا کہ اے خداوند! میں تیرے پیچھے اب کیوں نہیں آ سکتا؟ میں تو تیرے لیے جان دوں گا ۵ یسوع نے جواب دیا کیا تو میرے لیے اپنی جان دے گا؟ میں تجھ سے سوچتا ہوں کہ مرے باگ نہ دیں گا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کرے گا ۵“ (۱۹)

انجیل یوحنا کے مطابق رات کو یسوع شاگردوں کے ہمراہ زیرتون کے پہاڑ یا گتسنی کی جگہ پر نہیں گئے تھے اور نہ ہی پکڑے جانے سے پہلے انہوں نے کوئی دعا کی تھی۔ رات کو یسوع کو پکڑوائے جانے کے بارے میں یوحنا کا بیان یہ ہے:

(۱۷) اعل ۱۵: ۲۰ (۱۸) یوحنا ۱۳: ۲۱-۳۰ (۱۹) یوحنا ۱۳: ۳۱-۳۸

”یسوع (شاگردوں سے) یہ باتیں کہہ کر اپنے شاگردوں کے ساتھ قدرون کے نامے کے پار گیا۔ وہاں ایک بارغ تھا۔ اس میں وہ اور اس کے شاگرد داخل ہوئے۔ اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی اس جگہ کو جانتا تھا کیونکہ یسوع اکثر اپنے شاگردوں کے ساتھ وہاں جایا کرتا تھا۔ پس یہوداہ سپاہیوں کی پلیٹن اور سردار کاہنوں اور فریسیوں سے پیادے بیکر مشعلوں اور چڑغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آیا۔ یسوع ان سب باتوں کو جو اس کے ساتھ ہونے والی تھی جان کر باہر نکلا اور ان سے کہنے لگا کہ ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اسے جواب دیا یسوع ناصری کو۔ یسوع نے ان سے کہا میں ہی ہوں اور اس کے پکڑوانے والا یہوداہ بھی ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے یہ کہتے ہی کہیں ہی ہوں وہ پیچھے بیٹھ کر زمین پر گر پڑے۔ پس اس نے ان سے پھر پوچھا تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا یسوع ناصری کو۔ یسوع نے جواب دیا کہ میں تم سے کہہ تو چکا کہ میں ہی ہوں۔ پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں (شاگردوں کو) جانے دو۔ تب سپاہیوں اور ان کے صوبدار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا۔ (۲۰)

تجزیہ

۱۔ یسوع کو پکڑوانے کا سودا کرینہوالا

انجیل یوحنا میں یہوداہ اسکر یوتی نے یسوع کو پکڑوانے کے لئے سرداران یہود سے کوئی سودا بازی نہیں کی تھی۔ اس کے برعکس انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یسوع کا ڈبو کر دیا ہوا نوالہ کھانے کے بعد شیطان یہوداہ میں سگایا اور وہ کھانے سے اٹھ کر یسوع کے پکڑوانے کے لیے سرداران یہود کے پاس چلا گیا۔

انجیل متی کا بیان ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے سردارانِ یہود نے یسوع کو پکڑ دیا۔
کے لیے یہوداہ کو تیس روپے تول کر دیتے جبکہ اناجیل مرقس کا بیان ہے کہ سردارانِ یہود
نے اسے یسوع کو پکڑوانے کے عوض تیس روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

انجیل متی کا بیان ہے کہ پکڑوانے کے بعد یہوداہ پھتایا اور وصول کردہ تیس روپے
سہیل میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر پھانسی لی۔ اور ان روپوں سے سردار کا ہنوں نے کھار کا
کھیت خرید لیا اس کے برعکس اعمال کی کتاب کا بیان ہے کہ روپے لیکر یہوداہ نے خود ایک
کھیت خریدا۔ اور بدکاری کی کمائی سے ایسا کرنے پر وہ سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ
پھٹ گیا اور اس کی انتڑیاں نکل پڑیں۔ یعنی پھانسی نہیں لی تھی مگر یہ نکتہ قابلِ غور
ہے کہ جو شخص سر کے بل گرے کیا اس کا پیٹ پھٹ کر انتڑیاں باہر نکل پڑتی ہیں؟

متی نے بیان کیا ہے کہ کھار کا کھیت اس لیے خریدا گیا کہ ایسا کرنا یرمیاہ کے
ذریعہ کہا گیا خدا کا کلام پورا ہونا تھا۔ حالانکہ عہدِ عتیق میں کھار کا کھیت خریدنے کا
کلام یرمیاہ نبی کا نہیں ذکر کیا ہے اور یہ کلام یرمیاہ نبی نے خود اپنے ساتھ
منسوب کیا ہے۔ اور یہ کلام کئی صدیاں پیشتر یہوداہ اور اسرائیل میں چھوٹ کی نشاندہی
کرتا ہے۔ یہوداہ اسکر لوتی اس کلام سے لائق ہے (۲۱)

کتابِ اعمال میں لوقا نے کھار کا کھیت خریدے جانے کا واقعہ حضرت داؤد کی
زبانی یہوداہ کے حق میں پہلے کہا گیا نوشتہ پورا ہونا قرار دیا ہے۔ جبکہ عہدِ عتیق کھ
کتابِ زبور میں میں حضرت داؤد کا کلام خود اپنے بارے میں ہے۔ یہوداہ اسکر لوتی کو اس
سے کوئی واسطہ نہیں۔ (۲۲)

۲۔ یسوع کو پکڑوانے والے کی نشاندہی

شاکر دوس کے ساتھ عیدِ فیر کا نسخ کا کھانا کھاتے وقت یسوع نے اپنے پکڑوانے
والی کی نشاندہی اس طرح کی تھی: اناجیل مرقس و متی کا بیان یہ ہے کہ وہ بارہ میں
سے ایک ہے جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ انجیل لوقا کے مطابق

(۲۱) ذکر کیا ہے: ۱۲: ۱۱-۱۳ (۲۲) زبور: ۵: ۱۰-۱۳۰

ہ پکڑوانے والے کا ہاتھ میرے ساتھ میز پر ہے، جبکہ انجیل یوحنا میں مذکور ہے کہ جسے میں نوازڈ بکر دوں گا وہی ہے۔ مزید حیرت اس پر ہے کہ یسوع نے سب شاگردوں کے سامنے نوازڈ بکر یہوداہ اسکر لوتی کو دیا لیکن چھبھی کوئی شاگرد یہ معلوم نہ کر سکا کہ پکڑوائے والا کون سا شاگرد ہے۔

۲۔ پطرس کا انکار :

انجیل مرقس کا بیان ہے کہ یسوع نے پطرس سے کہا ”تو آج اسی رات مرغ دو بار بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا“ انجیل متی کا بیان ہے کہ اسی رات مرغ کے (ایک) بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا، انجیل لوقا کا بیان ہے کہ ”آج مرغ بانگ نہ دے گا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کرے کہ مجھے نہیں جانتا۔“

۳۔ پکڑوانے کیلئے یسوع کی نشاندہی :

انجیل مرقس متی کا بیان ہے کہ پکڑوانے کے لیے یہوداہ اسکر لوتی نے یسوع کی نشاندہی ان کا بوسہ لیکر کی۔ انجیل لوقا کا بیان کہ یسوع نے یہوداہ کو اپنا بوسہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جبکہ انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یہوداہ نے غصے میں پکڑوانے کی نشاندہی کی تھی جس جگہ یسوع بھڑکے ہوئے تھے اور اپنی شناخت خود یسوع نے دوبارہ یہ کہہ کر اکی تھی کہ جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ میں ہی ہوں۔

۵۔ پکڑنے والے کون تھے ؟

انجیل مرقس متی کی رُوسے وہ سردار کاہنوں اور فقیہوں اور بزرگوں کی طرف سے بھیجی گئی ایک بھیڑ تھی۔ انجیل لوقا کی رُوسے وہ سردار کاہنوں اور سیکل کے سرداروں اور بزرگوں کی بھیڑ تھی۔ اور انجیل یوحنا کی رُوسے پکڑنے والے رومی حاکم کے سپاہیوں کی ملین اور سردار کاہنوں اور فریسیوں کے پیادے تھے۔

۶۔ یسوع کس جگہ پکڑے گئے؟

پکڑے جانے کی جگہ انجیل مرقس و متی کی رُود سے گتسہی ہے۔ انجیل لوقا کی رُود سے یہ زیرِ تون کا پہاڑ تھا انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یسوع قدس دن کے نالے کے پار ایک بارغ میں تھا

یسوع سردار کاہن کی عدالت میں

یسوع جب پکڑ لئے گئے تو انجیل میں انہیں مصلوب کرانے کے لیے سردار کاہن اور اس کے بعد حاکم یروشلم پلاطس کے سامنے پیش کرنے کے بیانات اس طرح ہیں:

۱۔ انجیل متی کا بیان

(الف) سردار کاہن کی عدالت میں:

”یسوع کو پکڑنے والے اس کو کا تھا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقہر اور بزرگ جمع ہو گئے تھے اور پطرس دور دور اس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے کو بیٹھا گیا اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پانی کو بہت سے جھوٹے گواہ آئے لیکن آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا کہ اس نے کہا ہے میں خدا کے مقدس کوڑھا سکتا ہوں اور تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔“

”اور سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اس سے کہا تو جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع خاموش رہا۔ سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے بیچ کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر کیا

ہے۔ اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دکھو تم نے ابھی کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔ اس پر انہوں نے اس کے منہ پر تھوکا اور اس کے کتے مارے اور بعض نے طانچے مار کر کہا اے مسیح ہمیں نبوت سے بتا کر تجھے کس نے مارا ہے؟ (۲۳)

اس بیان سے واضح ہے کہ ایک طرف یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہود خدا کا بیٹا بننے کے منتظر تھے جس بنا پر سردار کاہن نے یسوع سے یہ پوچھا تھا، حالانکہ عہد متین میں کہیں بھی اس عقیدے کا ذکر نہیں ملتا۔ دوسری طرف یسوع کے ساتھ یہ منسوب کر کے کہ انہوں نے خود کو خدا کا بیٹا ٹھہرانے سے کفر کیا۔ اس بنا پر انہیں واجب القتل ٹھہرایا گیا، حالانکہ یسوع نے سردار کاہن کو یہ جواب دیا تھا کہ وہ خود انہیں خدا کا بیٹا ٹھہراتا ہے، حالانکہ وہ ابن آدم ہیں۔ ان دونوں صورتوں سے یسوع کو خدا کا بیٹا بناتے جانے کا عقیدہ از خود باطل ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کفر کی سزا قتل خود کاہن دے سکتا تھا۔

(ب) عدالت میں پطرس کی موجودگی

عدالت میں پیشی کے دوران پطرس کی وہاں موجودگی کا بیان انجیل میں اس طرح ہے:

”اور پطرس باہر صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اس کے پاس آکر کہا تو بھی یسوع گلیل کے ساتھ تھا۔ اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے؟ اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اُسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوع نامی کے ساتھ تھا۔ اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا بیشک تو بھی ان میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔ پطرس کو یسوع کی وہ بات یاد آئی جو اس (یسوع) نے کہی تھی کہ بانگ دینے سے

پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا اور وہ باہر جا کر زار زار رو یا ۵ (۲۴)
 اناجیل میں یہود وہ اسکر لوتی کے ذریعہ بوسہ لیکر پکڑوائے جانے سے یسوع
 کو نامعلوم شخص ظاہر کیا گیا ہے تو مندرجہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ یسوع
 کے شاگرد بھی غیر معروف اشخاص تھے کہ کوئی مرد انہیں جانتا پہچانتا نہ تھا۔ حیرت
 تو اس پر ہے کہ مردوں کی بجائے گھر کی لونڈیوں نے پطرس کو پہچانا کہ وہ یسوع کا
 ساتھی ہے۔

(ج) حاکم یروشلم کی عدالت میں:

انجیل متی میں آگے چل کر حاکم یروشلم پیلاطس کے سامنے یسوع کو پیش کیے جانے
 کا قصہ اس طرح باب ۲۷ میں ہے:

”جب صبح ہوتی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوع
 کے خلاف مشورہ کیا کہ اسے مار ڈالیں ۵ اور اسے باندھ کر لے گئے
 اور پیلاطس حاکم کے حوالہ کیا ۵ یسوع حاکم کے سامنے
 کھڑا تھا اور حاکم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے ؟
 یسوع نے اس سے کہا تو خود کہتا ہے ۵ اور جب سردار کاہن اور بزرگ
 اس پر الزام لگا رہے تھے اس نے کچھ جواب نہ دیا ۵ اس پر پیلاطس نے
 کہا کیا تو نہیں سننا یر تیرے خلاف کتنی گواہیاں دیتے ہیں ؟ ۵ اس
 نے ایک بات کا بھی اس کو جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ حاکم نے بہت
 تعجب کیا ۵“

اور حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے
 تھے چھوڑ دیتا تھا ۵ اس وقت برابابا نام ان کا ایک مشہور قیدی تھا ۵
 پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطس نے ان سے کہا تم کسے چاہتے ہو
 کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں ؟ برابابا کو یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے ؟

..... سردار کا ہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو ابھارا کہ برا بھلا کیا کریں۔ اور یسوع کو ہلاک کرائیں۔ حاکم نے ان سے کہا کہ دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ انہوں نے کہا برا بھلا کہ پیلطس نے ان سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا وہ مصلوب ہو۔ اس نے کہا کیوں اس نے کیا برائی کی ہے؟ منکر وہ اور بھی چلا چلا کر کہنے لگے وہ مصلوب ہو۔

”جب پیلطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اٹا بلوا ہوتا جا رہا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے درپردہ اپنے ہاتھ دھوے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو سب لوگوں نے جواب میں کہا اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر! اس پر اس نے برا بھلا کو چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگو کر حوالہ کیا کہ مصلوب ہو۔“

(۵) یسوع کی مصلوبیت

منی کا بیان ہے:

”اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوع کو قلعہ میں لے جا کر ساری پلٹیں اس کے گرد جمع کی۔ اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قمیزی چو غریباہ اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور ایک سرکنڈا اس کے دہسے ہاتھ میں دیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور اس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لیکر اس کے سر پر مارنے لگے۔ اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے تو چونہ کو اس پر سے اتار کر پھر اس کے کپڑے پہنائے اور مصلوب کرنے کو لے گئے۔“

”جب باہر آئے تو انہوں نے شمعون نام ایک کریمئی کو پا کر اسے برگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے۔ اور اس جگہ جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے پہنچ کر یہ پت ملی نے اس کو پیسے کو دی مگر اس نے ہلکے کر پینا نہ چاہا۔ اور انہوں نے اسے مصلوب کیا اور اس کے کپڑے

قرعہ ڈال کر بانٹ لیے ۵ اور وہاں بیٹھ کر اس کی نگرانی کرنے لگے ۵ اور اس کا الزام اس کے سر سے اوپر لگا دیا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے ۵ اس وقت اس کے ساتھ دو ڈاکو مصلوب ہوئے۔ ایک دہنے اور ایک بائیں ۵ اور راہ چلتے والے سر ہلا ہلا کر اس کو لعن طعن کرتے تھے ۵..... اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے“ ۵ (۲۵) تعجب ہے کہ خود صلیب پر بڑے جانے پر تکلیف محسوس کرنے کی بجائے وہ یسوع کی مصلوبیت سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

۴) یسوع کا جان دینا

صلیب پر یسوع کا جان دینے کا بیان انجیل متی میں اس طرح ہے :

”اور دو پہر سے لے کر تیس پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا ۵ اور تیس پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلہ ایلہ لما شبنقنی ؟ یعنی اے میرے خدا ! اے میرے خدا ! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ۵..... یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دے دی ۵ اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں ٹوٹ گئیں ۵ قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اٹھے ۵ اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے ۵ پس صوبہ دار اور جو اس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا ۵ اور وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کی خدمت کرتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں دوسرے دیکھ رہی تھیں ۵ ان میں مریم مگدلینی تھی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبیدی کے بیٹوں کی ماں ۵ (۲۶)

(۲۵) متی - ۲۷: ۱۱-۳۹ ۴۴ (۲۶) متی - ۲۷: ۲۷-۴۷ ۵۶-۵۰

دیگر اناجیل کے متضاد بیانات

متی میں مذکور اور پر بیان کئے گئے واقعات سے دیگر اناجیل میں کثرت کے ساتھ تضادات ہیں جنہیں ہم مختصراً بیان کرتے ہیں:-

۲۔ انجیل مرقس

(الف) سردار کاہن کی عدالت میں

مرقس کا بیان ہے ”سردار کاہن نے اس سے پھر سوال کیا اور کہا کیا تو اس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟ یسوع نے کہا ہاں میں ہوں اور تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے“

(۱۴: ۶۱، ۶۲)۔

جبکہ انجیل متی کا بیان ہے: ”سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے ۵ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھو گے“ (۲۶: ۶۳، ۶۴)۔ اس بیان میں یسوع نے خدا کا بیٹا ہونے سے کابن کو یہ کہہ کر انکار کیا کہ تو خود کہتا ہے جبکہ میں تو صرف ابن آدم ہوں۔ مرقس نے یسوع کو ستودہ کا بیٹا اور ابن آدم بیان کیا ہے۔

(ب) عدالت میں پطرس کی موجودگی:

مرقس کا بیان ہے ”جب پطرس نیچے صحن میں تھا تو سردار کاہن کی لونڈیوں میں سے ایک وہاں آئی ۵ اور پطرس کو آگ تاپنے دیکھ کر اس پر نظر کی اور کہنے لگی تو بھی اس نامری یسوع کے ساتھ تھا ۵ اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں نوز جانتا اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے۔“

پھر وہ باہر دیوڑھی میں گیا اور مرغ نے بانگ دی وہ لوندی سے
دیکھ کر ان سے جو پاس کھڑے تھے پھر کہنے لگی یہ ان میں سے ہے وہ گرائے
انکار کیا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے جو پاس کھڑے تھے پطرس سے
پھر کہا بیشک تو ان میں سے ہے کیونکہ تو گنہگار بھی ہے مگر وہ لعنت کرنے
اور قسم کھانے لگا کہ اس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا اور
فی الفور مرغ نے دوسری بانگ دی ۵ (۱۳: ۶۶-۷۰)۔

انجیل متی کا بیان اس بارے میں یہ ہے کہ پہلے ایک لوندی نے پطرس کو یسوع
کا ساتھی قرار دیا تو اس نے انکار کیا، اور پھر اس نے نہیں بلکہ دوسری نے ایسا کیا،
تو پطرس نے انکار کیا۔ تیسری دفعہ وہاں تھے انہوں نے پطرس کو یسوع کا ساتھی قرار دیا اور اس
کا تیسری بار انکار کرنے کے بعد مرغ نے صرف ایک بانگ دی۔

(ج) حاکم پر یسوع کی عدالت میں:

مقس کا بیان ہے: ”پیلطس نے انہیں جواب دیا کیا تم چاہتے ہو کہ میں
تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں؟ ۵..... پیلطس
نے دوبارہ ان سے کہا پھر جسے تم یہودیوں کا بادشاہ کہتے ہو اس سے
میں کیا کروں؟“ (۱۵: ۹، ۱۲)

متی کا بیان یہ ہے: ”پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلطس نے ان سے
کہا تم کسے چاہتے ہو کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں؟ براؤ یا یسوع
کو جو مسیح کہلاتا ہے ۵..... پیلطس نے ان سے پھر کہا پھر یسوع کو
جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا وہ مصلوب ہو ۵“ (۱۶: ۱۴، ۱۶)

مقس کی دُوسری یہودی یسوع کو یہودیوں کا بادشاہ کہتے تھے جبکہ متی کا بیان
ہے کہ یسوع مسیح کہلاتا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو یسوع نے دعویٰ کیا تھا اور نہ
یہودی انہیں بادشاہ سمجھتے تھے۔ عہد نامہ جدید میں کہیں بھی یسوع نے خود کو مسیح
بھی نہیں کہا تھا۔ تاہم دونوں انجیل سے واضح ہے کہ یسوع کا خود کو خدا کا بیٹا کہہ
کر کفر کرنے کا کوئی الزام ان پر عائد نہیں ہوتا تھا۔

”زمین لرزى اور چٹانیں ترک گئیں ۽ اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے جی لٹھے ۽ اور بہتوں کو دکھائی دیئے ۽“ (۲۴: ۵۱-۵۳)۔ انجیل متی کی رُڈ سے ”صوبہ دار اور جو اس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماہر ادیکھ کر بہت ہی ڈر کر کہنے لگے کہ بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا“ (۲۴: ۵۴)۔ انجیل مرقس میں یسوع کے نگہبانوں کا کوئی ذکر نہیں اور اکیلے صوبہ دار نے کہا بیشک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا۔

۳۔ انجیل موقعا کے بیانات

(الف) عدالت میں لپٹرس کی موجودگی

انجیل لوتنا میں عدالت میں پطرس کی موجودگی کا پہلے بیان کر کے بعد میں سیسرو عا کو عدالت میں پیش کیا گیا ہے۔ پطرس کی بابت لکھا ہے :

» پطرس ان کے پیچ میں بیٹھ گیا۔ ایک لونڈی نے اسے آگ کی روشنی میں بیٹھا ہوا دیکھ کر اس پر خوب نگاہ کی اور کہا یہ بھی اس کے ساتھ تھا..... تھوڑی دیر بعد کوئی اور اسے دیکھ کر کہنے لگا تو بھی انہی میں سے ہے۔ پطرس نے کہا میاں میں نہیں ہوں۔ کوئی گھنٹے بعد ایک اور شخص یقینی طور پر کہنے لگا بیشک یہ اس کے ساتھ تھا کیوں کہ

گیلی ہے ۵ (۲۲: ۵۵-۶۰) اس بیان میں دوسری دفعہ نوٹڈی کی بجائے ایک مرد نے، اور تیسری مرتبہ بہت سے لوگوں کی بجائے صرف ایک شخص نے پطرس کو پہچانا۔

(ب) یسوع سردار کاہن کی عدالت میں:

انجیل لوقا کی رو سے عدالت میں یسوع کی پیشی رات کی بجائے دن کو اس طرح ہوئی:

رجب دن ہوا تو سردار کاہن اور فقیہہ یعنی قوم کے بزرگوں کی مجلس جمع ہوئی اور انہوں نے اسے اپنی صدر عدالت میں لیجا کر کہا ۵ اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ اس نے ان سے کہا اگر میں تم سے کہوں تو یقین نہ کرو گے ۵ اور اگر پوچھوں تو جواب نہ دو گے ۵ لیکن اب سے ابن آدم قادر مطلق خدا کی دہنی طرف بیٹھا ہوگا ۵ اس پر ان سب نے کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے؟ اس نے ان سے کہا تم خود کہتے ہو کہ میں ہوں ۵ انہوں نے کہا اب ہمیں گواہی کی کیا حاجت رہی؟ کیونکہ ہم نے خود اسی کے منہ سے سن لیا ۵ (۲۲: ۶۶-۷۱)

لوقا کے اسی بیان سے واضح ہے کہ پہلی دو اناجیل کی طرح یسوع سے یہاں نہیں کیا گیا تھا کہ تو خدا کا بیٹا مسیح ہے یا ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟ بلکہ سوال صرف یہ تھا کہ کیا تو مسیح ہے؟ اسپر یسوع نے نہ بتایا کہ وہ کیا ہے۔ ایسی صورت میں عدالت کی جانب سے یہ سوال پوچھنے کی نوبت نہیں آتی کہ پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے؟ اس سوال کا انجیل میں وضع کئے جانے کی وجہ یسوع کا خدا کا بیٹا ہونے کا عقیدہ بن جانے کے بعد انجیل کا لکھا جانا ہے۔

(ج) حاکم یرشلیم کی عدالت میں:

لوقا کا بیان ہے: ”پھر ان کی ساری جاعت اٹھ کر پطلس کے پاس لے گئی ۵ اور انہوں نے اس پر الزام لگانا شروع کیا کہ اسے ہم نے قوم

کو بہکا تے اور قیصر کو خراج دیئے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا یہ پیلاطس نے اس سے پوچھا کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ اس نے جواب دیا تو خود کہتا ہے یہ پیلاطس نے سردار کا ہنوں اور عام لوگوں سے کہا میں اس شخص میں کچھ تصور نہیں پاتا یہ گروہ اور بھی زور ویدے کر کے گئے کہ یہ تمام یہودیہ میں بکری گیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو سکھا سکھا کر اُٹاتا ہے یہ یسوع مسیح پیلاطس نے پوچھا کیا یہ آدمی گیلی سے؟ اور یہ معلوم کر سکے کہ یہی وہ یسوع کی عکاسی کا ہے اسے یہودیہ یسوع کے پاس بھیجا کیونکہ وہ بھی ان دنوں یروشلم تھا۔

(۲۳: ۱-۷)

یہودیہ یسوع کو واپس پیلاطس کے پاس بھیجوا یا تو لوقا کا بیان ہے: ”پھر پیلاطس نے سردار کا ہنوں اور سرداروں اور عام لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہا تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لائے ہو اور دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہی اس کی تحقیقات کی مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نبت نہیں نے اس میں قصور پایا یہ نہ یہودیہ نے کیونکہ اس نے اسے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے اور دیکھو اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے“ (۱۵: ۱۳-۲۲)

انجیل لوقا کے ان بیانوں سے یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ یسوع پر پہلی انجیل میں اور لوقا کی انجیل میں لگائے گئے سبھی الزامات جھوٹے تھے۔ یعنی دوا کا لوقا کی تحقیق کے نتیجے میں یہ ثابت ہو گیا کہ یسوع نے نہ تو مسیح بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، نہ یہودیوں کا بادشاہ ہونے کا اور نہ ہی خدا کا بیٹا ہونے کا اور قیصر کو خراج دینے سے اس نے لوگوں کو منع بھی نہیں کیا تھا۔ پس نہ دینی اور شرعی ٹوسے اور نہ ہی وہ کسی فوجداری یا سیاسی جرم میں قابل قتل تھا۔

(د) یسوع کا جان دینا :

لوقا کا بیان ہے کہ جو دو ڈاکو یسوع کے دائیں بائیں مصلوب ہوئے تھے ان کے دونوں کے لعن طعن کرنے کی بجائے ایک نے دوسرے کو جھڑک کر کہا کہ کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور یسوع سے اس نے کہا ”اے یسوع جب تو اپنی

یاد شاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا، (۲۳: ۳۹-۴۳)

یسوع نے جب بڑی آواز میں جان دی تو صوبہ دار نے "خدا کی تعجید کی اور کہا بیشک یہ آدمی راستہ باز تھا" (۲۳: ۴۷) موقا کے اس بیان سے بھی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انا جیل متی و مرقس میں صوبہ دار سے منسوب کردہ اس کی کوئی حقیقت نہیں؛ کہ صوبہ دار نے یہ کہا تھا کہ "بیشک یہ آدمی خدا کا بیٹا ہے" حقیقت بھی یہی ہے کہ یسوع راستہ باز آدمی (ربنی) تھے اور خدا کا بیٹا نہیں تھے۔

۴۔ انجیل یوحنا کا بیان

(الف) سردار کاہن کی عدالت: یوحنا کا بیان باقی تین انا جیل سے یوں مختلف ہے کہ اس کی روت سے یسوع کو باندھ کر سردار کاہن کا تفتا کی بجائے پہلے اسے کا تفتا کے سر حنا کے پاس لے گئے تھے (۱۸: ۱۲-۱۴)

پھر سردار کاہن حنا نے یسوع سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی بابت پوچھا۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ میں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ میں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور سبکیں میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پھٹتا ہے؟ سننے والوں سے پوچھ کر میں نے ان سے کیا کہا۔ دیکھ ان کو معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا کہا۔ جب اس نے یہ کہا تو پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے طانچہ مار کر کہا تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے؟ یسوع نے اسے جواب دیا کہ اگر میں نے بڑا کہا تو اس برائی پر گواہی دے اور اگر اچھا کہا تو مجھے مارتا کیوں ہے؟ پس حنا نے اسے بندھا ہوا سردار کاہن کا تفتا کے پاس بھیج دیا۔

(۱۸: ۱۹-۲۴)

یوحنا کا یہ بیان بھی نہ صرف باقی تین انا جیل سے بالکل مختلف ہے بلکہ ساری پوچھ گچھ سردار کاہن کا تفتا کی بجائے اس کے سر حنا نے کی۔ اس بیان میں یسوع پر نہ تو کوئی الزام لگایا گیا اور نہ ہی یسوع نے خدا کا بیٹا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

(۱۸: ۱۹-۲۴) اس سے مزید باقی اناجیل میں یسوع کا مسیح بادشاہ اور خدا کا بیٹا وغیرہ کہنے کے بیانات کا من گھڑت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(ب) پطرس کی عدالت میں موجودگی : انجیل یوحنا میں پطرس کی موجودگی سردار کاہن کاٹھا کی بجائے حنا کی عدالت میں تھی۔ وہ وہاں سردار کاہن حنا کے جان پہچان آدمی کی معرفت گیا جو یسوع کا شاگرد تھا۔ وہاں پر پہلے دربان عورت نے، پھر لوگوں نے اور تیسری مرتبہ سردار کاہن کے نوکر نے پطرس سے پوچھا کہ کیا تو بھی یسوع کا ساتھی ہے اور اس نے تینوں مرتبہ انکار کیا اور مرغ نے بانگ دی۔ (۱۸: ۱۵-۱۷) یہ بیان بھی باقی اناجیل سے نہ صرف مختلف ہے بلکہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یسوع کا شاگرد ہونا جرم نہ تھا کہ پطرس اس کا ساتھی ہونے سے انکار کرتا۔ کیونکہ یسوع کا ایک شاگرد جو سردار کاہن کا واقف تھا وہ پطرس کو سردار کاہن حنا کے گھر لے گیا تھا۔

(ج) حاکم یروشلم کی عدالت میں : انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یہودی یسوع کو کاٹھا کے پاس سے قلعہ کو لے گئے اور صبح کا وقت تھا اور وہ خود قلعہ میں نہ گئے تاکہ ناپاک نہ ہوں تاکہ فریضہ نہ کھاسکیں۔ پس پیلطس نے ان کے پاس باہر آکر کہا تم اس آدمی پر کیا الزام لگاتے ہو؟ وہ انہوں نے جواب میں اس سے کہا کہ اگر یہ بدکار نہ ہوتا تو ہم اسے تیرے حوالہ نہ کرتے۔ پیلطس نے ان سے کہا اسے لیجا کر تم ہی اپنی مشریت کے موافق اس کا فیصلہ کرو۔ (۱۸: ۲۸-۳۱) اس بیان سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شرعی اور مذہبی نوعیت کے جرائم کا فیصلہ کرنے کے یہودیوں کی صدر عدالت کو خود اختیار تھا اگر یہ درست مان لیا جائے کہ یسوع کو رومی حاکم کے فیصلہ سے مصلوب کیا گیا تھا تو یہ مصلوبیت صرف فوجداری اور سیاسی جرائم کی بنیاد پر ہو سکتی تھی نہ کہ یسوع کا خود کو مسیح بادشاہ یا خدا کا بیٹا کہہ کر کفر کرنے کی وجہ سے۔

یسوع کو مصلوب کرنے کے لیے لیجا تے وقت انجیل یوحنا کا دیگر اناجیل سے یہ بیان بھی مختلف ہے کہ ”وہ یسوع کو لے گئے۔ اور وہ اپنی صلیب اٹھاے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کہلاتی ہے“ دیگر اناجیل میں یسوع

کی صلیب ایک بیگاری سے اٹھوائی گئی تھی۔ آگے چل کر باب ۱۹ میں

انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ صلیب پر جڑے جانے کے بعد یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں اور اس کی بہن مریم اور کلّوپاس کی بیوی مریم مگدالینی گھڑی سے تھیں۔ یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے وہ محبت رکھتا تھا پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ لیکن انجیل لوقا کا بیان ہے کہ اس کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اس (یسوع) کے ساتھ آئی تھیں دور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں۔ "انا جیل متی و لوقا میں بھی سب عورتوں کا دوڑ کھڑ ہونا لکھا ہے۔

(د) یسوع کا جان دینا: انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ صلیب پر یسوع نے کہا میں پیاسا ہوں۔ وہاں سرکہ بھرا ہوا ایک برتن رکھا ہوا تھا۔ پس انہوں نے زور دے کر شاخ پر رکھ کر اس کے منہ کو لگایا۔ پس جب یسوع نے وہ برکت پیا تو کہا تمام ہوا اور سر جھکا کر جان دی۔ اس بیان میں یسوع نے صرف "تمام ہوا" کہہ کر چپکے سے جان دے دی واضح ہے۔ جبکہ دیگر اناجیل میں "ایلی ایلی لما شبتنی" کہتے ہوئے اور چلا چلا کر جان دی بیان کیا گیا ہے۔

انجیل یوحنا میں مذکور ہے کہ جب یسوع نے صلیب پر جان دے دی تو لاش اتارتے وقت "ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پبلی پھیس دی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہ نکلا۔ جس نے یہ دیکھا ہے اس نے گواہی دی ہے اور اس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ سچ کہتا ہے تاکہ تم ایمان لاؤ۔" اگر گواہی یہی ہے کہ سیدھے جڑے ہوئے مژدہ جم کو بھالے سے چھیدنے پر خون بہہ نکلا تھا تو اس کی صداقت کا اندازہ قارئین خود لگا سکتے ہیں، کہ موت کے بعد خون جسم میں سمجھ ہو جاتا ہے، تو خون کیسے بہہ نکلا؟

کیا یسوع مر کر جی اٹھے؟

یسوع مسیح کے مقدّم قتل، طویل عدالتی کارروائی، اور مصلوبیت کی داستان کا ایک اہم حصہ ان کا دفن کیا جانا اور مر کر قبر سے جی اٹھنے کی داستان کا ہے۔ اس کی

تفصیل پہلے انجیل متی میں پڑھ لیجئے۔

۱۔ انجیل متی:

(الف) یسوع کا دفن کیا جانا: عید فطر اس دن کی یادگار میں منائی جاتی ہے جس دن نبی الیاس حضرت موسیٰ کے ہمراہ مصر سے نکل آئے تھے۔ یہودیوں کے اس مقدس ترین دن سے پہلے جو جحڑات کی رات تھی یسوع کو سردار کاہن کی عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ اگلے دن جمعہ کی صبح کو وہ حاکم یروشلم پیلطس کی عدالت میں پیش کرنے کے بعد مصلوب کئے گئے۔

یسوع کے مرنے کے بعد جمعہ کی شام کو یوسف نام ارقنیاہ کے ایک دولت مند شخص نے جو یسوع کا شاگرد تھا پیلطس کے حکم سے لاش حاصل کر کے اسے صاف مہین چادر لپیٹی۔ اور اپنی نئی قبر میں جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی رکھا۔ پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر کے منہ پر لڑھکا کر چلا گیا۔ اور مریم مگدالینی اور دوسری مریم وہاں قبر کے سامنے بیٹھی تھیں۔ (۲۷)

(ب) قبر پر پہرہ: ”دوسرے دن جو تیاری کے بعد کا دن تھا سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلطس کے پاس جمع ہو کر کہا: خداوند! ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر کی نگہبانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد اگر اسے چرائے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مردوں میں سے جی اٹھا اور یہ پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بڑا ہو۔ پیلطس نے ان سے کہا تمہارے پاس پہرے والے ہیں۔ جاؤ اور جہاں تک ہو سکے اس کی نگہبانی کرو۔ پس وہ پہرے والوں کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر ہر کر کے قبر کی نگہبانی کی۔“ (۲۸)

یسوع کو دفن کئے جانے کی رات کے بعد اگلے دن ہفتہ تھا۔ سبت کا

دن ہونے کی وجہ سے یہودی ہفتہ کے دن کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تھے۔
پہرہ دار جو قبر پر موجود تھے ان کے علاوہ سبت کے دن کوئی شخص یسوع کی قبر
پر نہ آیا۔ پس اگلے دن یعنی اتوار کے دن جو لوگ قبر پر آئے اور انہوں نے جو کچھ دیکھا
اس کا حال انجیل میں اس طرح ہے :-

(ج) قبر سے جی اٹھنا اور سبت کے بعد ہفتہ کے پہلے دن (اتوار) کو بچنے و ت
مریم مگدینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں ۵ اور دیکھو ایک بڑا بھگال
آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اتر آیا اور پاس آکر پتھر کو لڑھکا دیا
اور اس پر بیٹھ گیا ۵ اس کی صورت پہلی کی مانند تھی اور اس کی پوشاک برف
کی مانند سفید تھی ۵ اور اس کے ڈر سے نگہبان کانپ اٹھے اور مردہ
سے ہو گئے ۵ فرشتہ نے مورتوں سے کہا تم نہ ڈرو کیونکہ میں جانتا ہوں
تم یسوع کو زندہ کرتے ہو جو مصلوب ہوا تھا ۵ وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اپنے
کہنے کے مطابق جی اٹھا ہے۔ آؤ یہ جگہ دیکھو جہاں خداوند پر اٹھا ۵ اور جلد
جا کر اس کے شاگردوں سے کہو وہ مردوں میں سے جی اٹھا ہے اور دیکھو
وہ تم سے پہلے گلیل کو جاتا ہے۔ وہاں تم اسے دیکھو گے۔ دیکھو میں نے
تم سے کہہ دیا ہے ۵ اور وہ خوف اور بڑی خوشی کے ساتھ قبر سے جلد
روانہ ہو کر اس کے شاگردوں کو خبر دینے دوڑیں ۵ اور دیکھو یسوع ان
سے ملا اور اس نے کہا سلام! انہوں نے پاس آکر قدم پکڑے اور سجدہ
کیا ۵ اس پر یسوع نے ان سے کہا ڈرو نہیں جاؤ میرے بھائیوں سے کہو
گیلیل کو چلے جائیں۔ وہاں مجھے دیکھیں گے ۵

(د) شاگردوں کو دکھائی دینا جب وہ جا رہی تھیں تو دیکھو پہرے والوں
میں سے بعض نے شہر آکر تمام ماجرا سوار کاہنوں سے بیان کیا ۵ اور
انہوں نے بزدلوں کے ساتھ جمع ہو کر مشورہ کیا اور سپاہیوں کو بہت
سادہ و پیر دیکر کہا ۵ یہ کہہ دینا کہ رات کو جب ہم سو رہے تھے اس کے
شاگرد آکر اسے چرائے گئے ۵ اور اگر یہ بات حاکم کے کان تک پہنچی تو ہم
اسے سمجھا کر تم کو خطرو سے بچالیں گے ۵ پس انہوں نے روپیر لیکر مہیا کھایا

گیا تھا دیا یہی کہا اور یہ بات آج تک پیغمبروں میں مشہور ہے ۵۔
 اور گیارہ شاگرد گلیل کے اس پہاڑ پر گئے جو یسوع نے ان کے لیے مقرر
 کیا تھا ۶ اور انہوں نے اسے دیکھ کر سجدہ کیا مگر بعض نے شک کیا یسوع
 نے ان کے پاس آکر بابتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار
 مجھے دیا گیا ہے ۷ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ بیٹے
 اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو ۸ اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان
 سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر
 تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں ۹ (۲۹)

تجزیہ

(الف) انجیل متی کے مندرجہ بالا بیانات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے اپنی زندگی
 میں یہود سے کہا تھا کہ وہ تین دن بعد قبر سے جی اٹھیں گے۔ قبر کے اندر تین دن رہنے
 کے بارے میں انجیل مرقس کی آیات ۸: ۳۱ + ۹: ۳۲ + ۱۰: ۳۴ سے بھی
 واضح ہوتا ہے خود متی کا بیان ہے کہ فقیہوں اور فریسیوں نے یسوع کو نشان دکھانے
 کے لیے کہا تو یسوع نے ان کو یہ جواب دیا: ”اس زمانہ کے برے اور نہ ناکارہ لوگ
 نشان طلب کرتے ہیں مگر یزہا نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائیگا کیونکہ جیسے یزہا تین
 دن رات پھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابی آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا“ انہی پیشینگوئیوں کی طاقت
 میں یہود نے تیسرے دن تک کے لیے یسوع کی قبر پر پہرہ بٹھایا تھا۔

(ب) جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب میں یسوع کو زمین کے اندر مدفون کیا گیا تھا۔ اگلے
 دن ہفتہ سبت کا مقدس دن تھا اس لئے باہر سے کوئی قبر نہ دیکھنے گیا۔ سبت کا دن گزر
 کے بعد ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو سورج نکلنے سے پہلے مریم مگدالینی اور
 دوسری مریم قبر پر گئیں تو قبر پر سے پتھر اٹھا کر اس پر نرثہ کو بیٹھے دیکھا اور یسوع
 کو قبر سے غائب پایا۔ اس طرح جمعہ کے بعد کی رات کو زمین کے اندر رکھنے کے بعد ہفتہ

کے بعد کی رات کو یسوع زمین کے اندر سے نکل چکے تھے۔ پہرہ داروں کی ڈیوٹی بھی تیسرے دن تک تھی اور یسوع ان کی ڈیوٹی کے دوران میں غائب ہوئے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کس اصول اور قاعدہ و قانون کی رُو سے یہ مان لیا جائے کہ یسوع تین دن رات زمین کے اندر رہ کر تین دن کے بعد قبر سے جی اٹھے تھے؟ حساب سے تین دن بعد کی بجائے ان کا تیسرے دن قبر سے جی اٹھنا بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تیسرے دن سے پہلے ہی وہ زمین کے اندر سے نکل چکے تھے۔ جس سے پہرہ داروں کو جواب طلبی کا خطرہ تھا۔

(ج) انجیل متی سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی شاگرد کی قبر سے غائب ہونے کے بعد یسوع کی یروشلم میں ملاقات نہیں ہوئی تھی، جیسا انہوں نے قبر پر جانے والی دو عورتوں سے کہا تھا، اور واقعہ صلیب سے پہلے بھی انہوں نے شاگردوں سے کہا تھا کہ ”جی اٹھنے کے بعد وہ شاگردوں سے پہلے گلیل جائیں گے“ (متی۔ ۲۶: ۳۲ + مرقس۔ ۱۱: ۲۹)۔

مصلو بہت کے بعد اناجیل مرقس، لوقا اور یوحنا کے بیانات کثرت کے ساتھ تضادات کا شکار ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں :

۲۔ انجیل مرقس

- (الف)۔ انجیل مرقس کی رُو سے قبر پر جانے والی عورتیں دو نہیں تھیں، یعنی مریم مگدینی اور نقیہ کی ماں مریم کے ساتھ سلوی بھی شامل تھیں (۱: ۱۶)۔
- (ب)۔ یہ عورتیں پو پھٹنے سے پہلے کی بجائے صبح ”بہت سویرے جب سورج نکلا ہی تھا“ (۲: ۱۶)۔
- (ج)۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ قبر کے منہ پر سے پتھر لٹھکھا ہوا تھا اور اس پر کوئی فرشتہ بیٹھا ہوا نہیں تھا۔ (۳: ۱۶)۔
- (د)۔ انہوں نے قبر کے اندر ایک جوان کو سفید جام پہنے قبر کے اندر دہنی جانب دیکھا (۵: ۱۶)، جبکہ انجیل متی کی رُو سے قبر بالکل خالی تھی۔
- (۵)۔ قبر کے اندر عورتوں کو نوجوان نے کہا کہ یسوع کے شاگردوں اور پطرس (گویا وہ شاگرد نہ تھا) سے کہو کہ وہ (یسوع) تم سے پہلے گلیل نہ جائیگا۔ (۷: ۱۶)۔

(د)۔ عورتیں قبر سے بھاگیں کیونکہ لرزش اور سہیت ان پر غالب تھی۔ (۸:۱۶)۔ جبکہ انجیل متی کی رو سے وہ خوف اور بڑی خوشی کے ساتھ قبر سے روانہ ہوتی تھیں۔
(و)۔ انجیل مرقس کی رو سے جی اٹھنے کے بعد جن کو یسوع دکھائی دیا وہ یہ لوگ تھے: سب سے پہلے مریم مگدالینی کو، اس کے بعد ان دو کو (جوشاگرد نہ تھے)، جب وہ رہبات کی طرف پیدل جا رہے تھے۔ پھر وہ ان گیارہ [شاگردوں] کو جب وہ کھانا کھاتے بیٹھے تھے۔ (۱۶: ۹-۱۳)۔ انجیل متی کی رو سے یروشلم میں وہ صرف مریم مگدالینی اور دوسری مریم کو دکھائی دیا تھا۔

(ح)۔ یسوع نے شاگردوں سے یہ کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی ساری کرو۔ جو ایمان لائے اور پتھر سے وہ نجات پاتے گاہ۔ (۱۶: ۱۵)۔ انجیل متی کے مطابق: باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے پتھر دینے کی کوئی ہدایت نہیں۔

پولوس کی رسالت کی بطلان

انجیل مرقس کا بیان ہے: ”غرض خداوند یسوع اُن (مندرجہ بالا چودہ) سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھا یا گیا اور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا“ (۱۶: ۱۹) اس کے برعکس پولوس کے دعوے رسالت کی بنیاد یہ بیان ہے:

”میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا اور کینا کو اور اس کے بعد بارہ (جبکہ شاگرد صرف گیارہ رہ گئے تھے) کو دکھائی دیا۔ پھر بائیس سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا (جبکہ کل پیرکاروں کی تعداد لگ بھگ ایک سو بیس تھی، اعمال ۱۵: ۱۰) جن میں سے اکثر اب تک موجود ہیں اور بعض سو گئے۔ پھر یعقوب کو دکھائی دیا۔ پھر سب رسولوں کو (گویا پہلے دیکھنے والے شاگرد رسول نہ تھے) اور سب سے پہلے جھجھکوا گیا اور دوسرے دنوں کی پیدائش ہوں دکھائی دیا“ (۳۱)۔

یسوع کہتے دن قبر میں رہا اور کن کو دکھائی دیا؟ یہ حقیقت بھی پیشتر واضح کی جا چکی ہے۔ تاہم یہ خود فیصلہ کریں کہ پوئس کا دعویٰ رسالت سچا تھا یا جھوٹا۔

۳۔ انجیل لوقا کا بیان

(الف)۔ قبر پر پہنچنے والی وہ سب عورتیں تھیں جو یسوع کے ہمراہ گلیل سے آئیں تھیں۔

ان میں مریم مگدلسی اور لیوانہ اور یعقوب کی ماں مریم شامل تھیں۔ (۱۰: ۲۴)۔

(ب)۔ یہ سب عورتیں صبح سویرے قبر پر پہنچی تھیں۔ (۱۱: ۲۴)

(ج)۔ قبر پر پہنچنے پر پتھر کو قبر پر سے لڑھکا ہوا پایا مگر اندر جا کر یسوع کی لاش

نہ پائی۔ (۲۱: ۲۴)۔

(د)۔ قبر کے باہر یا اندر نہ تو ایک فرشتہ اور نہ ہی ایک نوجوان موجود تھا، بلکہ وہ

جب باتیں کر رہی تھیں تو دو شخص براق لباس پہنے (بعد میں) ان کے پاس

آکھڑے ہوئے۔ انہوں نے کسی کو اطلاع دینے کی کوئی ہدایت نہ کی۔ (۲۴: ۴)

(۵)۔ قبر سے بغیر خوف یا خوشی لوٹ کر قبر پر جانے والی بھی عورتوں نے کیا رہ شاگردوں

اور باقی سب لوگوں کو اطلاع دی (۹: ۲۴)

(و)۔ اطلاع ملنے پر بطرس ڈورا ہوا قبر پر گیا اور اندر صرف کفن ہی کفن دیکھا جبکہ

عورتوں نے قبر خالی دیکھی تھی، اور اناجیل متی و مرقس کی رُوس سے کوئی شاگرد قبر

تک نہیں گیا تھا۔

(ذ)۔ اسی دن یسوع دو آدمیوں کو جو گاؤں جا رہے تھے ملا (۱۰: ۲۴) یعنی یہ پہلے

اشخاص تھے جنہیں یسوع دکھائی دیا۔ (۳۱: ۲۴)

(ح)۔ گاؤں بانسوالے والیں لوٹے اور وہاں گیا رہ شاگرد اور ان کے ساتھیوں کو

اکٹھا پایا۔ اور جب وہ باتیں کر رہے تھے تو یسوع آپ ان کے بیچ آکھڑا ہوا اور

ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔ (۲۴: ۳۳-۳۶)۔ یہ بیان نہ صرف اناجیل

متی و مرقس کے بیانیوں سے مختلف ہے بلکہ مصلوبیت سے پہلے اور بعد کی گئی

یسوع کی اس ہدایت کے خلاف ہے کہ ملاقات گلیل میں ہوگی۔

”پھر یسوع انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ

اٹھا کر انہیں برکت دی ۷ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا ۵ (۵۰:۲۴)۔ انجیل یوحنا کے اس بیان سے بھی پوروس کے دعویٰ رسالت کو ہمکھا جاسکتا ہے۔

۴۔ انجیل یوحنا

(الف) ہفتہ کے پہلے دن (اتوار) کو مریم مگدینی (اکیلی) ایسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے پتھر پٹا ہوا دیکھا۔ (۱:۲۰)
(ب)۔ قبر کے باہر یا اندر اس نے کسی فرشتہ یا شخص کو نہ دیکھا۔ وہ قبر کے اندر بھی نہ گئی۔
(ج)۔ وہ دوڑتی ہوئی واپس ہوئی اور پطرس اور یسوع کے عزیز شاگرد کو اطلاع دی۔ (۲:۲۰)

(د) پطرس اور عزیز شاگرد دوڑتے ہوئے قبر پر آئے۔ عزیز شاگرد نے جو پہلے پہنچا تھا قبر کے اندر صرف جھانکا لیکن اندر نہ گیا۔ سمعون پطرس نے قبر کے اندر جا کر دیکھا کہ سوتی کپڑے پڑے ہیں اور وہ رومال جو سر سے بندھا تھا الگ پڑا ہوا تھا۔ سپر عزیز شاگرد نے بھی اندر جا کر تصدیق کی کہ یسوع کی لاش موجود نہ تھی۔ (۲:۲۰ - ۳:۱۰)۔

(۵) شاگرد اپنے گھر واپس لوٹ گئے تو مریم نے اندر نظر کی اور دو فرشتوں کو دیکھا جو پطرس اور عزیز شاگرد کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔ ان سے بات کر کے مریم پیچھے پھری تو یسوع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوع ہے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اور نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کو اطلاع دو کہ میں باپ کے پاس خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ (۱۶:۱۱ - ۲۰)

(د) اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تھا شام کے وقت (یروشلم میں) جب وہاں دروازے جہاں تو ما کے علاوہ دیگر شاگرد تھے یہودیوں کے ڈر سے بند تھے یسوع آکر پڑ

کھڑا ہوا اور ان سے کہا تمہاری سلامتی ہو! ۵ اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں اور پسلی (کے سوراخوں) کو انہیں دکھایا۔ (۲۰-۲۰۱۹)۔ دیگر اناجیل سے اس تضاد بیانی سے واضح ہوتا ہے کہ یسوع کو کوئی چھو نہیں سکتا تھا اور وہ بند دروازوں کے اندر داخل ہو سکتے تھے۔ پس یہ حقیقت نہ تھی کہ جسمانی طور پر یسوع انہیں دکھائی دیا۔ (ذ) آٹھ روز بعد جب اس کے شاگرد پھر اندر تھے اور تواماں کے ساتھ تھا اور دروازے بند تھے یسوع نے آکر اور بیچ میں کھڑا ہو کر کہا تمہاری سلامتی ہو۔ (۲۰: ۲۶) بند دروازوں کے اندر یسوع کے دوبارہ آمو جو رہنے سے یسوع کی جسمانی حالت عیاں ہے۔ درحقیقت سب کچھ وہ خواب میں دیکھتے تھے۔ (ج)۔ تیسری بار یسوع نے اپنے آپ کو تیریاں پھیل کے کنارے شاگردوں پر ظاہر کیا۔ (۲۱: ۱، ۱۴)۔

انجیل نویس کی شہادت

یوحنا نے اپنی انجیل کا اختتام اس طرح کیا ہے :

”یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے انکو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے ۵ اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جائیں ان کے لیے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی ۵“ (۳۲)۔

مبالغہ آرائی کی اس انتہا اور کثرت تضادات سے اناجیل کی صحت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

خلاصہ کلام

قاریین کی عدالت میں ہم حضرت مسیحؑ کے الزام قتل کے بیان کے درست یا نادرست ہونے کا یہ مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ وہ فیصلہ کریں کہ کس کا بیان درست اور کس کا نادرست ہے۔

اس مقدمہ کے دو فریق ہیں: (۱) مسیحی (۲) مسلمان

۱۔ مسیحوں کا یہ دعویٰ ہے کہ سردارانِ یہود نے یسوع کے ایک شاگرد سیوداہ اسکریوتی کے ساتھ ساز باز کر کے یسوع کو پکڑ لیا اور رومی حاکم کے ہاتھوں نہیں صلیب پر قتل کرا دیا تھا۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے چار گواہ پیش کئے، ان کی شہادتیں ہم نے اس باب میں درج کی ہیں۔ ان میں کسی کا بیان بھی دوسرے کے بیان کے مطابق نہیں، بلکہ ان سب کے بیانیوں میں کھلے تضادات ہیں۔

۲۔ مسلمانوں کا موقف یہ ہے کہ مذہبی طوفان پر یہودیوں کے لیے جائز نہ تھا کہ عیدِ فطر جیسے اہم ترین مذہبی تہوار کے موقع پر سازش کر کے سردارانِ یہود یسوع کو پکڑتے، چر جائیکہ عید کے دن وہ یسوع کو مصلوب کرانے کے لیے رومی حاکم کا وسیلہ پکڑتے۔ جبکہ یسوع پر فوجداری یا سیاسی قسم کا کوئی الزام نہ تھا۔ اور مذہبی و شرعی الزامات کے نیصلے یہودی خود کر سکتے تھے (دیکھئے یسوع کی منادی کرنے پر یہودیوں کے ہاتھوں شفتس کا سنگسار کیا جانا۔ اعمال۔ ۷: ۵۵-۵۹)۔ علاوہ انہیں مسیحی مدعیان کی سب شہادتیں محض خواب اور کہانیاں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے بیانیوں کے بین تضادات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان کی روشنی میں یسوع کو سازش کر کے پکڑنے اور انہیں قتل کیے جانے کا موعال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا بیان سچی ہے :

”انہوں نے عیسیٰ (یسوع) کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا، بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ درحقیقت شک میں مبتلا ہیں، ان کے پاس اس (قتل کے) معاملہ کی کوئی سند نہیں، اور پیروی ظن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا“ (۲۳)

پہودھوان باب

ابن اللہ اور عقیدہ تثلیث

(۱)

ابن اللہ

دنیا کا یہ ایک پرانا دستور ہے کہ کسی بزرگ کو کوئی چھوٹا چلبے وہ اس کا حقیقی بیٹا نہ ہو پیارا لگے یا اس سے محبت ہو تو وہ اُسے بیٹا کہہ کر پکارتا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ان کے بیٹے منسی اور افرایم بھی بہت عزیز تھے انہوں نے اپنے پوتے منسی اور افرایم کو بھی اپنا بیٹا کہا (لاحظہ ہو پیدائش - ۴۸: ۱-۶) منسی حضرت یوسف علیہ السلام کا بڑا بیٹا یعنی پہلوٹھا اور افرایم دوسرا بیٹا تھا حضرت یوسف نے جب انہیں حضرت یعقوب کے سامنے پیش کر کے برکت چاہی تو حضرت یعقوب نے اپنا طیاں ہاتھ چھوٹے افرایم پر رکھ کر اُسے اُس کے بڑے بھائی منسی سے برگزیدہ قرار دیا (۱۱)۔ اور وہ پہلوٹھا ٹھہرا گویا برگزیدگی کی وجہ سے افرایم چھوٹا ہونے کے باوجود پہلوٹھا قرار پایا۔

خدا کے بیٹے اور پہلوٹھے

بنی اسرائیل خدا نے واحد کو خالق مخلوق مانتے تھے لیکن اس کے برگزیدہ بندوں

(۱) پیدائش - ۴۸: ۱۷-۲۰

کو ٹھیکہ بطور بیٹا، خدا کے ساتھ منسوب کرتے تھے برگزیدہ بندے کو وہ خدا کا بیٹا اور زیادہ برگزیدہ شخص کو وہ خدا کا پہلو ٹھہا، کہتے تھے اسی سے ہرگز ان کی مراد حقیقی بیٹا یا پہلو ٹھہا نہیں ہوتی تھی۔ ہم بائبل کے عہد عتیق اور عہد جدید سے اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک دو نہیں متعدد برگزیدہ ہستیوں کو خدا کا بیٹا اور پہلو ٹھہا، کہہ کر پکارا گیا ہے۔

عہد عتیق کی مثالیں

۱۔ اسرائیل - حضرت موسیٰؑ کو یہ حکم ملا کہ

”فرعون سے کہنا کہ خداوندیوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ

پہلو ٹھہا ہے“ (۲)

۲۔ اسرائیل و افرایم - خداوند فرماتا ہے..... میں اسرائیل کا باپ

ہوں اور افرایم میرا پہلو ٹھہا ہے“ (۳)

۳۔ حضرت داؤدؑ - اپنے ایک بیٹے زور میں حضرت داؤد نے فرمایا

”میں اس فرمان کو بیان کدوں گا۔ خدا نے مجھ سے کہا تو میرا بیٹا ہے۔

آج تو مجھ سے پیدا ہوا“ (۴)

۴۔ حضرت سلیمانؑ :- ”اے خدا (خدا) نے مجھ (داؤد) سے کہا کہ تیرا بیٹا

سیمان میرے گھر اور میری بارگاہوں کو بنائے گا کیونکہ میں نے اُسے

چن لیا ہے کہ وہ میرا بیٹا ہو اور میں اُس کا باپ ہوں لگاؤ“ (۵)

عہد عتیق کے ان بیانات سے واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کے بیٹے یا پہلو ٹھہے اس کے چنے ہوئے برگزیدہ بندے تھے ان بیانات میں انفرادیت یہ ہے کہ خدا کے بیٹے یا پہلو ٹھہے، خدا کی اپنی زبانی قرار دیا جانا لکھا گیا ہے

(۲) خروج - ۴: ۲۲ (۳) یرمیاہ - ۳۱: ۹

(۴) زبور - ۲: ۷

(۵) ۱۔ تواریخ - ۲۸: ۶

عہد جدید کی مثالیں

۱۔ حضرت آدمؑ۔ انجیل لوقا میں لوقا نے اپنی زبانی نسب نامہ یسوع میں حضرت

آدم کو خدا کا بیٹا لکھا ہے (۳۸ : ۳)

۲۔ حضرت مسیحؑ :۔ انجیل متی میں اپنی زبانی متی کا بیان ہے ۔

(الف) اور جو کشتی پر سوار تھے انہوں نے اُسے سجدہ کر کے کہا

یقیناً تو خدا کا بیٹا ہے (۱۴ : ۳۳)

(ب) اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا بیٹا ہے (۱۳ : ۳۵)

اور اس بادل سے آواز آئی یہ میرا بیٹا ہے (۱۵ : ۱۷)

انجیل یوحنا میں اپنی زبانی یوحنا کا بیان ہے ۔

خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُس

نے ظاہر کیا (۱ : ۱۸)

عبرانیوں کے نام پوٹس نے اپنی زبانی لکھا ہے ۔

فرشتوں میں سے اس نے کب کسی سے کہا تو میرا بیٹا ہے۔ آج تو مجھ سے

پیدا ہوا اور پھر یہ کہا : میں اس کا باپ ہوں گا اور میرا وہ میرا بیٹا ہو گا (۱۵ : ۱۷)

اور جب دنیا میں پہلوٹھے (یسوع) کو دنیا میں پھیرا تا ہے تو کہتا ہے کہ

خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں (۱ : ۱۵ : ۶)

عہد جدید اور ابن اللہ کا عقیدہ

عہد جدید کے ان بیانون میں یسوع کو خدا کا بیٹا " اکلوتا " اور پہلوٹھا کہا گیا ہے ۔

ان سب بیانات میں انفرادیت یہ ہے کہ یہ مصنفین کے اپنے الفاظ ہیں کوئی ایک بھی خدا کی

زبانی نہیں جیسا کہ عہد عتیق میں ہے ۔ خدا کی اپنی زبانی ہے گئے کسی بندے کو خدا کا حقیقی بیٹا

یا پہلوٹھا نہیں ٹھہرایا گیا تو یہ کیسے درست کہ انسانوں کے بکھے گئے کلام کی بناء پر یسوع مسیحؑ کو خدا

کا حقیقی بیٹا، پیارا بیٹا اور اکلوتا یا پہلوٹھا مان لیا جائے۔

بائبل میں اسرائیل، افرایم اور یسوع کو خدا کا پہلوٹھا لکھا گیا ہے جبکہ کسی ایک باپ کے تین پہلوٹھے نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسرائیل، افرایم، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمان اور حضرت آدمؑ، پانچ اور خدا کے بیٹے ہوتے ہوئے یسوع کو خدا کا اکلوتا نہیں ٹھہرایا جاسکتا یہ جیسی ممکن ہے کہ اس حقیقت کو مان لیا جائے کہ بیٹا، اکلوتا اور پہلوٹھا لکھا جانا محض تمثیل کے طور پر ہے۔

کتاب عہد جدید میں کسی بھی جگہ حضرت مسیحؑ نے اپنی زبانی خود کو خدا کا بیٹا کہہ کر پیش نہیں کیا یسوع تو حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے یہودیوں کی نجات دہندہ مسیحؑ آنے کے عقیدہ کے بھی منکر تھے چہ جائیکہ وہ خود کو خدا کا بیٹا یا خدا کہلاتے ان کے شاگردوں نے جب انہیں مسیحؑ کہا تو یسوعؑ نے تاکیداً ان سے یہ کہا تھا کہ کسی سے یہ کہنا کہ وہ مسیحؑ ہیں (ملاحظہ ہو متی ۱۶ : ۲۰ + مرقس ۸ : ۳۰ + لوقا ۹ : ۲۱) پس یسوعؑ نہ تو خدا کا حقیقی بیٹا تھا اور نہ ہی خدا۔

یسوع ابن آدمؑ، نہ کہ ابن اللہ

حضرت مسیحؑ کی پیدائش معجزانہ طور پر ہوئی تھی بن باپ پیدا ہونے سے یہ خدشہ تھا کہ جاہل لوگ یسوع کو خدا کا بیٹا نہ بنالیں کیونکہ یونانی اپنے دیوتا آپالو APOLLO کو کناری سے پیدا ہونے والا خدا کا بیٹا مانتے تھے جبکہ اٹیس ATTIS دیوتا کو جرمال کے تموز یا شام کے ایڈولس کا شہنی ہے اور جس کا تعلق ایشیائے کوچک کے شمال مغربی خطوں سے ہے لوگ نانا نامی کنواری مال کے بطن سے پیدا ہونے والا خدا کا بیٹا مانتے تھے۔

خدا کا بیٹا ٹھہرا لئے جانے کے فتنے کو روکنے کے لئے اناجیل میں حضرت مسیحؑ نے بار بار خود کو ابن آدمؑ کہہ کر پیش کیا ہے۔ اناجیل اربعہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یسوعؑ نے ستر سے زیادہ مقامات پر خود کو ابن آدمؑ کہہ کر لوگوں سے خطاب کیا ہے (مثلاً

جب یسوع قیصر نیپلی میں آیا تو اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ
ابن آدم کو کیلہ کہتے ہیں؟ (متی ۱۶ : ۱۳)

یسوع نے ان سے کہا جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے
تحت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہوئے بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل
کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے؟ (متی ۱۹ : ۲۸)
کیونکہ ابن آدم بھی اسٹے نہیں آیا کہ خدمت لئے بلکہ اس لئے کہ
خدمت کرے؟ (مرقس ۱۰ : ۴۵)

تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے
ساتھ آتے دیکھو گے؟ (مرقس ۱۴ : ۶۲)

ابن آدم کھا تا پیا آیا؟ (لوقا ۷ : ۳۴) جو آدمیوں کے سامنے میرا لوزر
کرے ابن آدم خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا اقرار کرے گا؟ (لوقا ۱۲ : ۸)
اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم؟
(یوحنا ۳ : ۱۳)

یسوع نے ان سے کہا وہ وقت آگیا کہ ابن آدم جلیل پائے؟ (یوحنا ۱۲ : ۳۳)
نیز دیکھیے :- (متی ۱۱ : ۱۰ : ۲۳ (۲) : ۱۲ : ۸ (۳) : ۱۲ : ۲۲ (۴) : ۱۲ : ۴۰

(۵) : ۱۳ : ۱۴ (۶) : ۱۴ : ۱۳ (۷) : ۱۴ : ۱۲ (۸) : ۱۴ : ۱۲ (۹) : ۱۴ : ۱۲
(۱۰) : ۱۴ : ۱۲ (۱۱) : ۱۴ : ۱۲ (۱۲) : ۱۴ : ۱۲ (۱۳) : ۱۴ : ۱۲ (۱۴) : ۱۴ : ۱۲
(۱۵) : ۱۴ : ۱۲ (۱۶) : ۱۴ : ۱۲ (۱۷) : ۱۴ : ۱۲ (۱۸) : ۱۴ : ۱۲ (۱۹) : ۱۴ : ۱۲
(۲۰) : ۱۴ : ۱۲ (۲۱) : ۱۴ : ۱۲ (۲۲) : ۱۴ : ۱۲ (۲۳) : ۱۴ : ۱۲ (۲۴) : ۱۴ : ۱۲ (۲۵) : ۱۴ : ۱۲
۱۴ : ۱۲ (۲۶) : ۱۴ : ۱۲

مرقس (۱) : ۸ : ۳۱ (۲) : ۸ : ۳۸ (۳) : ۹ : ۹ (۴) : ۹ : ۱۲
(۵) : ۹ : ۳۱ (۶) : ۱۰ : ۴۵ (۷) : ۱۴ : ۶۲

لوقا (۱) : ۵ : ۲۴ (۲) : ۴ : ۲۲ (۳) : ۷ : ۳۲ (۴) : ۹ : ۲۲
(۵) : ۹ : ۲۴ (۶) : ۹ : ۲۴ (۷) : ۹ : ۲۴ (۸) : ۹ : ۲۴ (۹) : ۱۴ : ۸
(۱۰) : ۱۴ : ۸ (۱۱) : ۱۴ : ۸ (۱۲) : ۱۴ : ۸ (۱۳) : ۱۴ : ۸ (۱۴) : ۱۴ : ۸ (۱۵) : ۱۴ : ۸
۱۴ : ۸

۲۹۳

(۱۵) ۱۸ : ۸ (۱۶) ۱۸ : ۳۱ (۱۷) ۱۹ : ۱۰ (۱۸) ۲۱ : ۲۶
 (۱۹) ۲۱ : ۳۶ (۲۰) ۲۲ : ۲۲ (۲۱) ۲۲ : ۲۸ (۲۲) ۲۲ : ۲۹
 (۲۳) ۲۳ : ۷

یوحنا (۱) ۳ : ۱۳ (۲) ۲ : ۱۴ (۳) ۸ : ۲۸ (۴) ۱۲ : ۲۳
 (۵) ۱۲ : ۳۴ (۶) ۱۳ : ۳۱

اس طرح اناجیل سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یسوع نے تعلیم کے دوران خود کو یہ کہہ کر ابن آدم کہا کہ وہ کھانا پیتا آیا بھلا پانے سے پہلے بھی وہ ابن آدم تھا اور جلال پانے کے بعد بھی اسی طرح آسمان پر اٹھائے جانے کے پہلے وہ ابن آدم تھا اور جب وہ آسمان سے اترے گا تو بھی ابن آدم ہوگا۔

خدا مجازی باپ

اناجیل میں اکثر جگہ یسوع نے خدا کو باپ کہہ کر خطاب کیا ہے لیکن اس سے ہرگز مراد حقیقی باپ نہیں بلکہ مجازی باپ ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو بھی یہی تعلیم دی تھی کہ ان میں جو نیکو کار ہیں خدا ان کا باپ ہے چنانچہ انہوں نے یہ کہا۔
 ”تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر ناامید ہوئے
 قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ
 ناشکروں اور بد روحوں پر بھی جبربان ہے“ (۸)
 ”اس یسوع نے ان (شاگردوں) سے کہا جب تم دعا کرو تو کہو اے باپ
 تیرا نام پاک مانا جائے“ (۹)

شاگردوں کی طرف سے یسوع کی برگزیدگی کا اظہار

شاگرد اور دیگر اشخاص یسوع کو خدا کا بیٹا کہہ کر خطاب کرتے تھے اس سے ان کی برگزیدگی کا اظہار مقصود تھا جو ان دو مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے۔

(۸) لوقا — ۶ : ۳۵ (۹) لوقا — ۱۱ : ۲

(۱)

یسوع اور ان کے شاگرد قیصر فیلی کے گاؤں گئے تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ انہیں کیا کہتے ہیں اس پر جو جوابات انہوں نے دیئے وہ انجیل میں اس طرح ہیں:

(الف) انجیل مرقس:۔ انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور

بعض ایلیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی ہے اُس (یسوع) نے ان سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا تو مسیح ہے، پھر اس نے ان کو تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہ نہ کہنا (۸ : ۲۷-۳۰)

(ب) انجیل لوقا:۔ انہوں نے جواب میں کہا یوحنا بپتسمہ دینے والا اور اور بعض ایلیاہ کہتے ہیں اور بعض یہ کہ نبیوں میں سے کوئی جی اٹھا ہے۔ اُس نے ان سے کہا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے کہا کہ خدا کا مسیح ہے۔ اُس نے ان کو تاکید کر کے حکم دیا کہ کسی سے نہ کہنا (۹ : ۱۹-۲۱)

(ج) انجیل متی:۔ جب یسوع قیصر یہ فیلی کے علاقے میں آیا تو اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اُس وقت اُس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں (۱۶ : ۱۳-۱۴، ۲۰)

انجیل کے ان بیافوں سے واضح ہوتا ہے کہ یسوع نے خود کو ابن آدم کہہ کر سوال کیا تھا وہ اگر خدا کے بیٹے ہوتے تو یہ پوچھنے کے لوگ ابن اللہ کو کیا کہتے ہیں؟ وہ تو خود کو مسیح کہلائے جلنے میں بھی عار سمجھتے تھے۔ چہ جائیکہ خدا کا حقیقی بیٹا کہلاتے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مندرجہ بالا آیات میں یسوع کے شاگردوں میں سے پطرس نے ایک انجیل میں یسوع کو مسیح کہا اور دوسری میں خدا کا مسیح اور تیسری میں زندہ خدا کا بیٹا مسیح جو محض حقیقت مندی کا اظہار ہے زندہ خدا کا بیٹا مسیح کہنے پر یسوع نے یہ کہا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں انجیل متی کی رو سے واقعی اگر پطرس نے یسوع کو زندہ خدا کا بیٹا مسیح کہا ہوتا تو یسوع بھی اس طرح حکم دیتے کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہوں۔

(۲)

مصلوبیت مسیح کے واقعہ میں اس صوبہ دار کے ساتھ جو صلیب کی نگہبانی کرتا تھا
اناجیل میں یہ بیانات منسوب کئے گئے ہیں۔

(الف) انجیل لوقا:- یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی تعجید کی اور کہا

بے شک یہ آدمی راست باز تھا ﴿۲۳: ۴۷﴾

(ب) انجیل مرقس:- اور صوبہ دار اس کے سامنے کھڑا تھا اس نے

یوں دم دیتے ہوئے دیکھ کر کہا بے شک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا ﴿۱۵: ۲۹﴾

جہاز انجیل متی:- تیس صوبہ دار اور جلاس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے

مجبور پخال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا ﴿

۲۸: ۵۴﴾

اناجیل کی ان آیات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ راستہ باز آدمی سمجھے جانے کے

باعث اناجیل مرقس و متی میں یسوع کو خدا کا بیٹا اور انجیل لوقا میں انہیں محض راستہ باز
آدمی لکھا گیا ہے۔

عہد جدید کی شہادتیں

مسیحیت کے پیروکار یسوع کے ابن اللہ ہونے کی وضاحت میں عہد جدید کے
چند بیانات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان میں اہم شہادتیں دو یوحنا بنی
بپتسمہ دینے والے اور پولوس یعنی سینٹ پال کی ہیں۔

۱۔ یوحنا کی شہادت:- انجیل یوحنا میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کی گواہی اس طرح ہے

”اور یوحنا نے یہ گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اترتے

دیکھا ہے اور وہ اس پر ٹھہر گیا اور میں تو اُسے پہچاننا نہ تھا مگر جس نے

مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اس نے مجھ سے کہا کہ جس پر تو روح کو

اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی روح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔“

چنانچہ میں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے ﴿۱۰﴾

(۱۰) یوحنا - ۱ : ۳۲ - ۳۴

انجیل متقدم یوحنا کی گواہی مختلف طریقہ سے یوں بیان کی گئی ہے۔

یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا وہ مگر یوحنا یہ کہہ کر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے! یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب ہونے ہی دے کیونکہ میں اس طرح ساری راست بازی پوری کرنا مناسب ہے اس پر اس نے ہونے دیا وہ اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گئی اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کی روح کو تر کی مانند اترنے اور اپنے اوپر آتے دیکھا وہ اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (۱۱)

ان بیانوں سے یسوع کا خدا کا حقیقی بیٹا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا نیز یہ شہادتیں غیر معتبر بھی ہیں کہ انجیل متی کی رو سے روح اترنے سے پہلے یوحنا یسوع کو اچھی طرح جانتا تھا لیکن انجیل یوحنا کی رو سے یوحنا بنی نے یسوع کو ان پر روح اترنے کے بعد پہچانا تھا۔

متی نے یسوع کا یوحنا سے بپتسمہ لیتے وقت یہ بیان یوحنا سے منسوب کیا ہے کہ وہ یسوع کو اپنے سے برتر جانتے تھے لیکن اس کی نفی بعد میں خود متی نے یہ مکھ کر کی ہے کہ یوحنا نے قید خانہ سے میس کے کاموں کا حال سُن کر اپنے شاگردوں کی معرفت اس سے بچھوایا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں (۱۱: ۲، ۳)

یہ واقعہ یوحنا کی موت سے تھوڑے ہی عرصے پہلے کا ہے اس سے یوحنا کی گواہی نہایت ہی غیر معتبر ہونے کا ثبوت ملتا ہے کہ مرتے وقت تک یوحنا یسوع کی بابت کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔

پولوس اور ابن اللہ

خطوط پولوس سے واضح ہوتا ہے کہ ابتداء میں وہ یسوع کو صرف مسیح ماننا تھا چنانچہ

(۱۱) متی - ۳ : ۱۳ - ۱۷

آقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جب سیلاس اور تیمتیس مکدنیہ سے آئے تو پولس کلام سنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا کہ یسوع مسیح ہے (اعمال - ۱۸ : ۵)

۲۔ پولس کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور یسوع مسیح کا رسول ہے (طلمس : ۱)

۳۔ یسوع جو خدا کی صورت ہے اس کے جلال کی خوشخبری کی روشنی ان پر نہ پڑے (۲ کرنتھیوں - ۴ : ۴)

اس آیت میں پولس نے یسوع کا انسان ہونا کتاب پیدائش کے اس بیان کی مطابقت میں کہا ہے۔

”خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا
نرونا ری ان کو پیدا کیا“ (پیدائش - ۱ : ۲۷)

یسوع ابن اللہ نہ تھے

ہر جدید میں خطوط پولس کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یسوع کو خدا کا شریک بیٹا سمجھانے کی بجائے پولس کی تعلیم کا بیشتر حصہ بلا شرکت غیرے خدا کی واحدانیت کی تمکین پر مبنی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آقتباسات سے واضح ہوتا ہے۔

۱۔ اسی واحد حکیم خدا کی یسوع مسیح کے وسیلہ سے ابد تک تجلید ہوتی رہے۔ آمین“ (رومیوں - ۱۶ : ۲۷)

۲۔ بت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (چنانچہ بہترے خدا اور بہترے خداوند ہیں) لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی وجہ سے سب چیزیں ہیں اور ہم اُس کے لئے ہیں اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہیں

(۱ کرنتھیوں - ۸ : ۶)

۳۔ اور جو ہم کو تمہارے ساتھ مسیح میں قائم کرتا ہے اور جس نے ہم کو مسیح
کیا وہ خدا ہے؟ ۲۔ کہ نصیوں - (۲۱ : ۱)
۴۔ خدا ایک اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح
یسوع جو انسان ہے؟ (۱۶)

۲۔ پولوس (سینٹ پال) کی شہادت

مسیحیت کے پیروکاروں کے نزدیک یسوع کے ابن اللہ ہونے کی سب سے
معتبر شہادت اس کی اپنی تعلیم کے خلاف بانی مسیحیت پولوس کی ہے چنانچہ اس بارے
میں پادری ڈاکٹر میکارٹنی (ترجمہ ڈاکٹر پادری آئی یونامر) اپنی کتاب بارہ
مزدوری سوالات میں رقمطراز ہیں۔

سب سے بڑا معجزہ اس کے جی اٹھنے کا واقعہ تھا جس نے مسیح
کے ابن اللہ ہونے کے دعوے کو ثابت کر دیا۔ اس کی شہادت رسولوں نے
اپنی منادی میں پیش کی۔ مقدس پولس رومیوں کی طرف خط کے شروع
میں یسوع مسیح کے بارے میں لکھتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ مردوں میں
سے جی اٹھنے کے باعث قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ثابت ہوا“ (۱ کور ۱۵ : ۲۰)
اس قسم کے کھوکھلے دعوؤں کی بنیاد پر مسیحیت کے پیروکار یسوع کے ابن اللہ
ہونے پر کس قدر غلطی کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اس کا اندازہ ڈاکٹر میکارٹنی کے اس
بیان سے ہوتا ہے۔

”اگر مسیح اپنے دعویٰ کے مطابق یا جیسا اس کے شاگردوں کا اعتقاد
تھا جس کی وجہ سے اس کے سب دشمنوں نے اس سے کینہ رکھا اور
آخر اُسے قتل کر ڈالا۔ خدا کا بیٹا نہ تھا تو مائتا پرٹے کا کہ وہ بچائے
اعلیٰ اُستاد اور سب خوبیوں میں افضل ہونے کے وہ سب سے زیادہ
سادہ لوح اور تواضع میں سب سے بڑا... تھا“ (۱ کور ۱۵ : ۲۰)

(۱۶) (تیمتھیس - ۲ : ۱۵)

مسیحی مصنف نے خدا کا بیٹا نہ ہونے پر حضرت مسیح کے بارے میں جو الفاظ تحریر کئے ہیں وہ اس قدر گستاخانہ ہیں کہ ہم انہیں نقل کرنا بھی گوارا نہیں کرتے کیونکہ مسلمان حضرت مسیح کو نہایت برگزیدہ نبی مانتے ہیں اور کسی مسلمان کے لئے ہرگز روا نہیں کہ کہ وہ ان کی شان میں کوئی گستاخانہ کلمات کہیں مسلمانوں کو تو قرآن مجید کا حکم ہے کہ تمہیں کو مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو بھی بُرا نہ کہنا، پھر وہ نبی کی شان میں کیسے گستاخی کر سکتے ہیں۔

کیا پولوس کی شہادت معتبر ہے؟

پولوس نے جس کا یہودی نام ساؤل تھا حضرت مسیح کی تعلیم ان کی زبان کی کبھی نہیں سنی تھی بلکہ وہ توان کی شکل و صورت سے بھی نا آشنا تھا مصلوبیت و دفن اور مر کر حیا اٹھنے کے واقعات میں سے کسی ایک کو بھی اس نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا ان واقعات کے چودہ برس بعد تک وہ خود کو مخالف مسیح ہونا بیان کرتا ہے خود کو مسیح کا رسول بلانے پر بھی وہ حضرت مسیح سے لاعلمی کا اظہار کر نہیں سکتا کے نام اپنے دوسرے خط میں اس طرح کرتا ہے:

”جو رویا اور مکاشفے خداوند کی طرف سے عنایت ہوئے ان کا میں ذکر کرتا ہوں ۵ میں مسیح میں ایک شخص کو جانتا ہوں چودہ برس ہوئے کہ وہ ایک تیسرے آسمان تک اٹھا لیا گیا نہ مجھے یہ معلوم کہ بدن سمیت نہ یہ معلوم کہ بغیر بدن کے یہ خدا کو معلوم ہے ۵ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس شخص نے (بدن سمیت یا بغیر بدن کے یہ مجھے معلوم نہیں خدا کو معلوم ہے) ۵ ایک فردوس میں پہنچ کر ایسی باتیں سنیں جو کہنے کی نہیں اور جن کا کہنا آدمی کو روا نہیں ۵ میں ایسے شخص پر فخر تو کر دوں گا“ ۵ (۱۲)

خوابوں کا سہارا لے کر مسیحیت کا دین قائم کرنے اور اس کی متادی کرنے میں پولوس خود اپنی ان کمزوریوں کا احساس تھا جیسا کہ مندرجہ بالا بیان میں اس نے ذکر کیا ہے پھر اُس نے یہ دعویٰ کیا:

میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے روایا سے پہنچی تھی کہ مسیح
کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مٹا دیا اور دفن ہوا اور پھر
دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا اور کیفا کو اور اس کے بعد ان بارہ کو
دکھائی دیا (۱۳)

پولوس کا یہ دعویٰ اس بات کا کھلم کھلا ثبوت ہے کہ وہ حضرت مسیح اور ان کے شاگردوں کو
دیکھنے والے حالات سے بالکل بے خبر تھا کہ اس نے یہ کہا کہ مرکز جی اٹھنے کے بعد کیفا کو اور پھر شاگردوں
کو دکھائی دیا حالانکہ تو یسوع کیفا کو پہلے دکھائی دیا اور نہ ہی بارہ شاگردوں کو کیونکہ واقعہ
مصلوبیت سے پہلے غدار شاگرد یہوداد اسکے بونی ختم ہو جانے سے شاگرد مرف گیا رہ
رہ گئے تھے۔ سبھی اناجیل اس بات پر متفق ہیں کہ وہ گیارہ کو دکھائی دیا۔

یسوع کے مرکز جی اٹھنے کی حقیقت

خود غور کیجئے کہ پولوس کی گواہی کس حد تک قابل اعتبار ہے مرکز جی اٹھنے کی بناء پر
یسوع کو ابن الد بنا دینا حقیقت سے کس قدر بعید ہے اس کا اندازہ اناجیل کے ان
متضاد بیانون سے لگایا جاسکتا ہے جنہیں چشم دیدہ گواہوں کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے

۱۔ مریم مگدینی

انجیل متی کی رو سے سب سے پہلے یسوع مریم مگدینی اور دوسری مریم کو دکھائی دیا تھا
(۹: ۲۸) انجیل مرقس کی رو سے وہ اکیلی مریم مگدینی کو دکھائی دیا تھا (۱۶: ۹) انجیل لوقا
کی رو سے وہ اماؤس گاؤں کی طرف جانے والے دو دیہاتوں کو سب سے پہلے دکھائی دیا (۲۵: ۲۴)
انجیل یوحنا کا بیان ہے کہ یسوع اکیلی مریم مگدینی کو دکھائی دیا تو اس نے انہیں مالی سمجھا جب
مریم مگدینی نے انہیں پہچانا تو انہوں نے اس کا نام "مجھے نہ جھو کہو کہ میں اب تک باپ کے
پاس اور نہیں گیا" (۲۰: ۱۴-۱۵)

تعلق نظر اس کے کہ اناجیل کی تضاد بیانی مرکز جی اٹھنے کے سارے قصہ کو کالعدم کر دیتی ہے

یہ بات قابلِ غور ہے کہ یسوع اگر جسم طور پر دکھائی دیئے ہوئے تو وہ اپنے چھوٹے
جلنے سے مریم کو منع نہ کرتے حقیقت یہی ہے کہ یہ سب خواب و خیال اور واہمہ کی باتیں
تھیں ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی واسطہ نہ تھا اسی طرح سے یسوع کا بند دروازوں کے
اندر شاگردوں کے سامنے آکھڑا ہونے کے واقعات سے بھی حقیقت حال جانچی جاسکتی ہے
(ملاحظہ ہو پوچھا ۲۰، ۱۹۱ - ۲۹)

۲۔ قصہ دو دیہاتیوں کا

انجیل لوقا کا بیان ہے کہ یسوع کے قبر سے غائب پائے جانے کے بعد دو دیہاتی
یروشلم سے اماؤس گاؤں کی طرف جا رہے تھے کہ یسوع ان کے ساتھ ہو گیا انہوں نے یسوع
کو نہ پہچانتے ہوئے ان سے کہا۔

ہم میں سے چند عورتوں نے بھی حیران کر دیا ہے جو سو برسے قبر پر گئی تھیں
اور جب اُس کی لاش نہ پائی تو یہ کہتی ہوئی آئیں کہ ہم نے رویا میں فرشتوں
کو بھی دیکھا انہوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے (۲۴: ۲۲، ۲۳)

(انجیل کے متضاد بیانات سے ہم نے جو یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یسوع کا مرجع اٹھنے
کے بیان کو وہ سبھی بیانات دیالینی و خیالی اور واہمہ پر مبنی ہیں اس کا اس سے بڑا ثبوت اور
کیا ہو سکتا ہے کہ ہمارے تجزیے کے تصدیق انجیل لوقا میں دیہاتیوں کی اس شہادت سے
ہوتی ہے کہ عورتوں نے جو کچھ لکھا وہ محض روایا تھا۔
دیہاتیوں کا یہ بھی بیان ہے۔

جب وہ یسوع ان کے ساتھ کھانا کھاتے بیٹھا تو ایسا ہوا کہ اس نے روٹی
لے کر برکت دی اور توڑ کر ان کو دینے لگا اس پر ان کی آنکھیں کھل گئیں

اور انہوں نے اس کو پہچان لیا اور وہ ان کی نظر سے غائب ہو گیا (۲۴: ۳۰، ۳۱)
ان آیات سے واضح ہے کہ دیہاتی بھی خواب دیکھ رہے تھے جو یہی وہ خواب سے
بیدار ہوئے تو انہوں نے یسوع کو غائب پایا۔ یہ اگر حقیقت ہوتی اور یسوع جسم ہوتے
تو وہ لیا ایک نظر سے غائب نہیں ہو سکتے تھے ایسا فعل کسی چھلواوے سے تو منسوب ہو سکتا ہے
کسی انسان سے نہیں یہی حیثیت یسوع کے بند دروازوں کے اندر آکھڑا ہونے کی ہے۔

مسیحیوں کی ہٹ دھرمی

یسوع کا مرکز جی اٹھنے کی ساری شہادتیں بالکل ہونے کے باوجود مسیحیت کے پیروکاروں کو امرارہئے

”کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ اسی جی اٹھنے کے اعتقاد پر کلیسیا کی بنیاد قائم ہے..... اسی نظریہ پر مسیحی مذہب کی باقی سب صداقتوں کا انحصار ہے

یہی وہ کونے کا پتھر ہے جس پر مسیحیت کی ساری کی ساری شاندار عمارت قائم ہے اسی نظریہ کے بہت سے ثبوت تصدیق کرتے ہیں اور نظریہ ہے کہ مسیح تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا اور مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا“ (۱۴)

مسیحیوں کو شدت کے ساتھ احساس ہے کہ یسوع کے قتل جیسے اہم مقدمہ میں مقتول کے جی اٹھنے کا واقعہ از حد اہم معاملہ ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ قتل کی شہادتوں کی طرح مرکز جی اٹھنے کی سبھی شہادتیں لغوات کا شکار ہونے سے ان کے خلاف ہیں لیکن یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے کہ گواہوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

”اُس میں کسی کو کھام نہیں کہ چاروں اناجیل اس واقعہ کی شاہد ہیں کہ مسیح مردوں میں سے جی اٹھا۔ خواہ ان کے مصنف غلطی پر تھے یا دیدہ دالتر دھوکا دیتے حلے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ مسیح جی اٹھا تھا ان چاروں بیانات میں تخفیف اختلافات ہیں جو شروع میں متفرق اور تھقیض معلوم ہوتے ہیں“

تخفیف، متفرق اور تھقیض اختلافات کی روئداد ان ہی کی زبانی ملاحظہ ہو۔
یوحنا کہتا ہے کہ جب مریم مگدلینی قبر پر آئی تو اندھیرا تھا مگر مرقس بیان کرتا ہے کہ سورج نکلا ہی تھا۔ متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قبر کو بند پایا مرقس کہتا ہے کہ وہ کھلی ہوئی تھی ایک انجیل میں ایک فرشتہ دکھائی دیتا ہے ایک میں دو فرشتے تیسری میں ایک جوان اور چوتھی میں دو شخص متی اور یوحنا

(۱۴) بارہ ضروری سوالات

۱۰۸، ۹۸

کرتے ہیں کہ عورتیں بڑی خوشی کے ساتھ شاگردوں کو خیر دینے دوڑیں
مگر مرس کہتا ہے کہ انہوں نے بہیت کے مارے کسی سے کچھ نہ کہا۔
ان اختلافات کو مسیحی ایک نعمت بغیر متر قبحہ سمجھتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں
”مسیح کے جی اٹھنے کے حالات کے متعلق ہم ان اختلافات سے شاید متحیر تو
ہوں گے مگر شکر کا مقام ہے کہ چاروں بیانات تفصیل میں بعینہ یکساں
نہیں ہیں اگر اناجیل کے بیانات جعل سازوں نے مل کر مرتب کئے ہیں تو انہوں
نے اپنے اپنے کذب کو ایک دوسرے کے موافق کیوں نہ لکھا؟ انہی اختلافات
سے مصنفوں (کی نالائقی کے بجائے) خلوص، خلوص یا ملنی اور ایک دوسرے سے
بے لگاؤ ہونا ثابت ہوتا ہے اگر ہمارے پاس تمام واقعات موجود ہوتے تو
بلا ریب ان کا ہری اختلافات کا سبب سمجھ میں آ جاتا مگر موجودہ صورت
میں وہ اناجیل کی شہادت کو کسی طرح توڑ نہیں سکتے کیونکہ اہم معاملہ یہ نہیں کہ
کیا اندھیرا تھا یا سورج نکلا تھا دو فرشتے تھے یا ایک تھا عورتوں نے کیا کہا
یا نہ کہا بلکہ یہ کہ کیا مسیح جی اٹھا؟ کیا قبر خالی تھی؟ اس کی بابت چاروں اناجیل
کامل طور پر متفق ہیں“ (۱۵)

اعلیٰ پایہ کے حج کی اندھی عقیدت مندری

اندھی عقیدت مندری سے شدت تعصب اور مہٹ دھرمی پیدا ہوا جانے پر
اعلیٰ پایہ کا ایک حج بھی کس حد تک انصاف کرنے سے گریز کرتا ہے اس کا اندازہ برطانیہ
کے ایک لارڈ آف اپیل کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے جو ایک مسیحی عالم نے اناجیل میں
اختلافات کے جواز میں پیش کیا ہے وہ دیکھتے ہیں۔

”اس قسم کے تفصیلی اختلافات ہر واقعہ کے چشم دید گواہوں کے بیانات میں
پائے جاتے ہیں بلکہ سچ قویہ ہے کہ اگر گواہوں کے بیانات کی تفصیل میں اختلاف
نہ ہو تو عدالت کے فاضل حج ان بیانات کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں

کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ ہر گواہ اپنے اپنے خصوصی زاویہ نگاہ سے واقعہ کو دیکھے اور اس کو بیان کرے (یعنی رات کو دن قرار دے دے) اور یہ بیانات کے اختلافات کا موجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسٹاڈ آئرل لارڈ سٹاڈ
SHAW
جو لارڈ آئرل اپیل رہ چکے ہیں کہتے ہیں؟

”ہر شخص اور بالخصوص ہرنج پر جس کا سابقہ شہادت اور گواہی سے پتا ہے یہ بات فوراً ظاہر ہو جاتی ہے کہ اگرچہ صلیبی بیان کی تفصیل میں فرق ہے اور ہرنجیل نویس کے بیان کرنے کا طریقہ نرالا اور جداگانہ ہے اور چاروں بیان کرنے والوں کی سمجھ کے مطابق واقعہ صلیب کے مختلف پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے تاہم صلیبی موت کا بیان وزن رکھتا ہے اور بیان کردہ واقعات کی صحت میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔“ (۱۶)

بلا جبر و اکراہ اعلیٰ پایہ کے مسیحی علماء اور فاضل تہج کا یہ اپنا دیا ہوا فیصلہ ہے کہ کسی بیان میں گواہوں کا متفق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مجلساً ہیں کیونکہ ان میں یکسانیت کا سبب آپس کی ملی جملکت کا نتیجہ ہوتا ہے اس فیصلے کے باوجود وہ خود ہی یہ مانتے ہیں کہ چاروں انجیل نویس اس پر کامل طور پر متفق ہیں کہ یسوع پکڑاٹے گئے، مصلوب ہوئے، دفن کئے گئے اور تیسرے دن مردوں میں سے اٹھے اس باہمی کامل اتفاق کی روشنی میں خود فیصلہ کرنے کی بجائے ہم اسے قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

فیصلہ جو بھی ہو لیکن یہ حقیقت آشکارا ہے کہ اعلیٰ پایہ کے مسیحی علماء اور فاضل منصف تہج نے بائبل کو فلک کی بلندی سے تحت اثری کی پستی میں لا گرایا ہے۔ کہاں ان کا یہ دعویٰ کہ بائبل کی کتابیں آسمانی ہیں کہ خود خدا نے انہیں الہامی طور پر مصنفین سے لکھوایا تھا اور کہاں برطانیہ اعلان کر کہتے بائبل لکھنے والے وہ لوگ تھے جنہوں نے چشم دید گواہوں کے بیانات ان کے اپنے اپنے خصوصی زاویہ نگاہ سے دیکھنے کے مطابق لکھے تھے جس سے تقادرات کا وقوع پذیر ہونا ایک قدرتی بات تھی مصلوبیت مسیح ان کا دفن کیا جانا اور مرکز جی اسٹن کی ایک بھی مستند گواہی بائبل میں

موجود نہ ہونے سے مسیحوں کا یہ دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ مسیح خدا کا بیٹا ٹھہرا، مگر جی اٹھنے کے اعتقاد پر مسیحیت کی ساری شاندار عمارت قائم تھی لیکن اس شاندار عمارت کی بنیاد انہوں نے ریت پر رکھی تھی جو خود اعلیٰ پایہ کے مسیحی علماء اور فاضل منصف جج کے ہاتھوں دھڑام سے سینچے آگیا ہے۔

ایک مسیحی عالم کا انکشاف حقیقت

مشہور عالم ٹامس پین لیسوع کو خدا کا بیٹا بنا کر مان لینے کی وجہ اس طرح بیان کرتا ہے،

”لیسوع مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کا قصہ مان لئے جانے کا سبب دریافت کرنا مشکل نہیں ہے۔ وہ ایسے زمانے میں پیدا ہوا تھا جب دنیا میں دیوتاؤں کے متعلق بت پرستوں کے بناوٹی افسانوں کا رواج ابھی کچھ باقی تھا اور ان دیوتاؤں کی کہانیوں نے اس قسم کے قصے کو ماننے کے لئے لوگوں کو تیار کر دیا تھا۔ سب غیر معمولی اشخاص جن کا بیان ان بت پرستوں کی کہانیوں میں موجود تھا کسی نہ کسی دیوتا کے بیٹے سمجھے جاتے تھے۔ اُس زمانے میں کسی آدمی کو آسمانی طریق پر پیدا ہوا مان لینا کوئی نئی بات نہ تھی“ (۱۲ ضروری سوالات - صفحہ ۱۷۲)

قرآن کا فیصلہ

قرآن مجید حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا اللہ کا کلام ہے لیکن مسیحیت کے پیروکاروں کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ وہ اللہ کے کلام پر ایمان لانے کے بجائے اسے غلط رنگ میں پسین کر کے گمراہی میں مبتلا ہیں۔ حضرت مسیح سمیت اللہ تعالیٰ کے سبھی نبی خدا کو واحد لا شریک ماننے تھے اور یہی تعلیم لوگوں کو دیتے تھے۔ حضرت مسیح ابن اللہ نہ تھے مسیحوں کی راہنمائی کے لئے ہم اس بار سے بنی کلام اللہ پسین کرتے ہیں کہ نزول قرآن کا ایک

مقصد یہ بھی ہے کہ

”ان لوگوں کو بھی ڈلائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے اور ان کو اس بات کا کچھ علم نہیں اور نہ ہی ان کے باپ دادا کو تھا یہ بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ اور کچھ شک بہنیں کہ جو کچھ کہتے ہیں محض جھوٹ ہے“ (۱۷)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے بیٹا بنا لیا ہے اس کی ذات اولاد سے پاک ہے اور وہ بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اسے افزا پر دازو تمہارے پاس اس قول باطل کی

کوئی دلیل ہے؟ تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں؟ (۱۸)

”اور کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے۔ ایسا کہنے والو یہ تو تم بڑی بات زبیاں پر لاتے ہو۔ قریب ہے کہ اس افزا سے آسمان چھوٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔ کہ انہوں نے خدا کے لئے بیٹا تجویز کیا۔ اور خدا کو شایان بہنیں کہ کسی کو بیٹا بنا لے تمام

شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب خدا کے روبرو دھنسے ہو کر آئیں گے۔ (۱۹)

”کہو وہ اللہ ہے، کیا وہ معبود برحق بے نیاز ہے؟ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔“ (۲۰)

۲۔ تثلیث کا عقیدہ

تثلیث دین مسیحیت کا ایک بنیادی عقیدہ بن چکا ہے یہ اس قدر عجیب ہے کہ خود مسیحی علماء اسے کبھی نہیں سمجھ سکے اور نہ ہی مسیحیت کے سبھی فرقے اس پر متفق ہیں عقیدہ تثلیث یہ ہے۔

(۱۷) القرآن - ۱۸: ۵، (۱۸) القرآن - ۱۰: ۶۸

(۱۹) القرآن - ۱۹: ۸۸-۹۳ (۲۰) القرآن - ۱۱۲: ۱-۴

”باپ خدا ہے، بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے اس کے باوجود تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔ یہ تینوں ہستیاں ہمیشہ سے ساتھ ساتھ چلی آرہی ہیں تینوں ایک دوسرے کے ہم مرتبہ ہیں تینوں ہی غیر مخلوق اور قادر مطلق ہیں؛

بائبل میں کس بھی جگہ خدائے واحد کی ذات میں کسی اور کے شریک ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا خود مسیحیت کا بانی پولوس اس عقیدہ سے واقف نہ تھا وہ یسوع کو محض مسیح مان کر انہیں انسان ٹھہراتا تھا اور جیسا کہ واضح کیا گیا ہے اپنی واحدانیت کی تعلیم کو شرک سے پاک رکھنے کے لئے اس نے نہایت ہی وضاحت ساتھ اپنی کلیسا کو اگاہ کیا تھا۔ خدا ایک ہے اور خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے“ (۲۰)

عقیدہ تثلیث سے پولوس کا انکار

پولوس نے خدا، یسوع اور روح کو تین الگ الگ ہستیاں کر تحقیق کے نام اپنے پہلے خط میں یہ کہہ کر واضح کیا تھا۔

”نعمتیں تو طرح طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے۔ اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خداوند (یسوع) ایک ہی ہے۔ اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں مگر خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے۔“ (۲۱)

افیسوں کے نام اپنے خط میں پولوس نے وحدانیت کا یہ پیغام دیا۔

”ایک ہی خداوند ہے ایک ہی ایمان۔ ایک ہی بپتسمہ اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔“ (۲۲)۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا صرف یسوع کیلئے

کا باپ نہیں بلکہ ساری مخلوق کا باپ ہے۔ اور وہ یسوع سمیت سب کے
 اوپر ہے کسی کے برابر نہیں کہ بیٹے اور روح القدس کو خدا کا ہمتزبہ ٹھہرایا جاسکے
 پولس یسوع کو حضرت موسیٰؑ کی طرح خدا کی طرف سے مقررہ کردہ رسول ہونے کا اعلان
 ان الفاظ میں کرتا ہے۔

اس رسول اور سردار کا ہن یسوع پر غور کر دین کا ہم اقرار کرتے ہیں وہ
 جو اپنے مقرر کرنے والے کے حق میں دیا تدار تھا جس طرح موسیٰؑ اس کے گھر
 میں تھا (۲۳)

پولس کی ان تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ نہ تو عقیدہ تثلیث کا بانی تھا اور
 نہ ہی اس پر ایمان رکھتا تھا اس کے نزدیک یسوع اسی طرح خدا کا تمثیلی بیٹا تھا جس طرح
 سے باقی سب لوگ ہیں جس سے بیٹے کو خدا ٹھہرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عہد عتیق میں خدائے واحد لاشریک کی تعلیم تو حید

عہد عتیق کے کسی نبی نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تھا جبکہ مسیحیوں کا ڈیڑا
 ہے کہ انزل ہی سے بیٹا اور روح القدس خدا کی خدائی میں شریک رہے یہ ایسا اگر ہوتا تو
 عہد عتیق میں ضرور اس کا ذکر ہوتا اس کے برعکس لاشرکت خیرے خدا کی واحدانیت کی
 تعلیم عہد عتیق میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتاب استغنا میں تعلیم دی۔

”آج کے دن تو جان لے کہ اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خداوند ہی خدا
 ہے اور کوئی دوسرا نہیں“ (۴۹: ۱)

”سن اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے تو اپنے
 سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے
 خدا سے محبت رکھ“ (۴: ۱۵، ۱۶)

۲۔ حضرت مسیحؑ کی تعلیم

حضرت مسیح علیہ السلام سے فقیروں نے پوچھا کہ سب مکمل میں اول کون سا ہے

(۲۳) عبرانیوں — ۳ : ۲۱

تو انہوں نے بھی یہی کہا۔

”اہل یہ ہے۔ اے اسرائیل سن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے ۵ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ“ (مرقس ۱۲: ۲۹، ۳۰)

۳۔ یسعیاہ نبی کی تعلیم

یسعیاہ نبی کی کتاب میں ان کی زبانی توحید کی تعلیم اس طرح ہے۔

”دالؑ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اوّل اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں“ (۶: ۴۴)

(ب) ”میں خداوند سب کا خالق ہوں میں ہی اکیلا آسمان کو تاننے اور زمین کو بچھانے والا ہوں کون میرا شریک ہے؟“ (۴۴: ۲۴)

(ج) ”میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں“ (۵: ۴۵)

(د) ”میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے صادق القول اور نجات دینے والا خدا

میرے سوا کوئی نہیں ۵ اے آسمان کے زمین کے سب رہنے والو! تم میری

طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں“

(۲۵: ۲۱، ۲۲)

(۵) ”میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں مجھ سا کوئی نہیں ۵

جو ابتداء ہی سے انجام کی خبر دیتا ہے اور ایام قدیم سے وہ باتیں جواب

”نک و قوع“ نہیں آئیں بتاتا ہوں“ (۴۶: ۹، ۱۰)

(د) ”میری طرف متوجہ ہو اے میرے لوگو! میری طرف کان لگا اے میری

امت! کیونکہ شریعت مجھ سے صادر ہوگی اور میں اپنے مدد کو لوگوں کی

روشنی کے لئے قائم کر دوں گا“ (۵۱: ۴)

عہدائے عتیق و جدید کی ان واضح تعلیمات سے ازل سے ابد تک خدا کا واحد

لاشریک ہونا ثابت ہے گو خود مسیحیت کا بانی پولس خدا کی لاشربک واحدانیت پر ایمان

رکھتا تھا لیکن غیر اقوام کو پیر و کار بنانے کی خاطر انہیں محض غصے سے نجات دلانے کیلئے

اس نے توریت، ایسوع مسیح اور دیگر انبیائے سابقین کی شریعت کی منسوخی کا اعلان کر کے مسیحیت میں تثلیث جیسے فتنے کے پیدا ہونے کی بنیاد رکھ دی۔

عقیدہ تثلیث و ہود میں آنے کا سبب

یہ توہمیاں ہے حضرت مسیح سمیت تمام سچے نبی صحت کے ساتھ توحید کے پرستار تھے۔ تثلیث کے مشرکانہ عقیدہ کا وجود نہ تو بائبل میں کہیں ملتا ہے اور نہ ہی خود مسیحیت کا باقی پولوس اس گورکھ دھندے سے اسکا تھا کہ کسی قاعدہ و قانون کی رُو سے تین ہستیوں کا مجموعہ اکائی بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم اس عقیدہ کے واضح کئے جلتے ہیں پولوس کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کہ عہد عتیق کی پیشگوئیاں اور عہد جدید میں ایسوع مسیح کی پیدائش اور ایسوع مسیح کی زندگی کی تعلیم کے بیانات میں ایسوع مسیح صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے آئے تھے لیکن پولوس نے ایسوع کو خدا کا بیٹا مسیح بنا کر انہیں غیر اقوام سے روشناس کرایا اس سے غیر اقوام کے عقائد کو ایسوع مسیح کی حقیقی تعلیم میں شامل ہونے کا موقع ملا۔

چوتھی صدی عیسوی سے پندرہویں صدی کے پیر و کار تثلیث کے عقیدہ پر قائم نہ تھے۔ ۳۲۵ء میں اورلی جن ۳۸۰ء میں ایکشنی اس، ۳۲۵ء میں یوزی بس خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے خلاف تھے۔ لیکن غیر اقوام کے بت پرست جہنوں نے مسیحیت کو قبول کیا تھا وہ ان دیو مالائی کہانیوں سے بے خبر نہ تھے جن کی رُو سے مذاہب کی بنیاد تین اقوام پر تھی۔

اہل بابل کی تثلیث کے تین اقوام ایسا۔ اہل لی اور ای اسے تھے، رومی تثلیث جو پیر و جونا اور مرزا پر مشتمل تھی ہندوؤں کی تثلیث برہما، وشنو اور شوا ہے ایرانی پارسیوں کے تین اقوام ہرمزدا، مہتر اور اہرمز تھے۔ مصری تثلیث اسیرس۔ آسیس اور ہورس اللہ کلدا نیر کی بل سیٹرن جو پیر و بیل اور بیل چوم (دابلو) تھیں۔

جس طرح سے غیر اقوام کو مسیحیت کے زیر اثر لانے کے لئے پولوس نے توریت کی شریعت کا عدم قرار دے کر انہیں حقانے سے نجات دلائی تھی اس طرح سے جب کثرت کے ساتھ بیکرہ روم کے ارد گرد کی غیر اقوام مسیحیت میں شامل ہو گئیں تو انہیں پُرانے عقائد کے مطابق مطمئن رکھنے کے لئے کس نئی تثلیث کی ضرورت تھی چنانچہ ان کے لئے خدا

بیٹا اور روح القدس کی تثلیث وضع کرنے کے لئے "تین" TRIAS کا لفظ پہلی دفعہ مسیحیت میں داخل ہوا۔ اس لفظ میں طرطولین نے لفظ "تین اقنوم" TRINITAS شامل کیا۔ ۳۵۰ء میں میسینہ میں باپ بیٹا اور روح القدس کو ایک قرار دیا اور ۳۲۵ء میں نیقیہ کی کونسل نے تثلیث کا عقیدہ مستند ٹھہرایا۔

تثلیث حضرت مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف عقیدہ ہے

تثلیث کا نظریہ یسوع مسیح کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ انہوں نے نہ خود کو خدا کا بیٹا اور نہ ہی خدا کا ہرگز کے منادی کی تھی وہ اگر خود کو ابن آدم کے نام سے منسوب کر کے تعلیم دیتے تھے تو ان کے منتجب کردہ خلیفہ مسیح شمعون پطرس انہیں خدا کا خادم کہہ کر منادی کرتے تھے جیسا کہ کتاب اعمال میں پطرس کے ان بیانوں سے واضح ہوتا ہے۔

۱۔ ابراہام اور اسحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا۔ (۱۳: ۳)

۲۔ کیونکہ واقعی تیرے پاک خادم یسوع کے برخلاف جسے تو نے مسیح کیا ہیرودیس اور پطلس پیلاطس غیر قوموں اور اسرائیلیوں کے ساتھ اسی شہر میں جمع ہوئے۔ (۲۷: ۴)

۳۔ آؤ تو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا اور تیرے پاک خادم یسوع کے نام سے معجزے اور عجیب کام ظہور میں آئیں۔ (۲۰: ۴)

یسوع خدا کے خادم تھے۔ خادم اپنے آقا کے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا جبکہ عقیدہ تثلیث میں خدا کا بیٹا اور روح القدس ہر لحاظ سے برابر ہیں یعنی تثلیث ایک مساوی الاضلاع مثلث ہے۔ لیکن یہ ثابت ہے کہ یسوع خدا کے حقیقی بیٹے نہ تھے اس لئے تثلیث کی مثلث کا ایک ضلع جو بیٹا ہے کا وجود ختم ہو جانے سے یہ تثلیث از خود نابود ہو جاتی ہے۔

عقیدہ تثلیث سے باز آنے کی ہدایت

عقیدہ تثلیث قدیم بت پرستوں کی پیروی میں ایک دیومالا فی مشرکانہ نظر ہے

یہ مسیحیت کے پیروکاروں کو نہ صرف حضرت مسیحؑ سے الگ کر دیتا ہے بلکہ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے انہیں نارہم سے بھی ہٹا کر نئے کابالت ہے اس آگ سے بچانے کے لئے بائبل اور قرآن مجید کی ہدایت اس طرح ہیں۔

بائبل: "خداوند تیرا ندید دینے والا جس نے رحم ہی سے تجھے بنایا یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند سب کا خالق ہوں میں ہی اکیلا آسمان کو تانے اور زمین کو پھلانے والا ہوں کون میرا شریک ہے؟" (۲۴)
یسعیاہ نبی کی زبانی کہے گئے خدا کے اس کلام میں نہایت وضاحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ خدا اکیلا ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے۔

اپنے خادم یسوع کو گواہ بنا کر بائبل میں خدا نے یہ ہدایت کی ہے:
"خداوند فرماتا ہے تم میرے گواہ ہو اور میرا خادم بھی جسے میں نے برگزیدہ کیا تاکہ تم جانو اور تجھ پر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں وہی ہوں تجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہو اور میرے بند بھی کوئی نہ ہو گا وہ میں ہی ہوں اور میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہے" (۲۵)
مسیحیت کے پیروکار تثلیث کے نطق سے نجات حاصل کر کے خدا کے واحد پر ایمان نہیں لاتے تو انہیں خدا نے اپنے خادم کے ذریعے آگاہ کر دیا ہے کہ انہیں نارہم سے بچانے والا کوئی نہیں۔

قرآن حکیم کی تعلیم

وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ مسیح خدا ہے، حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے نبی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی اور جان رکھو کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے گا خدا اس پر بہشت حرام کر دیگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں وہ وہ لوگ

(۲۴) یسعیاہ - ۴۴: ۶ (۲۵) یسعیاہ - ۴۴: ۶

بھی کا فر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ اس معبود دیکھا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال و عقائد سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں جو کا فر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے ﴿القرآن ۵: ۷۲﴾

”اے اہل کتاب اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ مسیحؑ مریم کے بیٹے عیسیٰ خدا کے رسول اور اس کا حکم تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک رُوح تھے۔ تو خدا اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور نہ کہو (کہ خدا) تین ہیں۔ باز اُو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔“ (القرآن م: ۱۷۱)

کلام اللہ میں تحریف | سورۃ النساء کی مندرجہ بالا آیت پیچیدگی و ابہام سے مبرا و واضح مطالب الہی کلام ہے جس سے حضرت

مسیحؑ مریمؑ کا بیٹا ہونے اور خدا کا بیٹا نہ ہونے کی سیدھی سادھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ لیکن مسیحیت کے پیروکار تحریف کی کھلی جبارت سے اس کا اثنا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ قرآن کی رُوح سے حضرت مسیحؑ ابن اللہ تھے کہ:

ایک مسیحی عالم ٹی۔ ناصر صاحب یوں لکھتے ہیں: ”قرآن نے بھی مسیح کے ابن خدا ہونے کا اعتراف کیا ہے۔“ اور قرآنی آیت کے حوالہ سے اس طرح سوال کرتے ہیں:

”پھر لکھا ہے..... مریم کے بیٹے خدا کے رسول اور اس کا کلمہ تھے..... اور

اس کی طرف سے رُوح تھے؟ (النساء ۱۷۱ آیت)۔ صدیقی صاحب مجھے یہ سمجھائیں کہ کلمۃ اللہ

اور رُوح اللہ کے معنی کیا ہیں؟“ (کلام حق۔ ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۱۵)

صدیقی صاحب انہیں کیا سمجھاسکیں گے جو یہ نہیں سمجھ سکتے کہ حوالہ کی آیت کا حاصل کلام یہ ہے کہ ”خدا اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو؟ انہیں تو صرف یہ ہدایت کی جاسکتی ہے:

”اے اہل کتاب تم مسیح کو بھوٹ کے ساتھ کیوں خلط ملط کرتے ہو اور حق کو کیوں چھپاتے ہو، حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔“ (القرآن ۳: ۷۱)

پندرھواں باب

کفارہ کا عقیدہ

ادیان عالم میں مسیحیت اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس کے پیروکار انسان کی نجات کے لیے کفارہ کے باطل اور غیر فطری نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ عقیدہ پولوس کی اس تعلیم کا شاخسانہ ہے جس کی رو سے مسیحیت کے پیروکار یسوع کو خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ان کے مصلوبیت کو گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہیں۔ کہ

”مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لیے مڑا ہوا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا ہوا“ (۱)۔ کرنٹیوں ۱۵: ۳-۴ اور یہ کمزوروں میں سے جی اٹھنے کے سبب سے قدرت کے

ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا ہوا“ (رومیوں - ۱: ۴)۔

مصلوبیت کو یہ کہہ کر پولوس نے کفارہ ٹھہرایا تھا ہم یسوع کے ایک بار قربان ہونے کے دیلے سے پاک کئے گئے ہیں“ (۱)

کفارہ کے غلط مفروضات

حیرت ہے کہ آج کفارہ کا عقیدہ مسیحیت میں بنیادی عقیدہ بن چکا ہے جبکہ ان کی بائبل میں براہ راست کفارے کے مفروضات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ کفارے کے بے بنیاد

اور غیر فطری عقیدے کی بنیاد ان مفروضات پر رکھی گئی ہے:

۱۔ سانپ کے بہکانے پر باغ عدن میں شجر ممنوعہ کھا لینے سے حضرت آدمؑ نے خدا کا گناہ کر کے اسے غضبناک کیا اور ان کا یہ گناہ معاف نہیں کیا گیا تھا۔ جبکہ حضرت آدمؑ کی وہ لغزش تھی بغاوت نہ تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بیدار ہے کہ وہ اپنے کسی بندے بلکہ نبی کی لغزش کو توبہ کرنے کے باوجود معاف نہ کرے۔

۲۔ حضرت آدمؑ کا باغ عدن میں گناہ ہر انسان کو در ثمر میں ملتا ہے جس سے ہر بچہ پیدا نشی طور پر گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ یہ بات عقل سلیم اور انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

۳۔ پیدا نشی طور پر گنہگار پیدا ہونے سے جہنم ہر انسان کا مقدر ہے۔ غور کا مقام ہے کہ خالق کائنات نے انسان کو اپنا شاہکار پیدا کیا۔ اور اس کا مقدر جہنم کر دیا۔

۴۔ آخر کار لاکھوں برس بعد خدا تعالیٰ نے ایک راہ نکالی کہ اپنے مہر بیٹے کو نجات دہندہ کے طور پر بھیجا۔ اور اس نے صلیب پر جان دے کر انسان کو گناہ سے پاک کرنے کا مدد کیا۔

۵۔ عقیدہ کفارہ کا مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ مسیحیت کے پیروکار سمجھتے ہیں کہ یسوعؑ پر ایمان لانے سے ان کی صلیبی موت کفارہ بن کر انسان کو اس کے پیدا نشی گناہ سے پاک کر دیتی ہے۔ اور غضبناک خدا کا گنہگار بندے کے ساتھ ملاپ اور قرب کا باعث بنتی ہے۔

عقیدہ کفارہ باطل ہے

(الف)۔ انا جیل اربعہ کے اپنے بیانیوں کے تجزیے سے ہم قرآن کریم کی اس حقیقت کو ثابت کر چکے ہیں کہ

’انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا گیا۔ اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ در حقیقت شک میں مبتلا ہیں‘ ان کے پاس اس معاملہ کی کوئی سند نہیں اور

پیرونی لمن کے سوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں۔ اور انہوں نے مسیح کو یقیناً قتل نہیں کیا۔“ (۲)

انا جیل اربعہ سے بھی مصلوبیت مسیح، ان کے دفن کئے جانے اور مرگ جی اٹھنے کا افسانہ محض خواب و سراب اور رویا پر استوار کیا جانا عیاں ہے۔ حقیقت جب یہ ہی ہو کر یسوع مصلوب نہیں کئے گئے تھے تو کفارہ کا عقیدہ بیخ و بن سب سے بنیاد ٹھہرتا ہے۔

(ب) کیا آدم کا گناہ معاف نہیں ہوا تھا

بائبل کی رو سے باغ عدن میں خدا کا گناہ حوّا نے سانپ کے بہکانے پر کیا تھا۔ لیکن حضرت آدم حوّا کی بیوی میں درخت کا پھل کھانے سے تصور وار نہ تھا۔ یہ بات پولس کے اس بیان سے عیاں ہے :

”پہلے آدم بنایا گیا۔ اس کے بعد حوّا اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔“ (۳)

سانپ کے بہکانے، حوّا کے گناہ کرنے اور حضرت آدم کا حوّا کی بیوی کرنے پر بائبل کی رو سے خدا نے اس وقت انہیں یہ سزائیں دے دیں تھیں :

”خداوند نے سانپ سے کہا اس لیے کہ تو نے یہ کیا تو سب چوہا یلوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور عمر بھر خاک چائے گا۔۔۔۔۔۔ عورت سے کہا کہ میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھا دوں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی۔ اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔ اور آدم سے کہا چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا۔“ (۴)

(۲) القرآن - ۴: ۱۵۷ (۳) - تفسیر - ۱۳: ۱۲ (۴) - پیدائش - ۳: ۱۴

بائبل کے اس بیان کی رو سے اپنے کئے کی پاداش میں عمر بھر کے لیے سانپ کو بگینے اور خاک چاٹنے، عورت کو درد کے ساتھ بچہ جننے اور حضرت آدمؑ کو مشقت کے ساتھ زمین سے روزی کمانے کی سزائیں ملیں۔ سانپ تو ملعون ٹھہرنا ہی تھا ساتھ ہی بے قصور زمین بھی لعنتی ٹھہری۔

عدالت کی طرف سے کسی جرم پر عائد کردہ سزا پوری کر لینے سے انصاف کا تقاضہ پورا ہو جاتا ہے۔ اور جرم کسی اور سزا کا سزاوار نہیں رہتا۔ باغ عدن کے گناہ کی سزا جرموں کو عمر بھر کے لیے محض ارضی زندگی میں دی گئی تھی۔ یہ اگر مان بھی لیا جائے کہ انسان پیدائشی طور پر گنہگار پیدا ہوتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پیدائشی جرم کی سزا زمین پر عمر بھر کاٹ لینے پر موت کے بعد انسان اس جرم کی پاداش میں جہنم کیوں ٹھہرتا ہے؟ انسان اگر جہنمی ہے تو مسیحیت کے پیروکار سانپ کو بھی جہنمی کیوں قرار نہیں دیتے؟

یہ بھی اگر مان لیا جائے کہ مسیح پر ایمان لانے سے پیدائشی گناہ دھل جاتا ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کی عورتوں کی طرح مسیحیت کی پیروکار عورتوں کو درد و زہ کی تکلیف کیوں اور کس جرم کی پاداش میں اٹھانی پڑتی ہے؟ حیرت ہے کہ ایک طرف تو پولوس آدم کو نہیں صرف عورت کو گنہگار قرار دیتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ آدم کو گنہگار ٹھہرا کر ہر انسان کو پیدائشی طور پر جہنمی قرار دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدم کا گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر کے انہیں پاک صاف کر دیا تھا۔ پھر وہ کون سا اصول و قاعدہ ہے جس کی رو سے باپ کا گناہ بیٹے میں منتقل ہو جاتا ہے؟

آدم کا گناہ معاف کر دیئے جانے کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے کہ ”آدم نے اپنے پروردگار سے (معافی کے) کچھ کلمات سیکھے اور معافی مانگی تو اس نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ بیشک وہ معاف کرنے والا اور صاحب رحم ہے۔“ (۵)

(ج) کیا خدا حاسد ہے ؟

بائبل کا بیان ہے :

”اور خداوند نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لیکر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لیے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا تاکہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے“ (۶)

کتاب پیدائش کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ انسان پر خدا غضبناک نہیں ہوا تھا بلکہ اس سے حسد کرنے لگ پڑا تھا۔ انسان نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل کھا کر نیکی اور بدی میں پہچان کر سکنے سے اس معاملہ میں خدا کے برابر ہو گیا تھا تو خدا کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ انسان کہیں حیات کے درخت تک رسائی سے دائمی زندگی حاصل کرے اس کا ہمسر بن جائے۔ اس کا ملا والا انسان کو باغ عدن سے نکال کر زمین پر لا ڈالنے سے کر دیا گیا تھا۔ پھر انسان کو جہنمی ٹھہرانے کے لیے کون سا سبب باقی رہ جاتا ہے ؟ حیرت اس بات پر ہے کہ سمجھتے ہیں کہ پیر و کار اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز کو اس حد تک گرا دیتے ہیں کہ وہ اسے اپنی ہی خلق کا حاسد ٹھہراتے ہیں جب کہ اس کی بطلالت کا ثبوت یہ ہے کہ بائبل میں کہیں بھی انسان کو حیات کے درخت کے پاس نہ جانے کا کوئی حکم نہیں ہے۔

(د) کیا ہر بچہ پیدائشی گنہگار ہے ؟

کوئی عقل سلیم اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ غلطی تو باپ کرے اور بیٹا سزا پائے اور نہ انصاف اس بات کو گوارا کر سکتا ہے۔ بلکہ خود بائبل اس باطل خیال کی تردید کرتی ہے، جو ان بیانات سے واضح ہے :

(۶) پیدائش - ۳، ۲۲، ۲۳

”بیٹوں کے بدلے باپ مارے نہ جائیں نہ باپ کے بدلے بیٹے مارے

جائیں۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے۔“ (۷)

یہ حکم تورات کی کتاب استثنائے کا ہے جو بائبل کی سب سے مستند کتاب ہے کہ یسوع مسیح تک بھی نئی توریت کے احکام کی تعلیم دیتے تھے۔ خود یسوع بچوں کو بغیر ایمان لائے پاکباز چھڑاتے تھے کہ

”لوگ بچوں کو اس کے پاس لائے تاکہ وہ ان پر ہاتھ رکھے اور دعا دے مگر شاگردوں نے انہیں جھڑکا کہ لیکن یسوع نے کہا بچوں کو میرے پاس آنے دو ورنہ انہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے“ (۸) اولاد آدم پیدا آتشی طور پر گنہگار نہ ہونے کا تین ثبوت حضرت یحییٰ (یوحنا) کی پیدا آتشی کی بشارت کا یہ بیان ہے :

”بہت سے لوگ اس کی پیدا آتشی سے خوش ہوں گے۔ کیونکہ وہ خدا کے حضور میں بزرگ ہو گا اور ہرگز نہ مٹے نہ کوئی اور شراب پیئے گا اور اپنی ماں کے بطن ہی سے روح القدس سے بھر جائے گا“ (۹) یوحنا بنی یسوع کے پیشرو تھے پیر و کار نہ تھے۔ اس پر بھی ماں کے بطن سے روح القدس سے بھرا ہوا پیدا ہونے سے یہ عقیدہ باطل ہو جاتا ہے کہ ہر انسان پیدا آتشی طور پر گنہگار ہوتا ہے۔

یہ واضح ہو جانے پر کہ پیدا آتشی طور پر انسان گنہگار پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی باپ کا گناہ بیٹے کی طرف منتقل ہوتا ہے، پیدا آتشی گناہ کے نظریہ کی بطلان خود بخود آشکارا ہو جاتی ہے۔

کیا خدا نے اپنے مہمربیٹے کے ذریعہ غضب ختم کرنے کی ترکیب نکالی تھی؟

یسوع خدا کا حقیقی اور اس کا ہمسر بیٹا نہ ہونا ہم ثابت کر چکے ہیں۔ مزید یہ کہ یسوع اگر خدا کا ہمسر ہوتے یا ان کے ذریعہ خدا نے اپنا غضب ختم کرنے کی ترکیب

(۷) استثنائے ۱۶: ۲۴ (۸) متی - ۱۹: ۱۳، ۱۴ (۹) لوقا - ۱: ۱۳، ۱۵

نکالی ہوتی تو یسوع اس بات سے حذر آگاہ ہوتے اور یہودیوں کی طرف سے قتل کئے جانے کے منصوبہ سے خوفزدہ ہو کر ان کی نہ تو یہ حالت ہوتی اور نہ ہی وہ یہ دعا مانگتے :

”اے باپ (خدا) اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو اور آسمان سے ایک فرشتہ اسے دکھائی دیا۔ وہ اس کو تقویت دیتا تھا ۵ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا ۶“ (۱۰)

انجیل لوقا کے اس بیان سے واضح ہے کہ یسوع کی مرضی یہ تھی کہ وہ قتل نہ کئے جائیں لیکن خدا کی مرضی اور تھی — انجیل کی رو سے یہ کہ وہ قتل کئے جائیں۔ اس سے خدا اور یسوع کے درمیان ہمہری ختم ہو کر یہ دلیل باطل ہو جاتی ہے کہ خدا نے اپنے ہمسر بیٹے کے ذریعے اپنے غضب کو دور کرنے کی ترکیب نکالی جسکے شکیات میں سب سے بڑی مشکل یہی پیش آتی ہے کہ تین میں سے ایک خدا کچھ چاہتا ہے تو دوسرا کچھ اور۔ اس سے نظام کائنات برقرار نہیں رہ سکتا۔

(د) کیا یسوع کی مصلوبیت دنیا کے گناہوں کا کفارہ پھہری تھی :

یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ یسوع مصلوب کیے گئے تھے۔ مسیحیت کے پروکادوں کا ایسا سمجھنا محض ظن و قیاس اور خواب و سراب اور رویا پر مبنی افسانوں کے باعث ہے۔ یسوع ہرگز مصلوب نہیں کئے گئے تھے۔ تفصیل کے ساتھ ہم اس واقعہ کو پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ مصلوبیت کی ابطال سے کفارہ کا عقیدہ اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔

(ز) کیا صرف یسوع پر ایمان سے آدمی نجات پاتا ہے ؟

اس نظریے کو درست مان لیا جائے تو تجربہ نکلے گا کہ آج سے تقریباً دو ہزار برس

پیشتر جتنے بھی انسان پیدا ہوئے تھے پیدا کنشی طور پر گنہگار ٹھہرائے جانے اور سیوہ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل نہ کر سکنے کے باعث وہ سب جہنمی ہیں۔ ان میں (نعموۃ اللہ) عہد عتیق کے کام بزرگ و برگزیدہ لوگ شامل ہوں گے۔ حیرت ہے کہ کیوں ان لوگوں کی لکھی گئی کتب عہد عتیق کو مسیحیت کے پیروکار مقدس مانتے ہیں، اور ان کی بنیاد پر حضرت مسیح کی شان نزول بیان کرتے ہیں۔

تحقیقات جدید کی دوسو سے لاکھوں برس سے نوع انسانی زمین پر آباد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جن میں سے تقریباً دو ہزار برس پیشتر سے انسانی آبادی کا محض کچھ حصہ مسیحیت کا پیروکار بنکر جہنم سے نجات کا حقدار ٹھہرا۔ یہ اگر درست مان لیا جائے تو بنی نوع انسان کی بنیاد ہی تئیل تعداد کے علاوہ باقی سبھی جہنم میں قیام پذیر ہیں اور مزید لوگ اس کے منتظر ہیں ایسے میں تو شاید بنی نوع انسان جہنم میں جگہ الاٹ کرانے کی تک و دو میں مبتلا ہوں گے! کیا کوئی ہوشمند یہ تصور کر سکتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے اب تک صرف مسیحی ہیں نجات یافتہ اور جہنم سے باہر ہیں؟

عہد عتیق کی شہادت

عہد عتیق میں کفارے کے عقیدہ کی سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ حزقیل نبی کی معرفت خدا نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے :

”جو جان گاہ کرتی ہے وہی سب کی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھا سکے اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت اسکے لیے۔ لیکن اگر شریر اپنے تمام گناہوں سے جو اس نے کئے ہیں باز آئے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روا ہے کرے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا۔ وہ نہ مرے گا۔ وہ سب گناہ جو اس نے کئے ہیں اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے۔ وہ اپنی راست بازی میں جو اس نے کی زندہ رہے گا۔ خداوند فرماتا ہے کیا شریر کی موت میں میری خوشی ہے اور اس میں نہیں کہ وہ اپنی روش سے باز آئے اور زندہ رہے؟ لیکن اگر صادق اپنی صداقت سے باز آئے اور گناہ کرے اور ان سب گھمنے کاموں کے

مطابق جو شریک کرتا ہے کرے تو کیا وہ زندہ رہے گا؟ اس کی تمام صداقت جو اس نے کی فراموش ہوگی۔ وہ اپنے گناہوں میں جو اس نے کئے ہیں اور اپنی خطاؤں میں جو اس نے کی ہیں مرے گا۔“ (۱۱)

غیر متعصب مسیحی علماء

قرآن حکیم کا فرمان ہے :

”اے پیغمبر تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں۔ اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالمی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔“ (۱۲)

مسیحیوں میں ہر زمانہ میں حق گو اور غیر متعصب علماء و مشائخ اور دانشور موجود رہے ہیں۔ ہم کفار کے عقیدے کے بارے میں اس قسم کے چند دانشوروں کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

حق پسند مسیحیوں کا تجزیہ

۱۔ سلسلہ مصلوبیت مسیح اور اس سے پہلے کی بطالت کی کیفیت کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے :

”مسیح کو اپنے باپ سے کچھ مدد نہ ملی اور وہ خود اپنی امداد نہ کر سکتا تھا۔ دکھ اور تکلیف کے وقت اس میں برداشت کی طاقت نہ تھی..... جب دکھ کے رفع کرنے کے لئے اسے پتہ ملی ہوئی ہے وہی گئی تو وہ منہ مھول کر اسے پینے کو لپکا اور پیاس کی برداشت نہ کر سکا جیسے معمولی آدمی بھی اکثر اوقات کیا کرتے ہیں۔ اس نے گتسنی میں کم ہمتی سے دعا مانگی کہ وہ پیالہ اس سے ٹل جائے اور اس کی روش میں کوئی ایک بات لٹے ٹٹے کے استقلال کے مقابلے میں نہ تھی جس نے اپنے آقا سے جو اس کی ٹانگ کو مروڑ رہا تھا

کہا کہ تم میری ٹانگ توڑ دو گے۔ اور جب وہ ٹوٹ گئی تو اس نے کہا کہ
دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ ٹوٹ جائیگی ۵ (۱۳)

۲۔ بین کفار سے کی تشریح اس طرح کرتا ہے :
”دیوتاؤں کے حالات قلبند کرنے والے مسیحی بیان کرتے ہیں کہ مسیح
جہان کے گناہوں کے لئے مر گیا اور وہ اسی مقصد کے لئے آیا تھا۔
یہ تو ظاہر ہے کہ مسیح کی موت ہم کو مرنے سے نہیں روک سکتی اس لئے کہ
ہم سب مر جاتے ہیں۔ اسی میں بنی آدم کی ابدی سزا کو شامل کر دینا خالق
کے بارے میں گناہی سے یہ کہنا ہے کہ اس نے ذومعنی لفظ موت کا
مغالطہ دے کر نوتوے کو منسوخ کر دیا۔ مغالطوں کے گھڑنے والے مقدس
پوئیس نے ایک اور ذومعنی لفظ آدم کا مغالطہ دیکر اس مغالطے کو تقویت
دی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دو آدم تھے۔ ایک وہ جو فی الحقیقت گناہ کرتا
ہے اور کوئی اور اس کی جگہ سزا اٹھاتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو ناقصاً ہم
کو گناہ کرتا ہے اور فی الحقیقت سزا پاتا ہے ۵“ (۱۴)

۳۔ ایک ہر دلعزیز واعظ یہ لکھتا ہے :
”میں نہیں سمجھ سکتا کہ یسوع کے دکھ کس مرض کی دوا تھے، یا اگر کوئی محبت
کرنے والا قادر مطلق خدا ہے تو میں ان دکھوں کے بغیر نجات کیوں نہیں پا
سکتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ بنی آدم توبہ کرنے سے اس وحشیانہ قتل کی قربانی
کے بغیر کیوں معافی حاصل نہیں کر سکتے۔ یسوع نے دنیا میں لوگوں کو کشادہ
دلی سے معاف کر دیا اور سوائے توبہ کے معافی کی کسی اور شرط کا ذکر نہ کیا۔
باوجود اس کے کہ کہتے ہو کہ ایک بیدروانہ قتل کے بغیر خدا تائب انسان
کو معاف نہیں کر سکتا۔ صاف بات تو یہ ہے کہ میری دانست میں یہ
مسئلہ نہ فقط ناقابل یقین ہے بلکہ اخلاق حمیدہ کے بھی خلاف
ہے۔“ (۱۵)

(۱۳) بارہ مزدہری سوالات ۱۸۰۰ (۱۴) ایف۔ ۱۹۰ (۱۵) ایف۔ ۱۹۰

۴۔ ایک تازہ تصنیف میں مصنف صلیب کو پرانے خیال کے مطابق بطور قربانی ماننے کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے:

• جدید تعلیم میں نجات کا خیال اور کردہ کیونکر حاصل ہوتی ہے، تھیالوجی کے پرانے خیال سے سراسر متفرق ہے..... ہم میں جس قدر مسیح کی روح اور خود نشاوری کی روح ہوگی اسی قدر ہم نجات حاصل کریں گے..... خدا کو انسان کی کسی ملاپ کرانے والی قربانی کی حاجت نہیں۔ پرانے خیالات کو کیوں نہ ترک کر دیں؟ یسوع نے مسرف بیٹے کی تیشیل میں جو تعلیم دی اُسی کو نجات کی سادہ اور کافی تدبیر کیوں نہ سمجھ لیں؟ یعنی خود جلا وطن شدہ بیٹا پیشانی پر نجالت کے عرق کے ساتھ واپس آتا ہے تو باپ کا پوچھتے دل اسے قبول کرے گا آگے بڑھتا ہے۔ بس یہی کافی ہے۔“ (۱۶)

۵۔ ایک بیٹسٹ تھیالوجیکل سیمینری کے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

”شریعت اور سزا اور کفارے کے بارے میں پولیس کا خیال دور جدید کے انصاف کے احساس کو ناگوار گزرتا ہے اور ہر پہلو سے ہمارے اخلاقی تصورات کے متناقض ہے۔ اگر یہ بیان، جو یہ نہ سمجھا جائے تو اس کا مقابلہ بعض جگہ کی پولیس کے تصورات کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ کسی جوش انگیز جرم کا ارتکاب ہوتا ہے۔ خلقت براہِ نیخت ہو کر مجرم کو گرفتار کرنے اور سزا دینے کا مطالبہ کرتی ہے۔ پولیس اس مطالبے کو پورا کرنے سے عاجز آتی ہے مگر آخر عوام کا منہ بند کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے۔ سو وہ کسی ایسے شخص کو ملازم بنالیتی ہے جس پر مقدمہ چلانا بظاہر معقول معلوم ہوتا ہے۔ اسے جلسہ داری سے مجرم ثابت کیا جاتا ہے۔ اس سے عوام الناس کا غوغا فرو کیا جاتا ہے۔ قانون کا وقار قائم رکھا جاتا ہے اور عدل کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔“

مگر اب ہم اس قسم کے انصاف سے مطمئن نہیں ہوتے۔ ہم اصرار سے

کہتے ہیں کہ بے گناہ کو سزا ملنے سے مجرم کا جرم مٹ نہیں سکتا۔ اور نہ بدلہ کا تقاضا پورا ہوتا ہے۔ باوجود اس کے ہماری تعینا لوجی سکھاتی ہے کہ تادمِ مطلق کو انسان کی کوئی تدبیر نہ سوجھی سوائے اس کے کہ اپنے بیٹے کے خلاف مقدمہ کھڑا کرے اور بے گناہ کو مجرم کے عوض قتل کرے۔ اگر انسان کسی انسان کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر خدا خدا کے ساتھ ایسا کرے تو ہم اس کی حمد اور تعظیم کرتے ہیں۔“ (۱۷)

۶۔ پیر ایبٹین کلیسیا کے ایک نامی گرامی خادم الدین نے اپنی جماعت کے مشوش شخص سے جس نے اس سے دریافت کیا کہ آپ کفار سے کس مضمون پر کبھی وعظ نہیں کرتے، جواب دیا کہ یقیناً میں کبھی اپنے بیٹے سے درخواست نہیں کروں گا کہ کسی اور کے لیے جان دے۔ اور میں نہیں مانتا کہ خدا نے ایسا کیا ہوگا۔“ (۱۸)

۷۔ کفارہ پولوس کا واضح کردہ من گھڑت نظریہ ہے۔ اس کے بارے میں یہ بیان ملاحظہ ہو:

”پولوس کی تصانیف خطرے کا باعث اور چھپی چٹان ہیں اور سچی تعینا لوجی کے بڑے بڑے نقص انہیں سے واقع ہوئے ہیں۔ پولوس تیز فہم آگستین اور نوخوار تعینا لوجی کا باپ ہے۔ جو لعنت کا فتویٰ دیتی اور جہنم کی سزا مقدمہ میں ٹھہرا دیتی ہے۔“ (۱۹)

سوٹھواں باب

باسیل کے تضادات و تحریفات

(۱)

کتبِ عہدِ جدید کے باہمی تضادات

اس سے قبل ہم عہدِ عتیق کے تضادات پر مفصل بحث کر چکے ہیں، نیز یسوع مسیح کے نسب نامے گوشتاروں کی شکل میں واضح طور پر پیش کر کے اُن کے تضادات کی نشاندہی بھی کر چکے ہیں۔ یہ صورت صرف عہدِ عتیق کی نہیں یہی حال کتبِ عہدِ جدید کا ہے۔ یہاں بھی آیات کے باہمی تضادات بکثرت موجود ہیں۔ ایک عام انسانی کتاب اگر وہ تحقیق و تجسس کے ساتھ مرتب کی ہو تو اس میں متضاد باتیں نہیں ہوتیں چہ جائیکہ اللہ کا سمجھا جانے والا کلام اور رسولوں کی باتوں میں اس قدر متضاد امور موجود ہوں۔ ہم اناجیل کے باہمی تضادات کی چند مثالیں پیش کر رہے ہیں۔ یوں تو اول سے آخر تک عہدِ جدید کی تمام کتابیں تضادات کا مجموعہ ہیں۔

۱۔ یسوع سرورِ دلیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا (متی ۲: ۱)۔

یسوع قیصر اوگنسٹس کے زمانے میں سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں پیدا ہوا۔

(لوقا ۲: ۱-۷)

۲۔ پیدائش کے بعد یسوع کے والدین اسے خداوند کے حکم سے مصر لے گئے۔ اور سرورِ دلیس

کے مرنے تک وہیں رہا۔ (متی ۲: ۱۳-۱۵)

”جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا اور موسیٰ کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے (چالیس دن) پورے ہو گئے تو وہ اس کو یروشلیم میں لائے تاکہ خداوند کے آگے حاضر کریں۔ اور جب وہ خداوند کی شریعت کے مطابق سب کچھ کر چکے تو گلیل میں اپنے شہر ناصره کو پھر گئے۔“

(لوقا ۲: ۲۲، ۲۳، ۲۴)

۳۔ ”وہ ان سے یہ باتیں کہہ رہا تھا تو دیکھو ایک سردار نے آکر سجدہ کیا

اور کہا میری بیٹی ابھی مری ہے۔“ (متی ۹: ۱۸)

”اور یہ کہہ کر اس کی بہت منت کی کہ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے۔“

(مرقس ۵: ۲۳)

”سردار آیا اور یسوع کے قدموں پر گر کر اس کی منت کی کہ میرے گھر چل

کیونکہ اس کی اکلوتی بیٹی جو مرنے کو تھی۔“ (لوقا ۸: ۴۲)

۴۔ ”یسوع گلیل سے یروشلیم کے کنارے لوحتا کے پاس پہنچنے والے آیا تو لوحتا

نے کہا میں آپ تجھ سے بہتہ لینے کا محتاج ہوں۔“ (متی ۳: ۱۳، ۱۴)

”یہ لوحتا نے قید خانہ سے (بعد میں) بچھوا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم

دوسرے کی راہ دیکھیں۔“ (متی ۱۱: ۱۲، ۱۳)

۵۔ ”جب وہ اُس پاراگرنینوں کے ملک میں پہنچا تو وہ آدمی جن میں بدروحیں

تھیں قبروں سے نکل کر اس سے ملے۔“ (متی ۸: ۲۸)

”جب وہ جھیل کے پاراگراپینوں کے علاقہ میں پہنچے تو فی الفور ایک آدمی

جس میں ناپاک رُوح تھی قبروں سے نکل کر اس سے ملا۔“ (مرقس ۵: ۱۵، ۱۶)

۶۔ ”یسوع نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک شخص کو محصول کی چوکی پر

بیٹھ دیکھا۔“ (متی ۹: ۹)

”اس نے حلفی کے بیٹے لاوی کو محصول کی چوکی پر بیٹھ دیکھا۔“

(مرقس ۲: ۱۴)

یسوع کے رسول: ”متی محصول لینے والا اور خلفی کا بیٹا یعقوب“
(متی ۱۰: ۳۲)

۷۔ ”ہوا کے پرندے اگر اس کی ڈالیوں پر بسیر کرتے ہیں۔“
(متی ۱۳: ۲۲)

”ہوا کے پرندے اس کے سایہ میں بسیر کر سکتے ہیں۔“ (متی ۱۳: ۳۲)

۸۔ ”پطرس نے جواب میں اُس سے کہا تو مسیح ہے۔“ (مرقس ۸: ۲۹)

”پطرس نے جواب میں کہا کہ خدا کا مسیح۔“ (لوقا ۹: ۲۰)

”شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔“ (متی ۱۶: ۱۶)

۹۔ ”تھمدن بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ لیا۔“ (مرقس ۹: ۲)

”ان باتوں کے آٹھ دن بعد ایسا ہوا کہ وہ پطرس اور یوحنا اور یعقوب

کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر دعا کرنے گیا۔“ (لوقا ۹: ۱۸)

۱۰۔ ”اور دیکھو دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے تھے یہ سن کر کہ یسوع

جار رہا ہے، چلا کر کہا کہ اے خداوند ابن داؤد ہم پر رحم کر۔“ (متی ۲۰: ۳۰)

”جب وہ چلتے چلتے یریحو کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ ایک اندھا راہ

کے کنارے بیٹھا ہوا بھیک مانگ رہا تھا اُس نے چلا کر کہا اے یسوع ابن

داؤد مجھ پر رحم کر۔“ (لوقا ۱۸: ۳۵، ۳۸)

۱۱۔ ”اس وقت زبدی کے بیٹوں کی ماں نے اپنے بیٹوں کے ساتھ اُس کے

سامنے آکر سجدہ کیا اور اس سے کچھ عرض کرنے لگی۔ اُس نے اُس سے

کہا تو کیا چاہتی ہے؟ اُس نے اس سے کہا فرما کہ یہ میرے دونوں بیٹے تیری

بادشاہی میں تیری داہنی اور بائیں طرف بیٹھیں۔“ (متی ۲۰: ۲۰، ۲۱)

”تب زبدی کے بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے اس کے پاس آکر اُس سے کہا

کہ اے استاد! ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہم تم سے درخواست کریں تو ہمارے

لیے کر۔ اُس نے اُن سے کہا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے کروں؟

اُنہوں نے اُس سے کہا ہمارے لیے یہ کہ تیرے جلال سے ہم میں سے

ایک تیری داہنی طرف اور ایک تیری بائیں طرف بیٹھے۔“ (مرقس ۱۰: ۳۵، ۳۶)

۱۲۔ ”اور جب صبح کو پھر شہر جا رہا تھا تو اسے جھوک لگی ۵ اور راہ کے کنارے انجیر کا ایک درخت دیکھ کر اُس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پا کر اُس سے کہا آئندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے، اور انجیر کا درخت اسی وقت ٹوکھ گیا“ (متی ۲۱: ۲۸، ۱۹)

دوسرے دن جب وہ بیت عتیہ سے نکلے تو اسے جھوک لگی ۵ اور وہ دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا، کہ شاید اس میں کچھ پائے۔ مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا (عجب ہے وہ بے موسم پھل ڈھونڈتے تھے) اس سے کہا آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے، اور اس کے شاگردوں نے سنا ۵ پھر صبح کو جب ادھر سے گزرے تو اُس انجیر کے درخت کو بڑا ٹیک ٹوکھا ہوا دیکھا ۵ (مرقس ۱۱: ۱۲، ۱۴، ۲۰)

۱۳۔ ”جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس پھل لینے بھیجا ۵“ (متی ۲۱: ۳۴)

”پھر پھل کے موسم میں اُس نے ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا کہ باغبانوں سے تاکستان کے پھلوں کا حصہ لے لے ۵“ (مرقس ۱۲: ۲)

۱۴۔ ”اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا ۵“ (متی ۲۱: ۳۹) ”پس انہوں نے اسے پکڑ کر قتل کیا اور تاکستان سے باہر پھینک دیا“ (مرقس ۱۲: ۸)

۱۵۔ ”کیونکہ یہ اس آدمی کا ساحل ہے جس نے پردیس جاتے وقت اپنے نوکروں کو بللا کر اپنا مال اُن کے سپرد کیا ۵ اور ایک کو پانچ توڑے دیئے اور دوسرے کو دو اور تیسرے کو ایک“ (متی ۲۵: ۱۴، ۱۵)

”اس نے اپنے نوکروں میں سے دس کو بللا کر دس اشرفیاں دیں ۵“ (لوقا ۱۹: ۱۳)

۱۶۔ ”انہوں نے اسے تیس روپے قول کر دے دیئے ۵ اور اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا ۵“ (متی ۲۶: ۱۵، ۱۶)

”وہ یہ سن کر خاموش ہوئے اور اس کو روپے دینے کا اقرار کیا اور وہ ہوتہ

ڈھونڈنے لگا کہ کس طرح قابو پا کر (اسے پکڑو لئے) (متی ۲۶: ۲۶)
 ۱۷۔ ”اُس نے اُس سے جواب میں کہا جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا
 ہے وہی مجھے پکڑوائے گا“ (مرقس ۱۴: ۱۱)
 ”یسوع نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈلو کر دوں گا وہی ہے۔“
 (یوحنا ۱۳: ۲۶)

۱۸۔ ”یسوع نے اُس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو آج اسی رات
 مرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا“
 (مرقس ۱۴: ۳۰)

میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج مرغ (ایک) بانگ نہ دے گا جب تک تو تیس
 بار میرا انکار نہ کرے گا“ (یوحنا ۱۳: ۳۸)
 ۱۹۔ ”یسو صوبہ دار اور جو اس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور
 تمام ماجرہ دیکھ کر بہت ہی ڈر کر کھٹے گئے، بیشک یہ خدا کا بیٹا تھا“
 (متی ۲۸: ۵۴)

”اور صوبہ دار (ایکلا) اس کے سامنے کھڑا تھا اُس نے یوں دم دیتے ہوئے
 دیکھ کر کہا بیشک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا“ (مرقس ۱۵: ۳۹)
 ”یہ ماجرا دیکھ کر صوبہ دار نے خدا کی مجید کی اور کہا بیشک یہ آدمی راستباز
 تھا“ (لوقا ۲۳: ۴۷) راستباز آدمی خدا کا بیٹا کہا جانے کی یہ
 مثال ہے۔

۲۰۔ ”انہوں نے شمعون نام ایک کریشی کو جو دیہات سے آتا تھا پکڑ کر صلیب
 اس پر لا دی کہ یسوع کے پیچھے پیچھے لے چلے“ (لوقا ۲۳: ۲۶)
 ”اور وہ (یسوع) اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو
 کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے“ (یوحنا ۱۹: ۱۷)

۲۱۔ ”یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ اپنے سامنے کے گاؤں جاؤ۔
 وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اُس کے ساتھ ایک بچہ پاؤ گئے انہیں

کھول کر میرے پاس لے آؤ۔ پس شاگردوں نے جیسا یسوع نے ان کو حکم دیا دیا ویسا ہی کیا۔ اور گدھی اور بچے کو لا کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان پر بیٹھ گیا۔“ (متی ۲۱: ۱۲، ۱۳، ۱۴)

”اور ان سے کہا اپنے سامنے کے گاوؤں جاؤ اور اس میں داخل ہوتے ہی (اکیلے) ایک گدھی کا بچہ بندھا ہوا تمہیں ملے گا جس پر کوئی آدمی اب تک سوار نہیں ہوا، اسے کھول لاؤ۔ پس وہ گدھی کے بچے کو یسوع کے پاس لائے اور اپنے کپڑے اس (اکیلے) پر ڈال دیئے اور وہ اس پر سوار ہو گیا۔“ (مرقس ۱۱: ۲، ۳)

(۲)

کتاب عہد عتیق سے لفظی و معنوی تحریفات

کتاب عہد جدید کی بنیاد کتاب عہد عتیق پر ہے، لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ کثرت کے ساتھ ایسے مقامات ہیں جہاں کتاب عہد جدید میں باقاعدہ عہد عتیق کا حوالہ دیا گیا ہے، لیکن لفظی و معنوی تحریفات سے گریز نہیں کیا گیا۔ ہم اس قسم کی لفظی و معنوی تبدیلیوں کی جو مثالیں پیش کر رہے ہیں، دیکھتے ہیں کہ مسیحی علماء ان صریح تبدیلیوں کی کیا توجیہ پیش کرتے ہیں۔

عہدِ عتیق

۱۔ یسعیاہ ۴۰:۴: "خداوند آپ تم شاہِ یہوداہ
آخر کو نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری
حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا۔ اور وہ
اس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔"

۲۔ ہوسیع ۱۱:۱- "جب اسرائیل ابھی بچہ ہی
تھا میں نے اُس سے محبت رکھی اور
اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔"
(عہدِ عتیق میں یہ کلام اسرائیل کے مصر
سے خروج سے متعلق ہے)

۳۔ یرمیاہ ۳۱:۱۵- "رامہ میں ایک آواز سنائی
دی۔ نوحہ اور زار زار رونا۔ راحل
اپنے بچوں کو رو رہی ہے وہ اپنے
بچوں کی بابت قسبی پذیر نہیں ہوئی
کیونکہ وہ نہیں ہیں۔"
یہ کلام اسرائیل و بنی راحل یعنی افراتیم
کی اسیری کی بابت ہے)

۴۔ میکاہ ۵:۲- "اے بیتِ لحم افراتاہ اگرچہ
تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل

عہدِ جدید

متی ۲۳:۱: "دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو
گی اور بیٹا جنے گی۔ اور اس کا نام عمانوئیل
رکھیں گے۔"

(یہ حوالہ یسوع کی پیدائش کے ساتھ بطور
پیشینگوئی لکھا گیا ہے جبکہ عہدِ عتیق میں
یہ آخز کے دشمنوں کی بربادی کے نشان کے طور
پر نازل ہوا تھا)

متی ۲:۱۵- "وہ پورا ہوا کہ مصر
میں سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا۔"
(یہ کلام یسوع کی پیدائش پر ہیرودیس
بادشاہ کے ہاتھوں قتل کیے جانے کے
ڈر سے بچے کو مصر لے جائے جانے سے
منسوب کیا گیا ہے)

متی ۲:۱۸- "رامہ میں آواز سنائی دی،
رونا اور بڑا ماتم۔ راحل اپنے بچوں کو
رو رہی ہے اور تسلی قبول نہیں کرتی
اس لیے کہ وہ نہیں ہیں۔"
یہ کلام ہیرودیس کے ہاتھوں بیت لحم
کے ارد گرد کے بچوں کے مروائے جانے
کی پیشینگوئی کے طور پر یسوع سے
منسوب ہے)

متی ۶:۲- "اے بیتِ لحم یہوداہ کے
علاقے۔ تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز

عہد عتیق

ہونے کے لیے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا۔
 یہ کلام اسرائیل کو اسیری سے نجات دلانے کے لیے مسیح بادشاہ آنے کی تسلی ہے)

۵- یسعیاہ ۴۲: ۴- "وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا جب تک عدالت کو زمین پر قائم نہ کرے۔ جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے۔"

۶- یسعیاہ ۶: ۱۰، ۹- "تم سنا کر دپر سمجھو نہیں۔ تم دیکھا کر دپر بوجھو نہیں۔" تو ان لوگوں کے دلوں کو چربا دے اور ان کے کانوں کو بھاری کرتا نہ ہو کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اپنے کانوں سے سنیں اور اپنے دلوں سے سمجھ لیں اور باز آئیں اور شفا پائیں۔"

عہد جدید

سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک مردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گتہ بانی کرے گا۔"

۱- اسے یسوع کی پیدائش سے منسوب کیا گیا ہے۔ الفاظ کی تبدیلی اور چھوٹا ہے کہ چھوٹا نہیں بنایا جانا ملاحظہ ہو)

متی ۱۲: ۲۱- "اور اس کے نام سے غیر قومیں امید رکھیں گی۔"

یسوع کو غیر اقوام کا نجات دہندہ بنانے کے لیے نہ صرف کلام میں تبدیلی کی گئی ہے۔ بلکہ شریعت کے منسوخ قرار دیئے جانے سے شریعت کا لفظ ختم کر دیا گیا ہے)

متی ۱۳: ۱۴، ۱۵- "تم کانوں سے سنو گے پھر ہرگز نہ سمجھو گے۔ اور آنکھوں سے دیکھو گے پھر ہرگز معلوم نہ کرو گے۔" کیونکہ اس امت کے دل پر چربی چھا گئی ہے۔ اور وہ کانوں سے اونچا سنتے ہیں۔ اور امانوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں، اور رجوع لائیں اور میں ان کو شفا بخشوں۔"

عہدِ عقیق

۷۔ یسعیاہ ۲۹: ۱۲۔ ”یہ لوگ زبان سے میری
نزدیکی چاہتے ہیں اور ہونٹوں سے
میری تعظیم کرتے ہیں لیکن ان کے
دل مجھ سے دُور ہیں کیونکہ میرا خوت
جو ان کو ہوا فقط آدمیوں کی تعلیم
سننے سے ہوا“

۸۔ زبور ۲: ۸۔ ”بچوں اور شیر خواروں کے
منہ سے قدرت کو قائم کیا“

۹۔ یسعیاہ ۴۰: ۳۔ ”پکارنے والے کی آواز
بیابان میں خداوند کی راہ درست
کرو۔ صحرا میں ہمارے خداوند کے لیے
شاہراہ ہموار کرو“

۱۰۔ یسعیاہ ۴۰: ۵۔ ”پکارنے والے کی آواز
بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو
صحرا میں ہمارے خدا کے لیے شاہراہ
ہموار کرو۔ ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے
اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ پست کیا جائے
اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ہر ایک
ناہموار جگہ ہموار کی جائے“ اور خداوند

عہدِ جدید

مرقس ۴: ۱۲۔ ”ناکہ وہ دیکھتے ہوئے دیکھیں
اور معلوم نہ کریں اور سننے ہوئے
سنیں اور نہ سمجھیں۔ ایسا نہ ہو کہ رجوع
لا آئیں اور معافی پائیں“

متی ۱۵: ۸، ۹۔ ”یہ اُمّت زبان سے تو
میری عزت کرتی ہے۔ مگر ان کا دل
مجھ سے دُور ہے“ اور یہ بے فائدہ
میری پرستش کرتے ہیں کیونکہ انسانی
احکام کی تعلیم دیتے ہیں“

متی ۲۱: ۱۶۔ ”بچوں اور شیر خواروں
کے منہ سے تو نے حمد کو کامل کر لیا“

مرقس ۱: ۳۔ ”بیابان میں پکارنے والے
کی آواز آتی ہے کہ۔ خداوند کی راہ
تیار کرو۔ اس کے راستے سیدھے بناؤ“

لوقا ۳: ۴۔ ”بیابان میں پکارنے والے
کی آواز آتی ہے کہ۔ خداوند کی راہ
تیار کرو، اس کے راستے سیدھے بناؤ
ہر ایک گھاٹی بھری جائے گی۔ اور
ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائے گا۔
اور جو ٹیڑھا ہے سیدھا اور جو اونچا
نیچا ہے ہموار راستہ بنے گا اور ہر بشر

عمرِ عتیق

کا جلال آشکارا ہوگا اور تمام بشر اس کو دیکھے گا کیونکہ خداوند نے اپنے منہ سے فرمایا ہے ۵

۱۱۔ یسعیاہ ۶۱: ۲-۴۔ خداوند کی روح مجھ پر

ہے کیونکہ اس نے مجھے مسح کیا تاکہ عیسیٰ کو خوشخبری سناؤں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ دلوں کو تسلی دوں۔

قیدیوں کے لیے رہائی اور اسیروں کے لیے آزادی کا اعلان کروں ۵ تاکہ خداوند کے انتقام کے روز کا اشتہار دوں اور سب غمگینوں کو دلاسا دوں ۵

خود یسعیاہ سے منسوب یہ اسرائیل اور یہوداہ کے اسیروں کو تسلی دینے کے لیے ہے

۱۲۔ یسعیاہ ۵۳: ۱۔ ہمارے پیغام پر کون ایمان لایا ۵ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا ۵

۱۳۔ یسعیاہ ۶: ۱۰۔ تو ان لوگوں کے دلوں کو چربا دے اور ان کے کانوں کو بھاری کر اور ان کی آنکھیں بند کر دے تاکہ وہ کہہ سکیں کہ وہ اپنی آنکھوں سے

عمرِ جدید

خدا کی نجات دیکھے گا ۵^۱
راصل کلام بدل کر اسے یسوع سے منسوب کیا ہے جبکہ عمرِ عتیق میں یہ اللہ سے منسوب ہے

یوحنا ۴: ۱۸۔ خداوند کی روح مجھ پر ہے اس لیے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لیے مسح کیا اس نے مجھے بھیجا کہ قیدیوں کی رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کروں ۵ اور خداوند کے سالِ مقبول کی منادی کروں ۵^۲
یوحنا نے کلام بدل کر یسوع کی آمد سے منسوب کر دیا ہے

یوحنا ۱۲: ۳۸۔ اے خداوند ہمارے پیغام کا کس نے یقین کیا ہے؟ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا ہے؟^۳
اس نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور ان کے دل کو سخت کر دیا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع کریں ۵

عہدِ عتیق

دیکھیں اور کانوں سے سنیں اور اپنے
دلوں سے سمجھ لیں اور باز آئیں اور
شفا پائیں ۵

۱۴- یوایل ۲: ۳۰، ۳۱- اور میں زمین و

آسمان میں عجائب ظاہر کروں گا،
یعنی خون اور آگ اور دھوئیں کے
ستون ۵ اس سے پیشتر کہ خداوند کا
خونفک روزِ عظیم آئے، آفتاب
تاریک اور مہتاب خون ہو جائے ۵

۱۵- زیبور ۱۶: ۸-۱۱- ”میں نے خداوند کو ہمیشہ

اپنے سامنے رکھا ہے چونکہ وہ میرے
داہنے ہاتھ ہے اس لیے مجھے جنبش نہ
ہوگی ۵ اسی سبب سے میرا دل خوش
اور میری روح شادمان ہے میرا جسم
بھی امن و امان میں رہے گا ۵ کیونکہ
تو نہ تو میری جان کو پاتال میں رہنے
دے گا۔ نہ تو اپنے مقدس کو سڑنے
دے گا ۵ تو مجھے زندگی کی راہ دکھائے
گا۔ تیرے حضور کامل شادمانی ہے۔
تیرے داہنے ہاتھ میں دائی خوشی ہے ۵

عہدِ جدید

اعمال ۲: ۱۹، ۲۰- اور میں اوپر

آسمان پر عجیب کام اور نیچے زمین پر
نشانیاں۔ یعنی خون اور آگ اور دھوئیں
کا بال دکھاؤں گا ۵ سورج تاریک اور
چاند خون ہو جائے گا۔ پیشتر اس کے
کہ خداوند کا عظیم اور جلیل دن آئے ۵

اعمال ۲: ۲۵، ۲۸- میں خداوند کو

ہمیشہ اپنے سامنے بیکھتا رہا کیونکہ وہ میری
داہنی طرف ہے تاکہ مجھے جنبش نہ ہو ۵
اس سبب سے میرا دل خوش ہوا اور
میری زبان شاد بلکہ میرا جسم امید میں
لسار ہے گا ۵ اس لیے تو میری جان کو
عالم ارواح میں نہ چھوڑے گا۔ اور
نہ اپنے مقدس کے سڑنے کی نوبت
پہنچنے دے گا ۵ تو نے مجھے زندگی کی راہیں
بتائیں۔ تو مجھے اپنے ویدار کے باعث
خوشی سے بھر دے گا ۵

(اصل متن حضرت داؤدؑ کی مناجات
ہے جسے بدل کر یسوع سے منسوب کیا
گیا ہے)

عہدِ عتیق

۱۶۔ زبور ۲: ۱۰۷۔ ”تو میں کس لیے طیش میں
ہوں۔ اور لوگ کیوں باطل خیال بناتے ہیں؟
خداوند اور اس کے مسیح کے خلاف
زمین کے بادشاہ صفت آرائی کر کے
اور حاکم آپس میں مشورہ کر کے کہتے ہیں۔“
”انگریزی تن میں مسیح کی بجائے الفاظ
”چنا ہوا بادشاہ“ ہیں، جب کہ یہ کلام
حضرت داؤد کی مناجات ہے)
۱۷۔ پیدائش ۲۶: ۲۷۔ ”اور یوسف کے
دو بیٹے تھے جو مصر میں پیدا ہوئے
سولیفوب کے گھرانے کے جو لوگ
مصر میں آئے وہ سب مل کر ستر
ہوئے۔“

۱۸۔ حاموس ۵: ۲۷، ۲۸۔ ”اے بنی اسرائیل
کیا تم چالیس برس تک بیابان میں میرے
حضور ذبیحے اور نذر کی قربانیاں گزارتے
رہے؟ تم تو ملکوم کا خیمہ اور کیوان کے
بُت جو تم نے اپنے لیے بنائے اٹھائے
پھرتے تھے۔“

۱۹۔ یسعیاہ ۵۳: ۸۔ ”وہ ظلم کر کے اور قوی
لگا کر اسے لے گئے۔ پھر اس کے زمانہ
کے لوگوں میں سے کسی نے خیال نہ کیا

عہدِ جدید

اعمال ۴: ۲۵، ۲۶۔ ”قوموں نے کیوں
دھوم مچائی؟ اور امتوں نے کیوں باطل
خیال کیے؟ خداوند اور اس کے مسیح
کی مخالفت کو۔ زمین کے بادشاہ اٹھ کھڑے
ہوئے۔“

عہدِ عتیق کے کلام میں تحریف یسوع
کے ساتھ منسوب کرنے کے لیے کی گئی ہے۔
اعمال ۷: ۱۴۔ ”پھر یوسف نے اپنے
باپ یعقوب اور سارے گنبے کو جو بچتر
جائیں تھیں بلا بھیجا۔“

اعمال ۷: ۲۲، ۲۳۔ ”اے اسرائیل کے
گھرانے! کیا تم نے بیابان میں چالیس
برس۔ مجھ کو ذبیحے اور قربانیاں گزاریں؟
بلکہ تم ملکوم کے خیمہ۔ اور
رفان دیوتا کے تارے لیے پھرتے
تھے، یعنی ان مورتوں کو جنہیں تم نے سجدہ
کرنے کے لیے بنایا تھا۔“

اعمال ۸: ۳۳۔ ”اس کی پست حالی
میں اس کا انصاف نہ ہوا اور کون اس
کی نسل کا حال بیان کرے گا؟ کیونکہ زمین

عہدِ عتیق

کہ وہ زندوں کی زمین میں سے کاٹ ڈالا گیا؟ میرے لوگوں کی خلاص کے سبب سے اس پر مار پڑی؟

۲۰۔ حیو ۱: ۵۔ ”قوموں پر نظر کرو اور دیکھو اور متعجب ہو۔ کیونکہ میں تمہارے آباؤ ہیں ایک ایسا کام کرنے کو ہوں کہ اگر کوئی تم سے اس کا بیان کرے تو تم ہرگز باور نہ کرو گے“

۲۱۔ عاموس ۱: ۱۱، ۱۲۔ ”میں اس روز داؤد کے گھرے ہوئے مسکن کو کھڑا کر کے اس کے رخنوں کو بند کروں گا اور اس کے کھنڈر کی مرمت کر کے اسے پہلے کی طرح تعمیر کروں گا۔ تاکہ وہ اودم کے بقیہ اور ان سب قوموں پر جو میرے نام سے کہلاتی ہیں قابض ہوں، اس کو وقوع میں لانے والا خداوند فرماتا ہے۔“

۲۲۔ زبور ۵۱: ۴۔ ”تاکہ تو اپنی باتوں میں راستباز ٹھہرے اور اپنی عدالت

عہدِ جدید

پر سے اس کی زندگی مثالی جاتی ہے۔“

۱۔ اعمال ۱۳: ۱۸۔ ”اے تھیر کر نے والو! دیکھو تعجب کرو اور دمٹ جاؤ کیونکہ میں تمہارے زمانہ میں ایک کام کرتا ہوں، ایسا کام کہ اگر کوئی تم سے بیان کرے تو بھی اس کا یقین نہ کرو گے۔“

۱۵۔ اعمال ۱۸: ۱۸۔ ”ان باتوں کے بعد بھڑا کر۔ داؤد کے گھرے ہوئے خیمہ کو اٹھاؤں گا اور اس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے۔ اسے کھڑا کروں گا۔ تاکہ باقی آدمی یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں۔ خداوند کو تلاش کریں۔ یہ وہی خداوند فرماتا ہے جو دنیا کے شروع سے ان باتوں کی خبر دیتا آیا ہے۔“

(عہدِ عتیق میں تحریف سے رد و بدل اقوام عالم کو مسیحیت کی دعوت کا جواز پیدا کرنے کے لیے کیا گیا ہے کیونکہ یسوع صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے)

رومیوں ۳: ۴۔ ”تو اپنی باتوں میں راستباز ٹھہرے اور اپنے مقدمہ میں فتح پائے۔“

عہدِ عتیق

میں بے عیب رہے۔“

۲۳۔ زبور ۱۴: ۳ + ۵۳: ۳۔ ”وہ سب کے سب گمراہ ہوئے۔ وہ باہم بخش ہو گئے۔“

۲۴۔ زبور ۹: ۵۔ ”ان کا گلا کھلی قبر ہے۔ وہ اپنی زبان سے خوشامد کرتے ہیں۔“

۲۵۔ خروج ۹: ۱۶۔ ”پر میں نے تجھے فی الحقیقت اس لیے قائم رکھا ہے کہ اپنی قوت تجھے دکھاؤں تاکہ میرا نام ساری دنیا میں مشہور ہو جائے۔“

۲۶۔ یسعیاہ ۱۰: ۲۲، ۲۳۔ ”کیونکہ اسے بنی اسرائیل اگرچہ تیرے لوگ سمندر کی ریت کے مانند ہوں تو بھی ان میں کا صرف ایک بقیہ واپس آئے گا اور بربادی پورے عدل سے مقرر ہو چکی ہے۔ کیونکہ خداوند رب الافواج مقررہ بربادی تمام روئے زمین پر ظاہر کرے گا۔“

۲۷۔ یسعیاہ ۲۸: ۱۶۔ ”دیکھو میں صیون میں بنیاد کے لیے ایک پتھر رکھوں گا۔“
آزمودہ پتھر، حکم بنیاد کے لیے کوئے

عہدِ جدید

رومیوں ۱۲: ۳۔ ”سب گمراہ ہیں سب کے سب نکتے بن گئے۔“

رومیوں ۱۲: ۳۔ ”ان کا گلا کھلی ہوئی قبر ہے۔ انہوں نے اپنی زبانوں سے قریب دیا۔ ان کے ہونٹوں میں سانپوں کا نہر ہے۔“
رومیوں ۹: ۱۷۔ ”فرعون سے کہا گیا ہے کہ میں نے اس لیے تجھے کھڑا کیا ہے کہ تیری وجہ سے اپنی قدرت ظاہر کروں، اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہو۔“

رومیوں ۹: ۲۸۔ ”گو بنی اسرائیل کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہو، تو بھی تھوڑے ہی بجس گئے۔ کیونکہ خداوند اپنے کلام کو تمام اور منقطع کر کے اس کے مطابق زمین پر عمل کرے گا۔“
دعوتِ حقیق میں تحریفِ شرعیّت کی منسوخی کے جواز کے لیے کی گئی ہے۔

رومیوں ۹: ۳۳۔ ”دیکھو میں صیون میں پتھر رکھنے کا پتھر اور پتھر رکھانے کی چٹان رکھتا ہوں۔ اور جو اس پر
۳۴۰

عہد عتیق

کے سرے کا قیمتی پتھر جو کوئی ایمان لاتا
ہے قائم رہے گا ۵

عہد جدید

ایمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا ۵

۱۔ پطرس ۲: ۶-۷۔ دیکھو میں صیون میں کونے
کے سرے کا پتھر ہوا اور قیمتی پتھر رکھتا
ہوں۔ جو اس پر ایمان لائے گا ہرگز
شرمندہ نہ ہوگا ۵

رومیوں ۱۰: ۹، ۱۰۔ ان کا دسترخوان
ان کے لیے چھننا ہو جائے، اور جب
کھانے اور سزا پانے کا باعث بن جائے ۵
ان کی آنکھوں پر تاریکی آجائے تاکہ نہ
دیکھیں۔ اور تو ان کی پٹیٹھ ہمیشہ جھکائے
رکھ ۵

رومیوں ۱۱: ۲۶، ۲۷۔ چھڑانے والا
صیون سے نکلے گا اور بیدینی کو یعقوب
سے دفع کرے گا ۵ اور ان کے ساتھ
میرا یہ عہد ہوگا، جب کہ میں ان کے گنہگار
کو دور کر دوں گا ۵

۲۸۔ زبور ۶۹: ۲۲، ۲۳۔ ان کا دسترخوان
ان کے لیے چھننا ہو جائے، اور جب
وہ امن سے ہوں وبال بن جائے ۵
ان کی آنکھیں تاریک ہو جائیں تاکہ وہ
دیکھ نہ سکیں، اور ان کی کمریں ہمیشہ کانپتی
رہیں ۵

۲۹۔ یسعیاہ ۵۹: ۲۱، ۲۲۔ اور خداوند فرماتا
ہے کہ صیون میں اور ان کے پاس جو
یعقوب میں خطا کاری سے باز آتے ہیں
ایک فدیہ دینے والا آئے گا ۵ کیونکہ
ان کے ساتھ میرا یہ عہد ہے خداوند
فرماتا ہے کہ میری روح جو تجھ پر ہے
اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ
میں ڈالی ہیں تیرے منہ سے اور تیری
نسل کے منہ سے اور تیری نسل کی نسل
کے منہ سے اب سے لے کر ابد تک
رہیں گی ۵

عہدِ عتیق

۳۰۔ یسعیاہ ۱۱: ۱۰۔ "اس وقت یوں ہوگا کہ لوگ یسعی کی اس جڑ کے طالب ہوں گے جو لوگوں کے لیے ایک نشان ہے اور اس کی آرامگاہ جلالی ہوگی۔"

۳۱۔ استثنا ۷: ۱۷۔ "یوں تو اپنے درمیان سے شراعت کو دور کیا کرنا۔"

۳۲۔ استثنا ۲۷: ۲۶۔ "لعنت اس پر جو اس شریعت کی باتوں پر عمل کرنے کے لیے قائم نہ رہے۔"

۳۳۔ یسعیاہ ۴۵: ۲۲، ۲۳، ۲۴۔ "میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی نہیں و میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے، کلام صادق میرے منہ سے نکلا ہے، اور مٹے کا نہیں کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور گھجے گا اور ہر زبان میری قسم کھائے گی۔ میرے حق میں ہر ایک گنہگار

عہدِ جدید

رومیوں ۱۵: ۱۲۔ "یسعی کی جڑ ظاہر ہوگی یعنی وہ شخص جو غیر قوموں پر حکومت کرنے کو اُٹھے گا۔ اسی سے غیر قومیں اُمید رکھیں گی۔"

(عہدِ عتیق کے متن میں تحریفِ یسوع کو غیر اقوام کا ہادی بنانے کے لیے کی گئی ہے)

اکر تھیوں ۵: ۱۲۔ "پس اس شراب آدی کو اپنے درمیان سے نکال دے۔" گلیتوں ۳: ۱۰۔ "چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر قائم نہیں رہتا جو شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں وہ لعنتی ہے۔"

(عہدِ عتیق کے متن میں تحریفِ پولوس نے شریعت کی منسوخی کی دلیل بنانے کے لیے کی ہے۔ نیز دیکھئے گلیتوں)

فیلیپوں ۲: ۱۱، ۱۰۔ "تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا گھجے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینوں کا۔ خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لیے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔"

(پولوس کا خدا کے سوا یسوع کو خدا بنا کر

عہدِ عتیق

کہے گا کہ یقیناً خداوند ہی راستبازی اور توانائی ہے۔

۳۴۔ استثنائاً ۳۲: ۳۴۔ ”اے قومو! اس خدا کے لوگوں کے ساتھ خوشی مناؤ۔“

۳۵۔ زبور ۸: ۴، ۵۔ ”تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیلئے کہ تو اس کی خبر لے؟ کیونکہ تو نے اسے خدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے۔ اور حلال اور شوکت سے اسے تاجدار کرتا ہے؟“

۳۶۔ یرمیاہ ۳۱: ۳۳۔ ”بلکہ یہ وہ عہد ہے

جو میں ان دلوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ خداوند فرماتا ہے۔ میں اپنی شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا۔ اور ان کے دل پر اسے لکھوں گا۔ اور میں ان کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے۔“

عہدِ جدید

ہر گھٹنا ان کے آگے جھکنا قابلِ غور ہے)

عبرانیوں ۱: ۶۔ ”خدا کے سب فرشتے اسے (یسوع کو) سجدہ کریں۔“

عبرانیوں ۶: ۷۔ ”انسان کیا چیز ہے جو تو اس کا خیال کرتا ہے؟ یا آدم زاد کیا ہے جو تو اس پر نگاہ کرتا ہے؟ تو نے اُسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا۔ تو نے اس پر حلال اور عزت کا تاج رکھا۔ (عہدِ عتیق کے متن میں انسان خدا سے کچھ کمتر ہے، لیکن پولوس نے اسے فرشتوں سے کم کر دیا ہے)

عبرانیوں ۸: ۱۰۔ ”جو عہد اسرائیل کے گھرانے سے۔ ان دنوں کے بعد باندھوں گا۔ وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون ان کے ذہن میں ڈالوں گا۔ اور ان کے دلوں پر لکھوں گا۔ اور میں ان کا خدا ہوں گا۔ اور وہ میری امت ہوں گے۔“ (عہدِ عتیق میں شریعت کو نیچنگی کے ساتھ قائم کرنے کا عہد ہے۔ لیکن پولوس نے لفظ شریعت کو قانون کی آڑ میں چھپا کر شریعت کی منسوخی کی دلیل دی ہے)

عبدالعزیز

۳۷۔ زبور ۴۰: ۶، ۸۔ ”قربانی اور نذر کو تو
پسند نہیں کرتا۔ تو نے میرے کان
کھول دیئے ہیں۔ سوختنی قربانی اور
خطا کی قربانی تو نے طلب نہیں کی۔
تب اس نے کہا دیکھ! میں آیا ہوں
کتاب کے طومار میں میری بابت لکھا
ہے۔ اے میرے خدا! میری خوشی
تیری مرضی پوری کرنے میں ہے، بلکہ
تیری شریعت میرے دل میں ہے۔“

۳۸۔ پیدائش ۴: ۲۱۔ ”اور اس نے اس سے
قسم کھائی تب اسرائیل اپنے بستر پر
سرنانے کی طرف سجدہ میں ہو گیا۔“
رولوس کی متن سے ناواقفیت واضح
ہے۔ اور محرف کلام سے وہ شریعت
کی منسوخی اور محض یسوع پر ایمان
لانے سے نجات ملنے کی دلیل پیش
کرتا ہے)

۳۹۔ متی ۱۱: ۱۲۔ ”اے میرے بیٹے!

عبدالعزیز

عبرانیوں ۱۰: ۵۔ ”تو نے قربانی
اور نذر کو پسند نہ کیا، بلکہ میرے لیے
ایک بدن (یسوع) تیار رکھا۔ پوری
سوختنی قربانیوں اور گناہ کی قربانیوں
سے تو خوش نہ ہوا۔ اس وقت
میں نے کہا دیکھ! میں آیا ہوں کتاب
کے ورقوں میں میری نسبت لکھا ہوا
ہے۔ تاکہ اے خدا! تیری مرضی پوری
ہو۔“

دمتن میں حضرت داؤد خدا کی شریعت
اپنے دل میں رکھنے کا اقرار کرتے ہیں۔
لیکن تحریف سے پولوس نے اسے شریعت
کی منسوخی اور یسوع کی مصلوبیت اور
کفارہ کے جواز میں پیش کیا ہے)

عبرانیوں ۱۱: ۲۱۔ ”ایمان ہی سے
یعقوب نے مرتے وقت یوسف کے
دونوں بیٹوں میں سے ایک کو عادی
اور اپنے عصا کے سرے پر سہارا لے
کر سجدہ کیا۔“

عبرانیوں ۱۲: ۵، ۶۔ ”اے میرے

عہدِ عتیق

خداوند کی تنبیہ کو حقیر نہ جان۔
اور اس کی ملامت سے بیزار نہ ہو۔
کیونکہ خداوند اسی کو ملامت کرتا ہے
جس سے اسے محبت ہے۔ جیسے باپ
اس بیٹے سے جس سے وہ خوش ہے۔

عہدِ جدید

بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناجیز نہ جان۔
اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بیدل
نہ ہو۔ کیونکہ جس سے خداوند محبت
رکھتا ہے، اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے
اسے کوڑے بھی لگاتا ہے۔
(تحریر لطف کے ذیلے پولوس یسوع)

کی مصلوبیت کی دلیل دیتا ہے)
عزرائیوں ۱۲-۱۳۔ ”اور اپنے پاؤں کے لیے سیدھے
راستے بناؤ تاکہ ننگرا ہے راہ نہ ہو کہ
شفا پائے۔“

عزرائیوں ۱۲: ۱۵۔ ”عز سے دیکھتے ہو
کہ کوئی شخص خدا کے فضل سے محروم نہ
رہ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی کڑوی جڑ
پھوٹ کر تمہیں دکھ دے اور اس کے
سبب سے اکثر لوگ ناپاک ہو جائیں۔“
راستفانیں شریعت کے اعمال پر عمل کرنے
اور غیر معبودوں کی مناجات کی گئی ہے
لیکن پولوس خدا کے فضل سے محروم
ہونا یوں بیان کرتا ہے: ”تم جو شریعت
کے وسیلہ سے راستباز ٹھہرنا چاہتے ہو
مسیح سے الگ ہو گئے اور فضل سے محروم۔“
(گلیتوں ۵: ۴) یسوع کو خدا کے سوا
معبود بنا دینے والا پولوس اندرائین

۴۸۔ اشال ۴: ۲۶۔ ”اپنے پاؤں کے لیے
راستہ کو ہموار بنا۔ اور تیری سب
راہیں قائم رہیں۔“
۴۹۔ استثنیٰ ۱۸: ۲۹۔ ”سو ایسا نہ ہو کہ تم
میں کوئی مرد یا عورت یا خاندان یا
قبیلہ ایسا ہو جس کا دل آج کے دن
خداوند ہمارے خدا سے برگشتہ ہو
اور وہ جا کر ان قوموں کے دیوتاؤں
کی پرستش کرے یا ایسا نہ ہو کہ تم میں
کوئی ایسی جڑ ہو جو اندرائین اور ننگدونا
پیدا کرے۔“

عبدالغنیق

۴۲۔ زبور ۳: ۱۲، ۱۳۔ ”وہ کون آدمی ہے جو زندگی کا مشا ق سے اور بڑی عمر چاہتا ہے تاکہ بھلائی دیکھے؟ اپنی زبان کو بندی سے باز رکھ۔ اور اپنے ہونٹوں کو دغا کی بات سے“

۴۳۔ امثال ۳: ۳۔ ”یقیناً وہ ٹھٹھا بازوں پر ٹھٹھے مارتا ہے لیکن فردتوں پر فضل کرتا ہے“

۴۴۔ زبور ۹: ۲۔ ”تو (خدا) ان کو لوہے کے عصا سے توڑے گا، کہمار کے برتن کی طرح تو ان کو چکنا چور کر ڈالے گا“

عبدالجدید

اور ناکہ و ناپید کرنے والی جڑ ہے۔
۱۔ پطرس ۱: ۳۔ ”جو کوئی زندگی سے خوش ہونا اور اچھے دن دیکھنا چاہے۔ وہ زبان کو بندی سے۔ اور ہونٹوں کو نکر کی بات کہنے سے باز رکھے“

پطرس ۵: ۵۔ ”خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے، انکو فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے“

مکاشفہ ۲: ۲۔ ”اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا جس طرح کہ کہمار کے برتن چکنا چور ہو جاتے ہیں“
(ملاحظہ ہو متن سے مختلف یہ کلام خدا کی طرف سے مکاشفہ کے ذریعہ نازل ہوا سمجھا جاتا ہے)

ہم نے بطور نمونہ یہ چند مثالیں پیش کی ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ عبدالجدید میں حوالہ کی آیات عبدالغنیق سے کس قدر مختلف ہیں۔ اور ان میں باہم کس قدر تضاد اور تعریف ہے۔ اور کس دیدہ دلیری سے ایک بیان کو بدل کر دوسرے کے ساتھ چسپاں کر دیا گیا ہے۔ ایک کے اوصاف دوسرے کو کس طرح منسوب کیے گئے۔ اور ایک کی پیشینگوئی دوسرے سے کس طرح متعلق کر دی گئی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ان صریح تضادات اور تحریفات کو انجان پننے پر مبنی قرار دیں یا دانستہ تاویل اور تحریف۔ اس کا فیصلہ انصاف پسندانہ قارئین خود کر سکتے ہیں۔

سترھواں باب

مسودہ کتاب مسیحی علماء کے ترجمے کے

الف نقیب کیتھولک لاہور

اس کتاب کے مسودہ پر ترجمہ کرتے ہوئے کیتھولک فرقے کے پندرہ ارذرہ رجحان "نقیب کیتھولک" لاہور میں مسخری عالم جناب پال ارنسٹ صاحب لکھتے ہیں :

”ڈاکٹر صاحب نے مسیحی علماء کے پاس مسودے اس طرح سے بھیجے ہیں کہ ان کی غلطیوں کی اصلاح ہو اور وہ ان باتوں کو اپنی کتاب میں سے حذف کریں۔ جو غیر محققانہ اور جھوٹی ہیں۔ اگر واقعی رائے صاحب اس طرح کرنا چاہتے ہیں تو اپنی ساری کتاب حذف کرنا ہو گا۔ کیونکہ ساری کتاب مسیحیت کے بارے میں غلط بیانیوں سے پر ہے۔ ہمارا مذہب وہ نہیں جو غیر مسیحی بیان کرتے ہیں۔ اور جو وہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمارا مذہب بالکل کوئی اور چیز ہے جس کا انہیں علم نہیں“

ب) کلام حق گو جبرائیل

کتاب کی ضلعی کے حکم پر شادمانی کے اظہار سے کلام حق "گو جبرائیل" کے مسیحی ماہر کے

(۱) نقیب کیتھولک - فروری ۱۹۸۱ء - ۲۰۵۲ء

ایڈیٹر پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب نے یہ لکھا ہے :

”ان نام نہاد مسلم مصنفین میں جو مسیحیت کے خلاف محاذ فاعم کئے ہوئے ہیں ایک نئے صاحب حال ہی میں آئے ہیں جن کا اسم گرامی پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا ہے۔ تعلیم کے لحاظ سے وہ ایم ایس کو لمبیا نیویارک، ایم ایس سی رانز ہاپی اینڈ ڈی پنجا ب ہیں۔ اپنے حال ہی میں ایک کتاب مذہب اہل کتاب کی حقیقت لکھی ہے۔ کتاب کے مستودہ کی تقریباً پچاس کاپیاں اپنے ملک کے مختلف نکتہ ہائے فکر کے جید عالم فاضل اور منصف مزاج لوگوں کو روانہ کیں تاکہ وہ اس پر مضمون کر کے اپنی رائے سے ایک ماقہ تک مصنف کو مطلع کر سکیں۔“

”ہمارے خیال کے مطابق جتنی کتابیں مسیحیت کے خلاف آج تک لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب سب سے زیادہ کمزور اور بگس ہے۔ اور سیموں کے علاوہ درست ذہن والے کسی مسلمان نے بھی اسے پسند نہیں کیا ہوگا۔“

”مصنف کے خیال کے مطابق یہ ایک نیا تحفہ ہے جو وہ عالم اسلام کو پیش کر رہے ہیں لیکن ہمارے خیال میں اچھا ہوتا کہ وہ اپنا قیمتی وقت سائنس وغیرہ کے تجربات میں صرف کرتے۔ مذہب جیسی حقیقت پر غور کرنا ان کے بس کی بات نہیں۔“

”کتاب اپنی اصلی صورت میں شائع ہونے سے پہلے ہی ناپید ہو گئی ہے غالباً دانشور لوگ اس کے بگس پن اور دلائل و قیود کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور اس کتاب کی اشاعت ان کے نزدیک عوام کے مفاد میں نہیں۔“ (۲)

دوہری چال

ایک طرف سیموں نے سازش کر کے کتاب کی مضبوطی اور مصنف کو قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کر دینے سے اس کی آواز کو ہمیت کے لئے دبا دینے کی کوشش کی تو دوسری طرف انہوں نے مظلوم اقلیت کے اظہار کے لیے کتاب کو بگس، منافرت انگیز، کلام ناگوار

اور مسیحیت کے خلاف حملہ قرار دیتے ہوئے حکومت کو مرعوب کرنے کے لیے اور ایسے اور تبصروں کے ذرائع سے پراپاگنڈہ کا الگ محاذ قائم کر لیا۔
ازل ہی سے مسیحی علماء کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ کلام کے چند الفاظ یا کسی فقرہ کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے مقصد برداری کے مضامین باندھتے ہیں۔ اس کے برعکس مصنف کتاب نے جو کچھ بھی لکھا ہے پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھا ہے کہ کتابوں سے مکمل بیانات کو مکمل نمبری حوالہ جات کے ساتھ لکھا جو بدشیر تمن کے نیچے درج ہیں۔

ہماری اولیت

پیشتر ازیں کبھی کسی مصنف نے یہ بات نہیں کی تھی کہ باقاعدہ اشاعت سے پہلے رائے زنی کے لیے کتاب کے مسودے وہ علماء و فضلاء کو بھیجے۔ مصنف کا ایسا کرنے سے اس کی ذمہ داری، پُر اعتمادی، حقیقت بیانی اور کتاب کا تحقیقاتی نوعیت کا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

کتاب کا الگ جھگڑا تھا جن مسیحیوں کی کتاب مقدس یا کلام مقدس یعنی بائبل سے لیے گئے مکمل بیانات پر مشتمل ہے، چند الفاظ یا کسی ایک فقرے پر انحصار کر کے نہیں لکھا گیا۔ علاوہ ازیں مسیحی علماء کی دینی تصانیف اور مستند اور عالمی شہرت یافتہ دائرۃ المعارفین انسائیکلو پیڈیا زم سے مکمل بیانات بعد حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔
ان مخالفین کے باوجود تبصرہ پوری عنایت اللہ مجاہد صاحب نے لکھا ہے: ہمارے خیال کے مطابق جنی کتابیں مسیحیت کے خلاف آج تک لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب سب سے زیادہ کمزور اور بگس ہے۔ اور علامہ پال ارلنٹ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ”ڈاکٹر صاحب کو اپنی ساری کتاب حذف کرنا ہوگی“

یہ اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ کتاب کا زیادہ حصہ مسیحی کتب مقدسہ پر مشتمل ہونے سے بائبل و ادیان کی دیگر دینی کتابیں سب سے زیادہ کمزور اور بگس ہیں۔ حیرت ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی وہ دین پولوس (مسیحیت) کے ساتھ چٹے ہوئے اس قسم کے تبصرے اور مضامین لکھ کر مسیحیت کے پرچار میں لگے رہتے ہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن حکیم کی تجلیات سے نکل کر کوئی ہوشمند مسلمان پورے اس
عقائد کے اندھے امتحاہ گڑھے کی غلٹوں میں کھو جائے ؟ جبکہ قرآن مجید نے آگاہ
بھی کر دیا ہو :

”تم سے نہ تو یہودی سمجھی خوش ہوں گے اور نہ مسیحی میان مک کہان کے
مذہب کی پیروی اختیار کرو۔ کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (دین اسلام) ہی ہدایت
ہے۔ اور اگر تم اپنے پاس علم آجائے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم
کو خدا سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہو گا نہ کوئی مددگار“ (۳)

مسیحیت کی اصلیت

مسیحی عالم پال ارنسٹ صاحب نے یہ جو لکھا ہے :

”ہمارا مذہب وہ نہیں جو غیر مسیحی بیان کرتے ہیں۔ اور جو وہ سمجھتے ہیں بلکہ
ہمارا مذہب بالکل کوئی اور چیز ہے جس کا انہیں علم نہیں“

اس کے نادرست ہونے کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ اسے ایسکوپڈیا برٹینیکا نے
اس حقیقت کو یوں آشکارا کر رکھا ہے :

”مسیحیوں کے ایک سو پچاس سے زائد مختلف العقائد اقراری فرقے ہیں۔ یہ
اقراری فرقے مسیحیت کے بنیادی عقائد ہی پر متفق نہیں ہیں اور آپس میں بحث و تکرار سے
ایک دوسرے کو جھوٹا ثابت کرتے رہتے ہیں۔“

مسیحی اپنے مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہو بھی کس طرح سکتے ہیں ؟ مذہب کے وضع
کئے جانے کے دو ہزار برس بعد بھی وہ یہ نہیں جان سکے کہ ان کے کلام مقدس یعنی بائبل
میں کتابوں کی تعداد چھاسٹھ ہے یا تہتر۔ مسلمانوں کو اگر ان کے مذہب کا علم نہیں ہو
سکا تو ان کی یہ خطا قابل معفو ہے۔ حقائق کے پیش نظر مسیحی عقائد کی بجائے مصنف
نے کتاب میں بائبل میں مندرج غیر تاریخی تضادات اور افسانوں قصوں پر تحقیقی
بحث کی ہے۔

بائبل کے مندرجات

بائبل کے مندرجات کی کمزوری کی وجہ جان لینا کوئی مشکل کام نہیں۔ درلڈیک انسائیکلو پیڈیا کا بیان ہے :

”دور حاضر کے معیار کی روش سے بائبل کے مصنفین کوئی عالم فاضل لوگ نہ تھے مگر ان کے یہ اعلیٰ کام زندہ رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ کثرت کیساتھ پڑھے جاتے ہیں۔ ایسا بیشتر اس لئے ہوا کہ انہیں خدا کی کلام کے طور پر پڑھا جانا ہے۔“ (۴)

یہ س اور اس کے پیروکاروں کے لکھے ہوئے عہد جدید کی کتابوں کی حالت عہد یقین سے کمزور تھے کیونکہ عہد جدید کے اندر بیان کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کے شاگردان پڑھ اور نادانف لوگ تھے کہ

”جب انہوں نے بطرس اور یوحنا کی پوسری دیکھی اور معلوم کیا کہ یہ ان پڑھ اور نادانف آدمی ہیں تو تعجب کیا۔ پھر انہیں پہچانا کہ یہ یسوع کے ساتھ تھے ہیں“ (۵)۔ فریسیوں نے انہیں جواب دیا کہ تم بھی گمراہ ہو گئے ہو۔ ۹۹ بھلا سرداروں یا فریسیوں میں سے کوئی اس (یسوع) پر ایمان لایا؟ ۹۹ مگر یہ عام لوگ جو شریعت سے واقف نہیں بنتے ہیں“ (۶)

پادری برکت اللہ صاحب کا اعتراف

حضرت مسیح کے حقیقی پیروکاروں کے متعلق پادری برکت اللہ صاحب کے یہ بیان قابل غور ہیں جو انہوں نے اپنی تصنیف ”قدامت و اصلیت انا جبل اربعہ“ حصہ اول میں لکھے ہیں:

”آپ (یسوع) نے بارہ خاص رسول مقرر کیے جو تئیس روز آپ کی صحبت سے فیض حاصل کرتے رہے۔ جو آپ کے ساتھ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے رہے اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کے ہر لفظ اور لب

دلیہر سے واقف تھے۔“ (۱۶:۱)۔

ان کی قابلیت اور تعلیم و تربیت کا یہ حال تھا:-

”آپ کے رسول ایسے تخلیقی دماغ اور ذہن رسا رکھتے ہی نہ تھے کہ وہ ان (واقعات) کو گھڑ سکتے۔ وہ صرف معمولی سمجھ بوجھ کے انسان تھے۔ بلکہ بعض

اوقات تو وہ آپ کے اقوال کے سطحی مطلب کو بھی سمجھنے سے قاصر تھے۔“ (۱۶:۱)۔

”گو اس امر کو سمجھانے کے لئے آپ نے اپنے رسولوں کے ساتھ بہتیرا معزز

کھپایا لیکن رسولوں نے نہ سمجھنا تھا اور نہ وہ سمجھے۔“ (۱۶:۱)۔

”لیکن یہ گہرا نکتہ پہلے پہل متاگر نہیں سمجھتے تھے جس طرح وہ خداوند کی بہتری

دوسری باتیں نہیں سمجھتے تھے۔“ (۱۶:۱)۔

”دوسری طرف یہ کلمات اور واقعات تب احاطہ تحریر میں آ گئے جب یہ چشم دید

گواہان الفاظ کی اہمیت اور واقعات کے مطالبہ و معانی کو سمجھنا تو درکنار

وہ ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آ سکتے تھے۔“ (۱۶:۱)۔

یسوع مسیح کے ساتھ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اور سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہنے والے

بارہ شاگردوں (حاریوں) کا حال یہ نکلا کہ ایک تو چند مکوں کی خاطر سردار کاہنوں کے ہاتھ تک

گیا، دوسرا یسوع مسیح کو سپاہیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوتے دیکھ کر خوف کے مارے اپنی چادر

ان کے ہاتھوں میں چھوڑ کر نہ گناہاگ نکلا، اور تیسرے سے جب یہ پوچھا گیا کہ کیا وہ بھی

یسوع مسیح کا ساتھی ہے تو اس نے یسوع پر لعنت بھیجتے ہوئے قسم کھا کر تین بار ان کا ساتھی

ہونے سے انکار کیا۔ اور دیگر سارے شاگردوں اور دھڑ دھڑتے ہوئے۔

جب یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے کفر و کفران کے ایک عبادت خانے میں تعلیم

دیتے یہ کہا:

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اس

کا خون نہ پیو تم میں زندگی نہیں ہے جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے

ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے اور میں آخری دن اسے پھر زندہ کروں گا۔ کیونکہ

میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی چیز اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز

ہے۔ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے

اور میں اس میں ۵ جس طرح زندہ باپ نے مجھے بھیجا اور میں باپ کے سبب سے زندہ ہوں اسی طرح سے وہ بھی جو مجھے کھائے گا میرے سبب سے زندہ رہے گا ۵ جو رومی آسمان سے ناری ہی ہے۔ باپ دارا کی طرح نہیں کہ کھایا اور مر گئے جو یہ رومی کھائے گا وہ اب تک زندہ رہے گا۔ (۷۱)

حاصل مطلب

حاصل مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا کے فرستادہ اور اس کے فرمانبردار بنی ہیں تو لوگ بھی ان کی پیروی سے خدا سے واحد کا فرمانبردار بن کر دائمی زندگی حاصل کریں۔ مگر کم فہم و انجان شاگردوں پر اس اثر یہ ہوا :
 ”اس کے شاگردوں میں سے بہتوں نے سن کر کہا یہ کلام ناگوار ہے۔ اسے کون سن سکتا ہے ۵ اس پر اس کے شاگردوں میں سے بہترے اٹھ پھر گئے اور اس کے بعد اس کے ساتھ نہ رہے ۵“ (۸)
 ان بیانات سے یسوع مسیح کے شاگردوں کی قابلیت، دکر دار اور عقل و فہم کا انداز بخوبی ہو جاتا ہے۔

یسوع مسیح کے اٹھائے جانے کے بعد ان کے پیروکاروں کی تعداد تخمیناً ایک سو بیس شخصوں کی جماعت تھی جو یہودیوں کے ڈر سے ایک بالا خانے کے اندر یہروشلیم میں جمع ہوئے تھے (۹) مگر جب یوں اس نے مسیحیت کو وضع کر کے غیر اقام میں تبلیغ کی تو اس کے پیروکاروں کی جماعت بڑھنے لگی۔ پہلی صدی عیسوی کے مسیحیوں کی تعلیمی حالت کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے :

”ابتداء میں مسیحیت کو صرف غریبوں اور ناخواندہ لوگوں نے قبول کیا جس کی وجہ سے حصول علم میں کوئی ترقی نہ ہوئی جیسے سینٹ پال نے بیان کیا ہے۔ اگر تھیوں (۲۸-۲۶:۱) کر (۱) بھائیوں اپنے بلائے جانے پر نگاہ کر دو کہ جسم کے لحاظ سے بہت حکیم بہت سے با اختیار بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے ۵ بلکہ خدا

(۷) یوحنا - ۶: ۵۳-۶۶ (۸) یوحنا: ۶: ۶۶ (۹) اعمال - ۱: ۱۳-۱۵

دنیا کے پورے قوفوں کو چن لیا کہ حکیموں کو مترجمانہ کرے اور خدائے دنیا کے کمزوروں کو اور حقہوں کو بلکہ برے قوفوں کو چن لیا کہ موجودوں کو نصیحت کر دے، مگر دوسری صدی میں مسیحیت تعلیم یافتہ اور اوپر کے طبقے کے لوگوں میں مقبول ہوتی تو انہوں نے اپنے بچوں کو بہتر تعلیم دلوانے پر توجہ دی۔ (۱۰)

عہد جدید کب لکھا گیا ؟

سچی اس بات پر مصر ہیں کہ عہد جدید کی ساری کتابیں پہلی صدی عیسوی میں لکھی گئی تھیں حالانکہ تعلیمی لحاظ سے یہ دور مکمل طور پر مسیحیوں کی بستی کا زمانہ تھا۔ فنک اینڈ ویکٹلر انسائیکلو پیڈیا کی سند سے ہمارے لکھنا انہیں ناگوار ہوا کہ عہد جدید کی کتابیں ۵۰ سے ۱۵۰ عیسوی کے دوران میں لکھی تھیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب پال ارنسٹ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارا یہ لکھنا:

”بائبل کا دوسرا حصہ عہد جدید نیا عہد نامہ کہلاتا ہے۔ یسوع مسیح کے پیر و کار کہلانے والوں نے اسے یسوع کے بعد تقریباً پچاس سے ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں لکھا تھا۔ یہ ہمارے مسیحی مذہب کے بانیوں پہلی غلط بیانی ہے اور پہلا اعتراض ہے۔۔۔۔۔۔ عہد جدید کی کتابیں پہلی صدی میں لکھی گئیں۔ ان کی تصنیف کے وقت کو کھینچ تان کر دوسری صدی کے وسط تک لے جانا حق بیانی نہیں بلکہ حق پوشی اور کذب بیانی ہے“ (۱۱)

جناب پال ارنسٹ صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ عہد جدید کی ساری کتابیں پہلی صدی عیسوی میں تصنیف کی جا چکی تھیں، پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب بائبل کی اصلیت کا دعوے اس تبصرہ سے کرتے ہیں:

ہمارے دعویٰ ہی میں۔ بلکہ ہمارے پاس اصل زبان میں بائبل کے قدیم ترین نسخے موجود ہیں۔ ہر شخص ان کو دیکھ سکتا ہے کہ ان نسخوں میں اور آج کے شائع شدہ اصل زبان کے نسخوں میں قطعاً کوئی اختلاف یا فرق نہیں۔۔۔۔۔۔ ہمارے

پاس دوسری صدی کے قلمی نسخے بائبل کے اصل زبان میں موجود ہیں اور جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان نسخوں اور رائج الوقت نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں یعنی ہمارے پاس وہی بائبل موجود ہے جو دوسری صدی میں موجود تھی“ (۱۲)

بائبل کے قدیم نسخے اصلی ہوں یا نقلی مگر مبصر یا دوسری صاحب کے بیان کا یہ نکتہ قابل

غور ہے :

”ہمارے پاس اصل زبان میں بائبل کے قدیم ترین نسخے موجود ہیں۔ ہر شخص ان کو دیکھ سکتا ہے کہ ان نسخوں میں اور آج کے شائع شدہ اصل زبان کے نسخوں میں قطعاً کوئی اختلاف یا فرق نہیں“

یہ اس حقیقت کا برملا اعتراف ہے کہ اصل زبان یعنی عبرانی و یونانی کی نقول تو قدیم نسخوں سے مطابقت رکھتی ہیں جبکہ دوسری زبانوں میں کئے گئے بائبل کے تراجم نقلی اور جعلی ہیں۔ ان جعلی تراجم پر مسیحیت کی تبلیغ کا انحصار ہے۔

جبکہ دوسری صدی کی کتب منفرد کے جعلی ہونے کا اعتراف جناب پال ارلٹ صاحب کے اس تبصرہ میں مضمر ہے :

”عہد جدید کی ستائیس کتابیں پہلی صدی میں لکھی گئیں۔ ان کی تصنیف کے وقت کو کھینچ تان کر دوسری صدی کے وسط تک لے جانا حق بیانی نہیں بلکہ حق پوشی اور کذب بیانی۔“

حیرت ہے کہ جناب مجاہد صاحب جناب ارلٹ پال صاحب کے ماقح بیانی و حق پوشی و کذب بیانی پر پتہ دہریہ صدی کے بائبل کے نسخوں کا مروجہ بائبل کے ساتھ عین مطابقت رکھنے کے دعویدار ہیں !!

پادری مجاہد صاحب کا کلام حتیٰٰ جنوری ۱۹۸۱ء کے شمارے میں کیے گئے تبصرہ میں یہ لکھا ہے :

”مصنف اپنی کتاب میں خود تسلیم کر چکے ہیں کہ سیون کے ۵ شاگرد اس قابل نہ تھے کہ وہ

اس کے بارے میں کچھ لکھ سکیں۔ بڑی پستی بات کہی ہے ہم بھی ہی مانتے ہیں کہ خدا نے دنیا کے یوقوفوں کو جن لیا کہ حکیموں کو شرمندہ کر دیا اور خدا نے دنیا کے کمزوروں کو جن لیا کہ زورداروں کو شرمندہ کر دیا اور خدا نے دنیا کے کمینوں اور حقیقوں بلکہ بے وجودوں کو جن لیا کہ موجودوں کو غیرت کر دیا۔ تاکہ کوئی بشر خدا کے سامنے فخر نہ کرے۔ (اگر تھی ۱۲: ۲۸) (۱۳)

کیا یہ بد اخلاقی و بدحواسی ہے www.KitaboSunnat.com

ناصل مبصر نے آہل کایہ حوالہ یسوع مسیح کے ناقابل شکاروں کو تابن ثابت کرنے کے لیے خود پیش کیا ہے۔ سادہ اور خدا کے سامنے فخر کرنے لگ پڑیں انہوں نے یوقوفی سے بد اخلاقی و بدحواسی کی یہ مثالیں ہماری کتاب سے پیش کی ہیں :

”اب اخلاق ملاحظہ فرمائیے۔ آپ مصنف نے متعدد بار لفظ ”سچی“ (جو کہ مسیح کو ماننے والوں کا نام ہے) اور لفظ ”مسیحی“ انجیل میں استعمال ہوا لیکن اس مصنف نے اس کی بجائے ”یسوعی“ لکھ کر مسیحوں کی دلائل داری کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ مسلمان بھی لفظ ”یسوعی“ کی نسبت سے ہیں عیسائی کہتے ہیں۔ یہ لفظ ”یسوعی“ صرف اس فاضل مصنف نے ہی ایجاد کیا ہے۔ جو بہت عالم اور فاضل ہونے کا دعویدار ہے۔“ (۱۴)

یہ اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ سچی اس یسوع کے پیروکار نہیں جن کا یہ نام ان کی داندہ نے خدا کے فرشتہ کی بشارت سے رکھا تھا۔ درنہ لفظ ”یسوعی“ کی نسبت سے انہیں ”عیسائی“ کہلاتے ہیں اعتراض نہیں تو ”یسوع“ کی نسبت سے ”یسوعی“ ٹھہرنے میں ان کی دلائل داری نہ ہوتی۔ اسی لیے اب ہم نے یسوعی یسوع کے حقیقی پیروکاروں کو لکھا ہے۔

مسیحی کہلانے میں انہیں اس لیے فخر ہے کہ پہلے پہل حضرت مسیح کے نام پر پوروس کی پیروی کرنے والوں کو انطاکیہ کے مشرکین نے طنزاً یہ سچی کہنا شروع کیا تھا پھر یسوع مسیح کے نام پر پوروس کے دین کے پیروکاروں کو مسیحی کہا جانے میں شجستگی ہو گئی تو انہوں نے اس

نام سے پکارے جانے میں شرم محسوس کرنا چھوڑ دی۔ مسلمان حضرت عیسیٰ کو مسیح کے نام سے بھی پہچانتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں انہیں اس نام سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ مگر قرآن مجید میں کہیں بھی مسیحوں کو عیسیٰ یا عیسیٰ نہیں کہا گیا۔ لفظ ”عیسیٰ“ مسلمانوں کی ایجاد ہے تو یسوع کی نسبت سے ”یسوعی“ پکارا جانا بد اخلاقی کیسے ٹھہرا؟

فاضل مبصر نے مصنف کی بدحواسی کی یہ مثال دی ہے :

بدحواسی کی ایک مثال

جب خداوند یسوع مسیح پر ولیم میں داخل ہوئے تو وہ گدھے پر سوار تھے۔ ایک انجیل میں اسے گدھی کا بچہ لکھا ہے۔ جبکہ دوسری میں اسے گدھا لکھا ہے۔ جس پر فاضل مصنف کو اعتراض ہے۔ اس کے خیال میں اس میں اختلاف ہے۔ شاید وہ بھول گئے۔ یا یہ علم ہی نہیں کہ گدھی کا بچہ گدھا ہی ہوتا ہے۔ کوئی گھوڑا نہیں ہوگا۔ گدھی کے بچے اور گدھے کو دو مختلف چیزیں سمجھنا ہے۔

”کو کیا کہا جائے“

”یہ دو تین مثالیں دی ہیں تاکہ ہمارے قارئین مصنف کی واقفیت عامہ اور اخلاق کا اندازہ لگا سکیں۔ جنوری ۱۹۸۱ء کی اشاعت سے اس کتاب پر مکمل تبصرہ شروع کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔“ (صفحہ ۱۴۳)

انجیل اربعہ میں سے کسی ایک میں بھی اس واقعہ میں لفظ ”گدھا“ استعمال نہیں ہوا۔ یہ اس فاضل تبصرہ نگار کی طرف سے کی گئی تحریف ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ بائبل تحریف نہیں ہے۔ مصنف نے جو دائرہ لکھا ہے وہ من و عن انجیل میں اس طرح ہے :

۱۔ ”یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ۔ وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اس کے ساتھ بچہ پاؤ گے انہیں (یعنی دونوں کو) کھول کر میرے پاس لے آؤ۔ پس شاگردوں نے جیسا یسوع نے ان کو حکم دیا تھا ویسا ہی کیا۔ اور گدھی اور بچے (دونوں) کو لا کر اپنے کپڑے ان پر ڈالے اور وہ ان دونوں پر

بیٹھ گیا۔“ (۱۵)

۲۔ اور ان سے کہا کہ اپنے سامنے کے کاؤن میں جاؤ اور اس میں داخل ہوتے ہی ایک گدھی کا بچہ (اکیلا) بندھا ہوا تمہیں ملے گا جس پر کوئی آدمی اب تک سوار نہیں ہوا۔ اس (اکیلے) کو کھول لاؤ وہ پس وہ گدھی کے بچے کو بیسوع کے پاس لائے اور اپنے کپڑے اس (کیلے) پر ان پر نہیں اڑا دیئے اور وہ اُس (کیلے) پر سوار ہو گیا۔“ (۱۶)۔

اناجیل کے دونوں بیانات بالکل عام فہم زبان میں ہیں کہ ایک کی رو سے گدھی کی ہمراہ اس کا بچہ لایا گیا۔ اور ان دونوں پر کپڑے ڈالے گئے اور بیسوع صبح ان دونوں پر بیٹھ گئے۔ دوسرے بیان کی رو سے گدھی کا بچہ اکیلا لایا گیا۔ اس (کیلے) پر کپڑے ڈالے گئے اور بیسوع صبح اس (کیلے) پر بیٹھ گئے۔ سیدھی سا دھی ان باتوں کو نہ سمجھا جاتے تو اسے حاکم کہہ جائے یا کہ بدتر اسی؟ وہ ہمیں بتلائیں کہ کس انجیل میں گدھا لکھا گیا ہے۔

بھلا مصنف، کتاب کو گدھی کے بچے کو کھوڑا سمجھنے سے کیا کام؟ اُسے کسی کے گدھے پر یا گدھی کے بچے پر سوار ہونے پر کیا اعتراض؟ اپنی ماں کے ساتھ بندھا ہوا گدھی کا بچہ ضرور چھوٹا سا ہو گا۔ ایسے چھوٹے بچے پر کسی تنومند و توانا شخص کو اگر سوار کر دیا جائے تو اسپر انجن السداد پیر جی کے اہلکاروں کو ضرور اعتراض ہو گا۔

جس طرز امتدلال میں جھوٹ اور جہالت اٹھے ہو جائیں اس سے حضرت سلیمان کی معرفت کیا گیا خدا کا یہ کلام پورا ہوتا ہے:

(۱۷)

”داناؤں کی زبان علم درست بیان کرتی ہے، پر احمق کا منہ حاکم اگلیا ہے“
 ”اور اگرچہ تو احمق کو اناج کے ساتھ اگلی میں ڈال کر بوسل سے کوٹے۔ تو بھی اس کی حماقت اس سے کبھی جدا نہ ہوگی“ (۱۸) حق پر حماقت کے اظہار پر۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پختہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا
 حضرت مسیح کی حقیقی تعلیم خدائے واحد کی فرمانبرداری یعنی دین اسلام کی دعوت

(۱۵) متی - ۲۱: ۲، ۱۶: ۷، ۱۷: ۱۱ - مرقس - ۱۱: ۲، ۱۲: ۱۵ - لوقا - ۱۹: ۲۸

(۱۸) اشال - ۲۴: ۲۲

تھی۔ مگر حضرت مسیح کے اذلی دشمن پولوس دساؤل کو غیر اقوام کے بیوقوف لوگوں سے واسطہ پڑا تو مسیح یسوع کے نام پر یسوع مسیح کی مخالفت کی تعلیم دینے کا اسے سنہرا موقع میسر ہونے سے کامیابی حاصل ہوئی۔ بعد میں اس دین کے پیروکاروں میں سے کوئی حکیم سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے حقیقت کو آشکارا کرتا نہ مل سکا۔ INQUISITION کے نام پر اسے نیست و نابود کر دیا جاتا۔ ایسے مواقع اب میسر نہیں آ سکتے تو جھوٹ اور جہالت سے حکیموں کو نیست و نابود کر دینے کی سازشیں کی جاتی ہیں۔

”یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں۔ اور خدا اپنے نور کو پورا سیکے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگرچہ کافروں کو بڑا لگے“ (۱۹)

غیر مذاہب کے خصوصی لیکچرار

اس کتاب کی باقاعدہ اشاعت سے پیشتر تبصرہ و مشورہ کے لیے کتاب کے جو مسودات ملک کے نامور اہل علم و فضل اصحاب کو بھیجے گئے ان میں ایک مسودہ جناب پادری ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر صاحب پر نسل فقیرتھیولا جیل سمینری، کو جو انوار کو بھیجا گیا تھا۔ اس پر انہوں نے ”کلام حق“ نومبر ۱۹۸۰ء کے شمارہ میں کتاب کے خلاف پرزور اداریہ لکھا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ مسدود کا مصنف کا مسلمان ہونے کی بناء پر کتاب کو انہوں نے سمینری کے غیر مذاہب کے خصوصی لیکچرار جناب پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب کے سپرد کر دیا کہ وہ تبصرہ کریں۔ حالانکہ وہ اپنے اداریہ میں مسودہ کو ”مسیحیت کے خلاف کتاب“ قرار دے چکے تھے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مسودہ پر تبصرہ کے لیے کسی ایسے اہل علم سچی سے کام لیا جاتا ہو مسیحیت پر پورا عبور رکھتا ہو، مگر غیر مذاہب کے لیکچرار صاحب کے سپرد یہ کام کر دینے سے وہ تبصرہ کا حق آدا کرنے کیسر قاصر رہے ہیں۔ جیسا کہ ان کے تبصرے پر پیشتر بحث کی جا چکی ہے۔

چنانچہ تبصرہ پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب مزید یہ لکھتے ہیں :

”مصنف کتاب اگر اسلام و قرآن مجید سے واقف ہوتے تو بائبل پر

تحریف کا الزام ہرگز نہ لگاتے۔ کیونکہ قرآن مجید میں شروع سے آخر تک کسی جگہ میں یہودیوں اور مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں تحریف کرنے کا الزام نہیں لگایا گیا۔ البتہ ان کتابوں کی بار بار تحریف کی گئی ہے اور ان کو ہدایت اور نور کہا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ کے شروع میں کہا گیا ہے متقی وہ لوگ ہیں یَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ یعنی راے محمدؐ اس پر ایمان لاتے ہیں جو نازل کیا گیا تیری طرف اور وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۲۰) اور جو نازل کیا گیا تجھ سے پہلے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں کبھی کتب مقدسہ پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ قرآن مجید پر گویا اُس وقت تک ان کتابوں میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی تھی۔ اور اس زمانہ کے بعد تحریف۔ تو اس وقت کی موجود کتاب مقدس کا رائج الوقت نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں یعنی ہماری پاس وہی بائبل موجود ہے جو دوسری صدی عیسوی میں موجود تھا۔ اور اسی کی تصدیق قرآن مجید نے کی ہے:

پادری صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

”مسلمانوں کی اس بارے میں شکل یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بائبل میں تحریف ہوئی ہے لیکن وہ آج تک یہ نہیں کر سکے کہ اس بائبل کو جو آنحضرتؐ کے زمانہ میں رائج تھی اور جس پر قرآن مجید نے ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ کہیں سے ڈھونڈ کر ہمیں دکھا سکتے۔ وہ تو اتنا بھی نہیں تلاش کر سکتے کہ بائبل میں تحریف کب ہوئی۔ کس نے کی اور کہاں کہاں ہوئی۔ بس ایک ٹپ ہے کہ ”مسیحیوں کی کتب مقدسہ مخرف کتابیں ہیں۔“ اور اسی رٹ پر نئی کتاب کا انحصار ہے۔“

”قابل مصنف کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف کتاب مقدس کی قرآن مجید میں تصدیق و تحریف کی گئی ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

مَا سَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ - اگر کسی

بات کو نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھو۔ یعنی تمہاری کم علمی میں صرف اہل کتاب ہی تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ اور غالباً یہ حکم ہر زمانہ کے لیے ہے صرف وہ بدل صحیفہ جات پر ایمان لانے والوں کو ایسا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔“ سورہ یونس میں ہے۔ اِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا آتَيْنَا آلَ إِبْرَٰهِيمَ فَمَسْئَلُ السَّائِلِينَ يَفْهُوْۢؤْنَ اَلْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ - اگر تجھے (اے محمد) شک ہے اس پر جو ہم نے نازل کیا تیری طرف (یعنی قرآن) تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ اب یہ سوچنے کی بات ہے کہ لا علمی اور شک کی حالت میں جن لوگوں کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی جائے ان کے متعلق یہ کہنا کہ ان لوگوں نے خطا کے کلام میں تبدیلی کرنے کا جرم کیا ہے کہاں کی عقلمندی ہے۔ غالباً فاضل مصنف نے قرآن مجید کی آیات بالا پر غور نہیں کیا یا انہیں علم ہی نہیں۔ کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ مذہب اسلام اور قرآن مجید کا میرا مطالعہ سطحی ہے۔ (۲۱)

اس تبصرہ کے نکات

- ۱۔ فاضل بقصر پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب نے مسودہ کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے گویا ان نکات کی نشاندہی کی ہے:
- ۱۔ قرآن مجید میں مشروع سے آہن تک کہیں بھی یہودیوں اور مسیحیوں پر ان کی کتب مقدسہ میں تحریف کا الزام نہیں لگایا گیا۔
- ۲۔ قرآن مجید نے بائبل کی کتابوں کی تصدیق اور بار بار تخریف کی ہے اور انہیں ہذا اور نور لکھا ہے۔
- ۳۔ مسلمانوں کے لئے مسیحیوں کی بائبل پر ایمان لانا ضروری ہے۔
- ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بائبل اور رائج الوقت بائبل جو اب مسیحیوں کے پاس ہے ان نئے نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں۔

(۲۱) کلام حق۔ دسمبر ۱۹۸۰ء۔ ۱۵: ۱۲: ۱۸: ۱۹

۵۔ مسلمان یہ نہیں بتا سکے کہ بائبل میں تخریف کب ہوئی۔ کس نے کی اور کہاں کہاں

ہوئی؟

۶۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اگر کسی بات کو نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لیں۔

ہمارا تمہیدی بیان

اسلام حقیقی طور پر اور یہودیت و مسیحیت لفظی معنوں میں مذاہب اہل کتاب ہیں۔ قرآن مجید میں مذکور لفظی اہل کتاب کی تین کتب مقدسہ پر روشنی ایک دوسری جگہ ڈالی جا چکی ہے۔ مبصر پادری صاحب کو اس بات کا علم ہے کہ بائبل واحد کتاب نہیں بلکہ یہ وہ مجمع الکتاب ہے جس میں کتابوں کی تعداد کے بارے میں مسیحیوں کے بڑے بڑے فرقے متفق نہیں۔ مبصر صاحب اگر پروٹسٹنٹ فرقے کے فرد کی حیثیت سے بائبل میں کتابوں کی تعداد چھپا سٹھ بتاتے ہیں تو دنیا میں مسیحیوں کا سب سے بڑا کیتھولک فرقہ تینتر کتابوں پر مشتمل بائبل کو الہامی قرار دیتا ہے۔

حیرت ہے کہ غیر مذاہب کے خصوصی لیکچرار ہوتے ہوئے مبصر صاحب اپنے مذہب کی اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ ان کا فرقہ تینتر کتابوں پر مشتمل بائبل کی سات کتابوں کو محرف سے بدتر یعنی جعلی قرار دیتا ہے۔ جبکہ فریقی مخالف انہیں اس لیے بدعتی ٹھہراتا ہے کہ وہ بائبل کی سات الہامی کتابوں کے ٹکڑے ہیں۔

اصل کلام میں کچھ بڑھانا، گھٹانا، پھپھانا، یا غلط معنی پہنانا وغیرہ سبھی تخریف کے کام ہیں۔ بائبل کی اصل زبان و کلام سے واقفیت ہر یا نہ ہو مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ رائج الوقت بائبل ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ دونوں میں فرق صرف کلام بڑھانے یا گھٹانے یا غلط معنی پہنلانے وغیرہ کا نہیں بلکہ سات کتابوں کی کمی بیشی کا ہے۔ کیا اتنی بڑی کمی بیشی بائبل کے محرف ہونے کا کافی ثبوت نہیں؟ یہ تخریف کس نے کر رکھی ہے؟ کیوں کر رکھی ہے؟ اور کس وقت سے کر رکھی ہے؟ مسلمانوں کی مجاہدے خود سچی ان حقائق سے زیادہ باخبر ہیں۔

گمان غالب بلکہ حقیقت تو یہ دکھائی دیتی ہے کہ اس تخریف کی زد میں مبصر پادری

صاحب کافر ہی آتا ہے کیونکہ یہ فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہت بعد کی پیداوار ہے۔ سورج اگر آسمان پر آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہو تو دھوپ کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کوئی اگر اندھا بھی ہو تو وہ بھی دھوپ کی تازت سے آسمان پر چمکتے سورج کی موجودگی کا پتہ دے دیتا ہے۔ اسی طرح بائبل میں سات کتابوں کی کئی بیشی کی موجودگی میں کتاب مقدس کے مخرب ہونے کے دلائل اور متضدیری صاحب کے اٹھائے گئے نکات کا جواب دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم تمام جھوٹ کے لئے ان پر بحث کی جاتی ہے۔

پادری صاحب کے پہلے نکتہ کا جواب

۱۔ قرآن مجید میں شروع سے لیکر آخر تک کسی جگہ یہودیوں اور مسیحیوں پر ان کی کتب مقدسہ میں تحریف کا الزام نہیں لگایا گیا:

فاضل متصر کا یہ تبصرہ بے اصولی و لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اصولی طور پر اپنی بریت کیلئے گواہ کا سچا ہونا لازمی ہے۔ وہ اگر قرآن مجید کو سچا اور الہامی کلام نہیں مانتے تو گواہی کے طور پر ایسا کلام پیش کرنا لا حاصل ہے۔ فاضل متصر کی لاعلمی یہ ہے کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ قرآن مجید میں مجمع الکتاب بآئیل نام کی کسی شے کا ذکر نہیں ملتا۔ قرآن مجید میں نہ کوئی یہودیوں اور مسیحیوں کی جن کتب مقدسہ کا ذکر مذکور ہے ان میں تحریف کرنے کا ذکر کئی جگہ اس طرح کیا گیا ہے:

۱۔ ”ان (یہودیوں) میں سے کچھ لوگ کلام خدا (یعنی توریت) کو سننے پھر سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدل دیتے ہیں“ (۵۱: ۳)

۲۔ ”اور جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں“ (۴۶: ۲۰)

”اور اگر وہ توریت اور انجیل کو اور جو اور کتابیں ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئیں ان کو قائم رکھتے تو ان پر رزق میدنہ کی طرح برستا“ (۶۶: ۵)

۳۔ ”وہ لوگ بے شرب کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح خدا ہیں حالانکہ مسیح یہود سے یہ کہا کرتے تھے کہ اے نبی اسرائیل خدا ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی

بھی پردہ دگا رہے اور تمہارا بھی اور جان رکھو کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک کرے
گناہ خدا اس پر بہشت حرام کر دے گا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں
کا کوئی مددگار نہیں۔“ (۷۲: ۵)۔

۴۔ ”سیح ابن مریم تو صرف خدا کے پیغمبر تھے۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول
گزر چکے تھے اور ان کی والدہ مریم خدا کی ولی اور سچی فرمانبردار تھیں۔ دونوں
انسان تھے اور کھانا کھاتے تھے۔“ (۵: ۵)۔

۵۔ ”کہو جو کتاب موسیٰ نے لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا؟ جو لوگوں کے
لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم نے علیحدہ علیحدہ اوراق پر نقل کر رکھا ہے۔
ان کے کچھ حصے تو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔“ (۶: ۹۱)۔

۶۔ ”یہودی، لوگ کلمات کو اپنے مقام سے بدل دیتے ہیں۔ اور جن باتوں
کی ان کو نصیحت کی گئی تھی ان کا بھی ایک حصہ فراموش کر بیٹھے اور حق پرستوں
آدمیوں کے سوا تم ان کی ایک نہ ایک خیانت کی خبر دیتے رہتے ہو۔“ (۵: ۱۳)۔
۷۔ ”اے اہل کتاب تمہارے پاس پیغمبر آخر الزماں آگئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب الہی میں
سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت کچھ کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔“ (۵: ۱۵)۔

۸۔ ”اور اہل کتاب میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب توریت کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں
تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب میں ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں تھا اور
۹۔ ”اے اہل کتاب تم خدا کی آیتوں سے کیوں انکار کرتے ہو اور تم توریت کو مانتے
ہو۔ اے اہل کتاب تم بچ کر چھوٹ کے ساتھ غلط غلط کیوں کرتے ہو اور حق
کو کیوں چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو۔“ (۳: ۷۱)۔

۱۰۔ ”اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا کی شہادت کو جو اس کے پاس کتاب میں
موجود ہے چھپائے اور یکہ میری آیتوں میں تحریف کر کے ان کے بدلے بھڑکی سی
قیمت یعنی دنیاوی منفعت حاصل کر دے۔“ (۲: ۱۴۲)۔

گر نہ میند بہ روز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چرگاہ

پادری صاحب کے دوسرے نکتہ کا جواب

۲۔ قرآن مجید نے بائبل کی کتابوں کی تصدیق اور بار بار تعریف کی ہے اور انہیں بتا

اور نور دکھایا ہے :

قرآن مجید میں بائبل نام کی کتاب کا ذکر نہیں ملتا اس لیے اس کی تہمت یا چھبیا سٹھ کتابوں کو ہدایت اور نور کہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بائبل میں توریت نام کی کوئی کتاب نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی انجیل مسیح ہے۔ قرآن مجید میں یہودیوں اور مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں سے صرف حضرت موسیٰؑ پر نازل کی گئی توریت کو، اور اُس انجیل کو نور کہا گیا ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو عطا کی گئی تھی۔

بائبل میں حضرت موسیٰؑ پر جس کتاب کے نازل ہونے اور اس کے با مقبول کھچے جانے کا ذکر ہے وہ تنزیہ شریع یا استثنائ کی کتاب ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو عطا کی جانے والی یہی توریت ہے۔ اس میں زائد شدہ حصے جو حضرت موسیٰؑ کی زبانی بیان نہیں ہوئے نکل دیئے جائیں تو باقی تقریباً وہ توریت رہ جاتی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ اب بھی ہر کوئی اس میں ہدایت اور نور دیکھ سکتا ہے کیا یہ توریت کے ہدایت اور نور ہونے کا ثبوت کافی نہیں کہ ڈیڑھ ہزار برس پیشتر اس کے اندر پولوس جیسے کاذب مدعیان رسالت کی آمد کی پیشین گوئی اور انہیں قتل کر دینے کی سزا تجویز کر دی گئی تھی (سورۃ شہدۃ ۱۲: ۱۱۲)۔

بائبل کی تہمت کتابوں میں سے قرآن مجید صرف دو کو ہدایت اور نور کہتا ہے اس لیے قرآن مجید کی دوسرے بائبل کی باقی اکثر کتابیں محرف ہی نہیں بلکہ من گھڑت ہیں۔ یہ اگر فرض کر لیا جائے کہ قرآن مجید کسی ایک مسیحی انجیل کی تصدیق کرتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اناجیل اربعہ میں سے کون سی انجیل ہے جس کی قرآن مجید تصدیق کرتا ہے۔ کیوں کہ ہر ایک انجیل ہر دوسری انجیل سے مختلف ہے ؟ ایک مقررہ قسم کا سوال کرنے پر ایک مسیحی عالم کا جواب ظاہر کرتا ہے کہ انہیں اناجیل اربعہ کا خود ساختہ کتاب ہونے کا احساس ہے اس لئے انہوں نے یہ طرز استدلال اختیار کیا ہے :

’غالباً آپ کو علم نہیں کہ جب مسیحی انجیل“ کہتے ہیں تو ان کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اور جب اناجیل یا اناجیل اربعہ یا نیا عہد نامہ کہا جاتا ہے تو کیا مراد ہے ؟‘

”حضرت انجیل مرتب ہے یونانی لفظ ”اینگلیکان“ سے جس سے مطلب ہے خوشی کی خبر۔ اور یہ ہے مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موم۔ دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق مردوں میں سے جی اٹھا۔“ (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۳، ۴)۔ کیا خدا اس خوش خبری کی تصدیق کرتا ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ سوال متعرض سے کیوں کیا گیا؟ اور حبیب اناجیل یا انجیل مقدس وغیرہ کہا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتی ہے وہ کتاب جس میں یہ خوشخبری درج ہے۔ آیا کچھ خیال شریف ہیں؟“ (۲۲)

اس دلیل سے جو بات خیال شریف میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ۱۔ کرنتھیوں میں پولوس کی وضع کردہ یہ خوشخبری درج ہے: ”مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے موم۔ دفن ہوا اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق مردوں سے جی اٹھا۔“ اس لئے پولوس کا یہ خط درحقیقت انجیل مقدس ہے۔ جبکہ اناجیل اربعہ میں کسی ایک میں بھی اس قسم کی کوئی خوشخبری درج نہیں اس لئے یہ کتب انجیل مقدس کی بجائے کچھ اور ہیں۔ سلمان بھی مسیحوں کو بھی سمجھاتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے کوئی ایک بھی انجیل مقدس نہیں ہے۔ اصل انجیل وہ کتاب تھی جو حضرت عیسیٰ پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی بلاشبہ اس میں ہدایت اور نور تھا۔

پادری صاحب کا تیسرا اور چوتھا نکتہ

۳۔ مسلمانوں کے لئے مسیحوں کی بائبل پر ایمان لانا ضروری ہے

مسلمانوں کے لئے بائبل نام کی کسی کتاب پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ قرآن مجید کے اندر تیسرے یا چھٹے صدی تک ہونے والے پرستش بائبل نام کی کسی کتاب کا ذکر موجود نہیں کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ مسلمان بلاشبہ اس کلام برحق پر ایمان رکھتے ہیں جو درحقیقت پہلے نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوا۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بائبل و مرد و جبرائیل کے نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں۔ اس دلیل سے گریہ مسیحی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ قدیم اور مرد و جبرائیل کے

(۱۲۲) وکلفا سے منظرہ زعم باطل۔ کلام حق نومبر ۱۹۸۰ء - ۱۰: ۱۱: ۹

نسخوں میں کسی ایک لفظ کی نہیں بلکہ کتابوں میں کی گئی کمی بیشی کا فرق ہے۔ کیونکہ وہ ہر بات نہیں کر سکتے کہ ان کی اصل بائبل میں کتابوں کی تعداد تہتر ہے یا لہ چھ یا سٹھ۔
جیسا کہ ہم آگے چل کر مفصل بیان کرینگے بائبل کے چند تعلیم ترین نسخے دنیا کے عجائب گھروں کی ذمیت بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا قول و اصل مستحل نہیں، اور نہ ہی مسیحیت کی نشرو اشاعت کے لیے ان نسخوں کی زبان اور اصل متن کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ لاکھوں میں سے ایک مسیحی نے کبھی اصل کی زیارت تک نہیں کی۔ پڑھنا تو بہت دور کی بات ہے۔

مسیحیت کی تبلیغ اور عبادات کے لیے صرف تراجم پر انحصار کیا جاتا ہے۔ ہمارے اعترافات کا جواب دینے کیلئے ان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ تراجم میں کلام کو مختلف معنی پہنا یا اسے یکسر خارج کر کے نیا ایڈیشن پیش کر دیا جائے۔ تراجم کے ہر جدید ایڈیشن میں رد و بدل اور تبدیلیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ آج اگر کتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی مروجہ باتوں کا آپس میں مقابلہ جلتے تو ان کے تراجم کا الگ الگ مفہوم اور جدا جدا عبارت ہے۔

پادری صاحب کا پانچواں نکتہ

۵۔ مسلمان یہ نہیں بتا سکتے کہ بائبل میں تحریف کب ہوئی کس نے کی اور کہاں کہاں ہوئی؟

اس حقیقت کو ماننے کے لیے بصارت کی ضرورت ہے مسیحی علماء بائبل میں یہ لکھنا نہ دیکھ

سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا مطلب سمجھ سکتے ہیں:

دیر سیاء بنی نے دوسرا طومار لیا اور یاروک بن یریاہ منشی کر دیا اور اس نے

اس کتاب و خداوند کے کلام کی سب باتیں جسے شاہ پہوراہ یہو یقیم نے آگ

میں بھڑایا تھا بریاہ کی زبانی اس میں لکھیں اور ان کے ہوا ویسی ہی باتیں ان

میں پڑھادی گئیں۔ (۲۳)

مسیحی علماء نے مسودہ کتاب میں لکھا ہوا یہ بیان بھی یکسر نظر انداز کر کے یہ نکتہ اٹھایا ہے

تو انجان مسیحیوں کی ملیت اور بصارت کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پھر

کون ہے جو کسی سچی کو یہ دکھا سکے کہ بائبل میں تحریف کب ہوئی۔ کس نے کی اور کہاں کہاں ہوئی؟
بائبل کی کتابوں میں تحریف ابتدا ہی سے ہوئی۔ یہ تحریف یہودیوں نے کی اور مسیحیوں
نے بھی۔ اور حد تو یہ ہے کہ پروٹسٹنٹ فرقے قیام سے بائبل کی سات کتابیں ہی کم کر دی
گئیں۔ یہ کوئی زمانہ قدیم کا واقعہ نہیں ہے کہ مسیحیوں کو بتایا جائے کہ ایسا کس نے کیا۔ کب
کیا۔ کیوں کیا اور کہاں کہاں کیا۔

مسیحی یہ بھی نہیں دیکھ سکتے کہ جس کتاب راہِ مستقیم کو وہ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں
سے لکھا ہوا مانتے ہیں اس کے اندر یہ بیان کیسے شامل ہو گیا:

”موسیٰ نے موت آب کے ملک میں وفات پائی اور وہ موت آب کی داوی میں بیت
نقود کے مقابل دفن کیا گیا اور آج تک کسی آدمی کو اسکی قبر معلوم نہیں۔ اور
اس کی وفات کے بعد شیوع اس کا جانشین بنا۔ وغیرہ۔“

یہ اس لیے ہوا کہ یہ یسعیہ بنی کی معرفت خدا کا یہ کلام پورا ہو:
”وہ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے کیونکہ ان کی آنکھیں بند ہیں۔ پس وہ دیکھتے
نہیں اور ان کے دل سخت ہیں۔ پس وہ سمجھتے نہیں۔“ (۲۴)

پادری کا چھٹا نکتہ

۶۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ وہ اگر کوئی بات نہیں

جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لیں۔

اپنے اس بودے نکتہ کے ثبوت میں فاضل مبصر نے قرآن مجید کی سورۃ النحل آیہ ۴۳

اور سورۃ یونس آیہ ۹۴ کے حوالے اس طرح سے دیئے ہیں:

”وَأَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ اگر کسی بات کو

نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھو۔“

آیہ مبارکہ کا یہ حصہ سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اور غلط فہمی پست کر نقل کیا گیا ہے بزرگوار
ایک ایسے مسیحی عالم کا کا نام ہے جو مسیحیوں کی ”نیتھو“ جیکل سمیری میں غیر خدا سب کے خصوصی
لیکچرار اور پادری صاحب ہیں۔ قرآن مجید کی اس پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے:

”اور ہم نے تم سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو (۲۵) اس آیت میں خطاب ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو نہیں جانتے تھے اور نہیں مانتے تھے کہ کسی بشر پر وحی کا نزول ہو سکتا ہے۔ کافر یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبر کسی فرشتے کو ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ اہل کتاب میں پیغمبر کا نزول ہوتا رہا تھا اور وہ اس بات سے آگاہ تھے کہ پیغمبر انسان ہوا کرتے تھے، اس لئے کافروں کو یہ کہا گیا کہ اس بات کو وہ اگر نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لیں۔

رہی دوسری اہمیت اور اس کا ترجمہ :

”إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يُقْرَأُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ۔

جس کا ترجمہ یوں لکھا گیا ہے :

”اگر تمہیں (اے محمد) شک ہے اُس پر جو ہم نے نازل کیا تیری طرف (یعنی قرآن) تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔“ (۲۶)

سیاق و سباق سے بہت کر حوالے

یہ حوالہ بھی اس آیت کو علیحدہ کر کے دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سورۃ یونس مکی ہے۔ اور مکہ معظمہ میں اس دعوت اسلام کے مخاطب یہودی اور مسیحی نہیں بلکہ مکہ کے اہل عرب تھے جو بیشتر ازیں کلام الہی سے واقف نہ تھے۔ سورۃ یونس سے یہ حوالہ اس کے پس منظر سے علیحدہ کر کے بتھرنے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت سے پہلے حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کے انجام میں فرعون اور اس کی قوم عزرا ب ہونی تھی اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو سرفراز کیا تھا۔ مگر وہ ہدایت (کتاب) کو جانتے ہوئے باہم اختلاف کرنے سے گمراہ ہو گئے تھے۔ آیہ حوالہ میں ”مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ“ کے ترجمے کی تشریح ”یعنی قرآن“ کی بجائے وہ ”وحی“ ”ہدایت“ یا ”کتاب“ ہونی چاہیے جس سے فرعون کے قصے کے بیان سے اہل

عرب کو دعوت اسلام دینا مقصود تھا۔

آیت میں خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر بات ان غیر یہودی اور غیر کچی لوگوں کو سنائی مقصود ہے جو فرعون کے قہقے سے آگاہ نہ ہونے سے آپ کی دعوت میں شک میں تھے اس حقیقت سے کون نا آشنا ہے کہ قرآن فرسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت اور ہدایت کے لیے نازل نہیں ہوا۔ بلکہ امت کے لیے آقا ہے۔ اس کی تلاوت اور اس پر عمل قیام قیامت تک ہوتا رہے گا لہذا آیات قرآنی کو فقط رسول پاک کی ذات سے وابستہ نہیں کیا جاسکتا۔ اہل عرب کو اہل کتاب کا حوالہ اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ جو آسمانی کتابوں کے علم سے بے بہرہ تھے وہ اہل کتاب کے علمائیں سے جو لوگ متدین اور منصف مزاج تھے ان سے اس امر کی تصدیق کر سکتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہودیوں میں عبداللہ بن سلام، یحییٰ میں درقر بن نوفل اور تنویریوں میں بصرہ راہب قسم کے عالم اور منصف مزاج لوگ موجود تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی اور ان کی طرف سے دی گئی دعوت اسلام کی تصدیق کی تھی۔

فاضل مبصر کا یہ سمجھ لینا کہ لاعلمی اور شک کی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ فرض کر دیا تھا کہ وہ اہل کتاب سے مشورہ کیا کریں، مبصر کی اپنی لاعلمی کا اظہار ہے۔

فاضل مسیحی مبصر کا نیا نکتہ

فاضل مبصر پارسی عنایت اللہ مجاہد صاحب نے اپنے تبصرے میں مزید دلائل کچھ اس طور پیش کئے ہیں

”اس کتاب کے مصنف دو تین ڈگریوں کے حامل ہونے کے باوجود دیگر مسلم معترضین کی طرح بدستی سے بائبل کی اصل زبان یعنی متن سے ناواقف ہیں اور مسلم علماء کی سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ وہ متن کی بجائے حرف تراجم کا سہارا لیتے ہیں۔ اور ہم کیا ہر سمجھنا شخص تسلیم کرتا ہے کہ ترجمے انسانوں کی کوشش کا نتیجہ ہے مگر کسی کتاب کے چند تراجم مختلف اشخاص نے لکھے ہوں پڑھیں تو معلوم ہو گا کہ ان تراجم میں لفظی اختلاف ضرور ہو گا۔ اور مذہبی یا الہامی کتابوں کا ترجمہ کرنے والا ہر شخص ترجمہ کرتے وقت اپنے فرقہ کے

کے عقائد کو بد نظر رکھے گا..... مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو مسیحی کتب مقدسہ کو ان کی اصل زبان میں پڑھ سکتا ہو۔ جب مسلمان مسیحی کتب مقدسہ پر تحریف کا الزام لگاتے ہیں تو صرف تراجم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور تراجم میں لفظی اختلاف ضرور ہوتا ہے لیکن مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ یہی حال ہمارے اس پروفیسر ڈاکٹر ایم ایس سی اور بی ایچ ڈی صاحب کا ہے۔“

غیر مخرف بائبل ۹

دوسری دلیل جو پادری صاحب نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ ہمارے پاس اصل زبان میں بائبل کے قدیم ترین نسخے موجود ہیں۔ ہر شخص ان کو دیکھ سکتا ہے کہ ان نسخوں میں، اور آج کے شائع شدہ اصل زبان کے نسخوں میں قطعاً کوئی اختلاف یا فرق نہیں..... ان نسخوں اور رائج الوقت نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں یعنی ہمارے پاس وہی بائبل موجود ہے جو دوسری صدی میں موجود تھی۔“ (۲۷)

غیر مذاہب کے انھوں نے لیکچر جناب پادری عنایت اللہ صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ دینی اور الہامی کتب کے ترجمے میں لفظی اختلاف ضرور ہوتا ہے مگر مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ان کے اس دعوے کی تردید میں مسیحیوں کے عالمی ادارہ ”یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز“ کی طرف سے شائع کردہ انگریزی زبان میں ”نوجوہی بائبل“ (۱۹۷۹ء) میں درج ان بیانات کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے :

”یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز انٹرنیشنل بائبل سوسائٹیز کی متحدہ انجمن ہے جو دنیا کے ایک سو پچاس ممالک میں کام کر رہی ہے۔ اس انجمن کا مقصد ہر شخص کے پاس اس کی زبان میں جو وہ سمجھ سکے، اور اس قیمت پر جو وہ ادا کر سکے، بائبل یا اس کا کوئی حصہ لیکر پہنچانا ہے۔ یہ انجمن اپنے درمیان تیس کروڑ کلام مقدس

ہر سال تقیم کرتی ہے۔“

اس ادارے کی طرف سے شائع کردہ انگریزی بائبل کے آخر میں دیتے گئے ضخیم ”سپیڈواجنٹ کی تحریریں“ کا یہ بیان قابل غور ہے: ”ہندو دھرم کے لکھنے والوں نے عموماً عہد عتیق کے پرانے یونانی ترجمے کے، عموماً ”سپیڈواجنٹ ترجمہ نمبر“ کہا جاتا ہے، الحوالہ جات یا تشریحیں درج کی ہیں۔ سپیڈواجنٹ یونانی ترجمہ مسیح سے تقریباً دو سو برس پیشتر کیا گیا تھا یہ ترجمہ کئی جگہوں پر میسوریک عبرانی متن سے بالکل مختلف ہے۔“

فاضل مسیحی پادری اور غیر مذاہب کے خصوصی لیکچرار مبصر کا اپنے مذہب کی کتب مقدسہ کے متعلق علیحدہ کا یہ حال ہو تو غیر مذاہب کے متعلق وہ اپنے طالب علموں کو کیا سبق دیتے ہوں گے۔ ط

”مگر ہمیں مکتب است و ہمیں ملا کارِ طفلان تمام خواہ شد“

اصل زبان میں بائبل ؟

فاضل مبصر کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ان کے پاس دوسری صدی مسیح کی اصل زبان میں بائبل موجود ہے جس کے ساتھ رائج اوقت نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہے۔ فاضل مسیحی مبصر کی یہ دلیل کوئی انوکھی نہیں ہے سبھی مسیحی مشنری اسے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ تفصیل کے ساتھ اسے مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فریڈز پور روڈ لاہور کی طرف سے شائع کردہ پمفلٹ ”غلط فہمی“ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :

”بائبل اپنی اصلی اور ابتدائی زبانوں عبرانی، یونانی اور ہند نامہ اور یونانی ہند نامہ میں ٹھیک وہی خدا کا کلام ہے جو آج کے دن تک ہر زیر و زبر ایک کی غلطی اور تبدیلی سے مبتلا ہے۔۔۔ ہر شخص جسے سفر کا مقدور ہو مغرب کے عجائب خانوں میں جا کر ان قدیم نسخوں کو دیکھ سکتا ہے جہاں بڑی احتیاط کے ساتھ یہ محفوظ ہیں۔ ذیل میں ان نسخوں میں سے چند کا جو نہایت مشہور ہیں ہم ذکر کرتے ہیں۔“

بائبل کے تین نسخے

”الف: نسخہ اسکندریہ جو لندن کے برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ پانچویں صدی مسیحی کے وسط (۲۵۰ء) میں سنہ ہجری سے ۱۶۰ برس قبل یہ نسخہ نقل کیا گیا“
 ”ب: نسخہ سینائی۔ یہ نسخہ بھی برٹش میوزیم میں ہے۔ سنہ ۱۹۲۳ء میں ایک لاکھ پونڈ یعنی قریب پندرہ لاکھ روپے سے یہ نسخہ خریدا گیا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی کے وسط میں یعنی سنہ ہجری سے ۲۶۰ سال قبل یہ نقل کیا گیا تھا۔ یہ نسخہ کوہ سینا سے ملا تھا۔“
 ”ج: وطیقائی نسخہ، شہر رومۃ الکبریٰ کے پوپ کے کتب خانہ و طبعین میں موجود ہے۔ چوتھی صدی کے آغاز یعنی سنہ ہجری سے ۳۰۰ برس پیشتر کی یہ نقل ہے۔“

مسیحی عالم اس کی وضاحت میں مزید یہ بیان کرتے ہیں :
 ”یہ نسخے ایک باتدار قرطاس پر لکھے ہوئے ہیں جو چمڑے سے بنائے جاتے تھے اور دنیا کے علماء جو فن آثار قدیمہ میں ماہر ہیں ان کی قدامت پرستی اترائے ہیں۔ یہ نسخے کم از کم اتنے قدیم تو ضرور ہیں جتنا ہم نے بیان کیا ہے اور ممکن ہے اس سے بھی زیادہ پرانے ہوں۔“
 ”اگرچہ ”عہد قدیم“ کا سب سے پرانا عبرانی نسخہ جس میں توریت زبور اور صحف انبیاء نبی اسرائیل شامل ہیں، نویں صدی عیسوی کا ہے لیکن علماء کی متفقہ رائے یہ ہے کہ مروجہ عبرانی نسخہ سنہ ۱۰۰۰ سے بلا کسی لفظی تغیر و تبدل کے متواتر نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ بلکہ یہ تو یہ ہے کہ عہد قدیم (عہد عتیق) کے پرانے یونانی نسخہ کا جو سچو اجنٹ کہلاتا ہے سنہ ۲۵۰ ق م اور سنہ ۱۰۰ ق م کے درمیان عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ یعنی یہ ترجمہ سنہ ہجری سے ۸ سو سال قبل کا ہے۔“ (۲۸)

اپنے دامن میں صیاد آگیا

اس تفصیلی بیان سے جو ایک مسیحی مشتری ادا ہے کا ہے، فاضل بصر کا یہ دعویٰ باطل ہو

(۲۸) ”خط فہمی“ مسیحی اشاعت خانہ لاہور۔ ۱-۶۶، ۷۶

جائے کہ ان کے پاس دوسری صدی عیسوی کی بائبل کا کوئی نسخہ موجود ہے جن میں
قدیم ترین دیبا میں موجود نسخوں کا اوپر ذکر ہوا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی چوتھی صدی
یسح سے پیشتر کا نہیں۔ نسخہ سیدنا سورٹ حکومت نے ۱۹۳۳ء میں برٹش میوزیم کے
پاس ایک لاکھ پونڈ میں فروخت کیا تھا۔ ماہرین کی رائے میں یہ چوتھی صدی یسح کے وسط
میں لکھا گیا تھا۔

یہ انکشاف ایشیائی مسیحی مشنریوں کے لیے حیرت و استعجاب اور مالوسی کا باعث
ہو گا کہ جن الف، ب اور ج نسخوں کا ذکر انہوں نے کیا ہے ان میں کوئی بھی ایک نسخہ
عبرانی زبان پرانا عہد نہیں۔ سبھی تمام تریونانی زبان میں لکھے ہوئے ہیں۔ عبرانی زبان میں
عہد عتیق کا قدیم ترین نسخہ جو دنیا میں موجود ہے وہ نویں صدی یسح کا ہے جیسا کہ مفلط
"غلط فہمی" میں اعتراف کیا گیا ہے۔ اسی پہلی صدی کے ساتھ منسلک کرنے کے لیے
مصنف نے یہ دلیل دی ہے کہ "علماء کی متفقہ رائے یہ ہے کہ مرقہ عبرانی نسخے متاثر
سے بلا کسی لفظی تغیر و تبدل کے تواتر نقل ہوتے ہوئے تھیں پہنچے ہیں" سوال یہ ہے
کہ اصل عبرانی نسخہ کہاں ہے؟ نسخہ ہائے الف، ب اور ج کا چوتھی صدی یسح کا
ہونا تو مانا جاسکتا ہے کہ یہ ماہرین فن کا متفقہ فیصلہ ہے جبکہ بلا وجہ و دلیل علماء کی تواتر کی رائے
سے مروجہ عبرانی نسخوں کو پہلی صدی کے ساتھ منسلک کرنے کوئی جواز نہیں بنتا۔

یہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مرقہ عبرانی نسخے پہلی صدی کے نسخوں سے مطابقت رکھتے ہیں
جب بھی دو سو سال قبل یسح لکھی گئی اصل عبرانی بائبل کے ساتھ ان کا مطابقت رکھنے کا
کوئی ثبوت جیسا نہیں ہوتا کیونکہ "یونا بیڈ بائبل سو سائٹی" کی بائبل میں تسلیم کیا گیا ہے کہ بائبل
کا عبرانی ترجمہ سیڈوا جنٹ یسح سے تقریباً دو سو برس پیشتر کیا گیا تھا پہلی صدی یسح
کی عبرانی بائبل پرانا عہد اور دو سو برس قبل یسح کی عبرانی بائبل کے درمیان تین سو برس
کا خلا بنتا ہے جس کے دوران میں پہلی صدی یسح تک کوئی نقل ہونے یا ملنے کا کوئی دعویٰ نہیں
کیا گیا۔ اس ترقی یافتہ دور میں ہمارے دیکھنے دیکھتے مروجہ بائبلوں کے اندر کئی تبدیلیاں
لائی جا چکی ہیں تین سو برس کے خلا کے قدیم زمانے میں کیا کچھ نہ ہوا ہو گا، جبکہ یہ ایک
حقیقت ہو کہ دنیا بھر کی مذہبی کتابوں میں بائبل سب سے مظالم مجموعہ کتب ہے کہ ہر سچی
فرقہ رائے اپنے مقصد کے مطابق جبراً اپنے ڈھال لیتا ہے۔

میں کون کا یہ دعویٰ بھی مان لیا جائے کہ دنیا میں عبرانی بائبل کا نسخہ جواب موجود ہے وہ نویں صدی مسیح کا ہے تو اصل عبرانی بائبل سے خلا کا زمانہ ایک ہزار برس تک بائبل بن جاتا ہے پھر یہ کیسے مان لیا جائے کہ علماء کی متفقہ رائے ہے کہ مروجہ عبرانی نسخے بلا کسی لفظی تبدیلی کے متواتر نقل ہوتے رہے ہیں؟ ایسا مان لینا پورسی ایمان کے مسئلے کے مطابق اندھی عقیدت مندی سے بصیرت کھودینے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

موجود نسخوں پر محاکمہ

جو لوگ قدیم ترین بائبل کے الف۔ب اور ج نسخوں کو اصل و مکمل بائبل قرار دے کر یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ ان میں اور مروجہ بائبل میں ایک نقطہ تو کیا زیر و زبر کا بھی فرق نہیں ان کی بصیرت مندرجہ ذیل معلومات سے مزید زائل ہو کر اندھے بن میں اضافہ ہو گا۔

- ۱۔ ان نسخوں کو کوئی حصہ عبرانی زبان میں نہیں ہے۔
- ۲۔ تینوں میں کوئی بھی ایک نسخہ نہ تو مکمل ہے اور نہ ہی مروجہ بائبل سے مطابقت رکھتا ہے۔
- ۳۔ یہ نسخے آپس میں متفق نہیں۔
- ۴۔ ان نسخوں کی اصل کیفیت یہ ہے :-

الف: نسخہ سکندریہ۔ اس میں عہد جدید نامکمل ہے۔ انجیل متھا، انجیل یوحنا اور اور ۲ کرنتھیوں نامکمل کتابیں ہیں۔

ب: نسخہ سینائی۔ اس میں عہد جدید نامکمل ہے۔ اور برناس کا خط اور پرمس کا چرواہا نامی کتب کا بہت سا حصہ نسخے کے آخر میں موجود ہے جو مروجہ بائبل سے میں کچھ نئے حذف کر دیا ہے۔

ج: واپقائی نسخہ۔ اس میں عہد جدید کے عبرانیوں کے باب ۹۔ آیت ۱۴ کے بعد کا حصہ۔

اور نلیسون اور مکاشفہ یہ دو کتابیں شامل نہیں (۲۹)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اصل نسخے ہیں تو مروجہ بائبل میں نسخوں کے زائد کچھ کیا ہے

غائب ہو گئے اور ان کے کم حصے موجودہ بائبل میں کہاں سے آ گئے؟

بائبل کے قدیم ترین نسخوں کی آپس میں اور مرقہ بائبل کے ساتھ حقیقت نہ ہونے کے باوجود یہ اگر مان لیا جائے کہ وہ بائبل کے ایک ہی متن کو اصل زبان میں ظاہر کرتے ہیں تو بھی مسیحیت پر بحث کرنے کے لئے نہ تو قدیم ترین نسخوں کے متن اور نہ ہی متن کی اصل زبان کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ابتدا ہی سے مسیحیت کی بنیاد تراجم پر رکھی گئی ہے۔ کبھی کسی مسیحی عالم یا مبلغ نے محور بالا اصل نسخوں کا حوالہ نہیں دیا بلکہ دنیا میں جو کچھ بھی لوگوں کو پیش کیا جاتا ہے وہ تراجم ہیں۔ گویا متن کی حقیقت ثانوی اور تراجم کی اولیٰ ہے۔ دورِ حاضر میں پریس اور طباعت و اشاعت کی جس قدر سہولتیں تیسرا چکی ہیں اور جس قدر وسائل مسیحی مشنریوں کے پاس موجود ہیں ان کا احاطہ ممکن نہیں۔ ان کے پاس ہزاروں پریس ہیں۔ اربوں روپیہ کے بجٹ ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اصل نسخے کیوں نہیں چھاپتے۔ عوام و خواص، اپنوں پر ایوں کے سامنے کیوں پیش نہیں کرتے۔ ترجموں پر کیوں اتنا کرتے ہیں، ادا کرتے ہیں۔

اس کی وجہ اس کے سوا ہرگز کچھ اور نہیں کہ اصل متن میں راگرو واقعی وہ اصل متن نہیں اور جو تراجم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور مسیحی دنیا اس تضاد کو سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتی۔ حالت یہ ہے کہ بائبل کے قدیم ترین نسخے چاہے کتنے بھی پرانے، مکمل، اور اصل زبان میں ہوں، دنیا کے عجائب گھروں کی زینت بن جانے سے یہ شخص ستیا حوں کی دلچسپی کا باعث تو ہیں مگر کوئی بھی شخص انہیں ہاتھ لگانے کی سعادت حاصل نہیں کر سکتا چاہائیکہ ورق گردانی سے ان سے کوئی فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ ان نسخوں کی حقیقت تو مصر کے عجائب گھروں میں رکھی ہوئی ان فرعونی میٹروں سے بھی کمتر ہے جنہیں دیکھنے کے لیے ہر سال سیاح دنیا کے مختلف ملکوں سے لاکھوں کی تعدادیں آتے ہیں۔ شیشے کے کبسون میں محفوظ ان میٹروں کو دیکھ کر فرعون مصر کی سطوت رفتہ کا پتہ چلتا ہے جبکہ بائبل کے قدیم نسخوں کی زیارت کرنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور ان سے کوئی افادہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

بائبل میں مفہوم کے اختلاف کی مثالیں

اپنے مذہب سے نا آشنا غیر مذاہب کے خصوصی لکچرار متصر کا یہ دعویٰ ہے کہ

بائبل کے تراجم میں لفظی اختلاف ہے مفہوم کا اختلاف نہیں ہے۔ ان کی کم فہمی دلائل علی کو دور کرنے کیلئے بائبل کے دو اردو تراجم کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں:-

مثال نمبر ۱: زبور ۱۳۰: ۷ میر سختی کے لیے داؤد کا مزمور

الف۔ ترجمہ پروٹسٹنٹ بائبل: "کاش کہ اسرائیل کی نجات جیتوں سے جوں!"

جب خدا اپنے لوگوں کو ایسری سے رٹائیے گا۔"

ب۔ ترجمہ کیتھولک بائبل: "کاشکہ اسرائیل کی نجات جیتوں سے جوتی جیب

خداوند اپنی قوم کی حالت تبدیل کرے گا۔"

ب۔ ترجمہ "میں بائبل میں یہودیوں کی ایسری کا مفہوم غائب کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ جائز طور پر مسلمان اور اہل مقل دوائش یہودی اور مسیحی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حضرت داؤد کا اگر مزمور ہے تو اس میں یہودیوں کی بائبل میں ایسری کا ذکر کیسے شامل ہو گیا؟ جب کہ ایسری کا نام نہ حضرت داؤد سے تقریباً پانچ سو برس بعد کا واقعہ ہے۔

مثال نمبر ۲: استغناء المغنیۃ بشرع ۱-۳۳: ۲-۴

الف۔ ترجمہ پروٹسٹنٹ بائبل: "خداوند سینا سے آیا۔ اور شیعر سے ان پر آشکارا

ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ اس کے

دہسنے ہاتھ پران کے لیے آتشین شریعت تھی ۵ وہ بے شک قوموں سے

محبت رکھتا ہے۔ اس کے بہت مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں۔ اور وہ تیرے

قدموں میں بیٹھے۔ ایک ایک تیری باتوں سے مستفیض ہو گا۔ موسیٰ نے ہم کو

شریعت۔ اور یعقوب کی جماعت کے لیے میراث دی ۶"

یہ ترجمہ اردو میں پاکستانیوں کے لیے اس عالمی ادارے کی طرف سے شائع کیا گیا ہے

جو دنیا میں ہر سال مسیحیوں کی تیس کروڑ کتب متقدمہ تقیم کرنے کا ہتھیار کیے ہوئے ہے یعنی

"یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز" کہ پاکستان بائبل سوسائٹی اس عالمی ادارے کی ممبر ہے۔

بائبل کے قدیم اردو ترجمے میں موجودہ "وہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں

میں سے آیا۔" کی بجائے یہ الفاظ ہیں: "فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار

قدسیوں کے ساتھ آیا۔"

حیرت ہے کہ "یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیز" نے اردو ترجمہ میں تو دس ہزار کی تعداد

۳۷۷

کو لاکھوں میں بدل دیا جبکہ ان کی انگریزی میں شائع کردہ موجودہ ”گڈ نیوز بائبل“ میں ”دس ہزار“ کی تعداد جوں کی توں موجود ہے۔ تراجم میں الفاظ کی بجائے مفہوم کے اس قسم کے نمایاں اختلافات فاضل مبقر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ایک مسیحی عالم ہیں۔

جلسازی کا سبب

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے گفتار و کردار کھلی کتاب ہے اور ان پر نازل شدہ الہی کلام لا تبدیل حالت میں سب کے سامنے ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ثابت کرنے کے لیے کسی معجزے یا پیشین گوئی کے ذریعہ سے دلیل لانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تاہم کم فہم لوگ ظن و جہالت میں مبتلا ہونے سے علم کی نعمت کی بجائے پیشین گوئیوں اور معجزات سے فیضیات ہوتے ہیں۔

سیحیت کی بنیاد معجزات اور پیشین گوئیوں پر ہے۔ اسی لیے ان کی ہدایت کے لیے مسلمان استثنائے کلام کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشین گوئی کے طود پر پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا نزول فاران سے ہوا تھا جو بائبل کی رو سے حضرت اسماعیلؑ کا مسکن تھا (۳۰)۔ فتح مکہ کے وقت وہ دس ہزار قدسی صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تھے اور وہ آئین شریعت کے حامل تھے۔

اردو بائبل تک بیشتر پاکستانیوں کی رسائی ہونے کی بنا پر یہ مناسب سمجھا گیا کہ مسلمانوں کی دلیل کو رد کرنے کے لیے ”دس ہزار“ کی تعداد کو بدل دیا جائے جو کھلم کھلا تحریف بلکہ جلسازی ہے۔ اس جلسازی میں کچھ لوگ فرقہ واریوں کی بازی لے گیا ہے ان کے اردو ترجمہ میں تعداد بائبل میں سے خارج کر دی گئی ہے۔

ب۔ ترجمہ کیتھولک بائبل

”تثنیہ شریعہ ۳۳: ۲-۴: خداوند سینا سے آیا اور سیر سے اپنی قوم پر طلوع ہوا۔ وہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور مرہیہ قادیش سے آیا۔ (یہ دس ہزار کا نم البدل ہے)۔“

اس کے دہسنے ماتھ سے شعلہ زن آتش (یہ شریعت کا نعم البدل ہے) پھوٹ نکلی و
اس کے قبرنے اقوام کو تباہ کر دیا۔ اس کے تمام مقدسین تیرے ماتھ میں تھے۔ ادرودہ
تیرے قدیموں میں بیٹھے۔ انہوں نے اس کی باتوں سے روشنی پائی و شریعت کا حکم جو اس
نے فرمایا۔ یعقوب کی جماعت اس کی ملکیت ہے و۔“

کیتھولک ترجمہ کا پروٹسٹنٹ ترجمہ کے ساتھ تقابلی سے یہ حقیقت آشکار ہو
جاتی ہے کہ دونوں میں الفاظ اگر الگ الگ ہیں تو مفہوم میں بھی مماثلت نہیں ہے۔
پروٹسٹنٹ ترجمہ میں دس ہزار کو لاکھوں میں تبدیل کر دیا گیا تو کیتھولک ترجمہ
میں تعداد کا مفہوم میں ختم کر دیا گیا ہے۔ مسیحیت نے چونکہ شریعت کو کیلوں سے صلیب
پر جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا ہوا ہے اس لیے کیتھولک ترجمہ میں ”آتشین شریعت“ ”گوشلہ زن
آتش“ سے بدل کر شریعت سے گلو خلاصی کر آئی ہے۔ اور ”موسے نے ہم کو شریعت اور یعقوب
کی جماعت کے لئے میراث دی“ بنا دیا گیا کہ ”شریعت کا جو حکم اس نے فرمایا یعقوب کی جماعت
اس کی ملکیت ہے۔“

کیتھولک ترجمہ میں کی گئی تحریف کو اس نوٹ کے ساتھ جائز قرار دینے کی کوشش
کی گئی ہے جو بائبل کے متن کے نیچے درج ہے :

”باب ۲۱، ۳۳۔ اس آیت کے عبرانی حروف کا وہ ترجمہ دیا گیا جو آج کل کے
مفسرین کی عام رائے کے مطابق زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ اسرائیل
کے کوچ کی وہ منادل دی گئی ہیں۔ جہاں خدائے قادر نے خاص طور پر موسیٰ
کے ذریعہ اپنی قدرت ظاہر کی“ (۲۱)

حالت یہ ہو تو اس رٹ کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے کہ ہمارے پاس وہی بائبل
موجود ہے جو دوسری صدی عیسوی میں موجود تھی۔ ”مسیحیت کا سارا کاروبار ترجمہ کے
ذریعہ سے ہے تو چند قدیمی نسخوں کا عجائب خانوں کی زینت بن جانے سے بائبل کے
اصل متن، اقتداست اور ان کی بنیاد پر اصلیت کی بحث لا حاصل ہے۔
مسیحیوں کا مسلمانوں سے یہ سوال کہ بائبل میں تحریف کب ہوئی۔ کس نے کی اور

(۲۱) کلام مقدس۔ موسائی آف سینٹ پال۔ روما (۱۹۵۸)۔ صفحہ ۲۵۱

اور کہاں کہاں ہوئی! اسے تجاہل عارفانہ کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔ وہ اگر اپنے مذہب کی اساس اور کتب مقدسہ میں لکھے گئے کلام سے واقف ہونے سے گریز کرتے ہوں تو کن ان کی مدد کر سکتا ہے۔

کلام مقدس میں سے دس ہزار قدسیوں، قسم کا کلام نکال باہر پھینکنے کی مثال اس ایفونی کی سی ہے جس کی ناک پر بار بار کھئی اگر بیٹھتی تھی تو اس نے اپنی ناک کاٹ کر یہ سمجھ لیا اس نے وہ اٹھ ہی اڑا دیا ہے جس پر بار بار کھئی اگر بیٹھتی تھی۔



اف		
آخرہ - ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰	ابوالاعلیٰ مودودی (مولانا) - ۴۸	
آدم - ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰	ابوہامب - ۹۴	
۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰	انجیر - ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰	
آسا - ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰	ایام - ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰	
آستر - ۳۱	ایساہ - ۲۱۳	
آسف - ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰	ایجیل - ۸۳	
آشر - ۱۵۲، ۱۴۹، ۱۴۶، ۱۴۳، ۱۴۰، ۱۳۷، ۱۳۴، ۱۳۱، ۱۲۸، ۱۲۵، ۱۲۲، ۱۱۹، ۱۱۶، ۱۱۳، ۱۱۰، ۱۰۷، ۱۰۴، ۱۰۱، ۹۸، ۹۵، ۹۲، ۸۹، ۸۶، ۸۳، ۸۰، ۷۷، ۷۴، ۷۱، ۶۸، ۶۵، ۶۲، ۵۹، ۵۶، ۵۳، ۵۰، ۴۷، ۴۴، ۴۱، ۳۸، ۳۵، ۳۲، ۲۹، ۲۶، ۲۳، ۲۰، ۱۷، ۱۴، ۱۱، ۸، ۵، ۲، ۱	ابن سلوم - ۸۳	
آگستین - ۲۵۴	ابی ملک - ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	ابن یسوع - ۲۰۵، ۲۰۴
آل عمران - ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱	ایپالو - ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱	

ایگزینڈروم - ۱۹۰	اشکار - ۱۵۲، ۱۳۹، ۱۱۴	۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷
ابوس - ۳۰۲، ۳۰۱	اصیاء - ۵۸	۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۴، ۱۴۴
اشبل - ۳۴۲، ۳۴۲	اعمال - ۱۷۴، ۱۷۱، ۱۵۹	۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷
الشیخ - ۱۰۳	۲۳۹، ۲۳۵، ۲۳۲، ۲۳۱	۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷
الشیخ - ۲۱۳	۲۴۲، ۲۵۲، ۲۴۸، ۲۴۱	۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷
امریک - ۱۳۶، ۱۰۷، ۷۷، ۷۷	۲۹۸، ۲۸۸، ۲۹۵، ۲۹۳	۲۹۲، ۲۹۰، ۲۹۰، ۲۹۰
۱۴۶، ۱۵۷، ۱۹۳، ۱۹۲	۳۳۹ - ۳۳۷، ۳۱۲	۳۷۷، ۳۳۴، ۲۳۳
۱۵۰	افریقہ - ۱۱۳، ۹۹، ۹۳، ۵۹	اسرائیل (دک) - ۱۴۰، ۱۳۵، ۱۳۰
اصیاء - ۲۰۲، ۲۰۱، ۱۵۰، ۱۴۶	۱۱۵ - ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۱۷	۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷، ۱۵۷
امون - ۱۷۰، ۱۴۶، ۸۳	۱۷۵، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷	۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۹، ۱۷۹
انی الارض - ۲۱۷، ۱۸۳	۲۹۰، ۲۹۰، ۲۹۰، ۲۹۰	اسرائیل (موجودہ ریاست) - ۱۸۷
ابیر بن ابی صلت - ۲۳۰، ۲۲۹	۳۳۳، ۲۹۲	۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱
اناجیل اربعہ - ۳۴۰، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷	افریقہ - ۲۸۹، ۱۳۶، ۷۷، ۷۷	اسلام - ۵۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷
۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷	۲۹۰	۱۹۱، ۱۸۹، ۱۷۷، ۱۷۷
۱۸۷، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷	انیوں - ۳۰۸	۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۷، ۱۹۷
۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۷، ۲۱۷	افغانستان - ۶۷، ۶۷	۳۵۸، ۳۵۸، ۳۵۸، ۳۵۸
۲۵۷، ۲۵۷، ۲۵۷، ۲۵۷	الحجۃ لبری - ۸۴	۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷، ۳۷۷
۳۵۷، ۳۱۷، ۲۹۵، ۲۹۲	السطر - ۶۷	اسلام آباد - ۸۲
۳۷۷، ۳۷۷	القرآن - ۲۵۷، ۲۵۷، ۲۵۷، ۲۵۷	اسفار خمسہ - ۷۲، ۵۳، ۵۲، ۵۲
۵۰، ۳۳۰، ۳۴۰، ۲۷۷	۱۳۳، ۱۲۷، ۵۸، ۵۸، ۵۸، ۵۸	اسمعیل - ۵۱، ۹۹، ۹۹، ۹۹
۹۹، ۹۹، ۹۹، ۹۹	۲۱۳، ۱۸۸، ۱۷۷، ۱۷۷	۵۸ - ۸۷ - ۹۱ - ۱۳۹
۲۵۷، ۲۷۹، ۲۷۷، ۲۷۷	۲۸۸، ۲۵۵، ۲۲۸، ۲۲۷	۳۷۷
۳۷۷، ۳۷۷، ۲۷۷	۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۷، ۳۱۷	اسور - ۱۷۸ - ۱۷۷، ۷۷، ۷۷
۳۷۷، ۳۷۷، ۲۷۷	۳۷۰، ۳۵۹، ۳۵۰، ۳۲۳	۲۲۳، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷
۳۷۷، ۳۷۷، ۲۷۷	۳۷۹	اسیریں - ۳۱۱
۱۰۸، ۱۰۱، ۱۰۱، ۱۰۱	القائد - ۹۷، ۹۷	اشبوسٹ - ۱۴۴، ۱۴۴، ۱۴۴
۶۰۷، ۶۰۱، ۱۱۱، ۱۰۹	انیم - ۲۴۸	اشرف علی تھانوی (مولانا) - ۸۸

انگلستان - ۱۹۰	۲۰۱۶۱۰۰۰۵۱	انجیل یوحنا - ۲۱۴، ۲۱۲، ۲۰۸	۲۰۵
السیح - ۱۰۴	۲۶۲۴۲۶۰۶۲۵۹۶۲۱۴	۲۳۰، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۰	
الیشع - ۲۱۵، ۲۱۳	۲۷۹ - ۲۷۷	۲۶۵، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۳۳	
اوروجن - ۳۱۱	۲۹۱، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۳	۲۷۶، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۶۷	
اوس رقیبہ (۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۸)	۳۰۳، ۳۰۱، ۲۹۶، ۲۹۳	۲۹۳، ۲۹۱، ۲۸۵، ۲۸۳	
ابرمسن - ۳۱۱	۳۵۳، ۳۳۶، ۳۳۱	۳۰۴، ۳۰۱، ۲۹۶، ۲۹۵	
ابود - ۱۳۲	۳۷۵	۳۷۵، ۳۶۱، ۳۶۰	
ای اے - ۳۱۱	۲۳۲، ۱۰۹	۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۰	
ایڈورڈ اول - ۱۹۰	۳۱۶، ۲۰۹	انجیل مرقس - ۶۶، ۵۱، ۳۸	
ایڈورڈ - ۱۹۲	۱۲۶، ۱۲۵، ۱۱۱، ۱۱۰، ۸۶	۶۱۷، ۶۰۱، ۶۰۹، ۶۰۷	
السرمان اور تھوڈوکس - ۲۸	۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۳، ۱۳۱	۶۵۲، ۶۳۵، ۶۳۳	
ایسینیز - ۱۸۲	۱۷۸، ۱۷۵، ۱۵۵، ۱۵۴	۲۷۲، ۲۶۷، ۲۶۷	
ایشیا - ۶۹	۱۹۹، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۸۲	۲۸۴، ۲۸۲، ۲۷۴	
ایشیلے کوپک - ۲۹۲	۲۲۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۰۰	۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۳	
ایل بیروک - ۸۲	۳۵۳، ۳۵۰، ۳۵۶	۲۲۸، ۳۱۰، ۳۰۳، ۳۰۱	
ایلم - ۱۵۰، ۱۴۹، ۲۴۶	۳۷۵، ۳۵۴	۳۵۸، ۳۳۵، ۳۳۲	
ایلیاہ - ۲۹۵	انسانیکو پیڈیا فنک اینڈ وگنلر -	انجیل متی - ۶۷، ۵۱، ۴۴، ۴۰	
ایلم - ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۲، ۱۲۱	۳۳۷، ۳۳۶، ۲۹۶، ۲۸	۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳	
اینا - ۳۱۱	۳۴۵، ۱۳۷	۲۰۱، ۱۸۶، ۱۷۵، ۱۱۲	
ایٹیڈ اوس چارم - ۱۸۴	۳۶۴، ۳۱۰	۲۱۴، ۲۱۲، ۲۱۰، ۲۰۸	
اینگلیکن - ۳۳، ۲۸	۲۵۵، ۲۰۰، ۱۸۱، ۱۳۱	۲۳۱، ۲۲۹، ۲۲۴، ۲۱۸	
این لی - ۳۱۱	انسانیکو پیڈیا اور لڈیک - ۷۴	۲۵۹، ۲۵۲، ۲۴۱، ۲۳۳	
ایوب - ۵۱	۳۵۱، ۱۷۵، ۱۰۶، ۱۰۵	۲۷۹، ۲۷۴، ۲۶۵، ۲۶۱	
	اقوانین - ۲۵۳	۲۹۵، ۲۹۳، ۲۹۱، ۲۸۴	
	انطاکیر - ۲۴۱، ۲۳۶، ۹۹	۳۲۰، ۳۰۳، ۳۰۱، ۲۹۷	
	۳۵۶، ۲۴۸	۳۵۸، ۳۳۵، ۳۳۷	
بابل - ۱۴۵، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۰	انکویریشن - ۱۹۱، ۱۹۰	۲۷۵	
۱۸۰، ۱۷۵، ۱۷۳، ۱۷۱			

ب

۳۸۴

ط

ٹامس پین - ۳۰۶
ٹامیٹس - ۱۸۷
ٹے ٹس - ۳۲۳

ج

جاتی جولیت - ۸۴
جاد نبی - ۸۵
جارج ڈبلیو بیہاف - ۲۲
۲۱۵، ۳۲

جائینا - ۳۱

جانسن، ڈاکٹر ڈونلڈ - ۳۶، ۴۳

جان ہرکاش - ۱۸۳

جبرائیل - ۲۲۰، ۲۱۹

جبون - ۲۲۱، ۷۷

جد - ۱۵۲، ۱۳۹، ۱۱۶

جزار - ۷۶

جرمنی - ۱۹۱، ۱۹۰

جیشین - ۱۸۹

جلعاد - ۱۵۶

جمہیہ بن سافن - ۱۰۳

جی کارٹر - ۱۹۲

جنگ بدر - ۱۹۶

جوہریت - ۱۸۷

جوہریت بیل - ۳۱۱

جولیس ویل یازن - ۳۶

جنگ بدر - ۱۹۶

جوز - ۳۱۱

جیجون - ۷۳، ۷۲

جیرسوم (جیرسون) ۲۱۳

جیمز اول - ۳۳۰، ۳۲

چ

چوم - ۳۱۱

چیسٹر بیٹی پیپرانی - ۳۳

ح

حافظ نذر احمد - ۵

حبرون - ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱

حبشہ - ۷۴

حبوق - ۲۳۹

حقی اوریاہ - ۸۰

حزقیہ - ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷

۱۹۴ -

حزقی ایل - ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷

۳۲۲ -

حشمتونی - ۱۸۳، ۱۸۶، ۲۰۷

حصور - ۱۳۲

حفصہ - ۲۱۴

حات - ۱۵۶

حتا - ۲۷۸، ۲۷۷

حنیہ - ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸

۲۴۸ -

حنہ - ۹۴، ۹۳

حوا - ۳۱۷

حویلہ - ۷۲

حیی بن اخطب - ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹

خ

خروج - ۳۰، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶

۱۱۸۷، ۱۱۸۶، ۱۱۸۵، ۱۱۸۴

۱۲۵ - ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹

۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱

خزنجہ ذبیحہ - ۱۹۳، ۱۹۴

خلقیہ - ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹

۱۷۰ -

خندق (غزوہ) - ۱۹۷

خوسر بادشاہ - ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹

۱۸۱ -

خیر - ۱۹۸، ۱۹۹

خیر اجتماع - ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲

۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶

د

دان - ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲

۱۵۹، ۱۶۰

دانیال - ۳۱

داؤد - ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳

۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳

۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳

۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳

FAA

129

غ

غزوة احزاب - ۱۹۸
غزوة بدر - ۱۹۶
غزوة خندق - ۱۹۷
غسان - ۱۹۳
غلاطیوں د کتاب - ۲۲۶
غور و علاقہ - ۶۸

ف

فاران - ۸۷ - ۱۱۵۶۷۹
۳۷۷
فارس - ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۷۷
فارص - ۱۱۶، ۱۱۵، ۸۶، ۸۱
فتح محمد جالندھریؑ - ۴۸
فدان - ۱۱
فدا یاہ - ۲۰۲، ۲۰۵
فزات - ۷۳، ۷۷
فرعون - ۱۰۲، ۱۱۸ - ۱۱۱
۶۱۲، ۶۲۹، ۶۲۹، ۶۲۹
فتح - ۱۴۶ - ۱۵۰
فقیہاہ - ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۰
فریسی - ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹
فلپس - ۲۳۲
فلیوں د کتاب - ۳۴۲
فلسطین - ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳
۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰

۱۶۰، ۱۷۷، ۱۷۷، ۱۷۷

۱۸۴، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۳

۱۹۹، ۲۰۷، ۲۱۵

فلیوں د کتاب - ۳۷۵

فتنہ - ۹۳

فتوایل - ۱۵۹

فزعہ - ۱۱۸

فیسون د نری - ۷۳، ۷۷

فیلکس - ۲۴۹

فی الجیوت - ۱۲۱

ق

قادس - ۷۷

قاصرون - ۲۷۷، ۲۷۸

قرآن مجید - ۲۵ - ۳۹، ۴۷

۴۷، ۵۷، ۶۵، ۶۷، ۶۹

۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱

۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴

۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸

۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲

۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵

۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸

۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱

۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴

۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷

۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰

۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳

قورج - ۲۰۹

قہات - ۱۱۷، ۱۲۷، ۱۳۸، ۱۴۹

قیس - ۱۲۲

قیصر او گسٹ - ۳۲۷

قیصر یہ غلیی - ۲۹۳، ۲۹۷

ک

کابل - ۱۲۹

کالوین - ۲۵۳

کافا - ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹

کاؤٹ قسطن - ۳۳

کتاب مقدس - ۷۷، ۷۸، ۷۹

۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸

کتیم - ۱۶۸

کرتھیوں - ۱۱۱، ۲۳۱، ۲۵۰

۲۴۷، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲

۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵

۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸

۳۷۵

کعب بن اشرف - ۱۹۶

کفر نخوم - ۳۵۲

کفارہ - ۳۱۵ - ۳۲۱، ۳۱۷

۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴

کلام مقدس - ۵۳، ۵۴، ۵۵

۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰

کلانیہ - ۳۱۱

کلیوں د کتاب - ۱۰۳، ۱۱۲

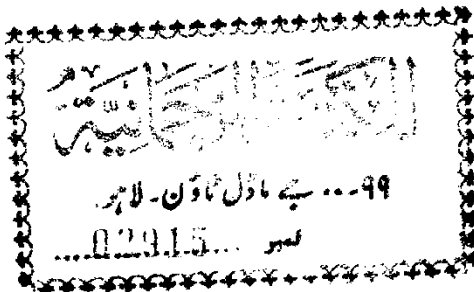
۱۳۹ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۳۹	گفتیوں - ۱۰۴ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۰۴	کلیکے - ۲۳۷
۱۹۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲	۲۴۵ - ۲۴۴ - ۲۴۵	کلیپا س - ۱۰۱
۳۱۱ - ۱۱۳ - ۱۱۴	۲۴۲	کلیرونیٹ - ۱۳۶۷۷
۲	کلیل (جلیل) - ۱۰۹ - ۱۰۱ - ۱۰۱	کنعان - ۱۲۶ - ۱۱۵ - ۱۱۳
۱۲۵ - ۱۲۴ - ۱۲۵	۲۲۵ - ۲۱۹ - ۲۱۴ - ۲۱۵	۱۳۹ - ۱۳۲ - ۱۲۹
۱۲۵ - ۱۲۴ - ۱۲۵	۲۲۱ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲	کوڈیکس سینٹی اس - ۳۲
۲۳۵ - ۲۳۵	۲۲۵ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶	کوڈیکس ویٹی کنس - ۳۳
۳۲۸ - ۳۲۷ - ۳۲۸	۳۲۸ - ۳۲۷ - ۳۲۸	کورنیں - ۲۲۷ - ۲۲۵
۳۹۲	گنتی (کتاب) - ۱۱۵ - ۱۱۴ - ۱۱۵	کوش - ۷۲
۲۰۳ - ۲۰۲ - ۲۰۳	۱۲۲ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳	کونیاہ - ۱۷۱ - ۱۷۰ - ۱۷۱
۱۲۲ - ۱۲۲	۲۱۶ - ۲۱۵ - ۲۱۶	کوه سینا - ۶۰۰ - ۵۲۰ - ۳۳
محمد صلی اللہ علیہ وسلم - ۱۱۵ - ۱۱۴ - ۱۱۵	ل	۳۷۳ - ۳۷۱
۳۶۶ - ۳۶۵ - ۳۶۶	لاہور - ۱۱۳	کوه طور - ۱۶۲ - ۱۵۲
محمد الحسن دیوبندی - ۳۸	لارڈ شا - ۳۰۵	کوه فاران - ۳۷۷
۱۱۹ - ۱۱۸ - ۱۱۹	لاوی - ۱۱۵ - ۱۱۴ - ۱۱۵	کوه نبو - ۶۰۰ - ۵۶۰
۱۹۶ - ۱۹۵ - ۱۹۶	۱۲۲ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳	کیفا - ۳۰۱ - ۲۵۲ - ۲۵۱
۱۹۸	۳۲۸ - ۳۲۷ - ۳۲۸	رینز دیکھیں پطرس
۱۲۱ - ۱۲۰ - ۱۲۱	لاوی بن حلفی - ۳۲۸ - ۳۲۷ - ۳۲۸	کیتھولک - ۶۷۶ - ۶۷۵ - ۶۷۶
۳۷۸ - ۳۷۷ - ۳۷۸	۳۲۹	۶۷۶ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷
۲۱۲ - ۲۱۱ - ۲۱۲	لاہور - ۲۱	رینز دیکھیں رومن کیتھولک
۲۲۶ - ۲۲۵ - ۲۲۶	لبنان - ۱۵۶	کیمپس کرویسیٹو فار کراسٹ - ۲۱
۳۱۳ - ۳۱۲ - ۳۱۳	لندن - ۳۷۳	گ
۳۶۳	لوز - ۱۶۰	گتسنی - ۲۶۷ - ۲۶۶ - ۲۶۷
۱۲۸ - ۱۲۷ - ۱۲۸	لوٹ - ۷۹ - ۷۸ - ۷۹	۳۲۳
۲۷۹ - ۲۷۸ - ۲۷۹		گلبرگ - ۲۱
۳۰۳ - ۳۰۲ - ۳۰۳		

294

۲۲۶، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۱	۳۱۱ - وشنو	نبوس - ۱۶۸
۳۳۳، ۳۳۲، ۳۱۲، ۳۰۶	۳۲۰ - ورقہ بن نوفل	نبی آخر الزماں - ۱۹۳، ۱۶
ہیرودیس اگر یا - ۱۸۷	۳۲۶، ۳۱ - وگلیٹ	نبی کریم - ۳۷۸، ۱۹۴
ہیرودیس حاکم گلیل - ۲۷۶، ۱۰۸	۱۸۷ - ولپاٹین	نخیاہ - ۱۸۰، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۸۰
ہیکل - ۸۴، ۶۵، ۶۰، ۵۸	۳۷۳، ۳۳ - ویٹی کن	۲۰۶، ۱۸۱
۱۳۵، ۱۹۴، ۱۹۱، ۱۹۱	۵	ندب - ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۶
۱۶۷، ۱۵۸، ۱۵۶، ۱۴۴	یاجرہ - ۱۳۹، ۸۹، ۸۶	نذر احمد حافظ - ۵
۱۸۷، ۱۸۵، ۱۸۱، ۱۶۹	یاردن - ۵۸، ۵۴، ۵۱	نذیر احمد حافظ - ۴۷
۲۵۸، ۲۴۸، ۲۲۵	۱۰۸، ۶۹، ۶۷، ۶۰	نسوری - ۳۶
ی	۱۱۹، ۱۱۵، ۱۱۲، ۱۱۱	نصاری - ۴۲
۱۳۲ - یامین	۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵	نفتالی - ۱۵۲، ۱۱۶، ۵۶
۱۵۰ - یامو - ۱۴۶	۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵	۲۱۵ -
۸۳ - یترو	۲۲۶، ۲۱۵ - ۲۰۶، ۱۹۳	نقیب کیتھوک - ۳۵۷، ۳۴۷
یشرب - ۱۹۳ - ۱۹۵	۲۲۸ -	نکوہ شاہ مصر - ۲۰۳، ۱۷۱
یجی - ۳۲۰ - نیردکھیں پختانی	۱۸۴ - بلاخر	نرود - ۷۸
یرجام - ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۳۵	۱۹۱ - ہٹلر	نوح - ۵۱
۱۵۰، ۱۴۸	۳۱۱ - ہرکلس	نیر - ۱۴۴، ۴۲
یردحام - ۹۳	۱۹۰ - ہسائی	نیرو - ۱۸۷
یردن دریا اردن - ۱۲۹، ۵۷	۶۹ - ہندوستان	نیری - ۲۰۵، ۲۰۲
۱۴۵، ۱۴۳، ۱۴۲	۳۱۱ - ہورس	نیشل بائبل سوسائٹیز - ۳۷۱
۳۲۸، ۲۹۷، ۱۴۷	ہوسس - ۱۴۶، ۱۵۰، ۲۲۳	نیقیہ - ۳۱۲
۸۵، ۵۵ - ۶۹، ۶۳، ۶۰	۳۳۳ -	و
۱۷۱، ۱۰۲، ۱۰۵ - ۱۷۱	۱۶۸ - ہورس	وادی آیالون - ۷۵
۱۸۵، ۱۸۱، ۱۷۹، ۱۷۵	۱۸۷ - ہیڈریان	وادی قران - ۱۳۷
۲۲۳، ۲۲۲، ۲۰۵، ۲۰۴	ہیرودے اعظم (ہیرودیس) - ۱۰۸	وحید الزمان (علامہ) - ۸
۳۲۳، ۲۹۵، ۲۶۵، ۲۶۰	۱۸۷، ۱۸۷، ۱۸۷، ۱۸۷	وریکوٹھک - ۲۰۰
۳۶۷، ۳۶۳		

یہوشیم دیروشلم ۶۵۹-۶۵۶	۱۶۷، ۱۷۵، ۱۷۷، ۱۸۰	یعقوبی فرقة - ۳۲
۶۶۹، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۹۲	۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۲	یکونیاہ - ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷
۱۰۰-۱۰۲، ۱۰۴-۱۰۵	۲۰۱-۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۴	۲۰۷-۲۰۸ ریز دیکھیں کونیاہ
۱۰۷-۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۵	۲۲۷، ۲۲۹	یویا کین (۲۸۶-۲۸۹)
۱۲۳-۱۲۵، ۱۵۲، ۱۵۶	۲۸۸-۲۹۱، ۳۱۸	بین - ۱۹۳، ۱۹۴
۱۵۸-۱۶۰، ۱۶۸، ۱۷۳	۳۲۰-۳۳۱، ۳۳۲	یوآخ - ۵۹
۱۸۰-۱۸۵، ۱۸۱، ۱۸۸	۳۵۱-۳۵۶، ۳۵۳	یوآخز - ۵۹
۱۹۲، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۹	۳۵۹، ۳۶۳	۲۰۶-۲۰۷ ریز دیکھیں یوآس
۲۱۱، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۲۶	عیسیٰ (۳۳۷-۳۳۷)	یوایل - ۳۳۷
۲۲۷، ۲۳۸، ۲۳۷	۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۹، ۲۶۹	یوتام - ۱۲۶-۱۵۱
۲۳۳، ۲۳۸، ۲۴۳	۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۴۸	یوحنا بپتسمہ دینے والا (اصطباغی نبی)
۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹	۲۰۶	یشوع بن یوصق - ۲۰۶
۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۲	۱۰۶، ۱۰۷	یعقوب داسرائیل (۱۰۶-۱۰۷)
۲۵۳، ۲۵۷، ۲۵۸	۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۵	یوحنا بن زبیدی - ۱۰۹-۱۲۳
۳۵۹، ۳۶۳	۲۵۷، ۲۶۳، ۲۶۵	۲۵۷-۲۵۸
۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱	۸۱، ۸۳، ۸۳-۱۱۱	۳۲۹
۱۲۶-۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۸	۱۲۶-۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۸	یوحنا رکتب (۱۲۶-۱۲۹)
۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹	۱۳۹، ۱۴۷، ۱۴۸	یورام - ۸۵-۱۳۹
۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰	۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴	یوزی بس - ۱۱۱
۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲	۲۸۹، ۳۱۲، ۳۱۸	یوسف - ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱
۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵	۳۷۹، ۳۸۹	۱۱۳-۱۱۷
۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹	۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹	اسرائیل (۱۵۷-۱۵۹)
۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲	۲۳۲، ۲۳۹	یوسف ارتقیہ - ۲۸۰
۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵	۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲	یوسف بڑھٹی - ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲
۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹	۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۶	۲۵۶-۲۵۷
۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲	۳۵۱، ۳۵۶، ۳۵۷	یوسف زئی - ۶۷
۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵	۲۱۵، ۲۱۶	یوساہ (۲۱۵-۲۱۶)
۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹	۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹	۱۷۷-۱۷۹

۶۳۴۰۲۷۶۲۵	۶۱۱۶۱۱۵۰۸۲۶۸۰	یوسف - ۱۹۳۰۱۹۳۰۱۸۳
۶۱۰۵۰۸۵ یورام دیورام	۶۱۳۵۱۳۳۶۱۳۳۶۱۳۱	یوکید - ۱۲۹۰۱۲۸
۶۱۵۰۰۱۳۶۰۱۰۶	۶۱۵۳۶۱۵۲۶۱۳۳۶۱۳۳	یونانیوشنی - ۲۸۲۶۵۱
۱۸۵۰۱۷۳-۱۷۰	۶۱۷۵۰۱۶۹۰۱۶۷۰۱۵۸	یونانیٹڈ بائبل سوسائٹیز - ۳۷۹
۱۵۱ ۱۲۶- یوسف	۶۲۰۶۱۷۹۰۱۷۸۰۱۷۷	یوآخز - ۱۵۱۰۱۳۶۰۱۰۵
۶۱۳۶۰۸۶ یوراکین	۲۱۶۶۲۱۳	۲۰۳۰۲۰۲
۶۲۰۲۰۱۸۵۰۱۷۱	۶۱۰۳۰۵۹۰۱۳۹ یورادہ رملک	۱۵۰۰۱۳۶ یوآس
۶۰۵- زید دیکھیں کونیاہ	۶۱۳۵۰۱۳۳۶۱۰۵۰۱۰۳	یورادہ اسکریوٹی - ۲۵۰۲۳۲
یونیاہ	۶۱۵۲۰۱۵۱۰۱۳۵۰۱۳۰	۶۲۶۶-۲۵۸۶۲۵۶
۶۵۰۰۶۳۹ یو یقیم	۶۱۶۳۰۱۵۹۰۱۵۸	-۲۸۸۰۶۲۶۸
۶۱۳۶۰۱۰۵۰۱۰۳	۱۷۱-۱۶۹۰۱۶۷	یورادہ بن یعقوب - ۸۲۰۸۱
۶۱۸۵۰۱۷۱۰۱۵۱	۱۸۵ یورادہ مکانی	۶۱۳۹۰۱۱۶۰۱۱۵
۶۲۰۳۰۲۰۲۰۲۰۱	۶۱۸۱ یورادہ رملک	-۱۸۳
-۳۶۷	۶۲۲۱۰۲۱۸۰۱۸۷	یورادہ رملک - ۵۹۰۵۰۶۳۹



کتابیات

۱	القرآن (اردو ترجمہ)	مولانا فتح محمد خان جالندھری تاج کچنی لطیف، کراچی ولاہور
۲	القرآن (تفہیم القرآن)	(۱۹۷۴ء) مولانا ابوعلی مودودی، مکتبہ تعمیر ملت
	(اردو ترجمہ و تفسیر)	موصی وروازہ لاہور
۳	القرآن (انگریزی ترجمہ)	(۱۹۷۶ء) عبداللہ یوسف علی، شیخ محمد شرف کستیری بازار لاہور
۴	بائبل -	کتاب مقدس (۱۹۷۷ء) پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور
۵	بائبل -	کلام مقدس (۱۹۰۸ء) سوسائٹی آف سینٹ پال، روما
۶	بائبل -	گڈ نیوز بائبل بر زبان انگریزی (۱۹۷۶ء) ایونٹائٹڈ بائبل سوسائٹیز
۷	انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا	پندرہ حوالہ ایڈیشن (۱۹۷۹ء) ہیلن ہنگوٹے بلنٹن، امریکہ
۸	انسائیکلو پیڈیا فنک	(۱۹۷۶ء) سینٹر ڈی ریفرنس ورکس پبلشنگ کمپنی، نیو یارک، امریکہ -
۹	انسائیکلو پیڈیا، کولٹرز	(۱۹۷۶ء) کروویل کولٹرز اینڈ میکملن، امریکہ
۱۰	انسائیکلو پیڈیا، ورلڈ بک	(۱۹۷۵ء) فیلڈ اینڈ پرائزر ایجوکیشنل کارپوریشن، چھکاگو، امریکہ -
۱۱	پیشینگوٹیاں	(۱۹۷۹ء) پادری جے علی بخش، پنجاب ریجنس بک سوسائٹی، لاہور
۱۲	ضروری سوالات	(۱۹۷۹ء) سی۔ ای۔ میکارٹنی، ترجمہ آئی۔ پور۔ ناصر ریجنس بک سوسائٹی، لاہور
۱۳	عربستان میں مسیحیت	(۱۹۷۰ء) سلطان محمد پال، پنجاب ریجنس بک سوسائٹی، لاہور
۱۴	تدریست و اصلیت	(۱۹۵۹ء) جلد اول، برکت اللہ پنجاب ریجنس بک سوسائٹی، لاہور

مسیحیت پاکستان میں

تصنیف و نتیجہ تحقیق ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی صاحب

پیش لفظ : — حافظ نذر احمد، شبلی کالج لاہور
صفحات : — ۵۲۰۔ سفید کاغذ، بڑا کتابی سائز ۱۸×۲۳

دیدہ زیب آفسٹ چھپائی مضبوط جلد، دوزنگا گر دپوش

مسیحیت پاکستان میں اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب
اور ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے

اس عنوان پر اس شرح و بسط کے ساتھ پاکستان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں فاضل
مصنف نے بڑی جرأت سے ان راز ہائے سرایت سے پردہ اٹھا یا ہے جن سے پاکستان
کے عوام و خواص یکسر بے خبر تھے

کتاب میں تین اہم ضمیمے اور نقشے ان کے علاوہ ہیں : —
● مسیحی آبادی کے چارٹ اور گراف ● پاکستان کی مسیحی علاقائی تقسیم ● ملکی اور غیر ملکی
میشنرز ● پاکستانی مشنوں کے غیر ملکی مرکز ● پاکستان میں گرجوں کا حال ● کر سچن
سیمینرز، اسکول اور کالج ● ہسپتال اور یتیم خانے ● پاکستان کے مشن ہسپتال
● مسیحی اخبارات و رسائل ● بائبل خط و کتابت سکولز -

”مسیحیت پاکستان میں“ اس اہم مسئلے کا ایک سائنسی تجزیہ ہے جس کا مطالعہ
آپ کے لیے از بس ضروری ہے -

قیمت صرف چالیس روپیہ دواک خرچہ دلو روپیہ ساٹھ پیسے

نذر منزل ۲۹/۱۸ محمد نگر
علامہ اقبال روڈ، لاہور

مسلم اکادمی

مسلم اکادمی کی چند اہم مطبوعات

- طبِ نبویؐ
- کتاب نامہ شبلیؒ
- مسیحیت پاکستان میں
- مقالات یوم شبلیؒ
- یہودیت اور مسیحیت
- تعلیمی مقالات
- تعارفِ اسلام
- ارضِ مقدس فلسطین
- اللہ کے احکام
- جائزہ مدارس عربیہ پاکستان
- اربعینِ نوویؒ
- تعارف القرآن
- ہمارے فرائض اور ہمارے حقوق



مسلم اکادمی
 نذر منزل ۲۹/۱۸ محمد نگر
 علامہ اقبال روڈ لاہور



صحت، حفظانِ صحت، بیماری اور بیماری کا فلسفہ، علاج اور پیشہ
معالجاتِ نبوی، آدابِ طعام، آنحضرت کی غذائیں، اور قرآن و حدیث
میں مذکورہ دوائیں اور غذائیں، اور طب سے متعلقہ احادیثِ نبوی
اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں۔

دوسرا روپے پچاس پیسے

مترجم: حافظ نذر احمد

اسلامی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ

ہمارے فرائض (اور) ہمارے حقوق

آج اقصائے عالم میں "حقوق" کے نام پر ایک مسلسل کشمکش جاری ہے، لیکن نہ کسی کو حقوق و فرائض کے
باہمی لازمی تعلق کا احساس ہے نہ حق کے مقابلے سے پہلے فرض کی ادائیگی کا خیال ہے۔ حد یہ ہے
کہ اپنے حقوق کا صحیح علم بھی نہیں۔ اس کتاب میں

اکیاون (۵۱) سماجی، سیاسی، دینی، خاندانی اور انسانی رشتوں کو زیرِ عنوان
بنا کر ہر ایک کے فرائض اور حقوق بیان کیے گئے ہیں۔

برطانیہ ۲۳۶ صفحات، قیمت ۲۳/-

پاکستان
میں

اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے، جس میں
مصنف نے بڑی جرأت سے ان لڑ بائے سرایت کا انکشاف
کیا ہے جن کا جانا قوم کے لیے از بس ضروری تھا۔ یہ کتاب
اس مسئلہ کا ایک سائنسی تجزیہ اور جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔